UNIVERSAL LIBRARY
OU_232690
UNIVERSAL LIBRARY

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام باہتمام عاصر کارعالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ اول

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب
محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی
صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری
در مطبع رحمانی طبع گردید

تعداد جلد ایکہزار

حصۂ اول (عمہ)
حصۂ دوم (عمہ)

جملہ قیمت عــہ [illegible]

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ مولوی محمد عبدالجبار خاں صاحب آصفی

۱ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن حصہ اول - در بیان سلاطین بہمنیہ - عـه حالی

۲ محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ - صمه حالی

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ - صمه حالی

زیر طبع

۳ محبوب فی المنن تذکرۂ اولیائے دکن - قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب انجمن تذکرۂ امرا و وزراء دکن -

۵ محبوب نو دکھن تذکرۂ آثار دکن -

۶ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن - حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مؤلف

فہرست حصۂ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱	۲	حمد و نعت
		حرف الف
۲	۳	آصف اول - عالیجناب میر قمرالدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ اول بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن
۳	۹۴	آصف ثانی - اعلیحضرت قدر قدرت نواب میر محبوب علیخان بہادر مرحوم مغفور
۴	۱۵۸	آذری - اسفراینی
۵	۱۶۶	الفتی - مولانا یزدی
۶	۱۷۴	اسیر - مولانا کمانچہ گر لاری
۷	۱۷۷	اوحدی - شیخ معین الدین محمد
۸	۱۷۸	اوائی - میر مومن یزدی
۹	۱۷۹	اختری - مرزا اختر
۱۰	۱۸۰	ایجاد - مرزا علی نقی خان
۱۱	۱۹۲	افصح - میر محمد علی
۱۲	۱۹۵	امین - امین الدین علی
۱۳	۱۹۶	انسان - شیخ غلام مصطفی مرادآبادی -
۱۴	۲۰۱	انصاف - علی نقی خان
۱۵	۲۰۴	ایما - میر بخشی عاشق علیخان
۱۶	۲۰۵	افتخار - سید عبدالوہاب دولت آبادی
۱۷	۲۰۹	انور - نورالدین خان کرناٹکی -
۱۸	۲۱۱	ارسلان - مولانا قاسم مشہدی
۱۹	۲۱۲	امداد - شیخ غلام حسین برہانپوری -
۲۰	۲۱۵	اقدس - میر رضی شوستری
۲۱	۲۱۸	امیر - سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد
۲۲	۲۲۰	ارشد - میر غلام علی اورنگ آبادی -

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۲۳	۲۲۴	امید ـ قزلباش خان
۲۴	۲۲۷	امیر ـ امیر احمد مینائی
۲۵	۲۳۳	امتیاز ـ میر محسن علی رہی کرناٹکی ـ
۲۶	۲۳۴	آتش ـ سید ابراہیم حیدرآبادی
۲۷	۲۳۵	اشک ـ سید جمال الدین لکھنوی
۲۸	〃	افسر ـ سید احمد حیدرآبادی
۲۹	۲۳۶	الفت ـ محمد جمال الدین مدراسی
۳۰	۲۳۷	احسان ـ میر عباس علیخان حیدرآبادی
۳۱	۲۳۹	آزاد ـ ابوالحمید لکھنوی
۳۲	〃	ایما ـ میر حسن علی خان اورنگ آبادی
۳۳	۲۴۰	ادیب ـ مولوی محمد سیف الحق دہلوی ـ
۳۴	۲۴۱	اعزاز ـ مرزا دین محمد بیگ کابلی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۳۵	۲۴۷	آفاق ـ محمد عیسی خان دہلوی ـ
۳۶	۲۴۸	ایمان ـ شمشیر محمد خان حیدرآبادی
۳۷	۲۵۰	افسر ـ میر باقر علی خان
۳۸	۲۵۱	اختر ـ مولوی لطیف احمد صاحب
۳۹	۲۵۴	آزاد ـ میر غلام علی الحسینی البلگرامی ـ
۴۰	۳۰۲	آگاہ ـ مولوی محمد باقر ناعطی مدراسی
۴۱	〃	امین ـ محمد امین

حرف باء موحدہ

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۴۲	۳۰۳	بدیع ـ ملا بدیع
۴۳	〃	بسمل ـ میر محمد یوسف خان
۴۴	۳۰۴	بینش ـ سید مرتضی مدراسی
۴۵	۳۰۶	بہار ـ سید علی مدراسی
۴۶	۳۰۷	بلیغ ـ محمد غریب اللہ بن فتحپوری

نمبر شمار	صفحہ	اسمائے شعرا
۴۷	۳۰۸	بیان - خواجہ احسن اللہ دہلوی
۴۸	۳۰۹	بندہ - میر محمد امیر اورنگ آبادی
۴۹	۳۱۰	بیان - آقا مہدی اصفہانی
۵۰	۳۱۱	بیجان - لالہ جیکشن داس اورنگ آبادی
۵۱	۳۱۲	باقی - راجہ گردہاری پرشاد حیدرآبادی
		حرف بائے فارسی
۵۲	۳۱۵	پروانہ - شاہ ضیاء الدین برہانپوری
۵۳	۳۱۹	پناہ - محمد پناہ اورنگ آبادی
۵۴	۳۲۰	پنچھی - نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآباد
		حرف تاء فوقانی
۵۵	۳۲۱	تجلی - محمد حسین کاشی
۵۶	۳۲۲	تابع - خلیفہ اسداللہ تتوی نزیل برہانپوری
۵۷	"	تسلیم - محمد قلی برہانپوری
۵۸	۳۲۴	تجلی - شاہ تجلی علی حیدرآبادی
		حرف ثاء مثلثہ
۵۹	۳۲۷	ثاقب - محمد احسان اللہ خان بدایونی -
		حرف الجیم
۶۰	۳۲۸	جانی - میرزا جانی ترخانی
۶۱	۳۲۹	جرات - میر محمد ہاشم
۶۲	۳۳۲	جویا - محمد فاضل سرہندی
۶۳	۳۳۴	جولان - میر حسن علی حسان حیدرآبادی
۶۴	۳۳۵	جرات - سید رضوی خان
۶۵	۳۳۶	جلیل - مولوی حافظ جلیل حسن صاحب استاد اعلیحضرت مرحوم مغفور

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۶۶	۳۴۵	جعفر - مرزا جعفر بیگ قزوینی -
		حرف حاء حطی
۶۷	؍؍	حشمت محتشم علیخان
۶۸	۳۵۰	حقیر - مہا سنگھ اورنگ آبادی
۶۹	۳۵۱	حامد - محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی
۷۰	۳۵۲	حفیظ - شیخ حفیظ دہلوی
۷۱	۳۵۴	حنا - مہدی حسین خان لکھنوی -
۷۲	۳۵۵	حبیب - محمد کاظم صاحب کنتوری
۷۳	۳۵۶	حشمت - میر حشمت علی حیدر آبادی
۷۴	۳۵۷	حسیب - محمد حسیب حیدر آبادی
۷۵	؍؍	حسن - امیر حسن دہلوی
۷۶	۳۶۷	حاکم - حاکم بیگ خان لاہوری
۷۷	۳۷۵	حیا - کاشی مرزا حیاتی
۷۸	۳۷۷	حافظ - خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی
		حرف الخاء
۷۹	۳۸۶	خلیل - مرزا خلیل خان لاہوری -
۸۰	۳۸۸	خواجگی - خواجہ بابا خان بخاری
۸۱	۳۹۰	خوبن - شیخ غلام حسین برہانپوری
۸۲	۳۹۲	خواجہ - خواجہ ایوب المخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی
۸۳	۳۹۴	خاکی - حیدر بیگ بدخشانی الاصل
۸۴	۳۹۵	خلیل - اصالت خان حیدر آبادی
۸۵	۳۹۶	خان - محمدی خان دکنی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۸۶	۳۹۶	خاص - شاہ خاص حیدرآبادی
		حرف الدال المہملہ
۸۷	۳۹۷	درگاہ - درگاہ قلیخان سالارجنگ
۸۸	۴۱۵	دانش - میر رضی مشہدی
۸۹	"	دانش - میر دلاور علی
۹۰	۴۱۷	داغ - نواب مرزا خان دہلوی
۹۱	۴۲۱	دولت - میر دولت علی آسیری
۹۲	۴۲۲	دانا - نصیرالدین خان
۹۳	۴۲۳	درسی - سید محمد درویش براری -
۹۴	۴۲۶	داؤد - مرزا داؤد اورنگ آبادی
۹۵	۴۳۰	دردمند - محمد فقیہ ودگیری
۹۶	۴۳۳	داغ - لالہ نہالکرن اورنگ آبادی
۹۷	"	دارا - خواجہ بہاء الدین حیدرآبادی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۹۸	۴۳۴	دبیر - لالہ دولت رائے برہانپوری
۹۹	۴۳۵	دوست - سید خواجہ حیدرآبادی
		حرف الذال المعجمہ
۱۰۰	۴۳۶	ذکا - میر اولاد محمد خان
۱۰۱	۴۴۲	ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری
۱۰۲	۴۴۳	ذکا - محمد حبیب اللہ مدراسی
۱۰۳	۴۴۶	ذہنی - ملا حیدر کاشانی
۱۰۴	۴۴۷	ذہین - روپ نرائن
		حرف راء مہملہ
۱۰۵	۴۴۹	رازی - میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی
۱۰۶	۴۵۲	راز - میر میران اصفہانی اورنگ آبادی
۱۰۷	۴۵۷	رنگین - نورالدین علیخان
۱۰۸	۴۶۰	روشن - قاضی محمد صالح

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۶۶	۳۴۵	جعفر - مرزا جعفر بیگ قزوینی -
		حرف حاء حطی
۶۷	ر	حشمت محتشم علیخان
۶۸	۳۵۰	حقیر - مہا سنگھ اورنگ آبادی
۶۹	۳۵۱	حامد - محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی
۷۰	۳۵۲	حفیظ - شیخ حفیظ دہلوی
۷۱	۳۵۴	حنا - مہدی حسین خان لکھنوی -
۷۲	۳۵۵	حبیب - محمد کاظم صاحب حبیب کنتوری
۷۳	۳۵۶	حشمت - میر حشمت علی حیدرآبادی
۷۴	۳۵۷	حسیب - محمد حسیب حیدرآبادی
۷۵	ر	حسن - امیر حسن دہلوی
۷۶	۳۶۷	حاکم - حاکم بیگ خان لاہوری
۷۷	۳۷۵	حیا - کاشی مرزا حیاتی
۷۸	۳۷۷	حافظ - خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی
		حرف الخاء
۷۹	۳۸۶	خلیل - مرزا خلیل خان لاہوری -
۸۰	۳۸۸	خواجگی - خواجہ بابا خان بخاری
۸۱	۳۹۰	خوبن - شیخ غلام حسین برہانپوری
۸۲	۳۹۲	خواجہ - خواجہ ایوب المخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی
۸۳	۳۹۴	خاکی - حیدر بیگ بدخشانی الاصل
۸۴	۳۹۵	خلیل - اصالت خان حیدرآبادی
۸۵	۳۹۶	خان - محمدی خان دکنی

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۳۲	۵۰۰	سوز۔ میاں عالم خان
۱۳۳	۵۰۱	سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی
۱۳۴	۵۰۲	سید۔ سید علیخان
۱۳۵	۵۰۳	سرخوش۔ محمد علیم الزمان
۱۳۶	۵۰۴	سخی۔ میر خیرات علیخان حیدرآبادی
۱۳۷	"	سامی۔ سید عبدالقادر اورنگ آبادی
۱۳۸	۵۱۰	سالک۔ مرزا قربانعلی بیگ
۱۳۹	۵۱۳	سرمد۔ حکیم سعید المعروف بہ صوفی سرمد
۱۴۰	۵۱۶	سنجر۔ مرزا سنجر
۱۴۱	۵۱۸	سالک۔ سید غلام حسن القادری الرضائی
		حرف الشین المعجمہ
۱۴۲	۵۲۲	شوریدہ۔ شیخ سلطان الدین برہانپوری
۱۴۳	۵۲۲	شوریدہ۔ شیخ سلطان الدین برہانپوری
۱۴۴	۵۲۳	شورش۔ مرزا محمد منعم ندرباری۔
۱۴۵	۵۲۴	شرافت۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی
۱۴۶	۵۲۵	شہید۔ ملا باقر
۱۴۷	۵۳۰	شریف۔ مرزا شریف کاشانی۔
۱۴۸	۵۳۲	شیفتہ۔ محمد کاظم حسین کنتوری۔
۱۴۹	۵۳۳	شوق۔ غلام محمد حیدرآبادی
۱۵۰	۵۳۴	شکیب۔ نواب مرزا دہلوی۔
۱۵۱	"	شعلہ۔ محمد عبدالوہاب خان مدراسی
۱۵۲	۵۳۵	شادان۔ راجہ راجایان راجہ چندولعل بہادر

نشان سلسلہ	صفحہ	اسمائے شعرا
۱۵۳	۵۵۴	شاد۔ راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام
۱۵۴	۵۶۹	شہید۔ مولوی غلام امام
	۵۷۲	شہید۔ میر احمد علیخان
	۵۷۵	شہید۔ حکیم عبد اللہ خان صاحب
	۵۷۹	شفیق۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی
	۵۸۲	شعلہ۔ میر کاظم علیخان دہلوی۔
		شہیدی۔ مرزا شہید قمی

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

دکن زند [redacted] که نامم بماند در

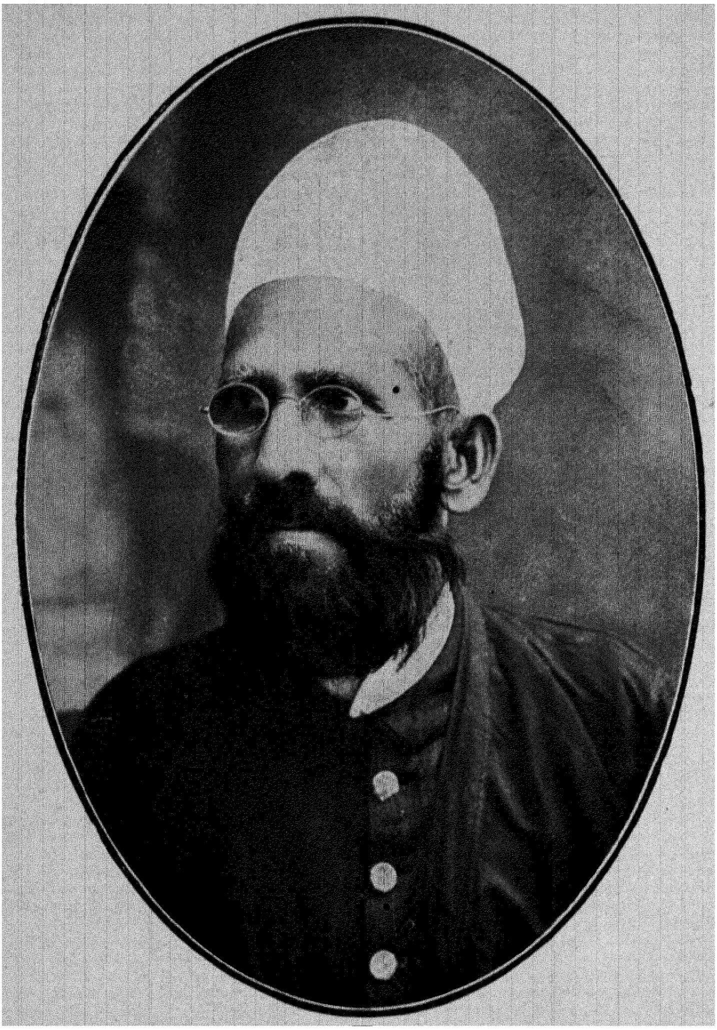

ابو تراب محمد عبدالجبار خان صوفي ملکاپوري براري
حیدرآبادي صدر مدرس عربي و فارسي مدرسه
اغره مولف تاریخ دکن

فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار

بفضل خالق ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام

باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمی بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی

ابو تراب محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری براری

حیدر آبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در مطبع رحمانی واقع محلہ بازار گونڈ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِنْسَانَ اَشْرَفَ الْمَخْلُوْقَاتِ بِالْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ وَکَرَّمَہٗ عَلَی الْحَیْوَانَاتِ بِالنُّطْقِ وَالْبَیَانِ ـ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمَوْجُوْدَاتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِہِ الطَّاہِرِیْنَ الْکِرَامِ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْعِظَامِ اَجْمَعِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الجبّار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی ارباب سخن کی خدمتمین گزارش کرتا ہے کہ میری مؤلفۂ تاریخ دکن المسمیٰ بہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر شامل ہے اور اُسکی ہر ایک جلد بذاتہٖ مستقل ایک ایک کتاب یگانہ ہے اور ہر ایک کے مضامین بھی جداگانہ ۔ ایک کو دوسرے سے تعلق نہین ہے بناءً علیہ مین نے ہر ایک جلد کو الگ الگ نام سے نامزد کیا ۔ چنانچہ یہہ جلد شعرائے دکن کے تذکرہ پر شامل ہے ۔ اسکا نام بھی دوسری جلدون کیطرح عالیجناب فلک انتساب خورشید رکاب جمشید قباب صاحب جود و کرم بلند حوصلہ و عالی ہمم رعایا پرور فیض گستر قدردان علم و ہنر مربّی شعرائے سخنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم خلد اللہ ملکہ کے نام نامی سے معنون کر کے
محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن رکھا۔ اس تذکرہ میں وے شعرا درج
کئے گئے جو دکنی المولد والمنشا ہیں۔ یا وہ شعرا جو دکن میں آئے۔ خواہ یہاں فوت
ہوئے ہوں یا دیگر بلاد میں۔ اور میں نے اس تذکرہ میں شعرا سے اُن شعرا کو درج کیا
جو مشاہیر سے گذرے خواہ وہ متقدمین سے ہوں یا متاخرین سے بترتیب حروف تہجی
لکھا تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے حال دیکھنے میں دقت نہو۔ وبتوفیق اللہ المستعان وعلیہ التکلان

باب الالف

آصف

عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اوّل بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنچتا ہے۔ اور حضرت کا
سلسلہ خلیفہ امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے
جد مادری عالیجناب سعد اللہ خان بہادر صاحب قران شاہجہان بادشاہ ہند کے
وزیر اعظم اور جد پدری حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر ہے
آپکے جد بزرگوار شاہجہان کے آخر عہد میں سمرقند و بخارا سے بتقریب زیارت
حرمین شریفین ہند میں آئے۔ شاہجہان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپکی بہت
تعظیم و تکریم کی نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ ملا۔ لب فرش تک مسند سے
اُٹھ کے استقبال کیا۔ اول ہی ملاقات میں چھ ہزار روپیہ بطور نذر قدم و دست
پیشکش فرمایا۔ اور مہمان عزیز کو بادشاہی منزل میں اوتارا۔ اور مہمانی کا اہتمام

ے از حجۃ الذاکرین ۱۲

نہایت تجمل و شان سے ادا کیا گیا۔ آپکے ہمرکاب مریدین و طالبین تقریبًا ایک سو سے
زیادہ تھے۔ تمام کے ساتھہ حسن سلوک کیا۔ پھر شاہجہان نے دوسری ملاقات مین
آپسے درخواست کی کہ آپ یہان تشریف رکھین۔ اور اہل ہند کو اپنے فیض سے
سرفراز فرمائین۔ آپ عالم فاضل و فقیہ کامل جامع علوم معقول و منقول تھے۔ اور
بخارا مین شیخ الاسلام و صدرالاسلام کے لقب سے ملقب تھے اور بخارا مین مدتک
نذر محمد خان اور اُسکے فرزند سبحان قلی خان کے عہد مین صدر عدالت رہے۔ آپنے
بادشاہ کے اصرار سے ہند مین سکونت اختیار کی منصب چہار صدی سے سرفراز کرکے شاہزادہ
عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ آپ شاہزادہ کی رفاقت مین رہے۔ شاہزادہ صوم و صلوٰۃ کا
پابند تھا۔ اور خواجہ صاحب بھی دین و اسلام کے آشفتہ۔ شاہزادہ آپکی مصاحبت سے
بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تھا۔ جب شاہزادہ دکن مین آیا آپ بھی
ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب باغ فرمان باڑی برہانپور مین باضافہ دو صدی خطاب خانی سے مشرف
ہوکے فراغت کے ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین داراشکوہ بسبب بیماری
بادشاہ وکالتًا امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اور عالمگیر کے وکیل عیسٰی بیگ کو جو
حضور مین رہتا تھا قید کیا اور اسکا گھر ضبط کرلیا۔ اور جسونت سنگہ اور قاسم خان کو
عالمگیر کے روکنے کیلئے بھیجا۔ عالمگیر دکن سے مع جمعیت بہ بہانہ عیادت پدر بزرگوار
روانہ ہوا۔ دار الفتح اجین مین دونون سے مقابلہ کیا۔ عالمگیر کامیاب ہوا۔ دونون
شکست پاکے چلے گئے۔ آپنے جسونت کے مقابلہ مین دلیرانہ کام کئے۔ اور مخالفین کو بھگا دیا
منصب ہزاری پانسو سوار سے سرفراز ہوئے۔ پھر اجین مین باضافہ ہزاری و دو صد
سوار دو ہزاری ہفتصد سوار سے سربلند ہوئے۔ پھر آپ سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین بجائے شیخ میرک صدر کے

صدر ہوئے۔ خواجہ کی پارسائی و پرہیزگاری مشہور تہی۔ عوام الناس خواجہ کے عدل و انصاف سے بیحد خوش تہے۔ پہر آپ سنہ پنجم عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۷۲ ہجری مین با مع اصل و اضافہ بمنصب ہزاری پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۰۷۷ ہجری مین باضافہ ہزار و شش صد سوار و خلعت و فیل صوبہ داری اجمیر سے ممتاز ہوئے۔ اور سنہ چہاردہم عالمگیری م سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین صوبہ داری ملتان پر سربلند ہوئے اور سنہ ۱۸ عالمگیری م سنہ ۱۰۸۵ ہجری مین ملتان سے حضور مین بلائے گئے۔

اسی سال مین آپ امیر حاج ہو کے حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین غائبانہ مخاطب بہ قلیچ خان ہوئے۔ اور بادشاہ نے ایک اسپ تازی با ساز طلا میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان فیروز جنگ کے سپرد کیا کہ بندر سورت مین خواجہ کے پاس پہنچا دے۔ پہر سنہ مذکورہ مین سورت سے آنیکے بعد خلعت صدارت سے سربلند ہوئے اور سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین خلعت خاصہ و اسپ و نقارہ سے بلند آوازہ ہو کے عالمگیر کے ہمراہ دکن مین آئے۔ خافیخان نے لکہا کہ سنہ مذکورہ مین عالمگیر نے خواجہ صاحب کو ابوالحسن تاناشاہ کے پاس سفارۃً بہیجا تہا۔ پہر آپ سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین ظفرآباد کے صوبہ دار ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ مین پدر و پسر دونون عالمگیر کے ہمرکاب تہے۔ گولکنڈہ کے معرکہ مین نمایان کام کئے۔ آخر سنہ ۱۰۹۸ ہجری مین قلعہ مذکور کے محاصرہ مین خواجہ کے دہنے ہاتہ پر زنبورک کا گولہ پہنچا۔ خواجہ باستقلال تمام گہوڑے پر سوار خیمہ مین آئے۔ ایسے مستقل مزاج و قوی دل تہے کہ ضرب گولہ کی کچہہ پروا نہین کرتے تہے۔ جمدۃ الملک اسدخان وزیر حسب الحکم بادشاہ آپکی عیادت کیلئے آئے۔ اسوقت جراح استخوان شکستہ کے ریزے زخم سے چن رہا تہا

خواجہ صاحب فراغت سے مسند پر بیٹھے ہوئے تہے۔ مقرّبین سے باتین کر رہے تہے
قہوہ کا دور چل رہا تہا۔ اور فرماتے تہے کہ جرّاح ٹانکے لگا ہوا لاہو شیار ملگیا ہے
دو تین روز کے بعد بتاریخ چہارم ربیع الاول سنہ ۱۰۹۸ ہجری مین اس دار فانی سے
عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ گولکنڈہ کے قریب حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر
مدفون ہوئے۔ مزار زیارتگاہ ہے۔ ہرسال آپکا عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سخی المزاج تہے،
مکہ و مدینہ مین بیشمار روپیہ مجاورین و شرفا کے لئے بہیجتے تہے۔

اور آپ کے والد ماجد یعنی میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر
باپ کی رحلت کے بعد رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری تک ترقّی کی۔ اور غازی الدینخان
فیروز جنگ عالمگیری امرامین اکبر الامرا شمار کئے جاتے تہے۔ عالمگیر آپ کو بڑی
عظمت و محبّت سے دیکھتا تہا۔ دکن کے معرکون مین آپکی جان نثاری عرق ریزی
و دلیری دیکہہ کے فرزندون سے زیادہ چاہتا تہا۔ جب آپکی کوشش و جانفشانی سے
بیجاپور کی فتح حاصل ہوئی۔ اُسوقت آپکے خطاب کے ساتہہ فرزند ارجمند کا فقرہ
اضافہ فرمایا۔ رقعات مین لکہتا ہے (فرزند بے ریو و رنگ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر)
بیجاپور کے معرکہ مین دکنیون نے عالمگیری لشکر مین رسد کی آمد و رفت بند کردی تہی
لشکر مین بسبب عدم غلہ و دانہ کے کہلبلی پڑی ہوئی تہی۔ تمام بیقرار و جان بلب
ہو رہے تہے۔ عالمگیر رسد کے نہ پہنچنے کی خبر سے نہایت ہی بیچین و بیقرار تہا۔ رات کے
آٹہہ بجے فیروز جنگ کو بلایا اور رسد پہنچانیکی بابت کہا۔ فیروز جنگ بہادر اُسیوقت
مستعد ہوئے مع جمعیت و رسد ہمراہ لیکر عالمگیری لشکر مین مخالفین سے قتال و جدال
کرتے ہوئے قریب چار بجے صبح کے پہنچے۔ رسد لشکر مین تقسیم کرکے فی الفور عالمگیر کے پاس آئے۔

از فتحیہ ۱۲

اور عالمگیر کو رسد پہنچانیکی خبر دی۔ اُسوقت عالمگیر بہت ہی خوش ہوا۔ اور فیروز جنگ کی تعریف و تحسین کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور دو رکعت شکرانہ ادا کر کے دعا چاہی۔ خدایا آج تیموریہ خاندان کی جسطرح غازی الدینخان فیروز جنگ نے عزت و آبرو بچائی۔ اُسیطرح تو اُسکے خاندان کی عزت و آبرو قیامت تک قائم رکھیو۔ دیکھو عالمگیر کی اس دعا سے کسقدر آصفیہ خاندان کی عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے آپ عالمگیر کی رحلت کے بعد شاہ عالم کے عہد مین گجرات کی صوبہ داری پر مقرر ہوئے۔ آخر آپ نے سنہ ۱۱۲۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کے خلف الصدق عالیجناب فلک انتساب فردوس آرامگاہ حضرت آصفجاہ بادشاہ دکن ہین۔ آپکا اصلی نام میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر خطاب ہے و آصف تخلص ہے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان مین واقع ہوئی۔ ولادت کی تاریخ بحساب جمل (نیک بخت) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا نشو و نما آسائش و آرام کے گہوارہ مین ہوا۔ ناز و نعم کیا تہہ آپکی تربیت ہند کی آب و ہوا کی آغوش مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے آغاز مین آپکی تعلیم و تربیت عرب و عجم و ترک و ہند کے علمائے افاضل و فضلائے اکابر سے شروع ہوئی۔ آپکے والد ماجد عالیجناب میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان بہادر نے تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا۔ اور اخلاق و آداب کی درستی کیلئے برگزیدہ و پسندیدہ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ اتالیق و ادب آموز متعدد مقرر کئے تہے خلد مکان عالمگیر بادشاہ بہی آپکے حالات و آثار دیکھہ کے سمجھتا تہا کہ یہہ ہونہار ہے تاکید مزید کرتا تہا۔ کہ تعلیم علوم کا انتظام عمدہ طرح سے ہونا چاہئیے۔ اور حکم کیا کہ میر قمرین کو

ہر ہفتہ مین ایکبار سلام و کورنش کیلئے ہمارے پاس بہیجتے رہین۔ چنانچہ فیروز جنگ بہادر
ہمیشہ فراغ تحصیل تک حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ جب آپ عالم شباب مین علوم
وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور بزرگان سلف کی طرح معقول و منقول وفقہ
واصول مین ایسی لیاقت و مہارت حاصل کی کہ اقران و امثال سے فائق
ولائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہے۔ عربی فارسی و ترکی و ہندی زبان مین بڑا
استعداد کامل رکہتے تہے۔ فاضل ادیب و عالم لبیب تہے۔ ہر ایک زبان مین نظم و نثر لکہنے
مین ملکۂ تامہ و مدرکۂ کاملہ رکہتے تہے۔ فتوحات آصفیہ کے مولف نے تعلیم و تربیت
کے محل مین لکہا کہ مولانا احمدیار خان مخاطب بہ ترکی خان آپکے اتالیق تہے
ترکی زبان آپکو سکہلاتے تہے۔ مرأت الصفا کے مولف نے لکہا کہ آپ موزون الطبع
تہے شعر گوئی و شاعری کے آشفتہ تہے۔ مرزا عبدالقادر بیدل سے اصلاح کلام فرماتے تہے
ذکاوت و سنجیدگی طبع خداداد تہی جو کچہہ آپکے زبان و قلم سے کلام موزون و مضمون
بلاغت مشحون نکلتا تہا۔ نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا تہا۔ اصلاح غیر کا محتاج
نہین ہوتا تہا۔ اس فن کے اساتذہ آپکا لوہا مانتے تہے۔ بجز تحسین و آفرین کچہہ نہین کہتے تہے
واقعی آپکے دو دیوان فارسی ضخیم جو مطبع سرکار آصفیہ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کے
حکم سے مطبوع ہوئے ہین اُن سے ہمارے معززین مورخین کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے
مولف فقیر کے پاس دونون دیوان موجود ہین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہون
ناظرین کیلئے بطور نمونہ ہر ایک دیوان سے اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین
آپکے تبحر علم و مذاق شاعری سے واقف ہو جائین اور اُن کو اسبات کی پوری تصدیق
ہو جائے کہ آپ عالم و حکیم و صوفی تہے۔ آپ ابتدا مین شاکر تخلص اشعار مین لکہتے تہے

اس دیوان کے اشعار تقریباً دو ثلث تصوف و معرفت کے مضامین مین ڈوبے ہوئے ہین ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہین - اور ہر ایک فقرہ سے فقیری و خاکساری کے کنوز عیان ہین - اور بعض اشعار سے اولیا کرام و اتقیاء عظام کے ساتھہ آپکی حسن عقیدت و ارادت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے نصائح و پند و حکم و امثال پائی جاتی ہین - اور ہمدردی و رحم دلی غربائے بی سر و سامان کے ساتھہ معلوم ہوتی ہے - علی ہذا القیاس دوسرے دیوان کے اشعار بھی جسمین آپ صنعت تخلص فرماتے ہین مضامین متفرقہ علی الخصوص تصوف کا خزینہ ہے) اور آپنے معشوق حقیقی کے خط و خال و ابروئے رشک ہلال و چشم غیرت غزال و رخسارہ مہ پارہ کی توصیف و تعریف مین عالم عالم مضامین نگین و گلشن گلشن معانی شیرین سے صفحات کتاب کو رشک فردوس برین بنا دیا - اور استعارات و تشبیہات کے لباس زرین سے ایسا آراستہ کیا کہ ارژنگ چین کہا دیا - آپکے دونو دواوین کی عبارت فارسی سلیس با محاورہ مثل اہل زبان ہے - میرے نزدیک ایک گلستان دیگر بوستان ہے - مدعیان این زمانہ میرے کلام پر قہقہہ ماریںگے - اور کہین گے کہ مولوی صاحب نے تملقاً مبالغہ کیا ہے - واقع مین مبالغہ نہین ہے غور سے ملاحظہ کرین منصفانہ داد دین - آپکے دو دواوین کی نسبت مین نے جو کچھہ لکھا امر بدیہی ہے برہان و دلیل کا محتاج نہین ہے اب مین یہان سے آپکی حکمرانی و کامرانی و عطیہ سلطانی و تعلق سلاطین تیموریہ گورگانی و غیرہا کی کیفیت بطور مشتے نمونہ از خروارہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین آپکے مجمل حالات سے واقف ہو جائین - یہان تفصیل و تشریح کا محل و موقع نہین ہے - مین نے آپکا تفصیلی حال شرح و بسط کے ساتھہ محبوب الوطن

تذکرۂ سلاطین دکن کی تیسرے حصہ مین پورے طور سے لکہا ہے جو شایق ہوگا وہان ملاحظہ کریگا - احوال الخواقین کے مولف نے لکہا کہ آپ خلد مکان عالمگیر کے عہد مین عالم شباب مین چین قلیچ خان خطاب و منصب پنجہزاری سے سربلند ہوئے - اور بادشاہ موصوف کے آخر عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری پر سرفراز اور شاہ عالم کے زمانہ مین خان دوران بہادر خطاب و صوبہ داری اودہ سے ممتاز ہوئے - پہر آپنے چند روز بسبب ناواقفیت امرائے سلطنت منصب و امارت ترک کرکے درویشی اختیار کی گوشۂ عافیت مین معتکف ہوئے - یہہ امر آپنے حکمت علمی و دانائی سے اسلئے اختیار کیا تہا کہ اُسوقت شاہزادگان عالمگیر مین فتنہ و فساد برپا تہا - ہر ایک سلطنت کا مدعی بن رہا تہا - امرا اغراض نفسانی کے سلاسل مین بندہے ہوئے تہے - کوئی کسیکی نہین سنتا تہا - فتنہ کا بازار گرم تہا - ایسے ہنگامۂ بیجا مین آپ درویشی و گوشہ نشینی اختیار نکرتے توکیا کرتے آپ گوشہ مین بیٹہہ کے تاک رہے تہے کہ کیا کرنا چاہیئے - آپ اگرچہ بظاہر گوشہ نشین و فقیر لباس بنگئے تہے - لیکن منتظر تہے کہ اونٹ کروٹ بدلے - پہر آپ جہاندار شاہ کے اصرار سے گوشہ ترک کرکے حضور مین آئے - اصل منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے اور محمد فرخ سیر کے سنہ جلوس کے ابتدا مین فتح جنگ نظام الملک بہادر خطاب و ہفت ہزاری منصب و صوبہ داری دکن سے سربلند ہوئے - چند روز کے بعد دکن کی صوبہ داری امیرالامرا سید حسین علیخان کے تفویض ہوئی - آپ دارالخلافہ مین پہنچے - مرادآباد کی حکومت پر مقرر ہوئے - پہر آپنے رفیع الدرجات کے عہد مین مالوہ کی صوبہ داری پائی آخر آپ نے امرائے حضور سے نفاق و کینہ کی بو قوت شامہ سے محسوس کی بیدل و پریشان ہوئے - اور دل مین عزم بالجزم کیا کہ ملک دکن کو جو ایک صوبہ زرخیز ہے -

اور امرائے حضور کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے ملک زر خیز مین غنیم مرہٹہ کی مداخلت ہو جائیگی۔ ایسا زرخیز ملک ہمارے اہل اسلام کے دست قدرت سے چلا جائیگا تسخیر کرنا چاہیے تاکہ اسلام کے قبضہ مین رہے۔ بناءً علیہ آپ سنہ گیارہ سے تبئیس ۱۱۳۲ ہجری مین مالوہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے۔ نربدا سے عبور کرکے اولاً قلعہ آسیر پر پہنچے۔ اُسوقت سید طالب علیخان سادات بارہ سے قلعدار تہا۔ آپنے قلعہ کو سید موصوف سے صلحاً مسخر کیا۔ کشت و خون کی نوبت نہ آئی۔ اُسیطرح شہر برہانپور کو محمد انور خان صوبہ دار سے تسخیر فرمایا۔ دونون مقامون سے بیشمار زر و سامان رسد بدست ہوا۔ پہر تیرہ تاریخ ماہ شعبان سنہ مذکورہ مین آپنے سید دلاور علیخان برادرزادہ حسین علیخان امیر الامرا سے جو آپ سے محاربہ کے لئے بہ ترغیب سادات بارہ دار الخلافہ سے مقرر ہو کے آیا تہا موضع حسن پور علاقہ سرکار ہنڈیہ مین قتال و جدال کے بعد فیروزی و کامیابی پائی۔ دلاور علیخان مقتول ہوا سادات بارہ کی فوج درہم برہم ہو گئی۔ آپنے کامیابی کے بعد بلدہ برہانپور مین مراجعت کی۔ پہر چہٹی تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین سید عالم علیخان برادرزادہ امیر الامرا حسین علیخان سے جو صوبہ دکن کا نائب تہا۔ بالاپور ضلع برار کے اطراف مین سخت معرکہ ہوا۔ بفضل خدا اس معرکہ مین بہی آپکو فتح و فیروزی حاصل ہوئی۔ اور عالم علیخان مقتول ہوا۔ سادات بارہ کا طبقہ درہم برہم ہو گیا۔ ان کے اقبال مین زوال آیا۔ انہین ایام مین اعتماد الدولہ محمد امین خان جو سادات کے بعد محمد شاہ بادشاہ کا وزیر ہوا تہا فوت ہوا۔ سنہ ۱۱۳۴ ہجری مین آپ حضور مین بلائے گئے۔ آپ حسب الطلب دار الخلافہ مین پہنچے۔ پانچوین تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ حاسدین رشک حسد کی آگ سے جلنے لگے۔ اور آپسے انتقام کرنا چاہتے

اُسکے مخالف ہوتے تہے اور بادشاہ کو غیر واقع سمجہا کے آپ کے نسبت بدگمان کرتے تہے
بعض نے رشک سے وزارت سست تاریخ کہی۔ آپ نے سنتے ہی فی البدیہہ جواب مین
تاریخی فقرہ کہا کہ وزارتم بتجمل۔ اُنہین ایام مین معزالدولہ حیدر قلیخان اسفراینی
ناظم گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ نے صوبہ داری گجرات
و مالوہ کو وزارت و امارت دکن کا ضمیمہ کرکے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اور حیدر قلیخان کا
مہم آپکے سپرد کیا۔ آپ حسب الحکم فی الفور جہابودہ قریب گجرات مین پہنچ گئے۔
حیدر قلیخان مقابلہ کی تاب نلاکے مجنون بنگیا مقابل نہین ہوا۔ پہر آپ اپنے
عم بزرگوار حامد خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر کرکے صوبہ مالوہ مین
آئے۔ مالوہ کی صوبہ داری پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے پہوپوزاد بہائی کو نیابتاً معین کرکے
دارالخلافہ مین مراجعت کی۔ بادشاہی امرا آپکی وزارت کے مخالف تہے۔ لہذا بادشاہ کو
خلاف واقع سمجہا کے ورغلایا اور آپکے جانب سے بدگمان کیا۔ بادشاہ نے دکن کی
صوبہ داری آپ سے تغیر کرکے مبارز خان ناظم حیدرآباد کے تفویض کی۔ اُسوقت
آپنے حضور مین عرض کیا کہ دارالخلافہ کی آب ہوا میری مزاج کے مخالف ہے۔ اور
مرادآباد کی ہوا موافق ہے۔ مرادآباد جانیکی رخصت عطا کیجئے۔ آپ کی درخواست
حضور مین منظور ہوی۔ آپ سرعت و عجلت کے ساتہہ دکن کے طرف روانہ ہوئے
تہوڑی مدت مین دکن پہنچ گئے۔ سنہ ۱۱۳۷ہجری محرم کی تیسری تاریخ مقام شکر کہیڑہ
برار مین مبارز خان صوبہ دار دکن سے مقاتلہ و مقابلہ ہوا۔ مبارز خان مع فرزندان
مقتول ہوا۔ تمام ملک دکن آپکے قبضہ اقتدار مین آگیا کوئی مانع و مزاحم نہین رہا
بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی صوبہ گجرات پر مبارز الملک سربلند خان تونی۔

اور صوبہ مالوہ پر گردہر بہادر کو مقرر فرمایا۔ پہر چند ایام کے بعد فردوس آرامگاہ محمد شاہ
آپ کی دلجوئی و دلداری کرنے لگے۔ ۱۱۳۸ سنہ گیارہ سو اڑتیس ہجری مین آصفجاہ خطاب سے
سرفراز فرمایا۔ پہر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دوبارہ بمبالغۂ تمام دار الخلافہ مین بلایا۔ آپ حسب الطلب
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ خلف الصدق کو نیابتاً دکن مین مقرر کرکے بادشاہ کے
حضور مین روانہ ہوے۔ آخر ربیع الاول سنہ مذکورہ مین دار الخلافہ مین داخل ہوے
دو مہینہ کے بعد بادشاہ نے آپ کو غنیم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اکبر آباد و مالوہ
کی صوبہ داری عطا کی۔ آپ اکبر آباد آئے محی الدین قلیخان کو جو سعد اللہ خان
وزیر کے بنائر اور آپکے قرابتداروں سے تہے۔ اکبر آباد کی صوبہ داری پر نیابتاً مقرر فرمایا
اور آپ عازم مالوہ ہوئے۔ رستہ مین دریائے چنبل کے کنارے بہت تکلیف سہنی پڑی
پائین اکبر آباد دریائے جمنا سے عبور کرکے مشرقی جانب روانہ ہوئے۔ اٹاوہ ہوتے ہوے
پائین کالپی دوبارہ دریائے جمنا سے گذر کے ملک بوندیلہ مین آئے۔ بوندیلہ کا
راجہ مع جمعیت ہمرکاب ہوا۔ منازل طی کرتے ہوئے بہوپال مین پہنچے۔ باجی راو
مرہٹہ بافواج سنگین دکن سے برآمد ہوا۔ ماہ رمضان سنہ مذکورہ مین بہوپال کے
اطراف مین باہم جنگ جدل کی آگ مشتعل ہوئی۔ طرفین مقابلہ مین برابر و ہم پلہ
تہے کسیکی شکست و کشائش نہین تہی۔ کہ نادر شاہ کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی۔
آپ نے ایسے وقت مین صلح کو جنگ پر ترجیح دی باہم جلد صلح کرکے دار الخلافہ
مراجعت کی۔ نادر شاہ سے معرکہ ہونیکے بعد آپ ہی کے توسل سے باہم صلح ہوئی
بہ نسبت امرائے دیگر نادر شاہ نے آپ کے ساتہہ بہت حسن سلوک فرمایا۔ آپ کی
بزرگی و دانائی کی تحسین کی۔ دہلی کا قتل عام آپ ہی کی عذر خواہی و سفارش سے

معاف ہوا۔ امیر الامراء صمصام الدولہ خاندوران کے مقتول ہونیکے بعد امیر الامرائی
کا منصب آپکے دیگر مناصب کا ضمیمہ ہوا۔

انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے مفسدین کے ورغلانے سے خلاف
و بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ آپ حضور بادشاہ سے رخصت لیکر فرزند دلبند کی
اصلاح کے لئے سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین وارد دکن ہوئے۔ بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ ہجری
مین اورنگ آباد کے اطراف مغربی جانب پدر و پسر کے فیما بین جنگ واقع ہوا۔
نظام الدولہ زخمی ہوکے پدر مہربان کے ہاتھ آیا۔ پند و نصائح کے بعد قصور معاف
کیا۔ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین کرناٹک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا۔ اول ترچناپلی کے قلعہ پر
محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ملک ارکاٹ کو قوم نوائط سے مسخر فرمایا۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین
قلعہ مالکنڈہ علاقہ حیدرآباد پر محاصرہ کرکے مقرب خان دکنی کے ہاتھ سے مسخر کیا
آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین برہانپور مین آئے۔ بیمار تھے سنہ مذکورہ مین فردوس برین روانہ ہوے
نعش مبارک کو برہانپور سے روضہ خلد آباد مین لاکے حضرت شاہ برہان الدین غریب
کے پائین قبر دفن کئے۔ یزار و یتبرک۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقرا و مشائخ کو
طعام دیا جاتا ہے۔ اسی سال محمد شاہ بادشاہ و اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر
نے عالم بقا کو رحلت کی۔ میر غلام علی[1] آزاد بلگرامی نے تاریخ موزون کی ھ

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند — فتاد حیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ — نماند شاہ زمان و وزیر و آصف دہر

آپ[2] دولت تیموریہ کے اعاظم امرا سے تھے۔ عالمگیر کے تربیت یافتہ۔ عالمگیر کے
زمانہ سے محمد شاہ کے آخر زمانہ تک امارت و وزارت کی صدارت پر صدر نشین رہے

[1] از سرو آزاد بلگرامی ۱۲ [2] از تاریخ تحفۃ الخواتین ۱۲

تقریباً تیس برس تک شش صوبجات دکن کی حکومت پر حکمران رہے ۔ محمد شاہی دربار مین اکثر امرا آپکے قرابتدار تھے ۔ تمام آپکی خدمت مین نیازمندانہ تسلیم بجالاتے تھے ۔ دربار شاہی مین عقیل و فہیم و متین باوقار و تمکین اگر تھے تو آپ ہی تھے ۔ آپکا نظیر کوئی نہین تھا اکثر امرا آپسے رشک و حسد کرتے تھے ۔ آپ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے دوست و دشمن کے ساتھہ ہمدردی مساعدت کرنے مین کوتاہی نہین فرماتے تھے ۔ علما و صلحا و فقرا کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے ۔ ہر ایک آپکے عطیۂ عام سے بقدر قسمت پاتا تھا ۔ عرب و عجم و ماوراء النہر و خراسان و سمرقند و بخارا و ہندوستان سے آپکی خدمت مین آتے تھے ۔ آپکے خوان کرم سے سیراب و تازہ ہوتے تھے ۔

آپکے یادگار دکن مین متعدد عمارات ہین ۔ برہانپور کی شہرپناہ جو آپنے سنہ ۱۱۴۱ ہجری* مین تیار کی ۔ دوم نظام آباد کی آبادی ۔ و مسجد و کاروان سرا ۔ و دو توپخانہ ۔ و پل وغیرہا کو تعمیر کیا کہ رب اجعل ھذا بلدا آمنا سے تاریخ ختم تعمیر و آبادی برآمد ہوتی ہے یعنی سنہ ۱۱۴۲ ہجری ۔ سوم حیدرآباد کی شہرپناہ کی تکمیل کی ۔ چہارم ہرسول کی نہر جو عنبر کے زمانہ سے جاری تھی ازسرنو اُسکی ترمیم و تعمیر کرائی ۔ بعض مورخین نے لکھا کہ آپنے عنبری نہر کے سوا علیحدہ ایک نہر تعمیر کی ۔

فہرست امراء آصفجاہی جو دہلی سے دکن مین ہمرکاب آئے ہین

معز الدولہ صلابت جنگ نواب حامد خان عم آصفجاہ ۔ نصیر الدولہ عبد الرحیم خان عم دوم عوض خان عضد الدولہ قسورہ جنگ شوہر عمہ آصفجاہ ۔ رعایت خان ظہیر الدولہ برادر محمد امین خان اعتماد الدولہ وزیر محمد شاہ ۔ متوسل خان رستم جنگ بہادر داماد آصفجاہ

* از تاریخ فتحیہ ۱۲

[6] ہدایت محی الدین مظفر جنگ آصفجاه بہادر اول - [7] قادر داد خان عرف شیخ نور اللہ انصاری
[8] حرز اسد خان نبیرهٔ سعد اللہ خان وزیر برادر علامی متوسل خان - [9] طالب محی الدینخان
نبیرهٔ سعد اللہ خان وزیر برادر متوسل خان - [10] حسن محی الدین بن محی الدینخان
[11] حفیظ الدینخان - و [12] محمد سعید خان پسران عنایت خان نبیرهٔ لطف اللہ خان مرحوم
[13] محتشم خان بہادر - [14] حشمت اسد خان - [15] ارادت خان بن میر ہدایت اللہ خان
[16] ہدایت اسد خان - [17] میر حافظ خان بن ہدایت اسد خان - [18] خدابنده خان نبیرهٔ
شائستہ خان امیر الامرا - [19] محمد عنایت خان - [20] رحیم اسد خان بن عنایت خان
[21] عزیز بیگ خان - [22] خواجہ عبد اللہ خان - [23] خواجہ سعد الدین - [24] ابتدا خان مرزا مہدی
[25] شیخ عاقل خان کنبوه - [26] محمد انور خان - [27] میر مرزا خان - [28] میر سیف الدینخان - [29] رحیم بیگخان
[30] میر اسمعیل المخاطب میر مسافر خان - [31] برقنداز خان - [32] پورنچند دیوان - [33] مرزا محمد
[34] حکیم عبد الحسین خان - [35] صف شکن خان مجاہد جنگ - [36] میر اعظم ارادت خان
[37] ہاشم قلیخان عرف میر محمد ہاشم جرأت تخلص - [38] شیخ محمد انور مرادآبادی - [39] محمد عاقل خان
عاقل تخلص - [40] محمد امین خان متخلص بہ مطلع - [41] حکیم محمد امین الدین اصفہانی
[42] حکیم محمد جعفر شیرازی - [43] حکیم محمد اصفہانی - [44] حکیم جعفر ثانی - [45] محمد ولایت -
[46] محمد نیابت - [47] مرحمت خان بن امیر خان - [48] طالب علیخان - [49] حکیم محمد نقی خان
[50] رحیم خان مغل رفیق قدیم - [51] فتح اسد خان بہادر عالمگیری - [52] فتحیاب خان برادرزاده
فتح اسد خان - [53] راو رنبہا بنالکر - [54] سید جمال خان بن قسوره جنگ - [55] شیخ ابو الخیر خان
[56] محمد غیاث خان بہادر - [57] علی اکبر خان - [58] فدوی خان - [59] سیادت خان - [60] دیانت خان
[61] اسد اللہ خان بن عمدة الملک امیر خان - [62] عنایت اسد خان - [63] اسمعیل خان خویشگی

کنور[64] رجانچند بہادر بن راجہ ستر سال - خواجم[65] قلیخان - بہادر[66] دلخان قلماق -
راجہ[67] گوپال سنگہ - ہمت[68] یار خان - بایزید[69] خان - منور[70] خان خویشگی - ترکتاز[71] خان
باجیراو[72] - راجہ[73] ساہو - سید غضنفر[74] علیخان - رائے[75] سلطانجی نبالکر - عبد المجید[80] خان
عبد اللہ[81] خان - طاہر[82] خان - عطایار[83] خان - محمد یوسف[84] خان تورانی مولف تاریخ فتحیہ
عبد الفتاح[85] خان - عبد العزیز[86] خان - میر عبد الرزاق[87] خان - میر صفی[88] اللہ خان
میر شمس[89] الدین خان - لشکر[90] خان - سید شریف - میں نے ان تمام امرا کے
حالات چوتھی جلد محبوب الزمن تذکرہ امرائے دکن میں لکھے ہیں -

مشائخ وقت معاصر آصفجاہ مرحوم

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی - میان شیخن - شاہ محمود نقشبندیہ - شاہ سلیمان
شاہ نور اللہ - شاہ محمد علی - میر محمد باہ - غلام حسن قادری - شاہ یونس درویش
سید شاہ علی - میان یار محمد - شاہ محرم وغیرہم قدس سرہم اجمعین -

آپ کی اولاد

شش پسر - پنج دختر - کل (۱۱)

میر[1] شاہ المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ ثانی - میر[2] احمد المخاطب نظام الدولہ
ناصر جنگ - میر[3] محمد خان المخاطب صلابت جنگ - میر[4] نظام علیخان اسد جنگ -
خواجہ[5] شریف خان بہادر بسالت جنگ - میر[6] مغل علیخان بہادر - دختر[1] اول
مسمی خیر النسا بیگم منکوحہ متوسل خان - دوم[2] منسوب با خلاص خان بن سعد اللہ خان
سوم با میر ابراہیم خان بن میر کلان خان قلعدار بیدر -
ناصر جنگ کی دو ہمشیرہ حقیقی کی نسبت کس سے ہوئی - معلوم نہیں ہوا -

انتظام مملکت

آپ جب دکن مین دلاور علیخان و عالم علیخان و مبارز خان کے مقابلہ و مقاتلہ سے فارغ ہوئے۔ تب انتظام مملکت کے طرف متوجہ ہوئے۔ اسوقت دکن کے تمام بلاد و قصبات و دیہات مین محمد شاہی امرا و افاغنہ کرنول و شاہنور۔ و بدنور و کڑپا وغیرہا بلاد مذکورہ پر قابض و متصرف تہے۔ مالکانہ تصرف کرتے تہے۔ اگرچہ اونکو ملک سے دیہات و قصبات بصیغہ جاگیرین دئے گئے۔ لیکن وے اسکو جاگیر التمغا یعنی جاگیر نسلاً بعد نسل تصور کرتے تہے۔ اور بادشاہ کو سالانہ بطور پیشکش و نذرانہ کسیقدر رسم بہیجدیتے تہے۔ اور امرا و وزرا کو بہی تحائف و نذرانہ معقول دیکے فراغت سے مین بہاے حکمرانی کرتے تہے۔ بیچارہ رعایا اُن کے تابع و مطیع تہی۔ رعایا مظلوم کی داد رسی و فریاد رسی کی کوئی سبیل نہین تہی۔ افاغنہ سیاہ و سفید کے مالک تہے۔ آپکو باوجود کامیابی دکن مین امرائے بادشاہی و افاغنہ مرفوع القلم کا تابع کرنا دکن کے معرکون سے زیادہ مشکل مسئلہ تہا۔ آپنے دانائی و حکمت عملی و بردباری کا طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک فرد امرائے افاغنہ کے ساتہہ خوش خلقی و حسن لطف سے پیش آتے تہے۔ اور اُنکی دلجوئی و دلداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ اور اُن کے خواہش کے موافق کاربند ہوتے تہے۔ اور آپ ہر ایک سے یہی فرماتے تہے کہ اے برادران من! مین نے ملک دکن جو زرخیز ہے اس غرض سے تصرف مین لیا۔ کہ اہل سلام کے ہاتہہ سے غنیم مرہٹہ کے تصرف مین نجائے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ امرائے بادشاہی اغراض نفسانی کے شکنجہ مین مبتلا ہین۔ اور حضرت پادشاہ عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ علاوہ اسکے امرائے دربار مین باہم اتفاق نہین۔ نفاق کا بازار گرم ہے۔ افاغنہ و امرائے بادشاہی

آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہوئے۔ اور آپ کے مُطیع و مُعین ہوئے۔ جو نذرانہ و پیشکش بادشاہ کو دیتے تھے۔ آپکی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ آپ بھی ہر ایک کو بحسب منصب و خلعت و انعام و خطاب عطا کرتے تھے۔

کرنول و کڑپہ کے افاغنہ اوّلاً آپ کی اطاعت سے انکار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اور آصفجاہ ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین۔ ہم باہم مساوی درجہ مین۔ ہان ہم اس شرط پر اطاعت کرین گے۔ اور آصفجاہ کے مُعین و مددگار رہون گے۔ کہ آصفجاہ ہم سے مساوی طریق سے ملین۔ اور ملاقات کیوقت ہمارا استقبال کرین۔ اور ہم کسیقدر جھک کے سلام کرین گے۔ اور دربار مین بازو مین بیٹھین گے۔ آپنے افاغنہ کی تمام شرائط قبول کین۔ اور اونکو اطاعت کے دائرہ مین لیا۔ افاغنہ نہایت خوشی سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

اسیطرح مچھلی بندر کے صوبہ دار خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان دونون بھائی بھی آپ کے حسن اخلاق و اشفاق دیکھکے صلحاً تابع ہوگئے۔ تخمیناً ایک کرور زر نذرانہ و پیشکش دیا۔ آپ خواجگان عالیشان سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خلعت فاخرہ و انعام وافرہ و جاگیر معقول سے سرفراز فرمایا: اور اپنے خاندان کی ایک دختر نیک اختر سے شادی کردی۔ خواجگان تا بہ زندگی آپکے مطیع و تابع رہے۔ اور خدمات جلیلہ پر فائز المرام ہوتے رہے۔ چوک کی مسجد خواجہ صاحب کی یادگار ہے۔ مینے خواجگان عالیشان کا حال محبوب انجمن تذکرہ امرائے دکن مین مفصل لکھا ہے۔

علیٰ ہذالقیاس جب آپ دورہ مین نکلے۔ شاہنور پہنچے۔ وہان عبدالمجید خان میانہ حکمران تھا۔ آپ بیرون بلدہ میدان پر فضا مین فروکش ہوئے۔ آپکے ہمراہ

جمعیت پیادگان و سواران ایکہزار سے زاید تہے - علاوہ این نقباء و چوبداران و خدم و حشم بہی تہے - آپنے خانصاحب کو یاد فرمایا - خانصاحب غرور و رعونت مین ڈوبے ہوسے تہے - ملاقات کے آنے مین پس و پیش کرنے لگے - لیکن آپکی لطف و مدارات جادو کا اثر کرتی تہی ملنے کیلئے راضی ہوا - اور کہا مین آصفجاہ سے اس شرط پر ملونگا کہ انکا صاحبزادہ میرے لینے کے لئے آئے - اور بعد الملاقات آصفجاہ میرا استقبال کرین - آپنے خانصاحب کی درخواست قبول کی - فی الفور ناصر جنگ کو مع جمعیت سواران و پیادگان خانصاحب کے پاس بہیجا - خانصاحب خوشی کے مارے پہولے کہ جامہ مین نہ سمائے - ناصر جنگ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آئے - آپنے نہایت خندہ پیشانی سے چند قدم استقبال کرکے خانصاحب سے معانقہ و مصافحہ کیا - خانصاحب آپکی مدارات و خاطرداری سے ممنون و مشکور ہوئے - اور اپنی غلط فہمی کی معافی چاہی - اور پیشکش و نذرانہ پیش کیا - آپنے نہایت ہی مسرت کے ساتھہ منظور فرمایا - اور خانصاحب کو خلعت و جاگیر و منصب بر بدستور سابق بحال کیا اسیطرح آپنے آہستہ آہستہ دکن کے تمام امرائے بادشاہی و افاغنہ و راجگان و نایکان کو مسخر فرمایا - آپکے مزاج مین تحمل و رحم زائد تہا - تالیف قلوب لطف و مدارات سے کام لیتے تہے - اور سرکاری امور مین عجلت نہین فرماتے تہے -

مالگزاری کا انتظام

جب آپ ملک کی کشائش و امرائے بادشاہی کی تسخیر سے فارغ ہوئے - تب زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و محاصل کی کمی بیشی کے طرف رجوع ہوئے - دکن مین زمین کی پیمایش و غلہ کی تقسیم کا کوئی دستور العمل و قانون مقرر نہین تہا - ایک جوڑی بیل کی زراعت پر

تہوڑا سا محصول مقرر کر لیتے تہے۔ پرگنات و بلاد مین مختلف طور سے لیا جاتا تہا غلہ کی آمدنی کی کمی و بیشی کی کچہہ باز پرس نہین ہوتی تہی۔ اور سلاطین چغتائی و راجگان دکن کے فیما بین معارکے و محاربے ہونیکی وجہ سے دکن کے اکثر پرگنات و دیہات ویران و خراب ہوگئے تہے۔ بی چراغ و بی مکین پڑے ہوئے تہے۔ رعایائے مالگزار فرار ہوگئی تہی۔ کوئی زمیندار وطن کیطرف رخ نہین کرتا تہا۔ روز بروز ویرانی بڑہتی جاتی تہی۔ مرشد قلیخان صوبہ دکن عالمگیری نے جو سیاق دان ہوشیار و منصدی پیشہ تہا دکن مین ٹودر مل اکبری کے طرح ایک دستور العمل مرتب کیا۔ ملک کی آبادی مین کوشش کرنے لگا۔ ہر ایک ضلع مین اُمنائے فہمیدہ و متدین مقرر کئے۔ اور زمین کی پیمائش شروع کی۔ زمین پیمائش شدہ کو رقبہ کے نام سے ملقب کیا۔ اور زمین کو دو حصون پر تقسیم کیا۔ ایک قابل زراعت دوم غیر قابل یعنے زمین کوہ و ہامون۔ ہر ایک گانون و پرگنہ مین پٹیل مقرر کیا۔ جس مقام مین اصلی مقدم سابق کے وارث ہوتے تہے تو اُنکو بحال کرتا تہا۔ اور جہان مقدم قدیم مفقود الخبر ہو تو وہان متدین شخص کو جدید مقدم کرتا تہا۔ اور زمینداروں کی تالیف قلوب مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ زمینداران نادار کی بیلون اور مایحتاج زراعت سے بطریق تقاوی اعانت و امداد کرتا تہا۔ اور موسم فصل پر مقدم کے ذریعہ سے قسط قسط وصول کرتا تہا۔

محصول کے وصول کے طریقے

محاصل کے وصول کے تین طریقہ تہے ایک یہہ غلہ کا تودہ تخمینہ کر کے۔ ثلث یا نصف لیتے تہے۔ یا ثلث و نصف غلہ کی قیمت اندازہ کر کے وصول کرتے تہے۔

دوسرا یہہ تہا غلہ کی تعقسیم یعنی بٹائی تین قسم پر تہی - اولاً جو غلہ بارش کے پانی سے پیدا ہوا اوس سے نصف لیا جاتا تہا - ثانیاً جو غلہ کوئین و باولی کے پانی سے پیدا ہوا اوسمین سے ثلث لیا جاتا تہا - اور غلہ کے سوا جو چیز مثلاً انگور و انجیر و نیشکر و خشخاش و ہلدی وزیرہ وغیرہا پیدا ہو اُسکا نوان حصہ لیا جاتا تہا - مولف فتحیہ نے لکہا کہ نوین حصہ سے چوتہی تک لیتے تہے - ثالثاً جو چیز ندی و نل و چشمہ کے پانی سے پیدا ہو اُسکا قاعدہ مقامات کے لحاظ سے نوان حصہ یا اُس سے کم و بیش مقرر کیا جاتا تہا - تیسرا طریقہ غلجات و بقولات کے ہر ایک جنس سے ربع لیا جاتا تہا - مزروعہ کا مقدار نرخ مشخص کرکے فی بیگہ دستور العمل مقرر کیا تہا - پچاس کے بعد ہر ایک جنس سے مختلف طور پر محصول لیا جاتا تہا - یہہ قاعدہ دکن کے تین چار صوبجات مین جاری ہوا تہا - اسکو مرشد قلیخان کا دہارہ کہتے تہے

اعلیحضرت آصفجاہ قدس سرہٗ کے

عہد[۵۱] میمنت مہد مین بموجب دہارہ مرشد قلیخان عمل درآمد رہا - بعد مین مختلف طریقے رہے - اکثر تعلقدارون کو ایک ضلع بالمقطع دیا جاتا تہا - تعلقدار سے ایک معتدبہ رقم سالانہ مقرر کی جاتی تہی - علاوہ این سالانہ پیشکش و نذرانہ حسب موقع و مقتضائے وقت لیا جاتا تہا - تعلقدار ضلع کے سفید و سیاہ کا مالک مختار ہوتا تہا - جسقدر چاہتا تہا رعایا سے وصول کرلیتا تہا - اسوجہ سے رعایا تنگ حال رہتی تہی - اکثر زمیندار تعلقدارون کی سختی و بیرحمی سے جلاوطن ہو جاتے تہے - دیہات و مواضع ویران و بیچراغ پڑے رہتے تہے - سرکاری محاصل پر نقصان پہنچتا تہا - کوئی اس نقصان کیطرف توجہ نہین کرتا تہا - جاگیرات مین بہی اسی قسم کی بدانتظامی

[۵۱] از روزنامچہ آصفی مولفہ حکیم نرائن ۱۲

رہتی تہی۔ جاگیرداروں کے نائب جو چاہتے تہے کرتے تہے۔ رعایا کے لئے کوئی قانون و دستور العمل نہین تہا۔ جسکی پابندی ہو۔ اسیطرح سے عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مرحوم اول کے زمانہ وزارت تک پریشانی رہی۔ پہر عالیجناب نے از سرِ نو پیمایش کرائی۔ خراج و محاصل کے قوانین دستور العمل مرتب کرائے۔ بالمقطع دینا بالکلیہ موقوف کیا۔ سرکار انگلشیہ کی طرح زمینداروں کو قول و پیمان سے زمین دینے لگے اور محاصل واجبی مقرر کئے۔ تاکہ کسیکو موقع شکایت نرہے۔ مین نے عالیجناب مدار المہام کی سوانح عمری تفصیل کے ساتہہ محبوب الانجمن تذکرۂ وزراء دکن مین لکہی ہے۔ یہان اُسکا موقع و محل نہین ہے صرف بطور نمونہ لکہدیا۔ میرے پاس تین روزنامچے بطور گزیٹیر ایک اورنگ آباد۔ دوسرا بیدر۔ تیسرا برار موجود تہے۔ اُنمین محاصل و زمین کی کیفیت تشریحاً مرقوم تہی۔ افسوس صد افسوس وہ تینون روزنامچے میرے کتب خانہ نوادر کے ساتہہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگئے۔

فہرست خدمات مفوضہ خانساماں یعنی دیوانِ خانگی

۱ تقرری و ترقی اہل خدمات شاگرد پیشہ	۲ جواب محاسبات و درخواست مطالبات	۳ دستور کارخانجات و خزانہ
۴ فرمائش حضور	۵ تصفیہ کرایہ و اجرت	۶ ضبط محصول باغات و کرایۂ دکاکین و حق چلیہا
۷ جواب التماس متصدیان کارخانجات	۸ افراد عرض کارخانجات	۹ دستک انعام
۱۰ روزنامچہ صوبجات و روزنامچہ رکاب	۱۱ دستخط بر عرائض	۱۲ تمسکات مال ضامنی شاگرد پیشہ و متصدیان
۱۳ تصدیقات حاضری داروغہ و اُستاد و شرف تحویلداران	۱۴ عرض کارخانجات	۱۵ تشخیص قیمت جنس پیشکش
۱۶ نذر خیرات و سوغات	۱۷ تصدیق انعام جنسی و انعام بصاحب رسالہ تعلقدار	۱۸ جانورونکا یومیہ خوراک مقرر کرنا۔

١٩	٢٠	٢١
بار برداری کارخانجات کو تقسیم کرنا۔	دستکات اجناس مستعار جو کارخانہ سے دیتے ہین	بادشاہ زادونکی شادی کا انتظام واہتمام
دستک راتبہ طعام بہ نسبت کمی واضافہ بدفتر خانسامان	طلو امیر تحصیل محاسبات بخشیان بدفتر خانسامان	ضبط اموال باتفاق خانسامان
طرح عمارات	تعین مقامات دواب	سرانجام کارخانجات
نرخ اجناس		

خدمات مفوضہ میر آتش متعلقہ توپخانہ

جماعت امیدواران بندگی ازہر کہ اسپ بکار آید وستعملی شود و برائے ہرکہ اضافہ باید گرفت ستادہ نماید۔ پیش کند	برقندازان تیراندازی و دستخط چہرہ ملاحظہ کند
دستک داغ وتصحیحہ چوکی برقندازان از دفتر میر آتش نوشتہ شود	دستک منصبداران و توپخانہ وافواج وصوبجات و منصبداران داغ تصحیحہ از دفتر میر آتش نوشتہ شود
مطالبہ عرضی عرض کند	دستک تنخواہ اجناس توپخانہ وافواج وقلعجات بمہر میر آتش
سوال تنخواہ حاضری و دیگر مقدمات بدستخط میر آتش	روزنامچہ داغ تصحیحہ بدفتر میر آتش

آپ نے دارالخلافہ مین وزارت کے بعد انتظامات ذیل محمد شاہ بادشاہ کی خدمت مین خیر خواہانہ عرض کئے

حاسدین نے بادشاہ کو آپ کے جانب سے بدگمان کیا۔ وہ انتظامات خارج مین موجود ہونے نہین پائے

آپ دل مین کشیدہ و رنجیدہ ہوئے - اسی قسم کے اسباب ہان یعنی دربار شاہی سے نکلنے کے مہیّا ہوئے -

تفصیل انتظامات

اول - محال خالصہ کا اجارہ موقوف کرنا چاہئے - اس لئے کہ اجارہ و مقطع ملک کی خرابی و تباہی کا باعث ہے -

دوم - رشوت جو نامزد پیشکش ہے اوسکو موقوف کرنا چاہئے - اسطرح سے لینا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے -

سوم - جزیہ ہنود پر بدستور مثل زمانہ خلد مکان عالمگیر جاری رکھنا چاہئے

چہارم - عرض کیا کہ ہمایون بادشاہ شیر شاہ کی وجہ سے ایران گیا تھا - اور شاہ ایران نے اعانت کی تھی - فی الحال افاغنہ ایران پر حملہ کر رہے ہین - اسوقت اگر شاہ ایران کی اعانت کی جائے تو آیندہ تیموریہ خاندان کی نیک نامی ہمیشہ تک باقی رہیگی محمد شاہ نے فرمایا کسکو روانہ کرون - آپنے فرمایا آپ جسکو تجویز کرین وہ حکم کی تعمیل کریگا - والّا اس خانہ زاد کو تجویز کرین بدل و جان کوشش کرے گا -

ایضاً

آصفجاہ[2] مرحوم نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین دکن کا پورے طور سے بندوبست کیا - اور رعایا کو زمینداران مفسد و مقدمان ظالم و نایکان سرکش کے شکنجہ ظلم سے رہا کیا - تمام سرکشون کو مطیع و مسخر فرمایا - اور اکنکیرہ و پرگنات گدوال و سرکار ایلگندل وغیرہا کے راستون و جہاڑیون کو رہزنون کی تاخت و تاراج سے پاک و صاف کیا - کوئی راہزن باقی نہین چھوڑا - آپ کے اہتمام سے تمام راستے جاری ہوئے - مسافرین تجار کو

[1] از فتحیہ ۱۲   [2] از عثمانیان جلد دوم ۹۷۲ صفحہ ۱۲

امن وآرام ملا۔ فراغت سے آمد و رفت کرتے تھے۔ کسیکا مال و اسباب تاراج و غارت نہیں ہوتا تھا نہ کسیکی جان ہلاک ہوتی تھی۔ تمام رعایا آپ کے عدل و انصاف سے خوش تھے۔

ایضاً

ساداتِ بارہ نے مرہٹہ کو دکن کے محاصل سے چوتھہ کی سند عطا کی تھی۔ اور جاگیردار چوتھہ سے مستثنیٰ تھے۔ لیکن مرہٹہ کے گماشتے جاگیرداروں سے بھی ظلماً چوتھہ لیتے تھے۔ اور علاوہ چوتھہ فی صدی دس روپیہ حق دیسمکھی بھی رعایا سے وصول کرتے تھے۔ رعایا پر سخت ظلم و ستم ہوتا تھا۔ آپ جب دکن میں حکمرانی کرنے لگے۔ تب آپنے ایسا بندوبست کیا کہ چوتھہ کا معاوضہ زر نقد صوبہ حیدرآباد کے خزانہ سے دیا جائے۔ اور مرہٹہ رعایا و جاگیرداروں سے کچھہ تعلق نہ رکھے۔ اور آپنے حق دیسمکھی کو موقوف فرمایا۔ اور چوتھہ و حق دیسمکھی کے مستاجرین کو برخاست کیا۔ تمام رعایا و جاگیرداران دکن آپکے حسن انتظام سے خوش و خرم ہوئے۔ اور مسافرین بھی آپکے شکرگزار ہوئے۔ سر دیسمکھی راہداری کے گماشتے مسافرین تجار کو بہت تنگ کرتے تھے۔ مرہٹہ کے ظلم سے تجارت کا بازار سرد تھا۔ آپ کے عہد میمنت میں تجارت کا بازار گرم ہوگیا۔ سوداگران دولت سے مالامال بنگئے۔

اس دیوان کے اشعار منتخبہ جسمیں آپ آصف تخلص فرماتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں

آصف

حرف الف

اشتیاقِ دیدنِ آن بیوفا داریم ما | گو کدورت در دلش باشد صفا داریم ما

از خافیخانی جلد دوم ۶۳ و صفحہ ۱۲

از پناهِ دیگران باشد پناهِ ما قوی
هرکس اینجا گر کسی دارد خدا داریم ما

در حضورش راست استادن غبار سروریست
این غبار را در نگاهِ او بپا داریم ما

از یکی ده میشود نقدی که کس را میدهیم
درمیانِ کیسهٔ خود کیمیا داریم ما

توتیای در ضیا بخشی ازین بهتر کجاست
در فضای چشم خود آن خاکِ پا داریم ما

سرِ شبها روز می دنیا پرستان باد و بس
در دلِ خود شیوهٔ تسلیم و رضا داریم ما

از تصور کردنِ روی چمن پیرای او
در نظر آصف چه باغ دلکشا داریم ما

وله

گریه و نالهٔ شبینهٔ ما
هست مفتاحِ گنج سینهٔ ما

در نوا ضعِ نشانِ رفعتهاست
پستی ما شده است زینهٔ ما

وله

با صاحب آن نی سرو کارست دلم را
با سروِ روانی سرو کارست دلم را

شد سینهٔ من چاک زعشقِ رخ صافی
با ماه و کتانی سرو کارست دلم را

شد شهرهٔ عالم دلِ بیتاب بهجرت
با نام و نشانی سرو کارست دلم را

آصف شده ام کشتهٔ گفتار نگاری
با تیغ زبانی سرو کارست دلم را

وله

درکارها رعایتِ اسباب لازم است
باشد کمان و تیر جدا تیرزن جدا

شبهای ماه تیره شد از دودِ آهِ ما
تا گشته ایم آصف ازان سیمتن جدا

وله

درد و سوز و وجد و ذوقِ دل بود سامانِ ما
عشق نازل کرد این آیات در شانِ ما

می کند آن مه جفا و ما تحمل میکنیم
شد بإحسانش مقابل صورتِ احسانِ ما

در جدائی گرم بیتابی ست اعضا یک قلم
می طپد دل در رهِ وصلت برنگِ جانِ ما

میرویم آصف بکوی او سبکتر از نسیم
هیچ ننشیند غبار راه بر دامانِ ما

وله

رونقی دارد ز عشق ماه رویت کارِ ما
همسری با عرش جوید گوشهٔ دستارِ ما

بسکه یکرنگیم با نیرنگ حسن از عشق تو
کمتر از زلفت نباشد رشتهٔ زنار ما

صرف کن ای بوالهوس فهمیده نقد خویش را
جز متاع درد عشقی نیست در بازار ما

هر چه می باید ز مشک و عنبر سارا درست
زلف خوشبوی تو باشد طبلهٔ عطار ما

حیف آصف عشق ما یک لحظه پنهان نماند
آشکارا می کند فریاد دل بر یار ما

ولہ

دعا گفتیم از شور جنون امروز طاقت را
که ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را

نه آسانست عاشق گشتن ای دل غم بخور چندی
در آیین محبت جلوه پروازیست محنت را

ز میدان وفا تنگ ست سر برداشتن رفتن
از این شیران هر دل کس نه فهمید این قباحت را

ضرور افتاد طالب را ذکائی در سبق خواندن
ندارد گر کسی همت چه فهمد رکاکت را

نمایان ست آصف را بباید نقد جانبازی
غنیمت دان برای سود خود امروز فرصت را

ولہ

بود از موجها چین جبین محفل دریا
هوائی گر نباشد حل شود این مشکل دریا

اگر مردانه کس از لجهٔ هستی برون آید
ز هر موجی باد آماده باشد ساحل دریا

محیط عشق و بحر شوق باشد در دل آدم
که شد از خاکساریها درینجا محمل دریا

خراج از بحر میگیرد ببین تدبیر نیسان را
حباب گوهرست و قطرهٔ آصف حاصل دریا

ولہ

درد سر از فکر دنیا می کشی ای دل چرا
چون قناعت صندلی داری شدی غافل چرا

خودنمائی می کند کس را ز معنی بی نصیب
همچو خط موج دریا گشته باطل چرا

هستی بی همتان را چون سراب بگو
کشت زاری بود پیدا گشت بی حاصل چرا

حرف التاء

چندان نبود معتقد محض تو کل
تا بر کمر خویش کسی زاد سفر بست

ولہ

چون رواج بد درین دوران بود
اعتبار شخص در پاچیگر نیست

هر کرا باشد نظر انسان بود — هر که بشناسد گهر را جوهریست
مغز هر کار است محو او شدن — ورنه کار هر دو عالم سرسریست
وله
بود مراد دل آصف بینکه حافظ گفت — سلامت همه آفاق در سلامت تست
وله
بعجز کوش که مقصود یابی ای دل زار — که دام صید مرادت ز خاکساری تست
دلبر عفو تو امروز کرد آصف را — گناهگار با میدپرده داریست
وله
پاس مهمان داشتن آمد ضرور — هر نفس خود میهمان دیگر است

حرف دال مهمله

در حال تردد نرسد شخص بجائے — مانده است بره هر که نگاهے بقفا کرد
وله
عاشق ز موج گریه دلے شاد میکند — بر روے آب خانهٔ آباد میکند
وله
سزاوار محبت نیست قطع دوستی کردن — نمیرسد بیار ما گر همنشین می باید کمی پرسد
زیاران زمانی نیست امید وفا هرگز — خوشا یارے که در شادی بیاید در غمی پرسد
وله
بر رگ غفلت تواند نشتر تیزی زدن — هر که مژگان را شب از اشک ندامت تر کند
میرسد از صحبت نیکان بد انرا فیضها — عاقبت آمیزش اکسیر مس را زر کند
فیض چشم اشکبار آصف تماشا کردنیست — آب در گوهر چو باشد قدرش افزونتر کند
عاصیان هم قائل حدت چو نیکان می شوند — هر عرض پیش نظرها جلوهٔ جوهر کند

حرف راے مهمله

نعقدے کن وا ز ائے جانفشانی ما — وله — که کار بیش نماید بخوش دلی مزدور
همچنان کز انتها جام دلم لبریز هست — 〃 — کیسهٔ طبع گدا را نقد استغناست پر
عفو ست گل تازهٔ افضال الهی — از شرم عرق ریخته در دامن تر گیر

وله

بجلوه‌گاه تو بیگانه گشت دل ز شعور
غبار راه تو گرمی شود بعد معذور

چنانکه دل نفسی نیست غافل از یادت
تغافل تو کند کار را برین دستور

بکعبه داشت چو رنگینی لبش شهدی
دمید سبزهٔ خط همچو جستن زنبور

ز گرمی که کشیده‌ست در جوانی طبع
سفید گشتن ریش است شربت کافور

قوی ز شیوهٔ تدبیر گشته است ضعیف
ز اتفاق چو زنجیر میشود صف مور

ظهور راحت و رنج است در فضای جهان
ز آتش است و زبان پر تمام صحن تنور

تعقدی کن و افزای جانفشانی ما
که کار بیش نماید بخوشدلی مزدور

تحیریم ز قرب و بعد جلوهٔ او
که یار ماست نزدیک و نیست از ما دور

محجباً آن نشد چشم ما نمی‌بینیم
بهار حسن تو در غیبت است و هم بحضور

بهمه قامت او عرض می‌کند آصف
که بهر سوختنم در تو روشنی است ضرور

وله

دل سراسر خیال آن بت زیباست پر
از فروغ صورتش چشم این شیداست پر

شیشه‌های باده میگردد ز می خوردن تهی
چشم او بینا ولی همواره این میناست پر

نازها چون قطره دریا موج حسن دلبر است
از هجوم قطره صحن خانهٔ دریاست پر

نیست پای جستجو را مانعی در راه عشق
گرچه خار مغیلان دامن صحراست پر

در دل روشن ندارد جای آصف غیر یار
از فروغ جلوهٔ او دیدهٔ بیناست پر

وله

درمیان گلرخان دارد تبسم آنی دگر
کعبهٔ مقصود من دارد ازو شانی دگر

گو زبانی گرچه این خوبان بچوگان می‌کنند
گوی دلها میبرد خوبم بچوگانی دگر

چون زبان با دل یکی شد لذت توحید یافت
من نگیرم چاشنی را از نمکدانی دگر

گرچه درمان طبیبان سودمند آصف نشد
میرساند دردمند ما بدرمانی دگر

ول

ای چه میپرسی ز ما از دوری دوری های یار
در پریدنهای رنگ ماست مطلب آشکار

استقامت کی کند بر شعله یک ساعت سپند
لیک دل را عشق خوبانست بر آتش سوار

گرد تشویشی نمی یابیم ما در راه عشق
در نگاه ما نمی آید بجز خطش غبار

ای بهار خوبی جاوید یک آن جلوه کن
تا کجا آصف کشد از بهر دیدن انتظار

وله

چون برآرد از میانِ غرفهٔ خود یار سر
دانه سان بهر تماشا سر کشد بسیار سر

دیدنت مقصود چشم و الفتت محبوب دل
جامه را تن خواست ما خواسته دستار سر

میدمد صبح امیدت کمتر از شبنم مباش
گر ترا سودای خورشیدشدن باید برار سر

دفع موذی کردنت لازم بود پیش از گزند
کوفتن باید چو پیشِ کس برآرد مار سر

دور کن سودای دنیا از سرت آسوده زی
موی چون گیرند از سر می شود هموار سر

آصف از درد محبت پیشت آهی رو چه شد
نالهٔ بلبل کشد در محفل گلزار سر

وله

از رنگِ گل آئینهٔ رخسارِ تو بهتر
وز ماه بود پرتو دیدارِ تو بهتر

خوبان دل و جان برده ز عیاری دیدن
زان جمله بود دیدهٔ عیارِ تو بهتر

نقشی که زبانی ست درین صفحهٔ عالم
زان سبزهٔ خطِ لب پرکار تو بهتر

ای دل کشش از رهبری خضر تو منت
یادش بود امروز بره یار تو بهتر

ای برهمن از رشتهٔ تسبیح ریائی
در پیش نظر رشتهٔ زنارِ تو بهتر

بی لطف بود رفتنت از پهلوی آصف
در آمدنت خوبی رفتار تو بهتر

وله

از گل هزار جا رخ یارست خوبتر
رنگینیش ز رنگ بهارست خوبتر

جز دل مکن تو روی سوی صید آهوان
صید دل از تمام شکارست خوبتر

از سرمه گرچه روشنی آید بچشم کس
در جلوه گاه یار غبارست خوبتر

آصف بهار پستهٔ خندان اگرچه خوب ‌ ‌ ‌ سنجیده ام از آن لب یار است خوبتر

وله

دل از تو چه دید یاد میدار ‌ ‌ ‌ بر جان چه رسید یاد میدار

ابروی تو روز وصل آن شوخ ‌ ‌ ‌ تیغی که کشید یاد میدار

تیر تو رسید بر دل و جان ‌ ‌ ‌ هر جا که رسید یاد میدار

صید خم زلف تست آصف ‌ ‌ ‌ دامت چه کشید یاد میدار

وله

حلقهٔ زلف بتان را دام گیر ‌ ‌ ‌ در خمش ای صید دل آرام گیر

کار لقمان و فلاطون عشق نیست ‌ ‌ ‌ پیش عشق این پختگان را خام گیر

کارها کردن بموقع خوشنماست ‌ ‌ ‌ دامن رخ صبح وز نعش شام گیر

در عتاب گلرخان لطفی بود ‌ ‌ ‌ لذتی از دادن دشنام گیر

گر هوای سیر باغ آصف تراست ‌ ‌ ‌ دامن عشق بت گلفام گیر

وله

لب پرخنده و خال و قدش آید بنظر ‌ ‌ ‌ نخل امید دلم کرد گل و ورد و ثمر

تنگدل می شود آنکس که کند ترک تلاش ‌ ‌ ‌ دست و پا چون بزند قطره بدریا گهر

وله

بی ثبات است آشنائی یار ‌ ‌ ‌ مغتنم هر قدر که هست شمار

مزرع وصل سبز اگر خواهی ‌ ‌ ‌ عرق افشان براه تخم بکار

جهد کن تا مراد دل یابی ‌ ‌ ‌ مقصد آئینه ایست در کف کار

گفت خذ ما صفا الی آخر ‌ ‌ ‌ جز محبت ز غیر دل بردار

فرصت خویش را ز دست مده ‌ ‌ ‌ که بود هر نفس ببرق سوار

وله

این کن و آن مکن نمیگوید مجال آرزو ‌ ‌ ‌ هرچه خواهی کن توئی امروز صاحب اختیار

عالم ایجاد باشد نعمتی از خوان حق ‌ ‌ ‌ شکوه ناشکری بود از کار و بار روزگار

جائی نامحرم فضای محفل اسرار نیست

وله

پردهٔ ستاریش جرم مرا افشا نکرد

بسکه از توفیق او باری دمادم می شود

میکند آماده عجز ای دل حیات تازه

اصل در اشیاست حلیت غرض ساز و حرام

دل بدست تست هرجا خواهی ای دلبر ببر

وله

آن علامت ز خاک را آمد

وله

نقش قدم ببین و قدم بر قدم بنه

از خوف و رجا که نشانست در نظر

وله

پشیمانی کند ستر گناهان

وله

بعد محنت میرسد راحت بپایان غم مخور

آشنائیها مبدل شد چو با بیگانگی

مانع فیض مربی نیست اسباب حجاب

آصف آنگه رخ پرپوش در صدف چون گوهرست

وله

در محبت و محنت یک نقطه هست فرقی

وله

برو محتسب نیست این جائی تو

وله

محسوسش نه بیند کس ناگزیر لیکن

وله

از فیض خاکساری سوزست در دلها

وله

متاع محبت ببازار نیست

هرچه آصف غیر یار اوست از خاطر برآر

وله

عفو او در گوش میگوید که باش امیدوار

هر نفس با نفس سرکش هست ما را کارزار

خاکساری پیشه کن بار دگر هم سر برآر

شرط در شطرنج چو بندند می گردد قمار

در کفش آصف نمی بیند عنان اختیار

وله

هرکجا مے شو و بلند غبار

وله

از رفتگان براه نشان هست در نظر

کیفیت بهار و خزانست در نظر

وله

درین پرده خطای من نگهدار

وله

عُسر دارد آفتاب یسر تابان غم مخور

ای دل غافل ز بهر آشنایان غم مخور

سائبان ابر دارد موج باران غم مخور

گر نشیند در درون پرده پنهان غم مخور

وله

ز آبروی عاشقان را هست اعتبار دیگر

وله

همیشه نه باشد جهان دگر

وله

دنیا بچشم آز را آید بسی محقر

وله

خاکستریست هرجا پنهان هست در اخگر

وله

خریدار شو از دکان دگر

ردیف حرف زای منقوطه

بناز کشت مرا یار و شد پشیمان ناز
که بعد ازین ز که گیرد سر گریبان ناز

بهار ناز نگارم ز عالم دگرست
ندیده ام بجهان یک نگار با آن ناز

نشسته تا بت زلفت به عیش عارض تو
کند بشیوهٔ هر کافر و مسلمان ناز

ز روز عید بود بیش نشاط آصف
دمی که در نظر شوق کرد جانان ناز

وله

دست عشق از لوث دنیای دنی آزاده است
نیست جز اعجاز چیزی در ید بیضا ناز

عالم از صوت صدای گیر و دار او پر است
شور محشر کند دریوزه از غوغای ناز

از نیاز آصف بیتاب ای رشک پری
بایدت پرسید قدر بی نیاز بهای ناز

وله

در راه طلب همدم حیرت شده بودی
ایدل تو درین بحر چه لنگر زده باز

ای دل پی دلدار شدی گرم تردد
یارا تو درین راه بر آخگر شده باز

قطع طمع از هوش کند هستیت آصف
از دیدن چشمش تو که ساغر زده باز

وله

صبح شتابیم و پرج مهر ندیده است هنوز
دل افسرده گل وصل نچیده است هنوز

از درد عشق خبردار دل او نبود
او چه داند که درین راه نه دویده است هنوز

چشم او طرفه بلائیست که صد رنگ درست
نگهم از گل این فتنه چه دیده است هنوز

وله

گر بود تسخیر یک دست کسی باده بریا
دانهٔ تسبیح سازد رشتهٔ زنار سبز

چون بموقع سر چه فتد از ندامت سالم است
نیست بد باشد گر آب تیغ جوهر دار سبز

موج باز است آصف تا که فیض بهاره
کشت امید دلم را کرد آن دلدار سبز

وله

بهار آمد و دل از چون بهار امروز
برای باده کشی چیست انتظار امروز

گذشتم از خود و گشتم با دو سه چار امروز
برو بر شور جنون کرده ام دو کار امروز

بیا بیا که ز هر قطرهٔ اشک چشم ترم — پرست دامنم از گوهر نثار امروز

دلم بدام سر زلف یار می گوید — که صید را نبود هیچ اختیار امروز

بهار چهرهٔ رنگین او مگر آصف — شگفته ست چه گلها بباغ یار امروز

ردیف السین المهمله

عاقلان را یک اشارت هم کفایت میکند — گر درون خانهٔ فهم ست کس یک حرف بس

هر که را توفیق باشد احتیاج پند نیست — تازیانه نیست حاجت چیست باشد گر فرس

وله

خاکساری سے کند معمور دل — خانه ها بر پا ز دیوار ست و بس

از سماجت جان من آگاه نیست — در دلم مقصود اظهار ست و بس

دامنش آصف بود تا دست گیر — زندگی یعنی همین کار ست و بس

ردیف الشین المنقوطه

از حنا طرها [illegible] بود دوده — دربا دلبرت شکر فراموش

آصف نرود بجز در تو — کرده ست درو گر فراموش

وله

از بار فراق تو قدم شد چو کمان خم — از قامت موزون خود امروز عصا بخش

اے جذبهٔ عشق تو فزا بار نگاهت — با بیم خریدار تو این [illegible] بخش

چون ما نبود هیچ گنهگار بعالم — چو تو نبود هیچ کس امروز خطا بخش

آصف نکند تا در رهِ دل تجاوز — او را ز کرم چاشنی [illegible] بخش

وله

ایم از ذکر نامت نیست فراموشش — بجز یادت ز دل جمله فراموشش

حضور یار [illegible] — بهار آمد [illegible]

مراد دل ز رقت سے بر آید — گرفته [illegible] آغوش

ز ستاریش چون جوئے مرادے
اگر بینی تو آصف عیب پوش

وله

برون از دام گیسویش نمی بینیم صیدی را
تعلق دارد این دنیا و مافیها بگیسویش

ز گلزار نگارم نیست واقف غیر دل دیگر
صبا می پرسد از من تا کجا باشد سر کویش

وله

خوبی آزادگی آزاد بیند روشنش
سرکشیها شعله را باشد ز اوج گردنش

جلوه گاه ناز شوخ ما فضای دل بود
آن پری آمد ولی بی شیشه نتوان دیدنش

وله

بسالک ره عشقش نه بخشد سود هر زادی
اگر همت درین وادی نبیند دور گم زادش

ز خاموشی براحت بود هم آغوش جان آصف
بیاد جور آن بدخو فغان و ناله امدادش

وله

گرد از برق خلعت میدهد امروز شمشیرش
اگر خونریزی بسیار گردد عنان گیرش

لبش شیرین و شیرین تر ازان افتاده تقریرش
بود هر حرف او دام دلم آنجاست نخجیرش

دهانے نامه یکسر شعله ریز شوق او باشد
قلم را نیست طاقت بر زند دامان تحریرش

وله

دمی که تیغ کشد غمزهائے بیباکش
خورد دلم دم آبی ز روست چالاکش

چو کار و بار جهان جلوه کرد پیش نظر
محبت ست که کرد اختیار ادراکش

گل محبت دنیا نمیگذاشت دمے
بباغ دهر نبودی چو خار و خاشاکش

چو اختیار زمین کرد عجز را آصف
بهار رتبه و والا شگفت از خاکش

وله

به بند اعتقادش کافر و گبر و مسلمانست
بهر بند سبب موافق هست شاید خال هندویش

وله

دل می برد و می کند انکار ز بردن
جان نیست بتن تا که بیاریم گواهش

خاک قدم پاکدلان ست چو آصف
بخشند ازین راه مگر جرم گناهش

وله

هر که بهر خدا طعام دهد
نه فلک کم بود ز یک قالبش

برورش پا شمرده بگذاریم
که دهد بار پاس آدابش

بقدر طاقت خود از بدان گریزان باش
زکرده هائے خود نت اندکے پشیمان باش

زهرچه خوب نکردی ازان پشیمان باش
برائے به شدن خود بفکر درمان باش

چو سرو شیوهٔ آزادگی درین گلشن
اگر مراد تو باشد به بند احسان باش

وله

کم نسازد مایهٔ دولت نمودِ بخششت
مشک با خود دارد و بیرون ز خود هم بوئے خویش

آشیانے بهر هر طایر درین گلشن بود
تیر او را جائے بنمائیم در پهلوئے خویش

ردیف صاد مهمله

گلِ خوشبوے کجا بوسے وفائے تو کجا
نیست عطرے که بود همدم بوئے اخلاص

چشمهٔ خضر چسان دم ز مساوات زند
آب کوثر چو برد رشک بجوئے اخلاص

ردیف طاء مهمله

گرد سیه بچشم عدد کار میکند
وله
شد منکر صفای لبت پائمال خط

وله

بیگانه گشت یار و دلم می طپد ز غم
رفت آشنا ز کار کجائی تو ارتباط

بیگانگی گرفته ره کوئے یار را
را هم نما که رهنمائی تو ارتباط

وله

گرداروے طبیب بود موجب شفا
بخشد شفائے تازه به بیمار احتیاط

بیمار را ز بار مرض سبے دوا کند
مانند تندرست سبکسار احتیاط

وله

روشن نموده ست دلم را سرور وصل
شد جلوه گر در آئینه ام چهرهٔ نشاط

روز وصال بهر نثار نوائے نگار
جان بلب رسیده بود نقد در بساط

ردیف ظاء منقوطه

در اتفاق کار جهانراست رونقے
دل برد حسن معنی خوب نگارِ لفظ

در لفظ معنی چو نباشد مکدر است
گردد بلند بیش نظرها غبارِ لفظ

ردیف حرف عین مهمله

حرف هر یک لب ترا باهم مشابه بوده است — گفتگوی دلبر ما هست برلب مخترع
هر یکی را مطلب آسودگی در دل بود — در دل عشاق محنت جوست مطلب مخترع

ردیف حرف غین منقوطه

کی توان بردن به پیش تنگ خوبان نام باغ — رنگ می باز ز رشک چهرهٔ گلفام باغ
فرق باشد درمیان ناقص و کامل عیان — میوه‌های پخته خوبست فیض تام باغ

ولہ

گذشت عمر بامید وصل یار افسوس — نیامده ست بت شوخ در کنار دریغ
بجستجوی تو فرسوده شد سراپایم — مدد نکرد یکی هم بوقت کار دریغ
سخن ز لعل لبش سر نزد هزار افسوس — پیاله‌ای اگر نیست در بهار دریغ
بغیر آه ز اجزای ما نماند اثر — نشد رفیق بما کس هزار بار دریغ
دم فراق ندیده ست چشم خونبارم — نکرد سیر گل و موج آبشار دریغ
رسید بر تن بیجان و دل نگار آصف — کنون که نیست بکف این گل نثار دریغ

ردیف حرف فا

آن مژه سینه زند ناوک اگر بهر طرف — ای دل غمزه جوی او سینهٔ خود نما هدف
دل چه بجز صبر است واکن قدر خود نگر — نیست بگو پری عیان قیمت خویش در صدف
ناوک غمزه اش چه شد کز دل و جان ما گذشت — هر مژهٔ سیاه او هست بجای او خلف
حاصل عمر و زندگی دیدن یار آشناست — بی تو دمی که بگذرد ضایع و حیف و هم تلف
جنبش دست در دعا گر ز تو هست بی ریا — گوهر مراد تو بوسه دهد بهر دو کف
صدق و یقین جان ما بیکن آئینهٔ سخن — یار کسی است هر کسی جامی ما شه نجف

عالم ز دل پرست و لی آگہی کجاست — آئینہ ہست و جلوۂ دیدار نیست حیف

میشد عیان کہ کیست مسلمان کہ کافر است — در دست یار رشتۂ زنار نیست حیف

در جلوہ ہست یار و ندارد کس آگہی — وقت سحر کہ دیدۂ بیدار نیست حیف

آصف ازون آمدنم یار منکر ست — خود گفتہ است و قائل اقرار نیست حیف

وله

جمال عصمتی چون دید چشم روشن یوسف — نشد آرائش حسن زلیخا رہزن یوسف

فضائے عالم از شادی و غم خالی نمی باشد — کہ در زندان و چاہ و تخت آمد مسکن یوسف

ندارد کار دنیائے دنی جز افترا آصف — ازان رو پاک از تہمت نیامد دامن یوسف

حرف ردیف قاف

آن دل کہ زندہ نیست بود بی نیاز عشق — در عالم حیات بود امتیاز عشق

نسبت مکن بشور قیامت کہ در جہان — صوت و صدائے تازہ بود دیار ساز عشق

از زیب لفظ رتبۂ معنی بود زیاد — انسان چو لفظ و معنی آن سرفراز عشق

آصف بشش جہت کہ تجسس نمود دل — جز درد نیست پیش نظر کارساز عشق

حرف ردیف کاف

از فروغ ماہ می باشد کف دریا نمک — ماہتاب از چہرۂ یارم کند پیدا نمک

در ادائے شکر آصف بند لذت می دہد — بر لب ہر یک بود در خامشی گویا نمک

وله

درد ما را توئی دوا عینک — دیدن تست مدعا عینک

تا کجا انتظار تو بکشم — نور چشمی بیا بیا عینک

از برائے خدا تو روئے نما — بر زبانم بود خدا عینک

ہمچو آصف در انتظار تواند — مردم چشم ما بیا عینک

حرف ردیف کاف فارسی

محمود از صفات پسندیده است ذات		ببخشد به برگ نازک گل اعتبار رنگ
گر بنگری به آصف گوئی سخن بجاست		بوئے خوش ست در گل و هم در کنار رنگ

حرف ردیف لام

کامل آن نیست که نقصان نپذیرد گاہے		ماه هم نیست درین دائره از اهل کمال
شده است نشو و نما آصفے درین گلشن	وله	که دیده است خزان از ریا بهار قبول
عمل ز دیده اغیار چون بود مستور		ز بی ریائی خود دارد اشتهار قبول
دولت بدست تو همه رشته عمل بدهد		اگر برشته تسبیح تست تار قبول
سخن چگونه شود همسر در جهان آصف		اگر به همسریش نیست اعتبار قبول
خنده کال لب گل هست گل خوبی گفتار گل	وله	در جهان جز باغ حسنت نیست یکجا چار گل
بوئے مقصود آصف در مشام آنجا رسد		بیشک بی شبه باشد صحبت ابرار گل
کس نیست ورد امداد بجز صاف ضمیر	وله	آید از آئینه امروز مددگاری دل
آن ظاهر کجا مقبول اهل باطنست	وله	رنگ روئی امروز ما داریم نهان در بغل
پیوسته در آغوش او دل می طپید دریاد حق		تعظیم ما واجب بود داریم قرآن در بغل
ترا چون آشنائی نیست با کار	وله	اگر علم جهان دانی چه حاصل
اگر راحت به لها نیست از تو		بدولت گر تو خاقانی چه حاصل
هر دو چون عاقبت باشند خاکی		اگر خورشید تابانی چه حاصل
قبول آصف تمنا بخشش لهاست		جز این گر سبحه گردانی چه حاصل
پلا و ست ز بیره کرمان که دارد		تو آخر رزق کرمانی چه حاصل

چو نعمتهائے دنیا نیست پادار
تو بر این خوان که مهانی چه حاصل

وله

شوخی که بر نجد ببلا می
مشغول دعا شدن مشکل

خواهی که پیش تو نیایم
راضی برضا شدن مشکل

ردیف حرف میم

فریاد میکنم چو دلم اوست با دلم
افتاده است کار من امروز با دلم

از فیض عشق نیست غم از گرم و سرد دهر
تا آشیانه ایست بروے هوا دلم

وله

تا شود داروئے الفت کارگر درد مرا
بر نگین خاطر خود نام جانان می کنم

کندن جان در وفایش عمر جاوید آمده است
این زمین را از برائے آب حیوان میکنم

وله

حرف شد اوقات در باطل تمام
حیف قدر زندگی نشناختیم

وله

دل را جنون بدامن صحرا رهنمون
امروز هم بخاطر یاران نشسته ایم

آصف ز درد عشق چو شد کار ما تمام
آسوده دل بخواهش درمان نشسته ایم

وله

بهر آن گل از دو عالم بیخبر گردیده ام
آشنائے یکدلی ها زین هنر گردیده ام

شوق منزل با مراعات رفیقان گشت بار
شد مزاجم معتدل تا راهبر گردیده ام

شبنم را در گلستان از حقارت منگرید
همسر خورشید من هم دیده ور گردیده ام

وله

گر باین خوبی بجولان آن نگار آید بچشم
موج گل رنگ چمن جوش بهار آید بچشم

نیست آصف شش جهت خالی ز نور آفتاب
هر طرف نظاره ام تا زد که یار آید بچشم

وله

دل میکشد بسیر گل اما کجا روم
تا همرهم نه تن تنها کجا روم

سامان عیش و زندگی من جهان نیست
نی دست بینوا ارم و نی پا کجا روم

وله

دارد نه مروت و وفا هم
بر ما که کند ستم جفا هم

بر لطف تو هست چشم آصف   چون در دلِ تو میدهی دوا هم

وله

دیدن کجا که نیست صدا از حرم او   در گوش هم اثر شنیدن نیافتیم

وله

هر چند که ما روی تو امروز ندیدیم   لیکن همه جا صوت صدای تو شنیدیم
آصف نگر آن رشک پری برق حرام است   هر چند ندیدیم بگردش نرسیدیم

وله

شعلهٔ عشق سر کشید ز دل   روز روشن چراغ می بینم
نیست محروم بد که در گلشن   رنگ طاؤس و زاغ می بینم
در چمن چون رسید یار آصف   خرمن گل بباغ می بینم
وضع او شوخ و شنگ می بینم   وسعت کار تنگ می بینم

وله

یافتم ز اشک چشم نشو و نما   داد این چشمه آب حیوانم
میکنم بحث با فلاطون ایک   با تو گفتن جواب نتوانم
آصف امروز دعوت سیفی   پیش بروی یار میخوانم

وله

صدق بود هر طرف جانب آن میبریم   هر روش تیر راست سوی نشان میبریم
گر نرسد دست ما هیچ بدامان او   از پی دلدار خود نعره زنان میبریم

وله

نیست جز آرزوی بوس رخت   زاد راهی که در کمر داریم
از وفا و محبت و الفت   هر چه خواهی تو بیشتر داریم

وله

تیرم به نشان رسد به پیری   پر زور فتاده این کمانم
لب شکوه او نکرد آصف   بیرون بود از حدِ بیانم
نه روی گل نه بوی گل درین گلزار میگیرم   چه هستی گر بپرسی من بهستی بر سر جنگم
نمی گویم که با یارم نمیگویم که بی یارم   خموشی پیشه از راه ادب کرده است آهنگم

بحبت جوئے تو گر جان رود چہ باک بدل — کہ جان تازہ از شوق استعارہ کنم
گذشتہ ام ز خودی بی تاملی آصف — بکار خیر چہ حاجت استخارہ کنم

ولہ

در جہان تحصیل دنیا تا نگاہم می دوید — عبرتی از ہر چہ میدیدم کہ بر میداشتم
گر نمیرفتم ز خود در دوریت مرو زمین — در دلت از نالہ امیدا ثر میداشتم
سرمۂ چشمم کہ آصف راہ طاقت بستہ است — نالہا میکردم آواز سے اگر میداشتم

ولہ

نشان غفلت دل را ربود موسے سفید — دمید صبح نمایان دگر چہ خواب کنیم
ز لغزشے کہ بہ پیری کنیم از رہ حرص — چہ ریش گاو شدن حمل بر شباب کنیم
کار را بر خویش از آہ آسان می کنم — غنچۂ دل زین نسیم فیض خندان میکنم
گرچہ طوفان میکند پیش نگاہم دور پیش — طرح طوفان دگر از چشم گریان می کنم

ولہ

خاکساریہائے ما بر نفس غالب کردہ است — باز بر دستی بنفس از زیر دستی میکنم
نشا از بس میکند آصف ز ہستی بیخبر — ما بجائے خود پرستی می پرستی میکنند

ولہ

رفتار تو چون خاک کند دانۂ دل را — گر سرمہ کشم در پی او رفتہ روانم
تا مرتبۂ عجز بمن گشت نمایان — دل خاک شود در رہت امروز بر آنم
بر غفلت خود چو زدم جان دلم جست — آئینۂ بیداری خواب دگرانم
پیوند کند آصف اگر دل شکنی یار — گر شیشہ شکن اوست من شیشہ گرانم

ولہ

صید دل بسکہ بود محو جمال دامش — آشکارا بنظر جلوہ کند صیادم
تا بیع جنبش دامانش بود شعلۂ دل — در رہ عشق چو او خواست بپا استادم
فہم ہر رمز ترا می کنم از دولت عشق — نکتۂ نیست کہ تعلیم نکرد استادم
چون سمندر کہ بہ آتش نکشد رنج آصف — در جہان ہستم و از فکر جہان آزادم

گر خم می بی رخت چو شد بفضل نو بهار ‏ ‏ چون نمک بی زخم از چشم وی جوشش کنم
از غمش گشتم ضعیف و ناتوان و پیر لیک ‏ ‏ قامت خم گشته خود حلقهٔ گوشش کنم
دلم پسند کرده است شیوهٔ محبوب ‏ ‏ وفا بورزم و من کار نیکنام کنم
دلم که هست در آزادگی علم چون سرو ‏ ‏ بذوق حلقهٔ زلفش نه بند و دام کنم

وله

در عضو عضو پیکر من جلوه پرست ‏ ‏ چون دل از آنکه سر بسر آئینه خانه ام
ناز و نیاز هر دو بکار خود اند گرم ‏ ‏ گر ناوک است آن مژه من هم نشانه ام
در اعتدال وضع بود مژدهٔ نجات ‏ ‏ آصف براه خوف و رجا در میانه ام

وله

بحمد الله بر آمد از لب لعل بتان کام ‏ ‏ لبم از خنده بگشاد آن شکر خنده جامم
بحمد الله که ایام بهار جلوه اش آمد ‏ ‏ بکام دل هم آغوش طرب گردید ایامم
بر آمد بر روی امید دلم صبح مراد آصف ‏ ‏ خبر آید ز آمد آمد آن ماه گر شامم

وله

تا رشتهٔ تسبیح من راز دلت گفت ‏ ‏ من بهر چه دل بستهٔ زنار نباشم
تا نرگس او داد ز کام نگاهش ‏ ‏ امروز چرا مالک دینار نباشم
در دوری آن صاحب دل ز چشم تر آصف ‏ ‏ پیوسته چرا ابر گهربار نباشم

وله

پیش خوبان که ترا مد نظر داشته ام ‏ ‏ دل بجز دوستیت از همه برداشته ام
در فراقت چو زدم آه و اثر کرد ترا ‏ ‏ شکر کردم که درین نخل ثمر داشته ام
همتم اوج رسائی بدر او دارد ‏ ‏ زاد از قوت دل تا بکمر داشته ام
آصف از بهر مه روی و لب شیرینی ‏ ‏ در بساط دل خود شیر و شکر داشته ام
و منت غنچه بخاموشی و در حرف گل است ‏ ‏ به بهاره چمن آرائی دهان تو قسم
زاد پان رنگ نو و تازه بلعل لب تو ‏ ‏ میتوان خورد برنگینی پان تو قسم

گر غبار ما بدامان تو بنشیند چه باک … شرط عجز و خاکساری را بجا آورده ایم
دور بودیم از درت گشتیم خاک درگهت … تا کجا بودیم خود را تا کجا آورده ایم
در جمیع کارهائے مشکل آصف ما بصدق … رو بفضل و لطف تائید خدا آورده ایم

وله

گر سحر دد خاطرا امید دل جا میکنم … دولت جاوید وصلت را تمنا می کنیم
در تلاش وحشت و جوییت گر بکار پیکرم … خاک راهت را درآندم جزو اعضا میکنیم
اینکه می بندم دل خود را بمهر این بتان … شیشهٔ را من آشنا با سنگ خارا می کنیم

وله

خاک ما دادی بباد و هر نسیمی گویدت … من زشیدائے لبت خط غبار آورده ام
نو بهارم گفت می آید نگارت شاد باش … من نشان جلوهٔ آن گلعذار آورده ام
چیست آهنگ ترحم ای بیابان جنون … دامن خود را برائے نیش خار آورده ام

وله

سرمهٔ چشمش برائے ماست اکسیر مراد … ما نگاه مست او را کیمیا دانسته ایم
دوستی کردن بجان عاریت باشد غلط … آصف این بیگانه را ما آشنا دانسته ایم

وله

نسبت گیسو و زلفت را بسنبل میکنم … طرهٔ گل را شبیه من بکاکل می کنیم
میشوم بیتاب تا جورت نمی بیند دلم … چون ستمهائے تو می بینم تحمل می کنیم

وله

پیش رفت کار ما بوده است در دست جنون … نامهٔ فتح دل از چاک گریبان خوانده ایم
گر سخن گفتیم از حال خود آصف پیش یار … قصهٔ از درد دل در پیش دربان خوانده ایم

وله

اگر نیکم وگر بد دانم او را … ازو هستم در ینجا هرچه هستم
چه میپرسی کرا آصف پرستی … بتی دارم که او را می پرستم

وله

می طپد دل در برم بگذار دستی بر دلم … منتشر گردد وگرنه در جهان آب و گلم
از بیابان گردیم صیاد کیش آرا ساخت … کرد آسان دام زلف تابدارش مشکلم

به ماه نو چو بینند خلق من روی تو می بینم ‌ ‌ که هم‌شکل هلال عید ابروی تو می بینم

نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را ‌ ‌ چو خواهم قبله را جویم با بروی تو می بینم

وله

ز عصیانم عجایب خوفها در دل عیان پیدا ‌ ‌ رجای هست از جان پشیمانی که من دارم

ندامت پیشه کن یا دل اگر داری شفا مقصد ‌ ‌ جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله

ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده‌ام ‌ ‌ بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده‌ام

حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو ‌ ‌ از اشارتهای ابرو درس آن فهمیده‌ام

زعفران زیست رنگ زرد من از درد عشق ‌ ‌ از نشاط عشق او هم رنگ گل خندیده‌ام

کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس ‌ ‌ آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده‌ام

هر یکی را سروری آصف نزیبد در جهان ‌ ‌ در میان گل رخان آن شوخ را گزیده‌ام

وله

چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا ‌ ‌ چه بخبری تو اینجا که بمقصدت رسانم

هنوز لطف و قهرت غرضی بجز رضا نیست ‌ ‌ نه بسوی هست میلی نه تنفر از زیانم

ز غم تو چشم آصف همه ریخت اشک خونین ‌ ‌ چو عیان فتاد جانم چه کنی تو امتحانم

وله

هیچ تا خود را سلامت دیده‌ام ‌ ‌ جان و دل را غرق خجلت دیده‌ام

حرمت بیعت داده‌ام با شیخ جام ‌ ‌ تا گشایش در ارادت دیده‌ام

من شباب عمر را صیاد دوار ‌ ‌ در کمین صید فرصت دیده‌ام

دیدم آصف گه عتاب یار را ‌ ‌ لیک در عین لطافت دیده‌ام

وله

حرف لب ناز کش نغمه داود سبب ‌ ‌ تا ز سماعش بوجد رقص کنان می‌پریم

نام خدا در نظر هست نشان نهی ‌ ‌ تا بسوی کشور نام و نشان می‌رویم

شعله شوق بپرواز در آمد شب هجر ‌ ‌ شمع افروخته در راه طلب بال و پرم

خاک گشتم بر بهت اوج مرا سیر نما ‌ ‌ ‌ در پی قافلات هست نمایان اثرم
هر کجا می نگرم موج ظهور دریاست ‌ ‌ ‌ قطره در بحر نموده ست و نخشکی گهرم
رهبری کرد زبس کار توکل همه جا ‌ ‌ ‌ خطری چهره نیفروخت بره در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بچشتم آصف ‌ ‌ ‌ محو نظارهٔ گلزار بوجه دگرم

وله

بغیر درد محبت که دائم است بپا ‌ ‌ ‌ بنائے کار جهان را خراب می بینم
چه خوش بود که کنم عبرتے بدل حاصل ‌ ‌ ‌ که کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتے و آرامی ‌ ‌ ‌ بذوق وصل براه تو من وطن دارم
زبان کشاده پی وصف خوبی تره ایست ‌ ‌ ‌ نشان هر سر موئے که من بتن دارم
در دل خود محبتش دارم ‌ ‌ ‌ در جدائی حضور دلدارم
سوز و درد و محبت و شفقت ‌ ‌ ‌ بهزار آرزو خریدارم
اے صبا از من بگو آن ماه را ‌ ‌ ‌ یوسف عهدے خریدار توام
گوید آصف کای دکان ناز یار ‌ ‌ ‌ طالب هر جنس بازار توام

وله

در زاهدان ز درد نشانی نیافتیم ‌ ‌ ‌ تصویر بود گرمی جانی نیافتیم
بهیری ز رنج هرزه دویدن نجات داد ‌ ‌ ‌ مثلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا هرچند ما نباشیم ‌ ‌ ‌ لیکن بکوی ایشان ما نقش بوریائیم
درد محبت او هردم شفاے جان ماست ‌ ‌ ‌ بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرشند خاکساران فهمیده زن قدم را ‌ ‌ ‌ هر جا که در خرامی ما خاک زیر پائیم
سوداے یار آصف افزود قسمت ما ‌ ‌ ‌ از دولت محبت ما جنس بے بهائیم

وله

یاد ایامی که یار مهربانی داشتیم ‌ ‌ ‌ در بهار سرو قدش آشیانی داشتیم

یاد آن صحرا که پیش شوخی صیاد خود با دل از صید گشتنها گمانی داشتیم
یاد آن آهی که همرنگ جرس آواز داشت بود تا بر لب نفس ما کاروانی داشتیم
یاد آن سودا که در کوچهٔ زلف بتی جنس دل را چیده بودیم دوکانی داشتیم
تشنه لب مردیم در هجران او با آنکه ما در فضای چشم خود آب روانی داشتیم
یاد آن ساعت که سودا بود آصف همنون تا سر خود را بخاک آستانی داشتیم

وله

ز حال دل که در محبت جمعیت پرسیدم نمود آئینه نامحرم اسرار گردیدم
چو او در عالم و بیرون ز عالم هست از شوقش درون پیرهن بیرون ازان من نیز بالیدم
اگر باور نداری متن نشئه خوان الی آخر بجای میرساند رهنمائیهای تقلیدم

وله

نه از جوش مستی از الست و از بلی آگه ازین دانی که امروز ای صنم عشق تو ورزیدم
شناسائی بود تکلیف آرا در جهان آصف لباس عافیت تا دل بحیرت زیست پوشیدم

وله

بعشق آن پری رو خویش را دیوانه می سازم دلم را گرد شمع قامتش پروانه میسازم
بدل توحید تا بخشید از اهلیتم سوزی با اهل خانقاه و کعبه و بتخانه می سازم
رسائی نیست آصف در فراقش خبر بفرمای بیاد چشم او با نعرهٔ مستانه می سازم

وله

بشارت اشک را داده چشم پر نم شبنم که بر برگ گلی در بوستان شد همدم شبنم
بهر شاخی که گل وا کرد چشم عبرتی برخود مهیا گشت در بزم چمن جام جم شبنم
عرق از بسکه بر روی تو باشد صاف نازکتر توان گفتن درین گلزار او را شبنم شبنم
دلم قمریست بر سرو قدش آصف بیا خاکی زمین و آسمان دارد خبر از عالم شبنم

وله

در آئین نیازم جبهه سائی نقش امید است بهر جا یار پا بگذاشت بهر سجده رو کردم
ظهور کار ما را جوش طاقت می کند یاری بقالب بود تا جانم براهت جستجو کردم

دل صد چاک می گوید که عشرت نیست بی رنجی — برنگ شانه سیر زلف خوبان موبمو کردم

وله

به پر بند نامهٔ شوق این دل بیتاب بیارد — که بال و پر بود موجود در کار طپیدن هم

درین گلشن سراسر شادی و غم پهلوی هم باشد — بود گل غنچه گاهی گاه سرگرم شگفتن هم

وله

چون برات عاشقان بر شاخ آهو گفته اند — پاک زین تهمت دل ما شد که ما پروانه ایم

ناتوانی را ز جوش باده کم نتوان شمرد — در ره کوی تو گرم لغزش مستانه ایم

وله

در نفی خودی جلوهٔ اثبات نگارست — آگاه ز هستی نیم و محو جمالم

پیوسته تویی بسکه بدل حاضر و ناظر — کفر است که گویم که سوی یار خیالم

وله

شکر احسان نیست جز احسان نمودن مثل آن — بر لب شیرین او دستی بر از شکر زدم

تا عرق در گرمی جولان بخاک افشاند — دانهٔ موران در زیر پای نازکش سبز بر زدم

وله

سرو مراد آصف است در چمن راستی — آنکه بتعظیم خلق خوی کند یا قیام

وله

گرد عالم همدم باد صبا گردیده ایم — همچو روی او گل خوشبوی کم دیده ایم

در گلستان محبت رتبه باشد بلند — تا به بندیم آشیانه بر سرو او بالیده ایم

آصف از درد سر دنیای دون ما را چه غم — صندلی بر جبهه از خاک در شه مالیده ام

وله

لطف کن که در پیش تو باز آمده ایم — باکف باز پر از نقد نیاز آمده ایم

پیش آن مه بقد خم شده آصف چو رسید — گفت آن ماه که ما هاله نواز آمده ایم

وله

عشق بازی نبود سهل که مشکل کاریست — هرکجا پای نهی من سر خود را بازم

وله

در دل آزادگان دنیای دون را جای نیست — نقش خود ننشاند هرگز بر سر دریا قدم

اتفاق آئینه مقصود روشن میکند — جذب یار و نفس در راه او از ما قدم

وله

ز دردم یار آگاه نیست افسوس — که محمودم نمیداند ایازم

شود مقبول کس از خاکساری / کنم گر خدمت محمود ایازم
چو یک کس بی رعونت نیست آصف / بود در خاکساری امتیازم

وله

اختلاطی نیست پیدا لیک در راه وفا / انتظار گرم جوشیهای یاران می‌کشم
گر مدارگاری کند حیرانی نیرنگ حرص / دست خود از مهر این دنیا چه آسان می‌کشم
سینهٔ گل چاک می‌بینم چو خود آصف بباغ / تا سر خود را در آنجا از گریبان می‌کشم

وله

حرص دنیا هیچ کمتر از گزند مار نیست / تا بچشم آمد ز مژگانش عصا برداشتیم
از پی درد سر کبر و رعونت ره نیافت / تا ز زیر پای او خاک شفا برداشتیم

وله

صید دل تا رسید در کویت / از حرم حرف هم رحل گفتیم

وله

هر کجا باشد طلوع آفتاب مهر یار / میزند در گم شدن دنیا و ما فیها قدم
همچو عیسی هر که در تجرید باشد سرفراز / می گزارد بی سخن بر عالم بالا قدم

وله

دار و این دنیای دون بر لب پیغام غم / خودنمائی کرد در آئینهٔ او نام هم
کام آگاهان بود شیرین ز عیش معرفت / غفلتش بسیار و آگاهیست در ناکام کم
در تلاش شهرتش حاصل جز این چیزی نشد / بر جبین خویش دارد از عرق گمنام نم
از نصیب خویش هر یک را بود شکری بلب / برد فیض از آئینه اسکندر و از جام جم
پختگان را سربلندی در نظر بیرنج نیست / میشود از بار محنت قامت هر خام خم
بی مضرت کی بود گر حرمتی در نغمه است / میکند بی شبهه تاثیر در اجسام سم
پند ما بشنو که بیخ دولتت محکم شود / کامیابیها بود در شیوهٔ خودکام کم
تا نهنگ آسا ز خون عاشقان رنگین کند / می گشاید حلقهٔ آن زلف عنبرفام فم
قطرهٔ از آبرو بهتر بود آصف بحر / در بساط عزتش دارد سراپا نام نم

در جهان ظلم ست بیش و عدل کمتر در نظر
خاک کم باشد بکوه آصف هجوم سنگ بیش

رسان ای طپش بهر کف پائے یارے
نیابم دگر غیر جانبازی آصف

مسلمان کی در حلقهٔ گیری او افتد
کند نائب همان کارے که فرماید منیب آنرا
بت سنگین دلم آصف نپرسد هیچ از حالم

دمی که طالب آن یار بیوفا شده ام
ز سوز در محبت چه شد که سوخت دلم
بهار لاله ز خاکم دمد که جا دارد
ز ناتوانی تن رشته ایست هر رگ من
بمجلس نظر افتد مگر ز دور آصف

به نیک و بد خبر کردیم از درد
لب از شکر و شکایت پر زیار است

دل بآئین خاکساری گفت
نیست گر طاقتی بدل آصف

نه همین گرد و غباری دیدم
شب چو بیدار نشستم آصف

تا تیر از اشک مژه جانب بالا زده ام

وله

ناهل کار خیرا بی بهر یک سست و معمار کم
بی ترحم در جهان خلقی بود غمخوار کم

وله

درین خون فشانی حنائے که دارم
براه وفا رهنمائی که دارم

وله

ندارد کافری ره در خم زلفش برهمن هم
چو آن مه میکند پامال را نعل تو سن هم
که از دوست رحمی در چنین زاری ز دشمن هم

وله

بخلاف عادهٔ هر روزه مبتلا شده ام
هنوز قابل عشق بتان کجا شده ام
شهید خنجر مژگان سرمه سا شده ام
لباس پوش که چون حرف در قبا شده ام
غبار وار پی یار بر هوا شده ام

وله

بهر مست و بهر هشیار گفتیم
ز گل حرف سخن از خار گفتیم

وله

مثل آن قطرهٔ چکیده رسم
بر آن دلربا طپیده رسم

وله

شکر شد که سوارے دیدم
صبحدم چهرهٔ یارے دیدم

وله

پنجه بر آبروئے درد هویدا زده ام

اے رہ کوئے محبت مکن از من گلہ
ہر قدم را بسر آبلہ پا زدہ ام

شب چو آخر شود از شمع اثری ماند
ہر دشمن نہ بہ تیغی بمدارا زدہ ام

وله

دل صیاد پارہ ام بیاد آمد
سبحہ را تا شمار می کردم

پیش تیغ دو آبرو پیش آصف
وصف آن ذو الفقار می کردم

وله

تا نظر بر چہرہ آن شوخ و شنگ انداختیم
با جنون و عقل کامل طرح جنگ انداختیم

تا بہ بزم آن گل رخسار غیرے سر کشید
ما درون کاسہ آتش قدرے رنگ انداختیم

وله

بجبر تند نویسندگان اعالم
کز اشک چشم ترم شستہ می شود گنہم

سر من است و ہمان خاک آستانہ تو
در ترا بہ بہشت برین بہ کف ندہم

وله

اگر در دسے بود سر را بر آن در بر زمین مالم
ز خاک پاک آن گلزار صندل بر جبین مالم

بگویم از لب شیرین او تا حرف شیرینی
ز شان شوق آصف لب خود انگبین مالم

وله

ما قصہ ہائے درد ز لبہا شنیدہ ایم
یک شب در فراق کہ شبہا شنیدہ ایم

فردائے محشر است مگر روز وعدہ ات
ہر روز را ز زبان تو فردا شنیدہ ایم

وله

نظر بہ مہر مکتوب در اسناد باید کرد
کہ از نقش نگین در ہر دو عالم نام میخواہم

پی اسباب نیا در نعب کے افگنم دل را
کہ جان کندن نگین آسا برای نام میخواہم

ردیف حرف نون

نقش نیکی بعد مردن ہم نخواہد شستہ شد
مردگان را می کند این نقش احیا چون نگین

وله

جز نگین ہر نقش آصف می تواند شستہ شد
نقشہا بسیار دیدم نیست اما چون نگین

وله

حفظ آداب بمنزلگاہ معصوم رساند
راہ گردیدہ است طی از پا کشیدنہای من

گوش ہوشم می کند تفریق کذب و صدق را
بر کفش آئینہ دارد شنیدنہای من

هست در پرواز بیتابی رسیدنهای من ‏ بال و پر افشانده در راهت طپیدنهای من

اینهمه دعوی بالب شیرین خوبان کرد و گفت ‏ میبرد دل چون لب پاکش گزیدنهای من

در مقام گوشش آصف این ترنم می کند ‏ برق را افکند در خجلت دویدنهای من

وله

الفت ما از رسیدنهای او گردد فزون ‏ گوهر نایاب باشد بها از حد برون

در عروج اہل دنیا نیست اینجا اعتبار ‏ میشود خورشید ہم ہنگام مغرب سرنگون

وله

جلوه پیرائی کند گر آن گل رعنای من ‏ در تماشا محو او گردد ز سر تا پای من

شور محشر نیست گرد پیش ہای و ہوئے عشق ‏ سر بلند از دولت در روش ہو و غوغای من

وله

صفائے نام در ینجا ز آب پیدا نیست ‏ بدست کار سیاہی نشست و شوئے نگین

اگر نصیب کسی آصف ز نام نیک بود ‏ روان بود بر خشش آب روز جوئے نگین

وله

رحم و لطفت ساز یارم یا محمد تاج دین ‏ از عنایت سازگارم یا محمد تاج دین

دانه تسبیح باشد دل بدست شوق من ‏ نام پاکت می شمارم یا محمد تاج دین

جبهه سائیدن بخاک درگه نورانیست ‏ میفزاید اعتبارم یا محمد تاج دین

چهره نورانی خود را نما خورشید وار ‏ بر درت در انتظارم یا محمد تاج دین

خاک راهت گشته ام در آرزوی پایبوس ‏ در ہوائے تو غبارم یا محمد تاج دین

گر تو صیادی بود صید دلم در دام تو ‏ در خم زلفت شکارم یا محمد تاج دین

بیش لطایف تو آصف قایل از جان و دل است ‏ جز تو دیگر من که دارم یا محمد تاج دین

وله

بسیار در فراق تو خواہم گریستن ‏ دل را طول بیش کند کم گریستن

در وصل آفتاب جهانتاب آن نگار ‏ تدبیر صائب است چو شبنم گریستن

آصف مزاج خلقت عالم همین بود ‏ بر بیش خنده کردن و بر کم گریستن

وله
گرد هستی ز عشق برخیزد نیست غیر از هوا غبار شکن
غیر تسلیم نیست زیر فلک گردن سخت این سوار شکن
وله
چه غم دارم اگر طوفان کند موج تردها که باشد همدم و مونس رفیق ره خدا من
وله
بباد میرود از جنبش ریا کردار ازین به است پشیمانی گنه کردن
وله
همتی باید که در آغوش مقصد جا کند بگذر از جهان کار مشکل تو آسانش ببین
دل اگر دریا داو تسبیح گردانی کند برفراز تخت مقبولی سلیمانش ببین
وله
جزای یک حسنه میدهند ده حسنه چه لطف اوست که یک را حساب ده کردن
وله
میدهد حسنت بشارت از عروج دولتم در زنخدان تو دیدم همچو یوسف جاه من
آصف ما دلبند بهای بخت و لعبت تا نظر کردم بسرو قامت آن شاه من

ردایف حرف واو

وله
بعرصه گاه جهان راه و جاده بسیار است بجز طریق محبت به هیچ راه مرو
وله
ای چه میجوئی ز دنیای دنی آرام دل نیست جز تشویش خاطر الفت اسباب او
نفعی ز باغ دهر اگر هست مقصد است چون شاخ باردار از اینجا خمیده رو
آخر نتیجه بخشش بود کوشش مدام باقیست تا نفس تو پی این عقیده رو
وله
دلم در سینه دارد مهر گیسوی چو دام تو که از روز ازل نقش نگینم گشته نام تو
بملک دیده و در عالم دل ای صنم خواهم بود دائم چو حکم حاکم عادل نظام تو
وله
نام من زیر فلک عمر درازی یابد دیده ام زلف بتی نقش نگین دل ما م از و
دل یکی یار یکی اوست چو آئینه فکر نه بدل فکر ز دنیا نه ز دین دارم از و
وله
تا دیده ایم دلبری چشم مست او رفت اختیار جان و دل ما بدست او

ردیف حرف ہائے ہوز

تماشا م دہر ای گلچہرہ خوشبو کردهٔ
بہر صید عالمی پنہان تگاپو کردهٔ

تا بسنجی نیک و بد اینجا دو چشمت داده اند
ای چرا خود را تو غافل زین ترازو کردهٔ

اشک مے سازو نمازی ساخت سجاده را
مژده بادت گر وضوئی زآب این جو کردهٔ

وله

می تواند آشنا گشتن به پشت پا زدن
گر دلت را آگاه از نیرنگ دنیا کردهٔ

بی‌عنوان گفتن از آن اسرار با ما شمه
نرگس حیران چه در گلشن تماشا کردهٔ

وله

جز فیض نسیمت نبود حاصل گفتار
هر برگ درختان که شنیدیم ترانه

گر بشنوی اے محتسب از ما سخن خوش
بشنو ز رباب و نی و هم چنگ و چغانه

وله

نمک زان لب شیرین خود بجان من زدهٔ
که تا کباب کنی آتشی در آن زدهٔ

چه سنگ ہائے ملامت برہ فتادن من
تبارک سرین جان ناتوان زدهٔ

وله

دل چه سنجید بمیزان گل رعنائی تو
چشم بد دور که از پیش و چندان شدهٔ

در رمندی من اسباب نشاطت افزود
گریه ہا کرده ام اے یار که خندان شدهٔ

غیر احسان نبود در دولت صنف چو مرد
پیش لدار تو شائسته احسان شدهٔ

از اشارات دو ابروئے دو چشم بیمار
نکته دان گشته ای یار و شفادان شدهٔ

وله

روشن بود که گوهر کان مروت ست
سر را براه الفت احباب دادهٔ

در نظرها سبحه گردانی نباشد جز ریا
اینقدر خود را تو ای زاهد چه رسوا کردهٔ

چو ذوالفقار عدو افکنی ست در شستت
بدذ نمائے بما یا علی ولی الله

وله

تا کجا ہا بار دنیا می کشی
گر ببندی از ی ز سر این بار به

گر عمامه بندی از بهر ریا
بهر برهنه بودن از دستار به

از ریا اعمال باطل می شود   از چنین تسبیحها زنار به

ردیف حرف یای تحتانی

مشکل نباشد یافتن حال و فی الطبع را   باید تامل کردنت در کار دنیا اندکے
با عسر یسر آید مگر نا خوانده زان بگذاشته   بسیار گردی جور ها رحمے بفرما اندکے

وله

تند بیری کنی عالم مسخر   بخاطر فکر بسیاری نداری
همین بندگیست جمله آزاد   ازین صنعت گرفتاری نداری
بخاطر کینه آصف هیچ یاران   هزاران شکر کن یاری نداری

وله

چیزے به باط دو عالم   بهتر نبود ز آشنائی
از زشت جهان اگر چه بینی   بدتر نبود ز خود نمائی

وله

ایدل آغشته دنیاے دنی چون شده   در نظر آنهمه خوابست تو هم بیدا نی

وله

رنج سفرت چهره نمائے برکاتست   اینجاست عیان راحت جا و یاد چه پرسی

وله

از گنج قناعت نبود هیچ نصیبت   تا در دل و جان تالفت درویش نیابی

وله

منمای صرف بیجا تو شب عزیز خود را   بجهان دگر نیابی ز متاع زندگانی

وله

وردت اگر نصیب دل و جان ما شدی   جان بخش تر ز آب حیات و دوا شدی

وله

ایدوست کجائی بوطن باز کی آئی   در راه نگرانم بر من باز کی آئی

وله

بدست آویز آصف پیشت آمد   سلیمان وار چون عالیجنابی

وله

مکن در فعل بد تعجیل هرگز   بکار نیک آصف شتابی

وله

دل رمیده کجائی که یار در بر ماست   جمال بینی اگر باز در وطن آئی

وله

راحت جاویدا یدل روزیست خواهد شدن   گر بی آسوده گردنهاے مهمان بشنوی

ایدل از رمز محبت گر بیانی شنوی — درمیان عاشقان از اهل عرفان میشوی
در بهار وصل آصف سبز گردد کشت دل — در فراق یار اگر چون ابر گریان میشوی

وله

تعب کش در سفر گردد حریفش — بکار اینجا نیاید میرزائی
جهان پر گشت از نور تو لیکن — نه بیند کس که در عالم کجائی

وله

غنیمت بشمر ای غافل که فرصت وصل عمرا جاست — بود خرمن عالم همین امروز و فردائی
فروغ جلوه اش پیداست اما کس نمی بیند — بود خالی تماشاگاه او از چشم بینائی
متاع زندگی آن به که حرف آشنا گردد — سر ما را بفتراکت چو بندی هست سودائی

وله

دلست آئینه وار صیقل او — نمی بینیم بجز یاد الهی
مکن در مو سفیدی خواب غفلت — زجائے خویش خیزد کس پگاهی

وله

وارسته نیستی اگر از خویش نگذری — آگه نه ز غفلت اگر از پیش نگذری
تفریق نیک و بد ثمر آگهی دهد — اے مه درین میانه ز تفتیش نگذری
سیر بهار گلشن وحدت بود محال — تا در دولت تو از کم و بیش نگذری
آصف درین بساط بود نقش اینکه تو — خدمت نکرده از بر درویش نگذری

وله

محبت میدهد هر دم گواهی — که دلرا میبری خواهی نخواهی
اگر پرسی تو حال ما ز مردم — دو عالم میدهد پشت گواهی.
درا صلاح گناهم دخل دارد — پشیمانی ندامت عذر خواهی
علامت هاے فیروزی فتح است — نشانهاے دعا وطوع و ماهی
بحال خاکساران محبت — تعقد کن که صاحب دستگاهی
دهد آئینه را اعزاز صیقل — دل آصف شد از یادت مباهی

دل حیرت زده را دیده حیران مددی
شرط یاریست بهر کار زیاران مددی

دل بظلمت کده فکر جهان افتاده است
شمع روشن توئی ای پرتو ایمان مددی

گنج و معموری عالم متصور نبود
تا بشاهان ننماید گدایان مددی

درد عشق است که منت ز روائی نکشد
دردمند تو نخواهد ز طبیبان مددی

یکدگر بود از ربط فوائد بسیار
نانخورش یافته در لذتش از نان مددی

آصف از یاری ما یار تنفر دارد
کی طلب میکند از مور سلیمان مددی

وله

بجز دامت ندارد صید دل سامان آرامی
بنائے خانهٔ عاشق ز زلف حلقهٔ دامی

نشان پخته کاریهاست بر جورش شدن راضی
امید از لطف او بردن بود اندیشهٔ خامی

اگر سوئے حرم روئے توجه هست حاجی را
بطوف زلف مشکین آصف بسته احرامی

وله

دامن خواهش نیا چه دراز افتاده است
وقت آنست که ای خار مغیلان مددی

آصف از گاو خر امداد نه بندد صورت
کند انسان بهمه باب بانسان مددے

وله

برنگ رویم از عشق است از روے
دلم دیوانه شد آیا چه کردی

نخواهی یاد درمان کرد ای دل
اگر محرم بجو بیهاے دروے

بروید گلشنے از خاکت آصف
بزیر پائے نیکان گر تو گردی

وله

برخاست من از دل تا رو بره نهادی
نظاره ماند قایم هر جا که ایستادی

زین بوستان خرم در بار غنچه هست
آواز پا بگوشت هر دم زند منادی

گر ممکن است آصف میگوش در تدارک
فرصت غنیمتی بود از دست حیف دادی

وله

تجاوز کردن از حد نیست دستور ادب هرگز
تعرض با تو می پیچد چو بی دستور بنشینی

نشست و خاست باید کرد ای دل در رضای او
بحکم یار برخیز و بجا مامور بنشینی

چنان از غیر آصف بیخبر جز یار باید شد — که روی آن پری بینی اگر با جور بنشینی

وله

مروت تو اگر چند عام هست چه سود — زحال خسته ما هیچگه نپرسیدی

زپخته هیچ صدائی نمی رسد در گوش — بکار عشق توئی خام چون خروشیدی

وله

باشد بلند همچو علم در صف نماز — در گوش اهل سجده اذان محمدی

در رتبه اش تنزل دیگر ضرور شد — عیسی چو گفت بعد من است اسمه احمدی

هرجا که میروی همت آصف گرفته است — تو مقتدای متقی و مائیم مقتدی

اگر نقاب زرخ لحظه برا اندازی — شوم چو مهر بپایئ تو گرم سربازی

سخن بلند زلب همچو سرو شد آصف — بیا و سعدی شیرین زبان شیرازی

وله

در نظر زلف سیه شب رنگ آید اندکی — تار مشکینش مگر در چنگ آید اندکی

معنی محوش ندارد لفظ غیر از نیستی — این لغت پیدا نه در فرهنگ آید اندکی

وله

لذت افزائش نعمت نصیب کام تست — گر تو شکری بزبان از زرق زرین سپری

شکر لله چشم غیرے همچو ما رویت ندید — ای پری خود را نهان از پیش نظرن سپری

نویسند شد و حرفی بس اگر زرخانه کش باشد — اثر در آشنا خواهد نمود از دوستان حرفی

کند پرواز شهرت در فضائی عالم بالا — اگر دارد زجوش معنی برجسته جان حرفی

وله

دل میبرد آن دلبر طناز نهانی — داغی بجگر مینهد از بهر نشانی

در دست توانائی ما نیست جز افسوس — تا همدم برقی شده ایام جوانی

در باغ جهانست خزان آفت پیری — پیداست ازین رو که بهارست جوانی

وله

با این همه ستم که تو دلدارم آمدی — صد شکر میکنم که خریدارم آمدی

در هیچ مذهبی نبود این ستم روا — زینسان که چون نهنگ تو خونخوارم آمدی

چیست راز دل نمیداند کسی | حل این مشکل نمیداند کسی
عالمی در جستجوی ساحلند | کیست بر ساحل نمیداند کسی

وله

شدیم خاک و ز هستی همین بود کافی | گواه سجدهٔ کویت زمین بود کافی
گواه درد محبت چه شد که نیست کسی | به پیش یار دل پر حزین بود کافی

وله

چه بودی آن پریرو یک نفس همراه من بودی | زمانی همدم و از لطف با من هم سخن بودی
نبودی جز همین پروانه گشتن شیوهٔ جانم | شبی قد موزون تو شمع انجمن بودی
ایدل فدای غمزهٔ خونخوار کیستی | ایدل بدام کاکل پرکار کیستی
تنها نمیکشی تو که صد پاره می کنی | در بسملان بگوی که در کار کیستی

وله

دیده ام از تو من امروز نگاه عجبی | که دلم هست ببینیش گواه عجبی
بدعا دست برآری اگر از دل آصف | در خطرها بنظر هست پناه عجبی

وله

ای یار شگفته رو کجائی | وی شوخ فرشته خو کجائی
دل بستهٔ موی تست آصف | ای کاکل مشکبو کجائی
ما بیخبریم در جدائی | مائیم کجا و تو کجائی

وله

تا نه نشین چو خاک بدریا نمی شوی | جوهر شناس گوهر بها نمی شوی
هرگز حضور دل بتو روئی نمی کند | یک سو اگر ز مردم دنیا نمی شوی
حرص مزخرفات جهان دارد ت حزین | تا آشنا بترک تمنا نمی شوی
آزاد تا نمی شوی از یار زنبوی آصف | سرو ریاض گلشن عقبی نمی شوی
مروتهای تو عامست و ما ممنون ز مهرت | هزار افسوس قدر الفت ما نمیدانی
بحیرت رفته است آصف به پیش جلوهٔ نازت | نمیدانم که میدانی ز حالم یا نمیدانی

وله

بی روئے تو یک ذره نداریم قرارے
با صبر بنا شد دل ما را سروکارے

روزیکه دو چارش شدم این عرض نمودم
آنکس که دلم برد توئی گفت که آرے

وله

وه گو سرمه جائے خود غبارم را بجا باشد
که دارد آشنا از آشنا امید اعزازی

محبت نیست محتاج محرک در طلب آصف
بغیر بال و پر دل میکند سوئے تو پروازی

زخاکساری ما بوی خوش جهانگیر است
ز پائے همچو گل خود که بر زمین داری

وله

نگشته خاک پان گرد آستان نرسی
برون ز خود نشوی تا بآنجهان نرسی

بغیر جنس تو از راز دل مگو آصف
خموش باش تو تا پیش همزبان نرسی

دادند ترا دیدهٔ بینا تر ازان هم
از جام جم روشن جمشید چه پرسی

رنج سفر چهره نمائے برکابت ست
اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی

جز یار تسلی ندهد جان مرا
ایدل خبرم او که نپرسید چه پرسی

انوار رخش بسکه عیانست بعالم
آصف خبر از مطلع خورشید چه پرسی

وله

ای پری رخسار تو آئینه روشن بود
دیدم چو قرص ماه را در حسن ازان با لاغری

خورشید و مه را کی رسد همسر شدن با حسن تو
از طرهٔ طرار خود از بسکه صاحب افسری

وله

دولت اگر نصیب دل و جان ما شدے
جان بخش تر ز آب حیات دوا شدے

آصف کسے چو چشم کشادے بعبرتے
هر مشکلے نماندے و هر عقده واشدے

وله

همرهان را چون قفا بگذاشتی
پرده از رو بعد ازان برداشتی

ای بر آصف چون نکردی عتماد
بر طریق دیگران پنداشتی

وله

دل را نشد ز جلوه ات ای یار آگهی
حیران ندارد از روش کار آگهی

در گلشن مراد سرافراز می شود
بر نخل قامتے که بود بار آگهی

میدہد دولت جاوید بما سایہ حسنت
کہ بفرق سر ما بس کہ ایماہ ہمائی

طالب دیدن رویت نبود از چہ دل زار
درد مند تو بود آصف و ای یار شفائی

ولہ

ای شوخ چیست سوی گلستان نمیروی
گلہا شگفتہ ست بہ بستان نمیروی

ولہ

بعہد خویش نگار استوار بایستی
انیس جان و دل بیقرار بایستی

چہ سود از ینکہ بہار آمدہ است و سبزہ دمید
کہ یار گلرخ او در کنار بایستی

بہتر از وضع ملائم نیست جانرا حاسی
آب آسیبی ندید از صدمہ سنگ کسی

ولہ

آہن زنجیر را شد زر کامل عیار
سختی خوبان ہندی ہست سنگ پارسی

جلوہ گلزار دنیا ہست آصف ہمچو برق
نیست جا بگذر ز رنگ گل درینجا فارسی

ولہ

فریاد و نالہ است و صدا و فغان یکی
مقصود ما ز شور جہانست آن یکی

چون یک دمی مفید سرانجام کارہاست
غم نیست گلرا اگر آمد خزان یکی

ولہ

از رنج خار راہ اگر جبہہ چین ندید
گلہای تازہ روی بدامان کند کسی

نقشی بر آب میزند آئینہ معصیت
آدم کہ نفس خویش پشیمان کند کسی

پیری ربود خواہش عیش و طرب ز دل
آمد خزان چہ سیر گلستان کند کسی

ولہ

می کند ہوش و دماغم چو جدا میگردی
عہد بستی نروی باز جدا میگردی

نیست امید کہ از دست تو بینم آرام
گر شوم خاک تو ای شوخ ہوا میگردی

ولہ

بوسہ گاہ لب افلاک بود جای علی
اوج امید گرفتہ ست چو من پای علی

نیست جز و وجودش ز کرامت خالی
حل مشکل شود از ناخن رای علی

الفت اوست چو ارکان مسلمانی من
شدہ ام شیفتہ و والہ و شیدای علی

بیشتر و قیمتش افزون ز دو عالم آصف
بی بہا ہست بس گوہر یکتای علی

ولہ

حریص را نبود روز حشر قدرت نطق
دهان پرست از آن در جواب معذوری

جمال یار ز خورشید نیست کم آصف
اگر به پیش رخش نیست تاب معذوری

دیوان دوم کے اشعار منتخبہ جسمین آپ شاکر تخلص فرماتے ہین مندرجہ ذیل ہین

ردیف الف

صبح دمید باده ده ناله عذرخواه را
پاک ز زنگ جهل کن آئینه گناه را

اوج مقام جاه او کرده بعرش همسری
سرمهٔ بینشی کشم دیدهٔ اشتباه را

کشت مراد منکر است طرفه تر آنکه بهره و
گوش نمیکند کسی زمزمهٔ گواه را

خندهٔ گل نمیشود زنگ زدای گلفتم
شاکر اثر بود بسی گریهٔ صبحگاه را

لالهٔ داغ ست دل خستهٔ سودای ترا
گل بود ساغر خون محرم مینای ترا

چشم دل فاخته سان گرد سرت می گردد
دیده تا سرو قد سرکش رعنای ترا

دی شنیدم که ملائک بمسیحا میخواند
بر فلک شاکر پر شور غزلهای ترا

ولہ

در بهار خط صفائی حسن افزون میشود
آب دیگر میزند بر رخ غبار آئینه را

از حدیث مهر و کین پیش منافق دم مزن
تا نه بیند راز پنهانی بیار آئینه را

ولہ

در فراقش هر سر مو شعلهٔ آهست آه
میرود از عرش برتر ناله و فریاد ما

راستیها رهبر آزادی شاکر شود
قامت سروی مگر این فن گر بود استاد ما

ولہ

به که تصویر کشی هیهات انسانی را
تا تماشا کنی این انجمن فانی را

گذر انصاف بمعموری عالم کوشد
شاه در خواب نه بیند غم ویرانی را

خار و گل پیش نگاهش همه یکسان گردید
هر که پوشید بخود جامهٔ عریانی را

زلف مشکین ز کجا فطرت مانی ز کجا / قلم صنع نوشت این خط ریحانی را

محرم معنی خویش است درینجا شاکر / هر که در سجده بخواند خط پیشانی را

وله

نگاه میفروشش پر کند مینای خالی را / رخش از خون نرمی بخشد بهار پرتگالی را

نه هر صورت بود لازم که معنی آشنا باشد / شکوه پنجهٔ صولت نباشد شیر قالی را

ز شور میکشان تا واعظ راه در فرقها باشد / بحرف و صوت کی نسبت بود اشعار حالی را

بچشم همت خود در نیارد وضع درویشی / نه طاق مشرقی ثناگر نه ایوان شمالی را

وله

مدعی از رشک میسوزد چو شمع / گر ببیند گرمی بازار ما

خار فکر باطل از دل بر کشم / گر بود صاحبدلی غمخوار ما

وله

جنابش آستان بی نیازیست / گدا در سجده و سلطان هم آنجا

ز محنت میرسد هر کس براحت / الم هر جا بود درمان هم آنجا

شکر خواهی بشکرش کوش شاکر / گر باشد لطف هم احسان هم آنجا

وله

هر سو رویم یار مقیم خیال ماست / او را چه غم که رنج سفر می کشیم ما

از حال ما چو آینه اینجا گراست غم / گر رخت خود بملک دگر می کشیم ما

وله

در بیابان طلب راه حرم گم کرده ایم / یک مدد از خواجهٔ احرار می خواهیم ما

غیر درد از حاصل گیتی چه باید خواستن / آه گرم و دیدهٔ خونبار می خواهیم ما

وله

بستر آسودگی در خاکساری یافتیم / بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما

جام ما از درد و صاف عرض مطلبها تهیست / شاکریم از خود دل بی مدعا داریم ما

وله

تو در اینجا فسرده همه گرداب گوهری / بطبیعتش ببند رخت دل بجهان دگر گشا

نبود جز جنون دوا مرض کار بسته را / همه در ببند بر رخت ز دل چاک در گشا

آه دردآلودی باید مرا	وله	نغمهٔ داودی باید مرا
شکر لله فارغم از نیک و بد		نی زبان بی سودمی باید مرا
سوخت تا داغ محبت دل دیوانهٔ ما	وله	شمع گردید دیگر دور سر پروانهٔ ما
چهره بنماید و از شاکر اگر دل طلبد		نیست جز دادن جان تحفهٔ شکرانهٔ ما
خوش ندارم صحبت غافلان	وله	صحبت مجذوب می باید مرا
نیست از دشمن غمی چون دستگیر ماست پیر	وله	در جناب حضرت والتجا داریم ما
محو آن زلف پریشان چکند سامان را	وله	بر در خانه مگر جای دهد طوفان را
یک ساعتی بحرص مده اختیار را	وله	محرم مکن بدیدهٔ هوش این غبار را
شاکر چو شرع پاک نبی حکم ایزد است		بی رخصت رسول مکن هیچکار را
کار جهان برشتهٔ تدبیر بسته اند	وله	وابستهٔ عنایت او کارهای ما
مارا چه میشود که دران حلقه بشمرند		شاکر رسان بخلوت یاران دعای ما

ردیف بای موحده

صفای عارض گلرنگ یار را دریاب		چمن طرازی این نوبهار را دریاب
زیاد دوست مشو یک نفس جدا شاکر		بکنج خلوت دل آن نگار را دریاب

ردیف تای فوقانی

ز سرد و گرم جهان فارغند آزادان		گذشتن از سر اوهام کار مرد است
ز جان گذشته بجانان سپرده ام شاکر		متاع وصل این لفظ سخت ارزان است
محتسب را بر در میخانه هرگز بار نیست	وله	منکر آنرا با تماشاگاه جنت کار نیست
دامن هر عشرت و راحت بدست محنت است		عمرها گشتم درین گلشن گلی بی خار نیست

حاصل هستی اگر باشد حضور وصل اوست — بیجمال یار یکدم زندگی در کار نیست

گریه گوهرفشان شاکر بهار دیگرست — همچو سیل آشوب چشم ابر دریابار نیست

وله

موسم عیش است و جای دلکش و دلها جوان — در چنین هنگامه عشرت هوای قهوه است

وله

در دل ما اثری از طرب عالم نیست — غیر درد تو درین خانه کسی محرم نیست

میرود عمر ز کف تا دلت آگاه شود — غنچه تا چشم گشاید بچمن شبنم نیست

وله

چمن عشق و محبت گل درویشانست — پردهٔ راز آگهی دل درویشانست

جلوهٔ همت ایشان متعالیست بلند — منزل خلد کجا قابل درویشانست

جوهر آزادی ما را فروغی دیگرست — هر کجا دل صاف گردید از گهر روشنتر است

کیمیای بی نیازی همت درویش است — کبریای فقر از اندام این خاکستر است

سوز جگر و دل قبول عبادتست — آن زهد کافریست که در وی نیاز نیست

بیفرع راه اصل ما این نمی شود — شاکر مگو دلیل حقیقت مجاز نیست

وله

هر یکی را نمی دیگر و حالی دگر است — رنگ گفتار دگر صورت قالی دگر است

گر شکوهٔ زمانه کنی مختصر بس است — عیش دوام رستن ازین درد سر بس است

در باغ آرزو و هوس رنگ و بو گر است — ما را خیال آن گل رخ در و بهر بس است

وله

دل ز خیال تو یک شهر خرمی دارد — همین لطف تو اینخانه دولت آبادست

بود فزونی نعمت بشاکر مسکین — شکر دامنش نعمتی خدا دادست

وله

اینخانه تن پرستی و نی آرمیدنست — از ساغر عمر نغمهٔ نامی شنیدنست

شاکر ز عیب خلق بعبرت شو آشنا — این ساز دیدنی که نو داری ندیدنست

وله

الفت او تا بروز حشر زنجیر منست — مهربانیهای افسون تسخیر منست

نصرت دین یاورم گردید شاکر شکر کن		آبے از لطف علی در جوی شمشیر من است
پیرو عقل است هر کس نامی گلفام نیست	وله	عالمی گمراه میگردد چو شیخ جام نیست
از طراوت دستگاه رنگ دارد هر گلے		هر که شاکر نیست در وی بوی از اسلام نیست
مست الفت را شراب بیگری در کار نیست	وله	گردش چشم تو دیدم ساغری در کار نیست
هر کرا باید سفر کردن اقامت آفت است		کشتی طوفانیم را لنگری در کار نیست
عیش اگر در وطن بود شاکر	وله	ناتوان هر کجا فتد وطن است
درد مندان را زبانے دیگر است		هر طپش در دل بیانی دیگر است
گلشن ایجاد را کاین رنگهاست		تربیت از باغبانی دیگر است
حب وطن باعث آزارهاست	وله	شوق سفر پیشرو کار ماست
الفت دنیا بدل ما نزد		این مدد از خواجهٔ احرار ماست

ردیف ثاء مثلثه

یار رنجید ز ما باز چه باشد باعث	یار رقیبان شده همساز چه باشد باعث
شمع این بزم جهان پرتو نازش برخاست	ماند پروانه ز پرواز چه باشد باعث
مدتے دلبر بیرحم بما بود رحیم	باز کرد آن ستم آغاز چه باشد باعث
ناله ها کردم وزین کوه صدائے نه دمید	همچو غنچه بسته شد آواز چه باشد باعث
شاکر آن راز که دلدار ز ما می پوشید	خود بخود گفت بما باز چه باشد باعث

ردیف الجیم

مستی عشق نباشد بهاران محتاج	نبود شور قیامت به نمکدان محتاج
فکر آرائش خود شیوهٔ آزادان نیست	گردن سرو نباشد بگریبان محتاج

از دل چاک منت اوج غرورش شاکر / نیست با شانه چرا زلف پریشان محتاج

ردیف حای حطی

هرکس کجاست محرم آب و هوای صبح / داغ است آفتاب بذوق صفای صبح

انجام هر نفس بود آغاز جلوه اش / در ابتدای صبح ببین انتهای صبح

وله

میدوزد آفتاب بصد تار زرنگار / تا چاک شد ز غفلت عالم قبای صبح

بهر علاج مرگ گران خواب غافلان / شاکر بود مسیح دم جانفزای صبح

ردیف خاء

نگردد ست بت سبز من از پان سرخ / شده ز خوردن خونهای عشقبازان سرخ

بپاس گردنش از خون من خطی دارد / غریب نیست اگر باشدش گریبان سرخ

اگر ز خاک شهیدان گذشته امروز / که شد لباس نو از گرد این بیابان سرخ

قبول فیض مدان جز بقدر استعداد / بنوبهار نشد رنگ باغبانان سرخ

ردیف الدال مهمله

آن کیست بر سفر بگذارد بنای خود / هرکس خوش ست در غم شادی بجای خود

هرچند دل ز درد غم هجر داغ شد / شاکر نگفته ایم بکس ماجرای خود

وله

عارفان را رغبت شوق تماشا تهمت است / دیده عبرت بروی اینجهان وا کرده اند

بیخبر از سیر دل بگذر که خوبان جهان / انجمن در خلوت آئینه ما کرده اند

از نسیم صبح توفیق رسا صاحبدلان / کار دنیا را چو گل شاکر بسر وا کرده اند

وله

بر سر خاک شهیدان گذری خواهی کرد / در دولت گر هوس بدین گلها باشد

شمع کاشانه بفریاد دل ما نرسد / آتش افروز جنون دامن صحرا باشد

زناوکی که از نگه او بما رسید
صد رنگ نو بهار گل مدعا رسید

جان و دل و جگر صیدگاه اوست
هر جا رسید ناوک شوخش بجا رسید

برآسمان رسوز جنونم فسانهاست
کارم بعشق او زکجا تا کجا رسید

وله

چه حالتست درین عصر کز تغافل چرخ
دعای خسته دلان کارگر نمی آید

نظام کار دو عالم باختیار کسیست
ز دست کوشش ما هیچ بر نمی آید

وله

بدوستی چشمت می و ساغر نمی ارزد
بان رنگینی عارض گل احمر نمی ارزد

نسیم طره اش دل نمی رباید ترک سودا کن
بهوی گیسوی او طبلهٔ عنبر نمی ارزد

کجا مجذوب با سالک تواند همسری کردن
بذوق قطرهٔ یک اشک صد گوهر نمی ارزد

وله

یک گل ازین بهار بآرزو نمی رسد
سنبل خوش ست لیک بگیسو نمیرسد

وله

عنان بدست نویسندگان تقدیرست
باختیار کسی را کجا گذاشته اند

بلا کشان محبت بسجدهٔ تسلیم
چه نقشها بمقام رضا گذاشته اند

وله

ناز صد بیگانه بهر آشنا باید کشید
رنج کوشش ها برای مدعا باید کشید

دامن مقصود تا افتد بدست آرزو
در بیابان طلب بس رنجها باید کشید

وله

محبت پیشه دل از جور الفت بر نمیدارد
حباب سر ز پیش موج تیغت بر نمیدارد

چو شبنم از زمین سر برنخواهد داشتن شاکر
نقاب از رخ گران خورشید طلعت بر نمیدارد

وله

دوستیها که بیریا باشد
همچو عنقا و کیمیا باشد

فارغم ز ینجهان بیگانه
یار می باید آشنا باشد

نتوان در حساب آوردن
الفتی را که انتها باشد

شاکر از طالبان مخلص را
هرکه دل بستهٔ وفا باشد

نگاهی سوی مستان می توان کرد — بمژگان تیرباران می توان کرد
بنور شمع حسن عالم افروز — شب ما را چراغان میتوان کرد
چه از نیکی نباشد هیچگاهی — بدشمن نیز احسان می توان کرد
درین گلشن ز رنگ و بوی اخلاق — گلی شاکر بدامان می توان کرد

وله

مغنیان رهی بحالم کرده اند — باده نوشیها حلالم کرده اند
مست جام آشنایم دیده اند — سرخوش ذوق وصالم کرده اند
کوشش یاران غمم افزوده است — گرچه تدبیر ملالم کرده اند
در گلستان محبت اهل دل — از کرم شاکر نهالم کرده اند

وله

بمحفلی که مراد شه و گدا بخشند — چه میشود که دل زنده بما بخشند
بشکر کوش ز اخلاص روز و شب شاکر — که گنج نعمت جاوید ازین ادا بخشند

وله

بهر کشادن در میخانه شیخ جام — در دست ساقیان زمه نو کلید داد
شاکر ببیش کوش که ساقی ببوی گل — ما را نوید شوق بجام نبید داد

وله

ای آنکه ناامید شدی از گناه من — یارب ببین که فضل الهی چه می کند
آگاه نیست زاهد خود بین ز حال ما — این بیخبر خیال تباهی چه می کند

وله

بنور روی تو خورشید شد بجا شاگرد — دگر بغیر جمالت شود کرا شاگرد
عنان خدمت استادگی ز دست دهد — شود بشاه معنی گر آشنا شاگرد

وله

دلم ز ورد پیش آشنا خالی شد و پر شد — برنگ جام می کی جا بجا خالی شد و پر شد
بهارتی و خزانی روز و شب در کار می بینیم — ز رفت و آمد و خلق این سرا خالی شد و پر شد
کلام عالیست این از صفا شاکر اثر دارد — دل پاکان از هر مدعا خالی شد و پر شد

وله

گوشه گیری قطره را گوهر کند
کامل آنکس کز جهان پا می کشد

شاکر آگاه هم ز مکر آرزو
در کمند مهر دنیا می کشد

وله

شاکر از کنج قناعت هر که فیض اندوز شد
منت احسان کی از ارباب دولت می کشد

وله

هر کمالی را زوالی در قفا ست
غفلت آخر ها پشیمانم کند

زنده ام شاکر باین امید و بس
درد مندیها مسلمانم کند

وله

چون مئی دیرینه در آفاق شهرت میکند
منزوی شد هر که در یک منزل یکسان بماند

وله

بی برگ ز آفات جهان باک ندارد
رنجت نخلی که ثمر داشته باشد

از عالم راحت طلبی بهره ندارد
آن شخص که در پیش سفر داشته باشد

وله

کم کن سخن که حرف نو بی آب میشود
این شیوه ننگ صحبت احباب می شود

وله

در دهر ابهار مدارا نمی کند
سعی نسیم غنچهٔ دل وا نمی کند

وله

نقش جهان بغیر سبب نیست جلوه گر
آئینها و آئینه ساز آفریده اند

ز آغاز کار رسید گیسو دراز را
دشمن گداز بنده نواز آفریده اند

شاکر بمعنی نو و من وارسیده را
صد بار نیست کرده و باز آفریده اند

وله

ندارد ز بیب حسن حاجت مشاطه دیگر
جهان را بی سپاهی شاه عالم گیر میگیرد

ز رنگ بی نیازیهای نازاو چه پردازم
بصد تقصیر می بخشد بیک تقصیر می گیرد

بلند و پست ما ز عشق گردد در نظر یکسان
ز سیلاب این بنا ها صورت تعمیر می گیرد

دل میرود ز دست و ندارم اختیار
مطرب درین بساط چه آهنگ ساز کرد

دستنش ز دامن مقصود کوته ست
هر کس که بر بساط ادب پا دراز کرد

وله

تمیز کامل و ناقص نماند در عالم
درین زمانه رواج گهر خزف دارد

فلک مددگر خلق ست لیک شاکر ما
امید گوشهٔ چشم از شه نجف دارد

وله

نعمت ز خاکسار محبت دریغ نیست
اگر فروغ مهر بدیوار می رسد

اے غرہ فریب ہوسہائے زندگی
غافل مشو که مرگ بیکبار می رسد

افزون کنیم شکر و بهر حال شاکریم
هر چند غم ز دست تو بسیار می رسد

وله

تدبیر عزیزان چه کند با من محزون
دل کی شود آراسته زین شیشه گرے چند

خوردیم بسے غصه درین بحر بامید
شاید که بگیریم با من گهرے چند

وله

دارم امید گوشهٔ چشم از عنایتش
حافظ که خاک را بنظر کیمیا کند

وله

در ابروش اشارهٔ تحقیق مدعاست
در پیش طاق قبله نما جلوه می کند

وله

نیستم ممنون احسان بهار
دامنم پر گل نو گل می کند

هر که شاکر بخت دل ریز ذر چشم
دامن مقصود پر گل می کند

وله

بفکر خستن من نیست حاجت کوشش دشمن
نفس چون خار ماهی نیشتر در آستین دارد

وله

کشتیم باک ندارد ز شکست طوفان
کار دشوار چو افتاد خدا ساز شود

وله

جوش غم و نشاط جهان پایدار نیست
بیدل مشو که اندک و بسیار بگذرد

برگشته عالمی ز مریدان شیخ جام
کو محتسب که بر در خمار بگذرد

وله

طینت اہل کرم از آفت مرگ ایمن ست
نیکنامی تا قیامت کار هستی می کند

هر که شاکر آشنائی معنی تحقیق شد
گرچه در بتخانه باشد حق پرستی می کند

وله

آنها که در حمایت همت سفر کنند
اندیشه کی ز وادی خوف و خطر کنند

دانا دلان که نسخهٔ آسوا خوانده اند
هر چند قرب بیش حذر بیشتر کنند

وله

وصل کمال پیروی کامل ست و بس
در منزل آن رسد که پی پیر میرود

زدنیا در لباس دوستیها	وله	فریب دشمن جانی بہ بیند
براوج فلک سایہ کند طرف کلاہم	وله	از گوشۂ چشمش نگہی گر بمن افتد
جائے گلہ اش نیست کہ نعم البدلے یافت		از کشور ہند آنکہ بملک دکن افتد
ایمان بدل از حب وطن ریشہ دوانہ		خوشوقت غریبی کہ بفکر وطن افتد
تا خاک شدن دیگرش از کف نگذارم		گو بخت کہ دامان تو در چنگ من افتد
گرشاہا نرا سیاستی نیست	وله	کی کار جہان نظام دارد
پیری ز سینہ جوشش شباب نمی برد	وله	ذوق شراب میل کباب ہم نمی برد
مرا از ذکر محمود و ایاز این نکتہ شد روشن	وله	کہ صید عشق خوبان عاقبت محمود میگردد
صلاست بادہ پرستان کہ یار می آید	وله	بچشم مست و سر پر خمار می آید
فصل گل ست مروز دیوانہ می توان شد	وله	با لیلی جنونی ہمخانہ می توان شد

حرف الذال المعجمہ

در فراق تو نہادم چو قلم بر کاغذ		تر شد از اشک من از سر تا سر کاغذ
رقم نامہ ام از بدنگاہ شوق ست		یافت زین تار رسا رشتۂ مسطر کاغذ
خط شاکر طپش دل برساند بریار		نیست محتاج بپرواز کبوتر کاغذ

حرف الراء المہملہ

دل بردہ میکند طلب از من دلے دگر		با زلف او فتادہ مرا مشکلی دگر
با یاد جانفزائے تو سر سبز عشقیم		در کشت عمر کو بہ ازین حاصلی دگر
من ندارم جز تو دلسوزی و غمخواری دگر	وله	غیر مہرت در دل من نیست دلداری دگر
بہر زاہد سبحہ و زنار بہر برہمن		بر سر و سودائے دیگر ہر کسی کاری دگر

وله

میفزاید قدر مرد از بردباری بیشتر
آدم با حلم باشد اعتباری بیشتر

می شود سرسبز شاخ گردانهٔ امیدوار
چون زمین در بر که باشد رازداری بیشتر

وله

شود زنگت فزون طبع چون گهر دلگیر
برنگ آب روان نیست از سفر دلگیر

چرا از اهل محبت ملول میگردی
که طبع نخل نگردد از خطر دلگیر

وله

ای محبت اشک گرمم بر سر مژگان ببر
یعنی از دل شیشه نذر پریان ببر

نیست حاجت اینقدر سختی کشا کردنت
جان عشق چون نفس بر لب بود آسان ببر

وله

نقش و نگار منظر اقبال دیده گیر
عرض مکرر از لب و لت شنیده گیر

هر جا و هر مقام که قصدت رسیدنست
منزل گزیده گیر و بانجا رسیده گیر

دنیاست زهر مار قناعت فسون او
پیش از گزند آفتش افسون دمیده گیر

وله

باغ امکان مظهر رنگست از ایوان یار
صبح مستی نیست جز گل کردن فرمان یار

مصرع برجسته هرگاه موزون میکنم
انتخاب بیت ابرو نیست از دیوان یار

وله

ساغر چشم تو دارد بادهٔ ناب دگر
موج خیز نشئهٔ او هست سیلاب دگر

خواب مخمل فرش راه غفلت آرائی بود
چشم او دارد درین ره آیت سرخواب دگر

در خم ابروی او مذهب پرست عشق را
بهتر از تسلیم گشتن نیست آداب دگر

وله

جز روی یار نیست گلی خوشرنگ دگر
این گل یقینی ست و درین نیست شک دگر

ممتاز هست ابر بهاری ز هر نسیم
همرنگ او کجاست بجنس نمک دگر

وله

چشم ابر نوبهاری در سراغ دانه هاست
جز متاع دل نمی جوید در دوران یار

نیست موجودی درین گلشن که بی داغش بود
ابر و رعد و شعله و دود است از مستان یار

وله

رنگ شهرت گل را خودنمائی بیشتر
بالد از اظهار الفت آشنائی بیشتر

دست از تدبیر بیا هوش نتواند کشید — بخشد از کار جهان غفلت ہای پیشتر

وله

نمی شود بفراق تو اشک و آه آخر — ز سعی جان بلب آمد گشت راه آخر

مکن ملامتم ای مدعی که عارف پاک — نوشته است خط نسخ حسب جاه آخر

وله

یکدم بیاد بر سر این خفته کن گذر — ببینم سیر یکدمت آهسته کن گذر

شائسته نیست پای ترا گلشن دگر — در باغ دل بصورت شائسته کن گذر

وله

محبت تو بدل می کنم بجان اظهار — مفید آنچه بود کرده ام همان اظهار

رسانده عرض محبت بیار خاموشی — فضولیست که سازیم با فغان اظهار

از نگاه عالم عقل و هوش و جان ببر — چون دلم آخر تو خواهی برد با سامان ببر

تا بگلزار دولت درد محبت گل کند — نقش خواهشها ز لوح سینه درمان ببر

ردیف الزاء المعجمه

دل عاشق ز درد آسوده هرگز — که دید این شعله را بی دود هرگز

ز دل فاش است اسرار محبت — نشد پوشیده بوی عود هرگز

دل شاکر که از هجر تو تنگ است — کشاید نغمه داود هرگز

وله

صبا به آن بت شیرین ادای صبر گداز — بگو سلام من خسته دل ز روی نیاز

بیا که خانهٔ دل بی غبار رنگ دوئیست — صفای آئینه در راه تست پا انداز

ز صبح فیض عنایات محی الدین — صفای قلب طلب میکنم بعجز و نیاز

وله

برون نداده فغانم نوای پردهٔ راز — شکسته رنگی من گشته اینقدر غماز

قبول بندگی درگهم کند چه شود — جناب سید گیسو دراز بنده نواز

دل شکسته ارادت بشیخ جام آورد — کشاد کار نه در روزه بود نی بنماز

رسید موسم گل ساز عیش کن آغاز | بجام و شیشه و نقل و کباب و می در ساز
بهین همت آن پیشوای اهل سخن | نموده ام غزلی نذر حافظ شیراز

وله

خرمی گل کرد جز با غم نمی سازم هنوز | در چمن آمد بهار و رنگ میبازم هنوز
داغ انجام وفا شاکر کجا باید شمرد | دیدهٔ محرم نشد از رنگ آغازم هنوز

درد عشقش را ز چاک سینهٔ خود چاره ساز | گر گشاد کار میخواهی گریبان پاره ساز
صید دل کردی بوجه احسن و روی سفید | سیر این مهتاب در آئینهٔ رخساره ساز
اجتماع نقطه بد تاثیر دارد در کلام | نفس را گر زور باشد دور از اماره ساز

وله

از جوش بهار قدمت گشت چمن سبز | بلبل بنوا آمد و گردید سخن سبز
در فصل خزان سبز چمن نیز توان کرد | زان روی که گردید بدل یاد وطن سبز
از باد خزان نخل بهشتی نبرد رنج | از فیض حق و لطف نبی هست رکن سبز
شاکر نتوان خانه نشین ساخت جنون را | امروز که صحراست نه از طرف چمن سبز

وله

وا دیدنا بدست بتان اختیار ناز | رنگین تر از بهار گل آمد بهار ناز
شاکر چو وضع شنی بگلشن بود صواب | جز گوهر نیاز نزیبد نثار ناز

وله

ز هستی کی شوی واصل بدلدار | غبار ره توئی از راه برخیز
بلطف مولوی رومی و جامی | ببین شاکر جمال شمس تبریز

ردیف سین مهمله

آشیان در دهر کجا بستیم بیرحمت نبود | گوشهٔ آرام ما چاه زنخدانست و بس
کسی از خوان قسمت روزی خود می خورد | رزق غفلت پیشگان اندوه و حرمانست و بس

وله

بباغ دهر گو نیست بار و زر نرگس | شه و گدا همه دل بسته اند بر نرگس

درین چمن دلی ز حب جاه خالی نیست		تهی نساخته پهلو ز سیم و زر نرگس
فروغ باغ ز نرگس بود از آن شاکر		که هست از همه گل صاحب بصر نرگس

ردیف شین معجمه

آسوده ز اندیشهٔ هر سود و زیان باش		چون آینه از عالم حیرت زدگان باش
هر کجا رنجست راحت میرسد	وله	دردمند و خسته و بیمار باش
تلاش معرفت خویش از آن و این غلط است	وله	مرو بهیچ طرف گوشه گیر دامان باش
غافل مشو ز خاک نشینان چو آفتاب	وله	ای صدر آستان خبری می گرفته باش
ایدل چنین به بستر راحت چه خفته		از غم کشتگان خبری می گرفته باش
چون عاقبت ترا بتهٔ خاک رفتن است		غافل ز آنجهان خبری می گرفته باش
طالب دردیم و درمان نباشد گو مباش	وله	پرسش جوئی از طبیبان گر نباشد گو مباش
ای سخن در وصف خوبان بر لب امید باش	وله	از فروغ این معانی کوکب امید باش
جز محبت نیست امید دگر در خاطرم		ای محبت در دل من مطلب امید باش
تا بفهمی معنی اشک محبت را که چیست		همچو طفلان روز و شب در مکتب امید باش
بشوق کوی محبت بردمی داریم	وله	شبی بود که بیاید بچشم ما سحرش
فغان که یار بفریاد ما دمی نرسید		هزار ناله کشیدیم و نیست یک اثرش
ز فیض نقش فزون تر بود ز ویمنی		کسی نام محبت نکند بر جگرش
نهال صبر نشانی اگر بدل شاکر		بقدر حوصله یابی حلاوت از ثمرش
خاکسار رهای من بوسید نقش پای یار	وله	خواب راحت می کنم در سایهٔ دیوار خویش
طرح گلشن ریزد از خندیدنش		غنچه ها را وا کند بالیدنش

نیست رنج شور و شر در آبشار		عاشق آسوده است از نالیدنش
سیر عالم نیست پابند همین پاسودنی	وله	گر خیال تو رسائی میکند سیار باش
گرچه داری ز اقرار لسان تصدیق قلب		در چمن زار بیان گفتار با کردار باش

ردیف صاد مهمله

در محبت خلوص می باید		می کند صحبت جو وفا اخلاص
جز محبت کجاست درمانی		درد بیمار را شفا اخلاص
فرق باشد در آسمان و زمین	وله	زاهدان در کجا کجا اخلاص
بی نصیب از وجد و حال افتاده اند این صوفیان		می نماید جلوهٔ اینها گوشهٔ دستار رقص
غافلان را نیست تدبیری بغیر از وجد و حال		میکند خوابیده را از های و هو بیدار رقص

ردیف ضاد معجمه

با مقدم بهار نداریم ما غرض		در دل بود رسیدن آن آشنا غرض
تن پروران باگل و شربند مبتلا		زان رو که آشناست آب و هوا غرض
بر درگهش که نیست غباری جبین ماست		شاکر کجا فتاده و باشد کجا غرض

ردیف طاء منقوطه

تا بنازم سر به تیغ ابروت جانرا چه حظ		کفر زلفت گر نزد راه دل ایمان را چه حظ
عیش ما جز پرسش و جوی لطف تو آماده نیست		گر نباشد میزبان خوش خلق مهمان را چه حظ
در دولت تا غم نباشد غمگساران را چه حظ	وله	بی امید یاریت امیدواران را چه حظ
رخت بیماری ز تن افکند بیرون احتیاط		ای ز درد عشق تو پرهیزگاران را چه حظ
چون رود افسردگیها از چمن بی لطف ابر		جلوه پیرا گر نگردی خاکساران را چه حظ

لذت احسان ز ناشکران نمی یابد کریم		گر ببارد بر زمین شور باران را چه حظ
درد عضوی میبرد اعضای دیگر را ز کار		گر بود یاری سپیر رنج یاران را چه حظ
تا نماند غنچهٔ دل تنگ سا غیر از زمین		زین روا رود در جهان باد بهاران را چه حظ

ردیف عین مهمله

دلها چو عجب ساخت خم زلف یار جمع		مردم شوند بهر امان در حصار جمع
تا دل علم بعشق شد از خویش میبرود		کی مانده هست میوه سر شاخسار جمع
کز پرتو جمال و سواد نگاه		در چشم خلق آمد لیل و نهار جمع
چون موج کز جدائی بحر ست مضطرب		در دوری تو نیست دل بیقرار جمع
شاکر امید شد که کشد دامن دلم		تا کرد یار از مژه اش خار زار جمع
سراپایش بهار کفر و ایمانست در واقع	وله	کجا زلف و چه رخ زنار و قرآنست در واقع
چراغ عالم افروز ست شاکر عارضش بیشک		جبینش بیگمان خورشید تابانست در واقع
پیش آن رخسار تابان گر بسیم نام شمع	وله	آتش خاموشی فتد در زبان و کام شمع
نیست جز بر باد رفتنها درینجا حاصلی		غفلت ما را اشارت می کند انجام شمع

حرف غین معجمه

تازه شد از زخم گیسوی تو سودای دماغ		فکر من شمع دل افروخت از بن دود چراغ
وحشتم را رهبر بادیه گمنامی ست		که دران بادیه گرد پر عنقاست سراغ
بهوس چون سحر آمدم که رسیدیم بباغ	وله	پیرهن بهر خیست از پاس دریدیم بباغ
چون گل آخر ز جهان قطع تماشا کردیم		سا غنچه چند بهر رنگ و دیدیم بباغ
باغبان گر چه ز ما از چمن پنهان داشت		روغن تازه مغز دل غنچه کشیدیم بباغ

شاکر از خاطر ما رفت خیال دو جهان — دل ربا نالهٔ امروز شنیدیم بباغ

حرف فا

نالهٔ زارم نشد همدم بگوش یار حیف — می سزد گفتن بجای ناله‌ها صد بار حیف
در هوای ابر و جوش سبزه و فصل بهار — جلوه پیرائی ندارد قامتش بسیار حیف
بر هنر ور می کند تعطیل ظلمی آشکار — ناوک مژگان او باشد اگر بیکار حیف
جز بدل شاکر نباید راز عشق او — آشنا گردد اگر گوشی باین اسرار حیف

ردیف قاف

گر شود شوق طلب با ما رفیق — می توان رفتن بمنزل‌ها رفیق
بهتر از شوقش رفیقم نیست کس — ورد جانم شد از او یا رفیق
پاس انفاسم درینجا شد ضرور — تا دمی همراه شود آنجا رفیق

وله

نظر بلطف تو دارند یک جهان مشتاق — همین منم بجفاهای تو بجان مشتاق
زمان زمان بحسرت سایهٔ شوقش نازد — تو هم شو از سر انصاف یکزمان مشتاق
مرنج گرچه رقیب از درش ترا راند — که نیست هیچ خسیسی بمهمان مشتاق

وله

یار شمع ست و دل سوخته پروانهٔ عشق — داغ کافیست همان چارهٔ دیوانهٔ عشق
بر در دوست گدائیست ز شاهی بهتر — گنج دولت همه فرشست بویرانهٔ عشق

وله

گر شود تشویش دنیا خار دامنگیر شوق — قطع اسباب موانع می کند شمشیر شوق
خضر باید اقتدا اینجا بصد منت کند — تا آه من شده امشب رهبر شبگیر شوق

ردیف کاف تازی

رسید غم ز دلم شد چو او بمهر نزدیک — ز شب اثر نبود چون شود سحر نزدیک

وله
زقرب وعده او جوش عشق افزاید / بنال کسب هوا چون قند سفر نزدیک
درین جهت سخنم سبز گشت در عالم / که آه خسته دلانست با اثر نزدیک
دعای صاف دلان مستجاب میگردد / دران زمان که شود شیر باشکر نزدیک

وله
دماغ نازک یارم ز بوی گل گیرد / بناله گرم مشو ای جرس ندا رهی باک
هجوم خلق بخلوت گزین زبان نکند / شکر نصیب تو شد از مگس ندا رهی باک
فدای مصرع برجسته ام که شیخم گفت / هزار جان بلب آری زکس ندا رهی باک

وله
سخت ترمیسازی از بهر شکستم دل سنگ را / کرده این بیضه فولاد را حاصل ز سنگ
باوجود سخت جانی نیستم بیجوش اشک / در محبت کرده ام آئینه حاصل ز سنگ

وله
زیاد عاقبت کار در بدایت حال / برنگ غنچه درین باغ مانده ام دل تنگ
فغانم آن بت بیرحم هیچگه نشنید / گداز درد رهی وا نکرد دل سنگ
اگر بعشق شهادت طلب کنی شاکر / گواه درد دلم نیست جز پریدن رنگ

وله
باین نشاط که داد هوای کرناتک / کجاست خلد چو عشرت سرای کرناتک
چه شرح آب هوایش دهم بمیدانم / که صبح جامه زر در بر صفای کرناتک
کشادستگی طبع عالی دارد / سواد گلشن بهجت فزای کرناتک
ز آبیاری حسن بتان ماه جبین / چو جوی شیر بود کوچه های کرناتک
غبار او همه زر بخش تر ز اکسیرست / چه گویم از عمل کیمیای کرناتک
عروس ملک باین زیب دلبری دارد / که دوختند ملایک قبای کرناتک
زکوس نصرت دین محمدیست بلند / اذان بمنبر تخانهای کرناتک
زفیض سایه عدل محمدی امروز / گرفته خواب عدم فتنهای کرناتک

کرا تجمل کونین در نظر آید — دمی که سایه فگن شد همای کرناتک
کشودن در فردوس هم همین باشد — وگرچه وصف کنم فتحهای کرناتک
ز عاشقان نظر باز میبرد دل و دین — برنگ خط بتان سبزهای کرناتک
ببین بچشم بتان میبرد چه سرمه بکار — غبار کشور گوهر صفای کرناتک
فزون بود بمراتب ز خسروان عجم — بطمطراق تجمل گدای کرناتک
عجب مدار گر از شوق بسته ام زنار — دلم ربوده بت خوش ادای کرناتک
دل شکسته ز دردهای تازه گلجوست — باین صفت چمنی کو سوای کرناتک
ز سیب نار بهشت آرزو چه بهره برد — مگر دوباره چشند انبهای کرناتک
کسی نیافتم اینجا ستم کش افلاس — فگنده سایه بعالم همای کرناتک
درین طربکده تا غنچه نتوان یافت — که یک گلست سراسر فضای کرناتک
گلی درین چمن از رنگ نازی خالی نیست — پر است جلوه گر از شیشهای کرناتک
یکی ز صد نتوان گفتن و صدی ز هزار — بدور لیل و نهار از ثنای کرناتک
ز جنس نافهای وشی جز زرباف — کشیده سر بفلک خیمهای کرناتک
ز کشتزار کرم میدهد بجیب امید — بجای دانه گهر خوشهای کرناتک
بنشاه طرب انبساط شاکر ما — فزون ز بادهٔ ناب است لای کرناتک

وله

ظلم ست وضع هر شی در غیر موضع او — عرفان چو رو نماید بر اهل آن مبارک
آئینه حضوری جای حضور حسن است — دیدار دیدن او بر حاضران مبارک
آشفته شد نه تنها جانم بآن دو گیسو — بیدار بودن ما بر پاسبان مبارک

ردیف لام

در بهاران میفزاید رونق بازار گل — موج آبی تازه می آید بروی کار گل
جلوهٔ حسن خزان کم نیست از جوش بهار — میرباید هوش بلبل شوخی رفتار گل
رنجها باید کشیدن را اینجا مفت نیست — گل توانی چید اگر بینی جفای خار گل
نیست آسان محرم راز ادب سنجان شدن — هست هر برگی زبان خامش گفتار گل
فکر گلرویان کند شاکر اگر جا در سرم — میشود دستار من نگین تر از دستار من

وله

شور جنون فگنده در آفاق بوی دل — تسخیر کرده هر دو جهان هایهوی دل
جولان کس بعالم معنی نمیرسد — سعی قدم کجا و کجا جستجوی دل
مینا ز می تهی کن و ساغر بسنگ زن — لبریز راز کن ز محبت سبوی دل
غنچه با انتظار آن تبسم میکشد — کی نسیم صبح بگشاید گره از کار دل
ای خریدار محبت از متاع درد و داغ — هر قدر خواهی مهیا گیر در بازار دل

وله

تا خیال آن پریرو تنگ دارد در بغل — شیشهٔ دل صد هزاران رنگ دارد در بغل
از دل زاهد کجا سختی برون خواهد شدن — شیشهٔ قلبی ست کاین بی ننگ دارد در بغل
فاضل بیمعنی این عصر از بهر جدال — خشت جای نسخهٔ فرهنگ دارد در بغل
تا کند وضع باهل عالم اندک ارتباط — گل بجای خشت بهر جنگ دارد در بغل

وله

بخوبی نیست چون رویش دگر گل — کجا این رنگ و بو باشد بهر گل
درین گلزار بی آن مهر تابان — جمال آب و رنگی نیست در گل
بدنیا بسکه دل بستند یاران — شگفته نیست یک خاطر مگر گل
چو شاکر گشت تسلیم رضایش — برنگ شاخ گل شد سر بسر گل

وله

باتفاق توان عالمی مسخر کرد — برآر گرچه به آئین یار صحبت گل

برنگ و بوی دو عالم مسخرست اینجا
بدوش شاه و گدا می‌برد رایت گل

وله

گر الفت علی ست بجانت چو آئینه
از کوثر قبول کنی شست و شوی دل

وله

طبع یارم گلشن ست و صفحهٔ رخسار گل
بلکه در پیشش خجالت می‌کشد صد بار گل

گر ز مستی نرگسش ساغر نگیرد در چمن
می‌نشیند گوشه‌ای چون زاهدان بیکار گل

از دوام رنگ دارد حسن او نسبت به حق
جلوه گر شاکر بسالی می‌شود یکبار گل

حرف میم

خاطرم دارد هوس تا حرف مشکل بشنوم
از لب آئینه یعنی چیزی از دل بشنوم

آرزو دارم که رمزی از لب جان بخش یار
با ادب از دور بنشینم مقابل بشنوم

واعظ بیدرد از افسونهای پوچم می‌کشد
پند جان بخشی مگر از صاحبدل بشنوم

بیدل صاحبدل شاکر چه خوش فرموده است
هر چه لیلی گویدم باید ز محمل بشنوم

وله

بی خجالت ز چمن جام تمنا نکشم
گر نیاید بهشتم بهر آنجا نکشم

تیغ و خنجر نشود سد ره الفت من
محو تسلیم تو ام گردن از اینها نکشم

عشرت زندگی اینست که دلدار اینجاست
ورنه زین یک دو نفس منت بیجا نکشم

بچه کار آیدم این دست معطل فردا
شاکر امروز اگر دامن او را نکشم

وله

وقت آنست که دل محو پریزاد کنم
گوشهٔ حیرتی از آئینه ایجاد کنم

جست و جوی حرم پایهٔ جامی دارد
کو جنونی که بطور خودش انشاد کنم

ای تمنا با ادب باش که آن محرم راز
حرف دل می‌شنود بهر چه فریاد کنم

وله

بسکه شوقت بدل رقم زده ایم
نفسی غیر آه کم زده ایم

نسخهٔ دل نقوش او دارد
بر خیال دگر قلم زده ایم

لباس آن پری پرواز پر طاؤس می بافم
ز داغ بشمعش کرتهٔ فانوس می بافم
درین گلشن برنگ تنگ ریز همتی دارم
همین نام و پیراهن ناموس می بافم

وله

تماشای بهار همیشه خالی میکنم
خانهٔ دل را ز فکر غیر خالی میکنم
مخمل و دیبا بخواب خاکساری کی رسد
زین قماش از بهر تارش فرش قالی میکنم
خانهٔ بهتر درینجا از بنای عجز نیست
ظرف دل از خاکساری ها سفالی میکنم

وله

در وصف خط او سخنم سبز شد مدام
چون خضر یافت زآب بقا لبم
جز درد نام او نبود آرزو دگر
با دل هوا فق است درین مدعا لبم
شاکر درین دکان هوس همچو آئینه
جنسی نچیده است بیک مدعا لبم

وله

تا پا دیار را بهر خود گرفته ام
خوش میوهٔ ازین شجر خود گرفته ام
در کیش خاکساری عاشق دمی کجاست
از نقش پای او اثر خود گرفته ام
از جوش فیض دیدهٔ بیدار شاکرم
فال مراد ازین سحر خود گرفته ام

وله

هر شبنم بیدار دارد حیرت افزا جلوهٔ
میزنم چشمک چو انجم پاسدار کیستم

وله

میرهی از برم ای شوخ و بیت می سازم
چه شود باز بپای سبزت جان بازم
شاکر از رهبری باز پا پوست کرد
شوق از آن نرسیت که شد بال و پر پروازم

وله

سراغ راحت منزل درین وادی نمی دانم
تلاش جست و جو بیهوده چون ریگ روان دارم

وله

آئینه محو آن رخ گلفام کرده ام
خیل پری بشیشه ازین دام کرده ام
شاکر بغیر شکر ندارم وظیفهٔ
تا دل اسیر آن بت خودکام کرده ام
یاد آن رخسار کردم گل دمید از پیکرم
نو بهار تازه جوشید امشب از بر برم
با وجود گریه نومید از محبت نیستم
گوهر افشانست در راه بتان چشم ترم

آشنای شکوه کی گردد لب تسلیم من ‌ ‌ در جفا و جور خوبان از ته دل شاکرم

وله

آگه از رمز محبت شد دل دیوانه ام ‌ ‌ گشت لبریز زلال معرفت پیمانه ام

وله

دل را بسیر دیدهٔ خونبار می بریم ‌ ‌ دیوانه را بدیدن گلزار می بریم

مست عشقیم و باسرار جنون پی برده ایم ‌ ‌ ما عنان دل بعقل دوربین نسپرده ایم

وله

نامهٔ بیرنگی کرا قاصدی در کار نیست ‌ ‌ هست بربال نگه پیغام از خود رفتنم

شاکرم از سیر جهان بنگاه نارسا ‌ ‌ دوخت از طول امل صد رشته بر پیراهنم

وله

نه درد و داغ و وفا سوختم کرا گویم ‌ ‌ رنگی ندارد این هوس فکر کار خود خرم

وله

رسته‌ام از غم دلبستگی کار جهان ‌ ‌ بستهٔ سلسلهٔ کاکل پیچان توام

گر غبارم نرسیده است بکامی اینجا ‌ ‌ روز محشر برسد دست بدامان توام

وله

سوختن از بس در جدایی‌ها سراپا پیکرم ‌ ‌ عالمی گردید پنهان در دل خاکسترم

دانه‌های اشک گر از هجر میریزم بخاک ‌ ‌ پای بر تاج شهان دارد ز غیرت گوهرم

می نگارد بسکه نقش طرهٔ او خامه ام ‌ ‌ کوچهٔ زنجیر باشد سطرهای نامه ام

حرف نون

کیست گوید با تو آن کن این مکن ‌ ‌ جز ترحم بر من مسکین مکن

مخمل و کمخواب رنگ اعتبار ‌ ‌ دستگاه بستر و بالین مکن

راه و رسم کجروی را دل مده ‌ ‌ پادشاه خویش را فرزین مکن

وله

هست دنیا زراعت عقبی ‌ ‌ غافل امروز کار فردا کن

وله

خاک درگاه ترا مالیده ام تا بر جبین ‌ ‌ کی گزارم چون فروغ مهر بر سر در جبین

صورت تدبیرها میدید و تمثال هوس ‌ ‌ داشت بر آئینه زنگار اسکندر جبین

بدیدن دل بود مائل چه دیدن دیدن یاران ‌ ‌ الٰهی دور کن ظلمت چه ظلمت ظلمت هجران

حرف واو

جسم بیجا بینیم ما را دستگاه ناز کو ‌ ‌ بال ناپیداست دیگر شوخی پرواز کو

رنگ گلزار جهان شاکر ز فیض اولیاست ‌ ‌ غافلست آن که گوید حافظ شیراز کو

ولہ

از گفتگوی بیهده باید به بست لب ‌ ‌ شاکر دران بکوش که آید بکار تو

ولہ

در ملک دلبری همه جا سکات زدند ‌ ‌ صاحب تو‌ئی بکشور و خوبان غلام تو

بر روی نیک و بد در آئینه هست یار ‌ ‌ روشن برنگ صبح بود فیض عام تو

هر که شد مبتلای تمنا کو ‌ ‌ جان نبرد از بلای تمنا کو

سوخت خود را بآتش دوزخ ‌ ‌ هر که شد آشنای تمنا کو

حرف هاء هوز

زلف تو تا دل برد از گره ‌ ‌ بهر همین ست سرا سر گره

ابرویت ای شوخ گره گر زند ‌ ‌ لطف نمای از دل من بر گره

عقده بکار تو ز تر دامنیست ‌ ‌ وا نشود هیچ چو شد تر گره

هر گرهی نیست ندامت طلب ‌ ‌ چشم تامل که بود بر گره

زد دلبر زلف تو شاکر بشوق ‌ ‌ از دل صد پاره مکرر گره

جز روی تست روی دگر دیدنم گناه ‌ ‌ یارب مرا نمای بسویت ز لطف راه

خم گشت پشت زاهد و آهش اثر نداشت ‌ ‌ چون حلقهٔ کمان که شود چلهٔ اش تباه

جز درد دل بیار نگفتیم مطلبی ‌ ‌ شاکر سخن زیاده کسی چون کند نباه

ولہ

دل براه انتظار جلوه ات بیچاره ‌ ‌ بینوا ان بر حال کردن ترحم پاره

دردمندیها نیامد خالی از آسودگی
شد طپیدن های ما از بهر دل گهواره

شب بسر بردیم در فکر دل را وانساخت
پشت چشیم او در انتظارتن بود چون سیپاره

از دعایم چون دل احباب فارغ شد زغم
زینجهة تشا کر نباشد حاجت غمخواره

وله

می کند سیر لوح و کرسی و عرش
آنکه گردید خاک پائے همه

شور عالم کجا بود بیجا
داشتی گوش بر صدائے همه

ردیف یاء تحتانی

نیست دردے در دل و از عاشقی دم میزنی
نقش بر بادست این آبی که بر هم میزنی

بگذر از تشویش نیاید کی آسوده شو
تا بکی غافل نفس از بیش و از کم میزنی

وله

بمکتوبی دلم را شاد کردی
محبت خانهٔ آباد کردی

دل از نقش دورنگی پاک کردند
ز زنگ آئینه را آزاد کردی

خراب آباد ملک بیخودی را
بخوابم آمدی آباد کردی

نمی آید ز شاکر غیر شکرت
گر انعام و اگر بیداد کردی

وله

بخط جادهٔ تسلیم باید از خود رفت
عنان کار نباشد در اختیار کسی

بسیر این گل و گلزار کی شوم مائل
دلم فریفته ست الفت بهار کسی

وله

بمردن هم هوس ست از عزیزان بر نمیدارد
کشود ده مرده صد ساله از حرص کفن چشمے

کجا دوری شود شاکر حجاب ره که مجنون را
زبیش عشق لیلی گشته هر رگ در بدن چشمے

وله

یک قلم روئے زمین زیر نگین عاجزیست
یاد می باید گرفت از بوریا افتادگی

سرکشیها دوزخست و خاکساریهای ما بهشت
آرزویم عاجزی و مدعا افتادگی

وله

گوشت آندم ز موزخی شنود
که بفریاد بینوا برسی

وله

گراو آرام جان بودے چه بودے   انیسم یکزمان بودے چه بودے

گل روئے تو اے گلزار جانی   جهان عاشقان بودے چه بودے

وله

نهال ناله می کارم گل سودا بروارم   اسیر شوق دیدارم تو هم ای شوخ میدانی

وله

صبح گاہے از دل صد چاک من   سیر کن گلزار و گل چین اندکے

وله

ترا از حیرت دل آگہی نیست   طریق پاکبازان را چه دانی

نسوزد تا دلت از آتش عشق   حدیث جانگدازان را چه دانی

ز استغنائے حسنت آگہی نیست   مزاج بادشاہانرا چه دانی

تو خوناب جگرنا خورده شاکر   بهائے لعل خوبان را چه دانی

وله

درینجا اخترکاہشہاست مسجود جهان گشتن   مه نو گر به بینی شکل محراب است پنداری

ہنر میہائے دشمن سخت نتوان شد درین دریا   گلو را گر بگیرد قطره گرداب است پنداری

وله

اگر از لطف بکاشانۂ ما می آئی   دل و جان ما فدایت که بجا می آئی

بر سر خاک شہیدان گذرت افتاده ست   که تو امروز چنین لعل قبا می آئی

وله

جان ز تن خواہد رمیدن فکر کار خویش کن   گر سلیمانی که روزی زاغ این خاتم شوی

از دو عالم گوئے اقبال سعادت برده   گر به نیکان یکنفس از صدق دل همدم شوی

چون نباشد کاروبارت بیبہا شاکر چه سود   گه به بخشش شهرۂ آفاق چون حاتم شوی

وله

قصر جهان ندارد بنیاد پائداری   در گل نشسته نیمی رفته بآب نیمی

آسودنت درینجا با اعتدال بیاست   یعنی بسایه نیمی در آفتاب نیمی

زین بهر قطره ها را یکسان نمی توان یافت   چون گوهر است نیمی هیچو حباب نیمی

معموری جهان بود چون تیشهائے ساعت   آباد گشته نیمی تا شد خراب نیمی

زان اشکها که در هجر شا گرد دیده ریزد
چو شعله هست نیمی همرنگ آب نیمی

وله

خاک ما برباد خواهد داد آخر آسمان
دانه چون شکست دارد زحمت پرویزنی

همچو عیسی نیست ممکن رو بمقصد بردنش
هر که با خود دارد از اسباب دنیا سوزنی

وله

همه تن حضور گردد دولت از فروغ حیرت
اگر از ادب زبانی بصفا رسیده باشی

وله

شمع بزم ماست امشب روئے تابان کسی
باده در جام ما هم از لعل درخشان کسے

عمرها شد از بد و نیک دو عالم فارغیم
نیست ما را از خیال کفر و ایمان کسے

فارغیم از خلد رضوان در خیال عارضش
نیست ما را آرزوئے باغ و بستان کسے

وله

قدم بردار ازین گلزار کلفت سوئے صحرائے
مگر بوئے برد دل از گل خودروئے صحرائے

ز اسباب تعلق خویش را بیگانه کن شاکر
اگر وارستگی خواهی نشین پهلوئے صحرائے

وله

جهان را بیک چشم اگر دیده باشی
بد و نیک هستی چه فهمیده باشی

ندیدی سر انجام احوال خود را
چه حاصل دو عالم اگر دیده باشی

وله

دوربیت نیست کم از رنجوری
می طپم عمرهاست از دوری

وله

الٰهی با طرب پاینده باشی
برنگ گل سراپا خنده باشی

از خردمندان قدم بر نیز زند تدبیرے
میدمد در پائے شیران سبزهٔ زنجیرے

هر دو عالم حاصل سوز محبت آمده است
نغمه با تاثیر شد نخواه در جا گیرے

وله

ساخته عاشقم باز پشیمان توئی
منتظرم بر رهت پائے بدامن توئی

باخته ام جان و دل تا عوض آمد بدست
ورتن و در جسم من هم دل و هم جان توئی

عشق تو برباد داد صبر و قرار دلم
خاک ضعیف مرا رهبر جولان توئی

چون تو بتان را کجاست صد هنر دلبری
مالک دلها شدی صاحب ایمان توئی

از تو بود هر چه هست لیک ز روی ادب / درد نگوییم ترا صورت درمان تویی
ذره صفت شاکرست محو فروغ رخت / بر فلک دلبری مهر درخشان تویی

وله

خوبان تمام انجم و خورشید آن یکی / از گلرخان بهر دلم جز همان یکی
کثرت نمودست بجز پردهٔ خیال / در پیش چشم آمده هفت آسمان یکی
دل داده ایم ما بهمان یک نگار و بس / چون ممتحن یکی ست بود امتحان یکی
نیرنگ اینجهان نفریبد اگر دلت / گردد به پیش تو بهار و خزان یکی
وضع خوش است اشاره توحید میکند / جز یک سخن مگوی که باشد زبان یکی
شاکر فریب ظاهر و باطن نمیخوریم / با ما چو یار هست نهان و عیان یکی

وله

فریاد و ناله است صد آه و فغان یکی / مقصود ما ز شور جهانست آن یکی
چون یکدلی مفید سرانجام کارهاست / غم نیست گله را اگر آمد شبان یکی
نقصان براستی نشود جمع هیچ جا / بالید پای پای سرو روان یکی

وله

ز کوی یار خبر باید از هزار یکی / بقصد صید جهان میکند شکار یکی
باختیار تو کردیم کارها و نبود / بهیچ وجه ازینها باختیار یکی

وله

احتمال صدق با کذب خبر باشد یکی / نیک و بد محسوس در پیش نظر باشد یکی
ظاهر و باطن همان یک جلوهٔ یارست و بس / در خبر باشد یکی و در نظر باشد یکی
محنت و آرام یکرنگانه صحبت داشتند / پیش تسلیم و فا چون خیر و شر باشد یکی
سعی دنیا را مکن نسبت بعیش آخرت / راحت و آسودگی با سفر باشد یکی

وله

ز اختلاط اهل اغراض است نفرت ایمنی / به بود زین آشناییها رم بیگانگی
دام پنهان کی نماید صید را راه امان / آفت نفس ست پیش از دشمنان خانگی

گر ز راه وادی عشقش نباشد زهره‌ات — همتی در یوزه کن از عالم مردانگی

وله

می شود ز گوهر مقصود دامنش — گر به پیری بدیده گریان کند کسی

پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل — آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی

هر آفتی که هست ز گوش و دست و چشم — تا چند احتیاط ز یاران کند کسی

جز جان ناتوان چه بود در بساط مور — گر عرض هدیه‌اش بسلیمان کند کسی

وله

بازی دهد مرا ز گل رعنای طبع تو — گاهی چو رنگ پخته گهی خام می شوی

از سعی ما چه فائده حاصل شود بگو — از خویش میرویم که تا رام می شوی

وله

مژدت ای دیده چو آئینه بحیرت زیست — تا بهر رنگ درین باغ تو وامیگردی

دولت راحت اگر کس برد از سایهٔ تو — جلوه پرواز پر و بال هما میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی — اوج امید گرفته است چو من پای علی

نیست یک جزو وجودش ز کرامت خالی — حل مشکل شود از ناخن زیبای علی

برگ برگ چمن امروز چراغان کرده است — چهره افروخت درین باغ سراپای علی

میشود زنده بحرفش تن بیجان مشتاق — چشمهٔ آب حیات است سخنهای علی

راه مقصود باین نور به بیند همه کس — روشنی داد بخورشید و مه رای علی

میبرد قیمتش افزون ز دو عالم شاکر — بی بها هست بس گوهر یکتای علی

رباعیات

منزلگه عاشقان مکانی دیگر است — در سیر نگاه شان جهانی دیگر است

در دیر و حرم گر نروم معذورم — پیشانی من بر آستانی دیگر است

گردید سفید مویت از پیریها — داری ز خضاب صولت شیریها
چشمت مژه ریخت در تماشا و هنوز — با هر زه نگاه هست بدل سیریها

وله

از جور تو ام لطف نهانی دگر است — با دل ز خیالت امتحانی دگر است
هرچند میکشی ز شوق هست — هر دم به تنم چو شمع جانی دگر است

وله

شور دل هر کس ز جهانی دگر است — در جبر که عاشقان فغانی دگر است
زین ناله و آه نتوان برون — در عالم عشق امتحانی دگر است

وله

مهرت بدل خلق بیاض بغلی است — خطش وسط است نی خفی و نه جلی است
چون آئینه روئے عالمی جانب تست — وضع تو ز بسکه خوگر صاف دلی است

وله

هرچند جهان نقش نگینت باشد — یا خنگ فلک بزیر زینت باشد
هرگاه بحال خویش وا می نگری — او نیست که در سجده جبینت باشد

وله

من با تو چو شیشها بمل نزدیکم — با آب بقا ز وضع بل نزدیکم
در پیش تو ام گرچه بظاهر دورم — ای غنچه بتو چو بوی گل نزدیکم

وله

دریا و تو ام از تو جدا نزدیکم — چون دل بخیال مدعا نزدیکم
وایم بتو روئے هر کجا خواهی بود — وایم بتو چون قبله نما نزدیکم

وله

از حسن خیالت بصفا نزدیکم — وز مهر تو مهرت بضیا نزدیکم
از یاد خدا چو غفلت ممکن نیست — من در یاد تو با خدا نزدیکم

وله

اے آنکه بحسن خویشتن مغروری — بر بستر ناز و خرمی سروری
شاکر چو غبار جلوه گاهت باشد — گر بر سر رفتار نه معذوری

آصفِ ثانی تخلصاً

آصف تخلص - میر محبوب علیخان نام - فتح جنگ نظام الملک مظفرالممالک آصفجاہ بہادر ششم خطاب ہے - آپ غفران منزل میر تہنیت علیخان افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن کے صاحبزادے بلند اقبال ہین - آپکی ولادت باسعادت بتاریخ شب ششم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ عید المومنین ۱۲۸۳ھ ہجری شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی - پیدا ہوتے ہی خوشی و مبارکبادی کے رسوم تجمل و تزک کے ساتھہ ادا ہوئے - یعنی چند توپین بتقریب ولادت شلک کی گئین - اور خوشی کے نقارے اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے - تمام ارکان دولت و امرائے سلطنت و مشائخ دکن و علمائے زمن نے تہنیت کی نذرین پیش کین - غفران منزل فرزند دلبند کی میلاد سے بہت ہی خوش ہوئے - کثرت خوشی مین امرا و مشائخ و علما و فقرا کو انعامات وافرہ و خلعتہا فاخرہ سے سرفراز کیا - خوانق و مساجدین فقرا و غربا کے لئے طعامہائے لذیذ و حلوائے شیرین بہیجے - و طوائف ارباب نشاط بہی صلات و انعام سے مالامال ہوئے چند روز تک راگ و رنگ کا جلسہ و آوازہ مزمار و چنگ کا ہنگامہ گرم رہا شعرائے زمانہ نے تاریخی قصائد پیش کئے - حسب مناصب مناسب انعام ہا و جبہ سے ممتاز ہوئے - حسب معمول قدیم دستور کے موافق پیشکاری و دیوانی سے منجے تجمل و عظمت کے ساتھہ حضور مین بہیجے گئے اسیطرح امیر کبیر کے جانب سے بہی مراسم مبارکبادی ادا ہوئے - حسب الحکم حضور آپ کی تربیت و رضاعت و حضانت کے لئے متعدد اتائین اور دایائین مقرر کی گئین - بقول

بعض مخبرین چار انائین اور چار مائین خادمہ معین ہوئین۔ پس آپکا نشو و نما حیدر آباد فرخندہ بنیاد کی آب و ہوا کی آغوش مین ہونے لگا۔ اور راتدن خوشی کے گہوارہ مین روز بروز نونہال چمن کی طرح بڑہنے لگا۔ اور آپ کی حضانت و رضاعت کا اہتمام آپکی جدہ ماجدہ مخدومۂ جہان ولاور النسا بیگم صاحبہ کے سپرد تہا۔ مخدومہ آپکی نگرانی عمدہ طرح سے فرماتی تہین۔ کثرت محبت سے آپ پر جان نثار ہوتی تہین آپ کو ایک منٹ بہی نظر سے جدا نہین کرتی تہین۔ حضرت مغفرت منزل آپکو کبہی کبہی دیدار کے لئے طلب فرماتے تہے۔ اانائین و مائین پیش کرتی تہین۔ حضور نور چشم کے دیکہنے سے خوش ہوتے تہے۔ اناؤن کو بیشمار انعام دیتے تہے حضور مغفرت منزل کے ہاتہہ مین زر و جواہر مردود تہا۔ کبہی زر و جواہر کے طرف التفات نہین کرتے تہے۔ حاتم و معن بن زائدہ۔ و نزاکمہ و برامکہ کے اسما کو صفحۂ زمین سے مٹاتے تہے چنانچہ آپ کے و حضور مرحوم کے مفصل حالات و سیر و عادات محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین ذکر کئے جائین گے۔ شعرا و مورخین نے آپ کی ولادت کی تاریخین فقرات ذیل سے بحساب جمل بر آمد کی تہین۔ **ھوھذا**

ہوالمختار	چراغ دکن	امیر افضل الملک
سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری

پس آپ سرو تازہ کی طرح نشو و نما مین ترقی کرنے لگے۔ جب آپ دو برس آٹہہ مہینے کے ہوئے تب یکایک تیرہ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری مغفرت منزل عالیجناب افضل الدولہ بہادر جو آپ کے والد بزرگوار تہے اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ اس حادثہ سے امرا و اہل ریاست کو سخت رنج و غم ہوا

شہر مین خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ نوحہ و گریہ کا شور و غوغا بلند ہوا۔ محلسرا و شہر کے دروازے بند کئے گئے۔ نواب مختار الملک بہادر نے دفن سے قبل بمشورۂ امیر کبیر شہر مین آپ کے حکمرانی کی منادی کر دی تہی تا کہ کوئی فتنہ برپا نہو جائے۔ منادی ہوتے ہی عام و خاص مطمئن ہوئے۔ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس رزیڈنٹ حیدرآباد و کرنل ٹوڈی صاحب مددگار رزیڈنٹ نواب مختار الملک کے پاس آئے۔ ملاقات کرکے فی الفور چلے گئے۔ پہر مختار الملک بہادر کے حکم سے شہر کے دروازے کہولے گئے مدار المہام اور امیر کبیر دیگر امرا و علما و مشائخ و دفتر بادشاہی محل مین جمع ہوے مرحوم کی تجہیز و تکفین کرکے نعش مقدس کو مکہ مسجد مین لائے۔ نماز جنازہ ادا کرکے مسجد کے صحن مین سکندر جاہ کے دہنے جانب مین دفن کئے۔ دفن و کفن مین نصف شب گذر گئی تہی۔

جلوس اعلحضرت

پہر ہندرہ تاریخ سوم کی فاتحہ مین کل امرا و صاحبان سیف و قلم مثلاً سر سالار جنگ مختار الملک و نواب شمس الامرا بہادر و مقدم جنگ جمعدار عرب و راجہ نریندر پرشاد بہادر پیشکار جمع ہوئے۔ فاتحہ و ختم قرآن سے فارغ ہو کے مراسم تعزیت ادا کئے اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بہی مع دو افسرون کے تشریف لائے اور ماتم پرسی کرکے چلے گئے۔ پہر سولہ تاریخ ماہ مذکور دربار منعقد ہوا۔ مدار المہام و امیر کبیر و پیشکار و ارکان دولت و جمعداران ریاست و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر مع مسٹر فریزر صاحب و ڈاکٹر ونڈو صاحب وغیرہ افسران جلیل القدر حاضر دربار ہوئے۔ اور حضور کے تخت نشینی کی تیاری ہوئی۔ اسوقت آپکی عمر شریف

تین برس آٹھ مہینے کی تھی۔ نواب سرسالار جنگ مختار الملک بہادر حضور کو سفید لباس و دستار مع طرہ زیب بدن کر کے گود میں لائے اور تخت نشین کئے۔ جناب عالیشان سانڈرس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے فرمایا مبارک ہو۔ جلوس ہوتے ہی سلامی کی توپیں داغی گئیں اور خوشی کے نقارے بلند آوازہ ہوئے۔ تمام امرائے حاضرین نے تہنیت کی نذریں پیش کیں۔ اور دربار میں یہ امر قرار پایا کہ نواب مختار الملک بہادر مہمات سلطنت کے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر تا سن شعور نائب حضور رہیں۔ نواب مختار الملک بہادر نے مقرر کر دیا تھا کہ دستور قدیم کے موافق معززین امرا و اہل مناصب جمعداران وغیرہم روزانہ سلام و مجرا کے لئے دولتخانہ پر حاضر ہوا کریں۔ حسب الحکم تمام حاضر ہوتے تھے۔ سلام و کورنش ادا کرتے تھے اور خود نواب صاحب امیر کبیر بھی تشریف لاتے تھے۔ آداب و کورنش بجا لاتے تھے اعلیحضرت کی خیر و عافیت استفسار کر کے رخصت ہوتے تھے۔ جب آپکی عمر شریف پورے چار سال کی ہوئی۔ تب آپکی تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر میں اس جشن کے چرچے کوچہ بکوچہ محلہ بمحلہ ہو رہے تھے۔ تمام اہالی دکن اس جشن کے سراپا مشتاق تھے۔ الحمد للہ کہ وہ زمانہ آیا مشتاقان جان نثار کی مراد بر آئی۔ اور تمام کی دعاؤں نے قبولیت کا اثر پایا۔

جشن تسمیہ خوانی و تعلیم کا ذکر

جب حضور چار برس کے ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر آرائش سے سجایا گیا۔ شہر کے تمام امرا و اہل مناصب ملازمین کو تورے و جوڑے تقسیم کئے گئے بتاریخ دہم شعبان ۱۲۸۷ھ ہجری بڑی عظمت و شان سے دربار منعقد ہوا۔ ارکان دولت

وامرائے ریاست وعلما وفضلا وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی
خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ارکان دولت نے مبارکباد کی نذرین پیش کین
پہر آپ کی تعلیم کے لئے جامع العلوم حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب
شہید ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے مقرر کئے گئے۔ شہید مرحوم آپکو نہایت ملائمت
وسہولت سے تعلیم فرماتے تہے۔ جب ساتہہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲ھ ہجری مین مولوی صاحب
ایک مہدویہ افغان کے ہاتہہ سے شہید ہوئے۔ تب نواب مختار الملک مدار المہام نے
بجائے شہید مرحوم برادر شہید مولوی مسیح الزمان خانصاحب کو مامور کیا۔ مولویصاحب
کے متعلق اور بہی مہمات محلات وغیرہ تہے بناءً علیہ مولوی صاحب نے حسب الاجازت
مدار المہام اپنے دو مددگار ایک حافظ حاجی مولوی انوار اللہ صاحب قندہاری حیدرآبادی
دوسرے مولوی محمد اشرف حسین صاحب سہسوانی کو مقرر فرمایا۔ یہہ دونون بزرگ
اوقات معینہ پر حاضر ہوتے تہے۔ اور تعلیم دیتے تہے۔ لیکن تعلیم کی نگرانی مولانا کے
سپرد تہی۔ اعلیحضرت کی طبیعت مین ذکاوت وفطانت خداداد تہی۔ آپ اردو
فارسی مین ایسے مستعد ہوگئے کہ املا وانشا درست وصحیح لکہنے لگے۔ اور سنہ مذکورہ
مین آپ کی انگریزی تعلیم کے لئے ولایت سے مسٹر کلارک صاحب بلائے گئے۔ اور
آغا مرزا بیگ المخاطب سرور جنگ سرور الدولہ سرور الملک دہلوی کو کلارک صاحب کا
مددگار کیا۔ اور میرزا محمد علی بیگ المخاطب افسر جنگ افسر الدولہ افسر الملک بہادر
بن میر ولایت علی بیگ فنا رسالہ دار نیزہ بازی وجمناسٹک لان ٹینس وکرکٹ
وپولو وغیرہ فنون سپاہگری کے تعلیم کے لئے اور ٹیپو خان بہادر شہسوار سواری
سکہلانے کے لئے۔ اور منشی مظفر الدین خان بہادر خوشنویس۔ ومرزا نصر اللہ خان بہادر

دولت یار جنگ وغیرہم مقرر کئے گئے۔ تمام اساتذہ آپ کو علوم وفنون کی تعلیم نہایت سہولت کے ساتہہ فرماتے تہے۔ آپ نہایت ہی ذہین وفہیم تہے سرعت کے ساتہہ علوم وفنون مین ترقی کرتے گئے۔ تائید الٰہی سے فارسی وعربی وانگریزی وفنِ سپاہ گری مین ایسی لیاقت حاصل کی کہ آپ ہی اپنا نظیر ہوئے۔ تقریر وتحریر مین بہی بے نظیر۔ انتظام وتدبیر مین بدر منیر ہین۔ اللہم زد فزد

آپکی جلوسی سواری کا ذکر

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آپ کی پہلی سواری جلوسی دستور قدیم کے موافق دارالامارہ حیدر آباد سے نہایت تجمل وتزک شاہانہ کے ساتہہ برآمد ہوئی۔ تمام افواج عرب وحبشی وافاغنہ سوار وپیادہ جلوس مین ہمرکاب تہے۔ رعایا کا ہجوم کثرت سے تہا۔ درودیوار پر تماشائیون کا مجمع تہا۔ تمام اپنے بادشاہ نونہال بلند اقبال کے دیدار سے خوش ہوتے تہے سواری کے مقابل ہوتے ہی تمام سرو کی طرح تعظیماً ایستادہ ہوتے تہے اور اپنے مالک کو محبت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ اور صدق دل سے دعا دیتے تہے الٰہی اس روشن چراغ سلطنت کو تا ابد روشن رکہہ۔ سواری تجمل شان کے ساتہہ فرمان باڑی عرف لالہ گوڑہ پہنچی۔ وہان تہوڑی دیر توقف کرکے مراجعت کی۔ مراجعت کیوقت رزیڈنسی کوٹہی مین اترے۔ رزیڈنٹ صاحب نے استقبال کیا۔ کوٹہی مین تہوڑی دیر قیام کرکے رخصت ہوئے۔ وہان سے آکے محلسرا مین داخل ہوئے۔ آپ کی جدہ ماجدہ نے فقرا ومستحقین کو بیشمار صدقات دئے۔

دہلی کا سفر بتقریب جشن قیصری بعہد لارڈ لیٹن گورنر جنرل ہند

اعلحضرت بتقریب جشن قیصری ۱۹ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر

وامرائے ریاست شاہانہ شان کے ساتھہ اسپیشل ٹرین پر سوار ہوکے دلی روانہ ہوئے
۴ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور مین دلی پہنچے۔ آپ کے پہنچتے ہی توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب اتواپ سلامی سر ہوئین۔ دوسرے روز گورنر جنرل ہند بہی وارد ہوئے
نہم تاریخ ماہ ذیحجہ اعلیحضرت مع مختار الملک بہادر و امرائے دولت گورنر جنرل لارڈ
لیٹن صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ لارڈ صاحب کے خیمہ گاہ مین پہنچتے ہی
۲۱ ضرب اتواپ سلامی شلک ہوئین۔ گورنر جنرل نے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی
اعلیحضرت نے ایک عربی گہوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا۔ ویسرائے نے منظور فرمایا
پہر آپ نے فرودگاہ پر مراجعت کی۔
۱۰ تاریخ ماہ مذکورہ مین نواب گورنر جنرل بہادر اعلیحضرت کے فرودگاہ پر بازدید کیلئے
تشریف لائے۔ توپخانہ آصفی سے ۲۱ ضرب توپ سلامی شلک ہوئی۔ اعلیحضرت
گورنر جنرل سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ ملے۔ تہوڑی دیر کے بعد ویسرائے
بہادر رخصت ہوئے۔
۴ تاریخ مذکورہ کو راجہ بنارس۔ و راجہ جیپور۔ و راجہ ریوان۔ و راجہ ہلکر والی اندور
اعلیحضرت کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ تمام سے حسن اخلاق و محبت کے ساتھہ ملے
تمام حضور کی ملاقات سے محظوظ ہوئے۔
۱۵ ذیحجہ سنہ صدر مین دربار قیصری منعقد ہوا۔ تمام راجے و مہاراجے و رؤسائے ہند
دربار مین رونق افزا ہوئے۔ اعلیحضرت بہی مع امرا پہنچے۔ اعلیحضرت کی کرسی
گورنر صاحب کے مقابل مین حضور کے داہنے بائین جانب امرائے آصفیہ۔ اور امرائے
آصفیہ کے بعد حسب مراتب راجگان و نوابان ہند تہے۔ لارڈ صاحب نے اسپیچ پڑہی

اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ (ملکہ کوئین وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا -)
جلسے کے بعد توپخانہ شاہی سے سلامی کی توپین سر ہوئین - جلسہ برخاست ہوا -
۱۹ ماہ مذکور کو بیگم صاحبہ والیہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات کی - اعلیحضرت
حسن اخلاق سے ملے - تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئی -
۱۲ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین اعلیحضرت دہلی سے حیدرآباد روانہ ہوے - ۲۷ ذیحجہ
مع الخیر والعافیہ شہر حیدرآباد مین داخل ہوئے - اُس روز تمام رعایا و اہل شہر نے
بہت خوشی منائی - اسٹیشن سے شہر تک در و دیوار نقش و نگار سے اراستہ
کئے تہے - جا بجا کمانین بنوائین تہی - سڑک کے دونون طرف سُرخ سبز جہنڈیان
قائم کین تہین - اور رات کو تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی - اعلیحضرت نے علما
و فقرا کو بیشمار انعام عطا کیا -

اعلیحضرت کا دورہ بطریق سیر رائچور و گلبرگہ و اورنگ آباد

پندرہوین سنہ جلوسی مین اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر اول مع
مصاحبین ۲۷ تاریخ ماہ صفر ۱۳۰۰ ہجری مین گلبرگہ تشریف فرما ہوے -
گلبرگہ مین پہنچ کے قلعہ و تعمیرات قدیمہ کو دیکہہ کے تعمیرات جدیدہ جنکو نواب
اکرام اللہ خان المخاطب نواب یار جنگ بہادر نے تعمیر کی تہین - مثلاً گلزار حوض
بازار آصف گنج - و باغ گلشن وغیرہ دیکہہ کر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا - اور
مجلس کے دارالصنائع کو بہی ملاحظہ کیا - نواب یار جنگ نے آپکی تشریف آوری
کی تقریب مین شہر کو آرائش سے آراستہ کیا تہا - اور رات کو شہر مین روشنی
کی گئی تہی - آپ کی تشریف آوری کی بیحد خوشی منائی تہی - اور تین روز اعلیحضرت

گلبرگہ مین رونق افروز رہے ۔ اور ۲۹ تاریخ ماہ مذکور مین تعلقہ ضلع و عدالت ضلع
وخزانہ کا ملاحظہ فرمایا ۔ دفاتر کی درستی وخزانہ کی حفاظت دیکھہ کے بہت خوشی
ظاہر کی ۔ پھر محبوب گلشن وچڑیا خانہ ومکان کلب کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی
غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری گلبرگہ سے اورنگ آباد روانہ ہوے ۔ وہان رونق افزا
ہوکے بزرگان سلف و اولیائے کرام و جداعلی اصفجاہ اول مرحوم بانی ریاست
آصفیہ و بادشاہ عالمگیر خلد مکان کی زیارت کی ہر ایک بزرگ کی درگاہ کے سجادہ ومجاورین
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا ۔ اور بزرگون کے قبور پر غلاف چڑہائے اور اشرفیان
نذر دین ۔ علما و فقرا کو خیرات و صدقات سے ممتاز فرمایا ۔ ۱۴ تاریخ اورنگ آباد سے
مع الخیر والعافیت حیدرآباد مین داخل ہوئے ۔ تشریف آوری کے روز اہل شہر نے
بموجب سابق حسن عقیدت سے بہت خوشی منائی ۔

اب وہ زمانہ قریب تہا کہ اعلیحضرت مہمات سلطنت و اقتدارات واختیارات مملکت
کی باگ اپنے اختیار مین لین ۔ یکایک مختار الملک بہادر اول کی وفات حسرت آیات
کا واقعہ پیش آیا ۔ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ڈیوک آف میکلنرگ بطریق سیر حیدرآباد مین
آیا ۔ نواب مختار الملک بہادر نے آپکی دعوت کا اہتمام میر عالم کے تالاب پر کیا
دعوت مین صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و افسران فوجی بہی مدعو تہے
اسی دعوت کے جلسہ مین یکایک آدہی رات کو سوءہضمی سے نواب صاحب کی
طبیعت علیل ہوگئی ۔ ڈاکٹری و یونانی معالجہ کیا گیا مگر کچہہ مفید نہین ہوا ۔ آخر
۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری بروز پنجشنبہ ساڑہے ساتہہ بجے شام کیوقت
(۵۴) برس کی عمر مین عالم آخرت کو روانہ ہوئے ۔ بروز جمعہ دس بجے میر دائرہ مین

مدفون ہوئے۔ اس وزیر نامور کی رحلت سے اہل دکن کو سخت رنج والم ہوا۔ اور اعلیحضرت کو اس حادثہ عظیم کا نہایت ہی اندوہ غم ہوا۔ جب جنازہ مرحوم کا پورانی حویلی کیطرف سے گذرا تو آپ جنازہ کو دیکھہ کے آبدیدہ ہوئے۔ مرحوم کے دونوں فرزند زندہ درگور تھے۔ جنازہ کے ساتھہ خلایق کا ہجوم تیس پچیس ہزار سے زیادہ تھا۔ شہر میں گھر گھر کہرام مچگیا تھا۔ ہر ایک کوچہ و بازار میں محشر کا سما نمایاں تھا۔ نوحہ و گریہ کا شور وغل فلک الافلاک تک پہنچا تھا۔ مرحوم کے بعد راجہ نریندر پرشاد بہادر منصرمانہ مدارالمہامی پر مقرر ہوئے۔

سفر کلکتہ واقعہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

حسب الطلب ویسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن صاحب سولہ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری روز دوشنبہ شہر حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے آپکے ہمرکاب امرائے ذیل تھے [1] مہاراجہ پیشکار بہادر۔ نواب [2] شمس الامرا بہادر۔ نواب [3] وقار الامرا بہادر۔ نواب [4] ظفر جنگ بہادر۔ نواب [5] میر لائق علیخان مختار الملک ثانی۔ نواب [6] میر سعادت علیخان منیر الملک۔ [7] فخر الملک بہادر۔ نواب [8] اکرام جنگ بہادر۔ نواب [9] قدیر جنگ بہادر نواب [10] سرور جنگ بہادر۔ نواب [11] افسر جنگ بہادر۔ [12] راجہ مرلی منوہر بہادر۔ راجہ [13] گردہاری پرشاد بہادر۔ نواب [14] میر حشمت علی صاحبزادہ۔ و نواب [15] میر منور علی صاحبزادہ۔ [16] حکیم الحکما میر وزیر علی صاحب۔ [17] ڈاکٹر صفدر علی صاحب۔ [18] سی کلارک صاحب بہادر۔ [19] ولکنس صاحب بہادر۔ [20] وڈالبس صاحب بہادر وغیرہ تھے آپ ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کلکتہ میں مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپوں کی سلامی ادا ہوئی۔ آپ گورنر جنرل بہادر ہند سے ملے

دیر تک باہم مکالمہ ہوتا رہا۔ گورنر جنرل بہادر آپ کی تقریر وچستی دیکھکے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ آپ تخت نشینی و حکمرانی کے لائق ہین۔ اللہ مبارک کرے۔ آپ ربیع الاخری مین تخت نشین کئے جائینگے۔ آپنے شکریہ ادا کر کے فرمایا آپ بھی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مجکو شرکت جلسہ تخت نشینی سے خوش کیجئے۔ گورنر بہادر نے خوشی سے آپکی دعوت قبول کی۔ زبان مبارک سے فرمایا مین ضرور حیدرآباد آؤنگا۔ دربار برخاست ہوا حضور رخصت ہوکے فرودگاہ پر آئے

۱۹ ماہ صفر سنہ مذکورہ مین محمد رحیم الدینخان و نصیر الدینخان حیدر میسوریہ۔ و جہانگیر مرزا محمد علی لکھنویہ و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی ای اے نائبان صدر کمیٹی انتظامی و جماعت اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ بذریعہ ڈالس صاحب بہادر اعلیحضرت سے ملے اور تہنیت نامہ خیر مقدم پیش کیا۔ آپنے اڈریس منظور کر کے سبکا شکریہ ادا کیا۔ اور حسب الحکم منجانب اعلیحضرت سرور جنگ بہادر نے اڈریس کا جواب نہایت محبت آمیز فقرات مین ادا کیا۔ بعد ازین جماعت مذکور رخصت ہوئی

۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور مین اعلیحضرت کلکتہ سے مراجعت کر کے حیدرآباد مین مع الخیر آئے جس روز اعلیحضرت شہر مین داخل ہوئے۔ اس روز شہر کا کوچہ و بازار رشک گلزار تھا اسٹیشن سے اعلیحضرت کے محلسرا تک سڑک کے دونون طرف سرخ و سبز جھنڈیان آویزان کئے تھے اور چند کمانی دروازے بنائے تھے۔ رات کو روشنی بھی کی گئی تھی اس زمانہ مین روز نوروز اور رات شبرات تھی۔ یہہ تمام آرائش و تکلف اہالی شہر کیطرف سے تہا۔ سب نے کیا امیر و کیا فقیر آپ کی تشریف آوری کی خوشی حسن عقیدت و صدق محبت سے منائی تہی۔ اسوقت شہر کے در و دیوار سے یہہ مترشح ہو رہا تھا کہ دکن کی جایا

اپنے بادشاہ و ممالک کے ساتھ کسقدر جان نثار و فرمان بردار ہے۔

تشریف آوری لارڈ رپن گورنر جنرل ہند

بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت اقدس خلد اللہ ملکہ؛

۲۸ ربیع الاولی سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین لارڈ صاحب مع اپنی لیڈی صاحبہ کلکتہ سے جہاز پر سوار ہو کے برآمد ہوئے دوسری تاریخ ربیع الاخری سنہ مذکور مین مدراس پہنچے تیسری تاریخ ماہ مذکور دن کے بارہ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ اعلیحضرت کیطرف سے مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر منصرم مدار المہام و نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک ثانی استقبال کو رائچور تک گئے۔ چوتھی تاریخ شام کے ساڑھے چار بجے گورنر جنرل صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ حیدرآباد مین پہنچے۔ لارڈ صاحب کے اُترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی۔ اعلیحضرت پانچ منٹ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ امیر کبیر و دیگر امرائے ریاست ہمرکاب تھے۔ کل سولہ امرائے برگزیدہ ساتھ تھے۔ اول تعظیمی گارڈ نے سلام ادا کیا۔ اور بینڈ بجنے لگا۔ اعلیحضرت نے آگے بڑھکے ویسرائے و لیڈی صاحبہ سے ہاتھ ملایا۔ ویسرائے نے اعلیحضرت سے ملنے کے بعد امرا سے مصافحہ کیا۔ پھر چوکڑے پر سوار ہو کے لوال روانہ ہوئے۔ ۶ ربیع الثانی سنہ صدر مین دن کے چار بجے لارڈ صاحب مع چند یورپین معززین اعلیحضرت کی ملاقات بازدید کے لئے محلسرائے آصفی مین رونق افزا ہوئے۔ الوال سے محلسرا تک سڑک پر کوتوالی کا کمال انتظام تھا کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا تھا۔ پولس کا انتظام عمدہ تھا۔ محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال و محمد رستم علیخان نائب صدر مہتمم کوتوالی و دیگر افسران فوجی اہتمام و انتظام مین سرگرم تھے۔ جب ویسرائے بہادر محلسرائے آصفیہ مین

داخل ہوئے توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپونکی سلامی ادا کی گئی۔ اعلیحضرت نے دروازہ تک استقبال کیا۔ گورنر صاحب نے اعزاز کے ساتھہ ملاقات کی تہوڑی دیر کے بعد قیام گاہ پر مراجعت کی۔

جشن مہتابی یعنی رات کو لارڈ صاحب و معززین یورپین و امرا کی دعوت کا جلسہ

جشن مسند نشینی کے روز رات کو جناب گورنر جنرل ہند لارڈ ریپن صاحب بہادر و گورنر مدراس و کمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین و امرائے ریاست کی دعوت کی تیاری شروع ہوئی۔ دیوان عام مین فرش زرین و قالینہائے رومی و فرنگی و ایرانی بچہائے گئے دیوارون و دروازون پر زربفت و کمخواب کے پردے لٹکائے گئے۔ اور چہت رنگین و زرین طلسون سے آراستہ کیا گیا۔ اور کرسیان طلائی و نقرئی اور کوچ جنپر زربفت و مخمل کے گدے و تکئے تہے ترتیب سے جمائے گئے۔ اور روشنی کے لئے بلورین جہاڑ و فانوس لنتر و جہومر آویزان کئے گئے۔ اور دیوارون پر دیوارگیریان لگائی گئین۔ تمام شہر مین باشندگان شہر نے جوش مسرت و حسن عقیدت سے اپنے گہرون مین خوب روشنی کا انتظام کیا تہا۔ چارمنار پر چارون طرف دو دو قندیلین بجلی کی روشنی کی تہین۔ افضل گنج کے پل سے لوال تک تقریبا پانچ کوس کا فاصلہ ہے برابر راستہ مین دو طرفہ گلاسون کی روشنی کی گئی تہی۔ شام ہوتے ہی روشنی کیگئی کثرت روشنی سے رات دن معلوم ہوتی تہی۔ اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تہے اہل نظر اوس سے وجد کا لطف و مزہ پاتے تہے۔ دربار عام مین نہایت ترتیب پسندیدہ کے ساتھہ کہانے میز پر چنے گئے تہے۔ شاہی باورچیخانہ مین اقسام اقسام کے کہانے ہندی و انگریزی تیار کئے گئے تہے۔ قریب آٹھہ بجے گورنر جنرل بہادر و گورنر مدراس

و کمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین و امرائے دولت بادشاہی محل مین رونق افزا ہوئے۔ قریب دس بجے کہانے سے فارغ ہوئے۔ پہر آتش بازی شروع ہوئی۔ انواع انواع کی آتشبازی چہوڑی گئی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے وبسرائے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر دیا۔ قریب بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ گورنر جنرل بہادر وغیرہم رخصت ہوئے۔ اس مجلس دعوت مین ۹۰ وسو مدعو تہے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حکمرانی کا جشن

ساتوین تاریخ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ صبح کیوقت سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین عظمت وشان کے ساتہہ مسند نشینی کا جشن منعقد ہوا۔ تمام شہر آرائش سے سجایا گیا تہا سڑک پر دونون طرف سرخ و سبز جہنڈیون کے پہریرے لہرا رہے تہے۔ اور ہر طرف خوشی کے نقارے بج رہے تہے۔ دار الامارت مین ایک طرف حبشیون کا رسالہ۔ دوسری طرف جمعیت میسرم کا گروہ دورویہ ترتیب کے ساتہہ صف بستہ آراستہ و پیراستہ کہڑے تہے۔ بیرون محلسرا سڑک پر جمعیت باقاعدہ ورسالہ سوار و پیادہ حسن ترتیب سے دو طرفہ قیام پذیر تہے۔ افسران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی کردی تہی۔ سڑک پر میانہ و بگی و سواری کا گذرنا دشوار تہا۔ بلکہ پیدل بہی روکے جاتے تہے۔ ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا۔ سڑکون پر پانی چہڑکا گیا تہا۔ اُسوقت شہر کیا تہا ؟ رشک ارم تہا۔ در و دیوار سے سور و سرور کا عالم نظر آتا تہا۔ کوچہ و بازار مین نورٌ علیٰ نور دکہائی دیتا تہا۔ حسب الحکم اعلیحضرت نواب جان نثار جنگ نے دو سو جوان باقاعدہ میسرم کی جمعیت سے بطرز جدید سلامی ادا کرنے کے لئے مع بیانڈ بیرونی گیٹ کے روبرو ایستادہ کیا تہا۔ دربار آراستہ ہونے کے بعد اعلیحضرت و تمام لارڈ صاحب کے منتظر تہے

یکایک ٹھیک دس بجے صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب مع سپہ سالار ہند آئے۔ اور
سوا دس بجے سپہ سالار مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ بعد ازاں گورنر صاحب
مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ پھر چند منٹ کے بعد لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل
ہند چوکڑے پر سوار مع دو سو سوار و توپخانہ شاہی آئے۔ جب دار الامارہ مین پہنچے تب
اعلیحضرت مع امرائے عظام استقبال کے لئے بگی تک آئے۔ مصافحہ کرکے اپنے ساتھہ
محل شاہی مین لائے۔ حاضرین دربار تمام تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ توپخانہ آصفی سے
۳۱ ضرب کی سلامی ادا ہوئی۔ اعلیحضرت و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز
ہوئے۔ اور ارکان دولت حسب مراتب کرسی نشین ہوئے۔ ابھی پانچ منٹ نہین گذرے تھے
کہ گورنر جنرل بہادر کھڑے ہوئے۔ تمام حاضرین دربار بھی کھڑے ہوگئے۔ اولاً
لارڈ صاحب نے مختار الملک بہادر مرحوم کے طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ افسوس یہ جلسہ ایسے
شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا مین گذر گیا۔ سرکار انگریزی کا محسن و سرکار نظام کا
خیر خواہ تھا۔ ثانیاً فرمایا رعایا کو بادشاہ کی طاعت مین ہر وقت مستعد رہنا چاہیئے
اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیئے۔ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتھہ
مگر انصاف اس شفقت کا جزو اعظم ہے۔ الخ یہہ اسپیچ طویل ہے۔ آپکے تاریخی حال مین
گزارش کیجائیگی۔ لارڈ صاحب اسپیچ تمام کرکے بیٹھہ گئے۔ ایک یورپین افسر نے کھڑے ہوکے
اسپیچ کا پورا ترجمہ فارسی زبان مین حاضرین دربار کو سنایا۔ مختار الملک بہادر مرحوم کا
افسوس سنکے حاضرین و اعلیحضرت کو بہت رقت ہوئی۔ اللھم اغفر لہ
ترجمہ ختم ہونے کے بعد اول لارڈ صاحب کرسی سے اُٹھے۔ پھر حضور بھی کھڑے ہوئے
اعلیحضرت کو مسند کے جانب لیگئے اور حضور کی کمر مین تلوار باندہ کر فرمایا۔ کہ آپکو ملکہ معظمہ قیصر ہند

کی طرف سے سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے ۔ مبارک ہو۔ تمام یورپین لیڈیون نے
آپکے پاس جاکے درجہ بدرجہ مبارکباد دی۔ پہولون کے ہار و عطر دان تقسیم کئے گئے

اعلیحضرت کی تقریر

اعلیحضرت نے لارڈ صاحب کے جواب مین کہڑے ہوکے فرمایا۔ مین نہایت خوش ہون
کہ مجہے حیدر آباد مین آپ کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ اگر آپ میری مسند نشینی مین
شریک نہوتے تو مجہے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس
سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور مجہسے
آپکو ذاتی محبت ہے۔ یہ امر خوب ثابت ہو گیا۔ اور مین کبہی نبہولونگا۔ آپ دونون صاحب
کی گورنر جنرل بہادر۔ اور گورنر مدراس کی یقین جانین کہ مین دونون کے احسان کو
خوب سمجہتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری دلی شکر گزاری کو کہ آپنے
میرے لئے اتنے سفر دور دراز کی زحمت اُٹہائی۔ اور یہانتک قدم رنجہ فرماکے میری مسند نشینی کی
رسم مین شریک ہوکر مجہے شرف اندوز کیا۔ کی قبول فرمائینگے۔ میری حکمرانی مین آیندہ کیلئے
یہہ اچہا شگون ہوا۔ اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی
اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہو گیا۔ اور جو نصیحتین آپنے براہ شفقت
مجہے کی ہین۔ مین انکو بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا
کہ اُن معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو۔ آپسے اور سرکار
انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ
اُن باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون
کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلد میرے اتحاد و وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچا ئینگے۔ اسکے بعد جلسہ

برخاست ہوا۔ اور گورنر جنرل صاحب وغیرہم رخصت ہوئے۔ پھر دو بجے امرائے عظام وارکان دولت نے نذرین پیش کین۔ اور خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب و خدمت وزارت و ہفت عدد جواہر سے سرفراز فرمایا۔ اور میر سعادت علیخان بہادر کو غیور جنگ شجاع الدولہ خطاب و خلعت و جواہرات سے ممتاز۔ اور راجہ نرسندر بہادر کو مہاراجہ خطاب و منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور نواب ظفر جنگ کو شمس الدولہ۔ و نواب امام جنگ کو خورشید الدولہ اصل و اضافہ و منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شکار کا ذکر

اعلیحضرت کے مزاج مین قدرتی چستی و چالاکی ہے۔ فن سپاہگری سے آپ کو خاص طور سے مناسبت و دلچسپی ہے۔ بندوق کی نشانہ زنی مین بے نظیر۔ اور نیزہ اندازی و سواری اسپ مین بھی ممتاز ہین۔ جمناسٹک و پولو و لان ٹنیس و چوگان بازی وغیرہ مین فرد فرید ہین نشانہ زنی مین کبھی خطا نہین کرتے۔ شکار کے شائق ہین آپنے اکثر شیرون کو شکار کیا ہے۔ اور آپ جفاکش و توی دل ہین۔ شکار کیوقت اکثر جنگل و پہاڑیون مین گرما کے موسم مین شکار کے تاک مین ایسے جمے رہتے ہین کہ بھوک پیاس کی کچھ پروا نہین کی بعض مصاحبین تن پرور گرما کے موسم مین مضطرب الحال ہوتے تھے۔ لیکن اعلیحضرت کے خوف سے دم نہین مار سکتے تھے۔ اعلیحضرت کی دلیری و جفاکشی دیکھکے چار ناچار جفاکش و دلیر بنجاتے تھے اکثر اوقات شکار کو گئے ہین۔ اور ہر ایک وقت مین متعدد شکار کئے ہین۔ آپنے شکار کے موقع مین مظلومین کی دادرسی بھی کی ہے۔ آپ کی طبیعت عالی مین انتظام سلطنت کا جوش اور ملک کی آبادی و رعایا کی آسودگی کا ولولہ موجزن ہے۔ آپکا شکار کیلئے برآمد ہونا

گویا رعایا کی دادرسی کرتا ہے۔ ظاہر مین شکار کا نام تہا لیکن واقع مین ملک کی بہتری
ورعایا کی آسودگی مطلوب ہوتی تہی۔ چنانچہ آپ سولہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۱ ہجری
مین بروز سہ شنبہ شکارگاہ موضع میلواڑہ کے طرف مع صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب
بہادر و نواب مختار الملک ثانی و نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر
مع خدم وحشم روانہ ہوئے۔ صبح کیوقت ناوندگی کے اسٹیشن پر سواری پہنچی۔ پہر
وہان سے بسواری اسپ خاصہ خیمہ گاہ موضع مذکور مین رونق افروز ہوئے۔ وہان
پہنچتے ہی اعلیحضرت شکارگاہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور ایک شیر کو ضرب بندوق سے
مارڈالا۔ اُسی روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا۔ آپنے مستغیثین
کی درخواستین لے لین اور مدار المہام کو اُن مظلومین کی دادرسی کے لئے ہدایت کی
جب شام کو صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بارگاہ آصفی مین باریاب
ہوئے اور حضور کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور کہڑے ہوکر مبارکباد دی اور فرمایا
بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیحضرت نہ صرف شکار کے لئے برآمد ہوئے ہین بلکہ شکار
کے ساتہہ ملک کی رفاہیت کے طرف بہی توجہ فرماتے ہین۔ مجہے امید قوی ہے کہ
جب سواری مبارک شکارگاہ مین رونق افروز ہوگی۔ جسقدر حضور شیرونکا شکار فرماینگے
اُسیطرح ملک کی شکایتین بہی دور ہو جاینگی۔ اور مین زیادہ اسبات کا شکریہ ادا کرتا ہون
کہ شکارگاہ مین شکار سے محظوظ ہوا۔ اور حضور کی مہمانی و مدارات سے آرام پایا۔ انتہی کلام
اعلیحضرت نے رزیڈنٹ صاحب کے طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بہی مشکور ہون کہ
آپ نے میری صحت کا جام نوش فرمایا۔ اور مبارکباد دی۔
سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین بذریعہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کیطرف سے

اعلیحضرت کے لئے کی نائٹ گرینڈ کمانڈ اسٹار آف انڈیا کی خطاب آیا۔ بارگاہ عالی مین خریطہ پیش ہوا۔

کونسل آف اسٹیٹ کا ذکر

تاریخ سلخ ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۰ ہجری مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم کی پہلا جلسہ پرانی حویلی راحت محل مین ہوا۔ میر مجلس حضور پرنور ہوے۔ اور ارکین مندرجہ ذیل قرار پائے۔

نواب سالارجنگ منیرالدولہ مدارالمہام۔ راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ نواب بشیرالدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر۔ نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ مولوی سید حسین صاحب عماد الملک معتمد مجلس اعلیحضرت میر مجلس نے اجلاس فرماکے ارکین معہ صوف کے روبرو زبان مبارک سے فرمایا کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے لئے جمع ہوئے ہین۔ میری بڑی خوشی و آرزو تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو جائے۔ مجھے امید قوی ہے کہ جن امراکو مین نے انتخاب کیا ہے اُنسے مجکو اور میرے ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دینگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے۔ آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کرسکتے ہین۔ اور ملک کی بھلائی گویا میری بھلائی اور عین آپکی بھلائی ہے۔ اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمے مین نیک نیتی اور خیرخواہی کے ساتھہ آزادانہ رائے دینگے۔ آپ لوگ

یقیناً جانین کہ مجھے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مدنظر ہے۔ مین نہین چاہتا ہون کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہو جائین۔ مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا۔ اور مہینے مین دوبارہ پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی انتہی کلامہ۔

نواب شمشیر جنگ بہادر نے اجازت کے بعد عرض کیا۔ آج بڑا دن مبارک ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت کو خدا تعالیٰ نے ہمارا سردار کر کے ہمارے سرون پر اُنکا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلین گے۔ اور ہماری قدردانی ہوگی۔ اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی صرف خاص کا انعقاد

حسب الحکم اعلیحضرت غرہ محرم ۱۳۰۳ھ ہجری مین مجلس انتظامی صرفخاص منعقد ہوئی اُسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر و نائب میر مجلس نواب اکرام جنگ بہادر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب ہوئے صرف خاص کے تعلقات کے مخارج و داخل کا انتظام اسی مجلس کے متعلق کیا گیا۔ مگر تھوڑے ہی روز کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب المخاطب بہ آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرف خاص پر مقرر ہوئے۔ صرفخاص کا کل انتظام معتمد صاحب کے سپرد رہا۔ مولوی صاحب تا بہ زندگی انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ صرف خاص کا انتظام بدستور قدیم جو معتمد مقرر ہو اُسیکے تفویض ہوتا ہے

اعلیحضرت کا سفر نیلگری

اعلیحضرت تبقریب تبدیل آب و ہوا۔ رجب ۱۳۰۳ھ ہجری نیلگری کے طرف روانہ ہوئے

آپ کے ہمراہ امرائے ذیل تھے۔

اعظم الامرا امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سرآسمانجاہ بہادر۔ نواب عماد نواز جنگ بہادر بشیر نواز جنگ بہادر۔ و عماد الملک بہادر۔ و محبوب یار جنگ بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر و حکیم الحکما بہادر۔ و فتح نواز جنگ بہادر۔ و آغا سید علی شوشتری۔ و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہم تھے۔ تقریبًا دو مہینے وہاں بسر کرکے سولہ تاریخ ماہ رمضان سنہ مذکور میں واپس آئے

اعلیحضرت کا سفر مدراس کیطرف

اعلیحضرت۔ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے { ۲۴ تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۳ ہجری میں مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام۔ و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ و نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب عماد الملک بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر۔ و نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ و مختار یار جنگ بہادر و منیر نواز جنگ وغیرہم مدراس روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ مدراس مین مع الخیر پہنچے۔ پندرہوین پلٹن کے سو جوان تعظیمًا مع بیانڈ و نشان اسٹیشن پر کھڑے ہوئے تھے۔ اعلیحضرت کے پہنچتے ہی ۲۱ ضرب توپ سلامی کی سر ہوئین۔ اور تعظیمی گارڈ نے سلامی ادا کی۔ اعلیحضرت ریل سے اُتر کے بیگم صاحبہ زوجہ نواب کرناٹک کے عمدہ باغ مین فروکش ہوئے۔ دوسرے روز مع وزیر و چند امرائے دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس مین ۲۱ ضرب سلامی کی توپین شلک ہوئین۔ ملاقات کرکے فرودگاہ پر واپس آئے۔ اُسی روز شام کے ساڑھے پانچ بجے گورنر جنرل بہادر بھی فرودگاہ پر بازدید کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کرکے رخصت ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاخری سہ پہر کے وقت حضور نے لیڈی صاحبہ

ڈفرن سے ملاقات کی۔ اور ۲۸ جمادی الاول دن کے گیارہ بجے اعلیحضرت نے گورنر صاحب مدراس سے ملاقات کی اُسی روز شام کے ۴ بجے گورنر صاحب مدراس عمدہ باغ مین آئے۔ اور حضور سے بازدید کی ملاقات کی۔ مدراس مین سرکار انگریزی و اہل سلام نے حضور کی بے انتہا مدارات و تعظیم کی۔ اور وہان سے اہل سلام و اہل صنائع نے تہنیت نامے پیش کئے۔ حضور نے اُن کے جواب مین فرمایا **وھو ھذا**

مین بہت مسرور و خوش ہوا۔ کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی و حسن عقیدت ظاہر کی ہین۔ مین اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ یہان کم اقامت کی بہت خوشنما یادگار اپنے ہمراہ لیجاؤنگا۔ انتہی کلامھم۔

آپنے مدراس مین پانچہزار روپیہ کمشنر پولس کے ذریعہ سے غربا و فقرا پر تقسیم کیا۔ ۲۹ جمادی الاول عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی۔ اور کثرت سے آتشبازی چھوڑی گئی۔ بیگم صاحبہ نے اعلیحضرت کی ضیافت تکلف و تجمل سے کی۔ گورنر جنرل ہند ۲۷ ماہ مذکور کلکتہ گئے۔ بتاریخ سلخ جمادی الاول اعلیحضرت مع مصاحبین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ غرہ جمادی الثانی کو مع الخیر والعافیہ دارالریاست مین پہنچ گئے۔ امرائے ریاست و جمعیت استقبال کیلئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پولس کا انتظام درست تہا

اعلیحضرت کے شمائل و مشاغل

آپکے فضائل و شمائل پسندیدہ بیشمار ہین۔ اگر پورے پورے لکھین جاوین تو کتاب ایک دفتر ہو جائے بنابرین مین قلیلے از کثیرو عشر عشیر مجملاً بطور گوشوارہ گزارش کرتا ہون آپ جب تخت نشین ہوئے۔ اور ممالک دکن کے انتظام کی باگ اپنے دست قدرت مین لی نظم و نسق کے مہمات کو مختارانہ کرنے لگے تو ریاست کی درستی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن

مصروف ہوئے۔ اُسوقت سے ابتک برابر رفاہ عام کو مد نظر رکھتے ہین۔ خلائق کی داد رسی
مین توجہ فرماتے ہین مستحقین کے حقوق خواہ اہل سلام خواہ اہل صنام سے ہون برابر
ادا کرتے ہین۔ اور ہرایک فریق کو درجۂ مساوات مین رکھتے ہین۔ معاملات مین توسیط کا
طریق ملحوظ رہتا ہے۔ افراط و تفریط سے منزلون دور رہتے ہین۔ داد خواہون کی داد
وفریاد سنتے ہین مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچاتے ہین۔ آپ ہی کے عدل و انصاف
وبذل و الطاف کی برکت ہے کہ تمام اہل دکن خوشحال و فارغ البال ہین۔ آپ کے
سایۂ ہمایون پایہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔ ہرایک فرد بشر شکر گزار ہے۔ کوئی
شاکی نہین۔ آپ کی ذات بابرکات فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے موصوف
ہے۔ عدالت و حکمت و شجاعت و سخاوت مین معروف ہین۔ اگر مین آپ کو نوشیروان
عادل و لقمان حکیم و رستم زال و حاتم و معن بن زائدہ و اسخیائے برامکہ سے ممثل کرون تو
میری تمثیل و تشبیہ بیجا ہوگی۔ ہان اگر یہہ کہون کہ آپ مجسم عدل و حکمت و ممثل شجاعت
و سخاوت مین تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ ابر کرم و بحر سخاوت ہین آپکے خوان نعمت و آب رحمت سے
سیراب و شاداب ہین کیون نہون آپکے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے
ملتا ہے۔ اور شیخ کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
بزرگان سلف کی برکت سے آپکے خاندان مین اکثر صاحبان علم و عمل و اہل اللہ مکمل ہوئے مین
علم و فضل اور ہدایت خلق و افادۂ عوام الناس آپکے خاندان کی موروثی فطرتی صفت ہے
نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے علم و فضل و معرفت و ہدایت کی کرسی پر جلوہ افروز
ہوتے رہے۔ اسیطرح حکمرانی و ملک کشائی کی صدارت پر صدر نشین۔ چنانچہ خواجہ عابد
مخاطب بشیخ الاسلام بخارا مین سبحان قلی خان بن نذر محمد خان والی بلخ و بخارا کے

عہد مین ظاہراً صدر عدالت و باطناً مسند نشین رشادت تھے۔ یعنی قلوب خلائق پر حکمرانی کرتے تھے۔ اور حضرت عزیزان عالم شیخ بدر بزرگوار خواجہ موصوف کی زیادہ توجہ خلائق کی ہدایت اور خالق کی عبادت کے طرف تھی مدۃ العمر ریاضت و ہدایت مین مشغول رہے بلخ و بخارا سمرقند و تاشقند کے ترک و ازبک آپکے معتقد تھے۔ خوانین و ترا کمہ آپکے آستانہ مبارک کو سجدہ گاہ سمجھتے تھے۔ آپکی خانقاہ انبیا مین دو ہزار سے زیادہ مریدین تہجد گزار رہتے تھے۔ اور حضرت عزیزان مومن شیخ بدر عزیزان درویش شیخ وغیرہم مرتاض و مرجع خاص و عام تھے۔ مین نے آپکے بزرگان سلف کے حالات سلسل و واقعات مفصل محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن کے مقدمہ مین لکھے ہین۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ اس تذکرہ کے طبع ہونیکے بعد مطبوع ہوگا۔ شائقین خاص اعلیحضرت قدر قدرت اُسکے ملاحظہ سے بہت خوش ہون گے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت کی بھی ہی شان ہے۔ جو بزرگان سلف کی تھی۔ ظاہر کیطرف آپکا میلان خاطر زیادہ ہے۔ مقتضائے حال بھی اسی میلان کا طالب ہے۔ آپکی طبیعت و فطرت مین اصلی میلان مطلق ہے۔ وقتاً فوقتاً باطنی میلان بھی کرسی ظہور پر جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ آپ حسن عقیدت و ارادت و اخلاق و مروت و استقلال و ہمت۔ دلیری و جرأت سیرت و صورت مین بزرگان سلف کے قدم بقدم ہین آپ کے رگ و پی مین بلخ و سمرقند کی آب ہوا کا اثر پایا جاتا ہے۔ اور آپکے چہرے مُہرے سے بخارا و تاشقند کی شان نمایان ہوتی ہے۔ اُنہین بزرگان سلف کے خصائل و شمائل سے ہے کہ آپ مشائخ و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن ارادت سے ملتے ہین انکی تعظیم و تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نہین فرماتے۔ فی زماننا مشیخت و مشائخ عنقا صفت ہین۔ جو اہل اللہ ہین وہ گوشۂ گمنامی مین ہین۔ اور پیران مرید طلب و مریدان پیر طلب کو

خوب پہچانتے ہین - ہر ایک کے جوہر کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہین - کھرے کھوٹے کو
خوب سمجھتے ہین - آپ نقاد انسان ہین انسان کے نقد انسانیت کو اچھی طرح سے
آزماتے ہین - بھلے برے مین تمیز کر لیتے ہین - مگر باوجود تمیز کسیکی پردہ دری نہین فرماتے
اور کسیکی تعظیم و تکریم مین فرق نہین کرتے - آپکا حلم و وفا آفرین و تحسین کے لائق ہے
آپکی قوت فیصلہ ایسی مستقل ہے کہ فی الفور معاملۂ فیصلہ طلب کا تصفیہ کر دیتے ہین
اور منتظرہ حالت مین نہین رہتے - اور استقلال کے رستہ سے کبھی نہین ہٹتے - اور
حکم آپکے قلم عطارد رقم سے جاری ہوتا ہے وہ کبھی رد نہین ہوتا - گویا وہ قلم تقدیر ہے
کسی کے مٹانے سے نہین مٹتا - سنا گیا ہے کہ بعض وقات آپنے کسی مشائخ یا سائل
کی عرضداشت وظیفہ پر بجائے سو ہزار لکھدیا - اہل دفتر نے عرض کیا - بجائے سو ہزار
ہوگئے کیا ارشاد ہوتا ہے؟ آپنے فرمایا جو کچھ ہوا درست ہے ہمارا حکم حکم مبرم ہے - ہزار ہی
جاری کیا جائے - اور بھی اسی قسم کی بہت سی روایتین حکایتین ہین - آپکے تاریخی واقعات مین لکھونگا

آپکی قدردانی ارباب علم و ہنر

آپ علم دوست و ہنر پرور ہین - آپکی قدردانی و مہمان نوازی کی شہرت نے اکثر عجم و عرب
و ترک و یورپ کے ارباب علم و ادب کو زمین دکن مین کھینچ لایا - اور آپکے خوان کرم سے ہر ایک
مستفید و سیراب ہوا - آپ علما و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتے ہین - اور مشائخین مستحقین
کو بھی بیحد دیتے ہین - ملک دکن فی زمانا دار العلوم و الفنون ہوگیا ہے - بلحاظ آسائش
و آرام غربائے امصار و دیار کے لئے دار الامن و الامان بنگیا - آپ ہی کی قدردانی
و جوہر شناسی کی برکت ہے کہ شہر کے ہر ایک چوبازار مین جابجا مدرسے و شفاخانے و شعرا کے
جلسے قائم ہین - کہین فقہ و حدیث کا درس ہے کہین تشخیص مزاج و علاج کا ذکر - کہین

قافیہ و ردیف کا چرچا ہو رہا ہے۔ مساجد و خانقاہوں میں ذکر بالجہر و بالخفی کا بازار گرم ہے

آپ کی شعر و شاعری کا ذکر

چونکہ اس تذکرہ میں آپ کی شعر و شاعری کا ذکر مقصود بالذات ہے۔ میں نے جو کچھ آپ کے حالات تفصیلی کا ایک مختصر و مجمل گوشوارہ گویا مشتے نمونہ از خروارہ ہے۔ میں نے آپ کے تفصیلی حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں شرح و بسط کیساتھ گزارش کئے ہیں وہ ابھی طبع نہیں ہوا ہے۔ زیر طبع ہے قریب میں اشاعت کے زیور سے آراستہ ہو کے جلوہ نما ہوگا۔ بنائً علیہ اب یہاں شعر و شاعری کا ذکر واجب و لازم ہے گزارش کرتا ہوں۔ **وھو ھذا**۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے اور تخت نشین ہوئے۔ ملکی انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور خلائق کی آسائش و آرام کی فکر کرنے لگے۔ فطرۃً و قدرۃً آپکی طبیعت میں شعر و شاعری کا جوش موجزن تھا۔ اور مزاج میں سخن سنجی و سخن فہمی کا ولولہ برق افگن تھا۔ باوجود اشتغال مہمات سلطنت و حکمرانی و اصلاح حالات مخلوقات سبحانی و ریاضت جسمانی و ادائے حقوق مستحقین اقاصی و ادانی طبع آزمائی و سخن سنجی فرماتے ہیں۔ آپ جو کچھ موزوں فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ آپکے کل اشعار برگزیدہ و برجستہ ہوتے ہیں۔ ہر ایک شعر کا مضمون لطف و مزہ سے خالی نہیں۔ خوبی معانی و رنگین بیانی میں ڈوبا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی ترازو میں تولا ہوا ہوتا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک صاف نہایت ہی شستہ و شفاف۔ مضامین کی شوخی الفاظ پاکیزہ سے عیاں۔ دُرِ معانی شیرین کی ولاویزی فقرات سنجیدہ سے نمایاں۔ آپکی طبیعت کیا ہے بحر مواج ہے اور معانی و لآلی مضامین کا خزانہ ہے۔ جب چاہتے ہیں فوراً دست فکر سے نکال کے بذریعہ زبان قلم صفحہ کاغذ پر سطور کی

لڑیون مین منظوم فرماتے مین۔ نقادان سخن جو یہان کلام آپکے جواہر پارون کو دیکھکے حیران ہوتے ہین
اور کہتے ہین کہ یہ ہیرے ایسے گران بہا ہین کہ ہم نے کبھی آنکھون سے دیکھے نہ کبھی کانون سے سُنے
اور آپکے کلام کی صفائی و جادو بیانی سے سامعین کو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ابتدائے زمانہ مین ہی
اپنے کلام کو ایسا شستہ و صاف کیا۔ کہ اگر کوئی برسون اساتذہ کی خدمت مین مشق کرتا تو یہہ خوبی
اسکو نصیب نہوتی۔ آپکی جادو بیانی و طلاقت لسانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ خوبی خداداد ہے
وعطیہ رب العباد ہے۔ آپ غزلیات و سلامون مین واقعات ایسے ڈھنگ سے ادا فرماتے ہین
کہ بعینہ واقعہ کا سمان کھلائی دیتا ہے۔ اور آپ محاورات زبان کو اہل زبان کی طرح برابر استعمال
کرتے ہین جب آپ زبان مبارک سے تکلم فرماتے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہل زبان
استاذ زبان تکلم کر رہا ہے۔ آپ ہی کے صفات مین سے یہہ ایک صفت ہے کہ آپ ایک ہی معنی کو
متعدد پیرایون مین ایسے ڈھنگ سے آراستہ کرتے ہین کہ ہر ایک کا رنگ نرالا۔ مگر واقع مین
مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ آپکے کلام مین کمال خوبی یہہ ہے کہ جو شستہ و رفتہ ہوتا ہے جو حشو و زواید سے
پاک و صاف۔ متکلم کی زبان سے نکلتے ہی سامع کے گوش دل مین مثل نقش نگین جانشین ہو جاتا ہے
اور ایسا حلاوت آمیز و لطف انگیز ہوتا ہے کہ سُننے و پڑھنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ آپکے اشعار
کی لطافت و شگفتگی مردہ دلون کو زندہ و پژمردہ گلون کو تازہ کر دیتی ہے۔ لطافت کیا ہے
گویا آبحیات و ابر بہار ہے۔ آپکو نظم کلام مین قوت مستحضرہ حاصل ہے۔ انواع کلام کے
ہر ایک نوع کو آسانی سے موزون کر سکتے ہین۔ اب مین ایک نظیر قوت مستحضرہ گزارش کرتا ہون
تا کہ ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہو جائے۔ کوئی کوتاہ بین مبالغہ و تملق پر محمول نکرے
چنانچہ یہان شہر مین محرم شریف مین جا بجا مرثیہ خوانی کی مجالس منعقد ہوتی ہین۔ اُن مین
سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراثی و سلام پڑھے جاتے ہین۔ اور ہندسے

مشاہیر مراثی خوان بلائے جاتے ہین۔ مراثی ایسے دردانگیز و جگرخراش سنائے جاتے ہین کہ اہل مجلس کے قلوب رقت و حسرت کے صدمہ سے ہل جاتے ہین۔ کبھی باعتبار خوبی مضمون و ترکیب موزون اہل مجلس کے زبان سے واہ واہ کا نعرہ ایسا بلند ہوتا ہے کہ عرش برین تک پہنچ جاتا ہے و باعتبار معنی جانسوز و دلگداز ہر ایک فرد کی آہ آہ کا آوازہ زمین و آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ اعلیحضرت قدر قدرت مجلس عزا مین حسن عقیدت و ارادت سے شریک ہوتے ہین۔ شہدا کے واقعات سنکے افسوس و حسرت فرماتے ہین۔ ایکروز آپکو مراثی کے سننے سے بہت ہی رقت و حسرت ہوئی۔ آپ مجلس ختم ہونیکے بعد اُسی رقت و حسرت مین دولتخانہ مبارک پر آئے۔ جوش رقت مین چند سلام شہدائے امام کے بیان مین لکھے۔ دوسرے روز مجلس مین سلام پڑھا گیا۔ حاضرین مجلس کے دلون سے غم و رنج کا دریا امنڈ آیا۔ تمام واویلا و وامصیبتا کہنے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ شور و شین کا بازار گرم ہوا مجلس کا رنگ بدل گیا مجلس مین کہرام مچگیا۔ یہہ تمام دلون کا ہل جانا آپکے کلام پر تاثیر کا نتیجہ ہے۔ مجھکو جسقدر آپکے اشعار دستیاب ہوئے ہین گزارش کرتا ہون۔ کاش اگر ردیف وار پورے ملتے تو ناظرین کو مطالعہ سے زیادہ لطف و مزہ اور میرے اس تذکرہ کو فخر حاصل ہوتا۔

اپکے اشعار مندرجہ ذیل جنکی شان مین کہا جاتا ہے

کلام المحبوب محبوب الکلام

آصف	بسم اللہ الرحمن الرحیم	حرف الف

محشر مین کون دوست ہے مجھہ دادخواہ کا
دل اپنی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا

دیکھا یہ شعبدہ تری چشم سیاہ کا
محفل مین ہو گیا ہے تماشا نگاہ کا

دل حکمران ہے لشکر فریاد و آہ کا
سہرا اُسی کے دم سے ہے ٹرہنا سپاہ کا

وہ دیکھتے ہین حشر مین منہ دادخواہ کا
یہہ دیکھنا ہے ناز سے پھرنا نگاہ کا

ضبط فغان اگر نہ کرون مین تو حشر ہو
گردون ہے ایک نالہ کا دشمن اک آہ کا

محشر مین جب ہو ساری خدائی اُسی طرف
کیون حال ہو تباہ نہ مجھ داد خواہ کا

اے آسمان خدا کیلئے اب تو رحم کر
خاکا اُڑا چکا مرے حال تباہ کا

بجلی کبھی بنی کبھی تلوار بن گئی
دیکھا عجیب شعبدہ اُسکی نگاہ کا

برسون مین اُسنے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج
اس شرط پر کہ حرف نہ آئے نباہ کا

جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین
دشوار نازکی سے ہوا پھیر راہ کا

ڈسنے لگا ہے یہ تو مرے دلکو صبح و شام
کیا کوڑیالا ناگ ہے زلف سیاہ کا

بخشش پہ جنکی بخشنے والیکو ناز ہو
ایسا ہے مرتبہ مرے جرم و گناہ کا

اُس مہروش نے چہرے سے اُلٹی ہے جب نقاب
شب کو ذرا سا منہ نکل آیا ہے ماہ کا

کسکو سنوگے کونسا قصہ پسند ہے
یوسف کی چاہ کا کہ زلیخا کی چاہ کا

اُس خارزار مین مجھے اب لیچلا جنون
کہٹکا صبا کو بھی ہے جہان خار راہ کا

اک ہاتھ اور بھی مجھے قاتل مری قسم
اک شور اُٹھے چار طرف واہ واہ کا

آجائے گرم و سرد زمانہ نگاہ مین
ہنگامہ دیکھلو جو مرے اشک و آہ کا

اُس ترک چشم کی صف مژگان ہے جنگجو
یہ ہے چہری کٹاری سے لڑنا سپاہ کا

ہمشکل سے ہے اپنے آپ سے رشک سعد
منہ دیکھتا نہین وہ کبھی مہر و ماہ کا

اُس سے شب فراق بہلتا رہا ہے دل
مجکو خیال تہا کسی زلف سیاہ کا

شاہ و گدا کا حشر مین بس ایک حال ہے
کسکو وہان خیال ہے رتبہ کا جاہ کا

پانی کے ساتھ آگ کا شعلہ نکل گیا
دیکھا طلسم ہم نے عجب اشک و آہ کا

یہ اُسکے دل سے پوچھ یہ اُسکے جگر سے پوچھ
کیسا مزا ہے چاہنے والے کو چاہ کا

یہ ہاتھ سے چرائے تو وہ آنکھ سے چرائے
درد جفا سے چور ہے بڑھکر نگاہ کا

تکو وفا شعار بنائیگا غیر کیا
لب خشک رنگ زرد ہے جھوٹے گواہ کا

شب کو نہ نیند ہے اُسے دن کو نہ چین ہے
یہ حال اب ہے عاشق خوار و تباہ کا

سنتا ہے کون حشر مین مجھہ دادخواہ کی
سنتے ہین عذر پیار سے سب عذر خواہ کا

آصف سے یہ چھٹا ہے نہ ہرگز کبھی چھٹے
لپکا ہے اُسکو دید کا چسکا ہے چاہ کا

ولہ

نرگس کو چشم مست سے مستانہ کردیا
عارض پہ تونے شمع کو پروانہ کردیا

آئینہ خانہ کو جو پریخانہ کردیا
دل تھا یگانہ اُسکو ہی بیگانہ کردیا

کیا تونے سحر نرگس مستانہ کردیا
دل تھا یگانہ اُسکو ہی بیگانہ کردیا

دل کو تمھاری زلف نے دیوانہ کردیا
شمع جمال نے اسے پروانہ کردیا

اے یاس تو نے داغ تمنا مٹائے
گلزار تھا یہ دل سے ویرانہ کردیا

رسوائیون کے ساتھ نہین اسکا شکوہ ہے
شہرت نے میرے عشق کو افسانہ کردیا

رکھا نہ ایک حال پہ عاشق کا اُسنے دل
کعبہ بنادیا کبھی بتخانہ کردیا

پرتو نے تیرے جان مرے دل مین ڈالدی
اعجاز تونے جلوہ جانانہ کردیا

اُسکی نگاہ مست سے آتا ہے غش مجھے
دیوانہ تھا مین اور بھی مستانہ کردیا

کیا جھوٹ ہے شکایت بیداد سچ کہو
تم نے بڑھا کے بات جو افسانہ کردیا

دشمن ہماری بزم مین رویا نصیب کو
لبریز اُسنے اشکون سے پیمانہ کردیا

ہوتا جو زندہ قیس تو لیتا مرے قدم
آباد مین نے دشت کا ویرانہ کردیا

وہ سختیان اُٹھائین محبت کی راہ مین
نام اپنا تونے ہمت مردانہ کردیا

خونِ جگر فراق مین پیتا ہون رات دن — دلکو سبو تو چشم کو پیمانہ کر دیا

محبوبِ حق کی زلف وہ ہے جسکے واسطے — مژگان کو اپنی حور نے بھی شانہ کر دیا

بھولی جو اُسکی یاد کبھی یہ بھی تھا قصور — عاشق نے آپ اپنے کو جرمانہ کر دیا

جتنا ہے جسکا ظرف وہ دیتا ہے اسقدر — ہر چارہ گر کو اُسنے مسیحانہ کر دیا

یہ سادگی کی وجہ ہوئی یا غمِ رقیب — کیون تم نے ترک سرمہ حنا شانہ کر دیا

مین نے تو کی تھی بات فقط وصل کی کیا — تمنے جو اُسکو عشق کا افسانہ کر دیا

رکھے ہین اچھے اچھے جو چن چن کے ظرفِ مے — مسجد کو محتسب نے تو میخانہ کر دیا

اُسکی تجلی آنکھ سے کیا بچ سکے کوئی — زاہد کو جسنے بیخود و مستانہ کر دیا

رکھا کسیکو گلشنِ عالم مین شکلِ گل — اُسنے کسیکو سبزۂ بیگانہ کر دیا

جس نور کی وہ طور پہ چمکی تھی روشنی — روشن اُسی نے دلکا سیہ خانہ کر دیا

بیٹھے بٹھائے آج یہ کیا دل مین آگئی — آصف نے ترک مشربِ رندانہ کر دیا

ولہ

مژدہ قاصد کا روح افزا تھا — وہ فرشتہ خدا نے بھیجا تھا

جلوۂ یار کیا کہون کیا تھا — اُسکی قدرت کا اک تماشا تھا

مین نے پوچھا رقیب کیسا تھا — ملکے بوسے ترا کلیجا تھا

اب یہ جانا کہ ہمکو دھوکا تھا — دل ہمارا نہ تھا تمہارا تھا

لوٹتا تھا کوئی تڑپتا تھا — کوئے قاتل مین اک تماشا تھا

ابھی آنسو پلک تک آیا تھا — ابھی دیکھا تو ایک دریا تھا

بزم مین اُسکے ایک میلا تھا — ہم نہ تھے اُس جگہ زمانا تھا

حشر مین بہی کہین گے تجہسے ہم
تجہپہ دعوی ہے تجہپہ دعوا تہا

اختلافِ مزاج سے نہ نہی
کوئی قصہ نہ کوئی جہگڑا تہا

اُنکو بزمِ عدو مین جب دیکہا
راگ تہا رنگ تہا تماشا تہا

ماتمِ غیر مین وہ سَو سَو بار
مجہسے کہتے تہے تجہسے اچہا تہا

جاکے کنجِ لحد مین ہم سمجہے
زندگی عمر بہر کا جہگڑا تہا

درِ جانان پہ جبہہ سائی کی
اپنی تقدیر کا یہہ لکہا تہا

دلِ عشاق پر چہری سی پہری
کیا کہون اک نگاہ مین کیا تہا

کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاؤ
غیر کے پاس تمنے دیکہا تہا

کہتے ہون گے عدم مین اہلِ عدم
زندگی کا عجیب میلا تہا

چال تہی اُسکی یا قیامت تہی
نقش پاسے بہی فتنہ برپا تہا

زلف مین دل اگر نہ تہا نہ سہی
کیون جی مُٹہی مین آپکی کیا تہا

کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو
اسنے کیا اپنے دلمین سمجہا تہا

غور کر لو شبِ فراق کا غم
مجہہ سے کیا پوچہتے ہو تم کیا تہا

جلوہ تیرا کسی زمانے مین
جسنے دیکہا تہا اُسنے دیکہا تہا

دل نشین غیر کا خیال رہا
وہ تو خلوت مین بہی تنہا تہا

اب زمانے کا رنج ہے آصف
کیا خوشی کا کبہی زمانا تہا

وله

دل حور کی اداؤن سے بیزار ہو گیا
جنت مین جاکے مین تو گنہگار ہو گیا

نالون سے آگ کوچۂ دلدار ہو گیا
خورشید حشر سایۂ دیوار ہو گیا

پرہیزگار جب کوئی میخوار ہو گیا
پرہیز کرتے کرتے وہ بیمار ہو گیا

آئے تھے میرے دل کے خریدار بنکے وہ
دل دیکھتے ہی اُنکا خریدار ہو گیا

منصور نے کہا جو انا الحق تو حق یہ ہے
اس کلمہ کا الف ہی اُسے دار ہو گیا

غم کھا گیا ہے ہجر کا تیرے مجھے تمام
پیاسا مرے لہو کا تھا خونخوار ہو گیا

اے فتنہ گر یہ حال تری رہگذر کا ہے
نقش قدم بھی فتنہ رفتار ہو گیا

لائے تھے وہ رقیبوں کو میرے مزار پر
اُٹھ کر غبار سامنے دیوار ہو گیا

سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر
غمزہ بھی ساتھ کھینچ کے تلوار ہو گیا

رنج و فراق و درد و غم و ضعف قلب نے
بیمار کر دیا سبھے مجھے بیمار ہو گیا

پوری جھلک بھی دیکھنے پائی نہ چشم شوق
اتنے میں بند روزن دیوار ہو گیا

سرکار عشق میں ہے بڑا جرم احتیاط
میں بے قصور رہ کے خطاوار ہو گیا

صہبا کے پیتے ہی جو چودہ طبق کھلے
میں نشۂ شراب سے ہشیار ہو گیا

دن رات کی لڑائی ہے جھگڑے مدام ہیں
دل آپکے ستانے سے بیزار ہو گیا

مجھکو خیالِ زلف میں کچھ سوجھتا نہ تھا
روز فراق بھی تو شب تار ہو گیا

یارب بتوں کا عشق مری جان کے ساتھ ہے
یاں رشتۂ حیات بھی زنار ہو گیا

سامان وصل کی مجھے پروانگی تو ہو
تمنے ادہر کہا کہ وہ تیار ہو گیا

پہلے سے اگرچہ وہ کافر دغا شعار
دلکو چرا کے اور بھی عیّار ہو گیا

تکلیف اپنے نفس کو دی اور اسقدر
زاہد عبادتوں سے گنہگار ہو گیا

اپنے کہاں نصیب ہوں گلچہر گلبدن
محشر ہمارے واسطے گلزار ہو گیا

قاصد پہ تہا گمان کہ یہ عاشق مزاج ہے
کیا جانے کس بلا میں گرفتار ہو گیا

طاقت کہان ہے دلمین کہ اب ناز بھی اُٹھائے / صدمہ اُٹھا اُٹھا کے یہ بیمار ہو گیا

غیرون کیواسطے ہی یہ دربان نہ روک ٹوک / یہ گھر ترا اخیر تو بازار ہو گیا

آصف غم زمانہ نے تجکو کھلا دیا / تیرا تو غیر حال مرے یار ہو گیا

ولہ

عاشق ترا جو تارک دیر و حرم ہوا / دوزخ کو آگ لگ گئی جنت کو غم ہوا

روز فراق کا گذرنا اہم ہوا / یہ دن وہ دن نہین جو بڑہا اور کم ہوا

سنتا ہون غیر مورد لطف و کرم ہوا / یہ کیا غضب کی بات ہوی کیا ستم ہوا

وہ نقش پائے غیر مٹاتے ہوئے چلے / نقش قدم یہ اور بھی نقش قدم ہوا

صورت وہی رہی جو تصور مین جم گئی / ہر سنگ راہ بتکدہ مجکو صنم ہوا

تو بے نیاز منہ سے کب عذر ہو سکے / اے بے نیاز لے سر تسلیم خم ہوا

فکر رقیب ہی مین گرفتار تم رہے / مین مرگیا تو کچھ بھی مرا انکو غم ہوا

دیکھا جو جو اُسنے نیم نگہ سے براہ لطف / کچھ دلکی آگ کم ہوئی کچھ درد کم ہوا

وعدہ کیا اشارہ سے صلت کا غیر سے / اُسکا وہان اشارہ سراپا قلم ہوا

مرنیکا میرے غم نہین انکو یہ رنج ہے / کیون ناتوان یہ صرف ہمارا ستم ہوا

احسان ضعف کا ہے گھٹا اضطراب شوق / طاقت جو کم ہوئی تو تڑپنا بھی کم ہوا

وعدہ پر آئے وہ تو شب وصل کیا کرون / ہوتے ہی شام صبح جدائی کا غم ہوا

بھرتی ہے ہجر یار مین موج سرشک کی / مژگان اشکبار کا جاری قلم ہوا

عشاق کی گذرتی ہے مر مر کے زندگی / اُنکے لئے تو ایک وجود و عدم ہوا

ایسا گمان تجھپہ نہ تھا اے دعا شعار / دھوکا بڑا سمجھے ترے مہر کی قسم ہوا

کیا اور اس سے بڑھ کے کہون کیا ہوا مجھے
صدمہ ہوا فراق ہوا رنج و غم ہوا

فریاد بے سبب تو نہین دادخواہ کی
تو نے ستم کیا تو کسی پر ستم ہوا

ہے میرے دل پہ داغ محبت بنام دوست
کیا مٹ سکے جو صورت نقش قدم ہوا

کیسا رقیب کون عدو کسکی چل سکے
جب اتفاق میرے تمہارے بہم ہوا

کرتے ہو وعدہ وصل کا دیکھو تو آئینہ
چہرہ کا رنگ اور ہی وقت قسم ہوا

دنیا کی سیر اور ہے عیش و نشاط اور
جام جہان نما نہ کبھی جام جم ہوا

دل تھا کہ دلربا تھا کچھ اسکی خبر نہین
رخصت مری بغل سے کوئی صبحدم ہوا

ہم سے چھپا کے وصل کا وعدہ عدو سے ہو
کیا قہر ہو گیا یہ ستم پر ستم ہوا

سوچو تو مجھپہ عشق مین کیا کیا گذر گئی
غم مجکو رنج مجکو الم مجکو کم ہوا

خط اون کے ہاتھ سے ہوا تحریر غیر کو
سرنامہ پر خطاب ہمارا رقم ہوا

تمنے دیا جو غیر کی محفل مین مجکو جام
وہ بھی تمہارے سر کی قسم مجکو سم ہوا

آصف کے دم قدم سے یہ نشو و نما ہے ب
ایسا جہان مین مرد خدا کوئی کم ہوا

ولہ

انصاف ہنا اے بت عیار ہو چکا
جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا

بس انتظار وعدہ دیدار ہو چکا
وہ آئے یا نہ آئے یہ بیمار ہو چکا

کرتا ہون آہ تیغ نگہ کھا کے بے سنبھل
اب میرا وار روک ترا وار ہو چکا

کس کس طرح سے اُسنے اٹھائی ہے ذلتین
غم کھاتے کھاتے آپکا غمخوار ہو چکا

آتی نہین ہے شرم تمہین جھوٹ بولتے
وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا

تم کیا نیا پھنساؤگے دلکو کہ لاکھ بار
آزاد ہو چکا یہ گرفتار ہو چکا

پوچھا نہ چھوٹے منہ بھی کسی دن مجھے ذرا — سو بار اس امید مین بیمار ہو چکا

مین بھی اب آزمایش مہر و وفا کرون — پھر تو امتحان کئی بار ہو چکا

زرد نظر نہ ٹھہریگا زرد حنا کی طرح — یہ چور دل حنا کے گرفتار ہو چکا

اس عاشقی پہ خاک پڑے دل لگی بری — رسوا مین ہر طرح سر بازار ہو چکا

اس مصلحت سے شور فغان کر رہا ہون مین — سویا اگر نصیب تو بیدار ہو چکا

پوچھا یہ میرے مردہ پہ اس بدگمان نے — کچھ اس مین جان ہے کہ یہ بیمار ہو چکا

میری بھی بات کوئی سنیگا کہ تو نہین — ہان ہان کا وعدہ تیرا تو ہر بار ہو چکا

کچھ انتہائے وصل کی امید نہین ہی — اللہ ہان کیجئے انکار ہو چکا

رحمت کا تیری رات دن امیدوار ہون — نادم مین اپنے فعل سے غفار ہو چکا

معشوق کی خطائین ہون ثابت یقین نہین — اللہ عاشقون کا طرفدار ہو چکا

اب تو خدا کے واسطے میت پہ اسکی جا — عاشق ترا تمام مرے یار ہو چکا

اس چشم شوق کو بھی ذرا دیکھ لیجئے — بس آئینہ تو دیکھ چکے پیار ہو چکا

پورا کبھی ہوا بھی ہے اقرار آپکا — سو بار وعدہ کر چکے سو بار ہو چکا

تاب نظارہ چاہیے اسکے جمال کو — آنکھین اگر ہی ہین تو دیدار ہو چکا

کس پر کریگا جور و جفا تو ہمارے بعد — دلدار تیرا اے مرے دلدار ہو چکا

اس حسن دلفریب سے سبکا ہی ایک حال — اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا

طاقت دل و جگر مین نہ ہے ہاتھ پاؤن مین — سامان اب تو کوچ کا تیار ہو چکا

دیوار ہی گراؤنگا مین سیل اشک سے — سو بار بند روزن دیوار ہو چکا

آئے ہو گھر سے غیر کے مجھپہ ہو مہربان — اخلاص دور رکھو بس اب پیار ہو چکا

کبتک سنون دماغ مین طاقت نہین رہی
بس شکر مہربانی اغیار ہو چکا

کس کے آگے اسکی شکایت نہو چکی
آصف تو بے خطا بہی خطاوار ہو چکا

ولہ

وہ بہی کیا دن تہے ہمین غم سی سروکار نہ تہا
دل کو ارمان نہ تہا جان کو آزار نہ تہا

جان دینا نہ تڑپ کر یہ وہ بیمار نہ تہا
دل پہ جب ہاتہ رکہا تمنے تو آزار نہ تہا

ایلچی کو بہی کوئی قتل کیا کرتا ہے
مین خطاوار تہا قاصد تو خطاوار نہ تہا

وجہ کیا اسکو قلمبند کیا آپنے کیون
یہ تو روداد غم ہجر تہی اظہار نہ تہا

منصفی شرط ہے شاہان کرم عبری تہے
مین ترے جور و ستم کے بہی سزاوار نہ تہا

رہگیا کوئی نہ کوئی مرے دلکے اندر
تیر مین اسکے تہا پیکان تو سوفار نہ تہا

ایک کیا مین ہی تہی ہجر مین نالان تہا فقط
کون ایسا تہا جو وہ جان سے بیزار نہ تہا

کیا عیادت کی توقع ہو ستمگر تجہسے
بچگیا کوئی تو کہتا ہے یہ بیمار نہ تہا

عرصۂ حشر کے مانند تہی نفسی نفسی
اسکی محفل مین کسیکا بہی کوئی یار نہ تہا

واہ اے شان کریمی ترے صدقے قربان
جس گنہگار کو دیکہا وہ گنہگار نہ تہا

لطف کیا تہا جو اک آزاد رہا ایک اسیر
ہم گرفتار تہے جسکے وہ گرفتار نہ تہا

اس نے جب ظلم کیا مجہپہ تو غیرون نے کہا
یہ وفادار کبہی اسکے سزاوار نہ تہا

محفل رقص تہی وہ تیری بہت ہوش ربا
سب ہی بیہوش تہے واں کوئی بہی ہشیار نہ تہا

حسرت مشق ستم کیون ترے دلمین رہتی
مین تو حاضر تہا اگر کوئی خطاوار نہ تہا

تو نے افسوس ہے بیگانہ کو اپنا سمجہا
غیر سے رشتہ ترا اے بت عیار نہ تہا

وہ شب وصل بناوٹ سے بگڑنا اسکا
غصہ تہا قہر تہا اخلاص تہا پیار نہ تہا

دور ہی سے وہ مجھے دیکھ کے فرماتے ہین
نہوا ہے کبھی ایسون سے سروکار نہ تھا

مجھکو کیا کوئی پھنسائیگا ازل سے اب تک
دل تو آزاد رہا میرا گرفتار نہ تھا

جنس دل لا کے ہم اپنی بغل مین سے آئے
جا کے بازار کو دیکھا تو خریدار نہ تھا

لیجئے غیر سے دو دن بھی نباہی نہ گئی
آپ کے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تھا

حرف ذال

تیری ہیکل مین مرصع مین مسلسل تعویذ
دلکو تسخیر کرینگے یہی ہیکل تعویذ

یون تو زیبا سبھی زیور ہین ترے بازو پر
خوشنمائی مین مگر سب سے ہے اول تعویذ

درد سر کا تو نہو شکوہ نصیب اعدا
آپ لکھواتے ہین کیون لیکے یہ صندل تعویذ

غیر کی نکلی وہ تصویر گلے مین اُنکے
ہمنے جانا تہا کہ ہوگا یہ مخمل تعویذ

واسطے دفع نظر کے وہ اگر باندھتے ہین
شوخی حسن سے ہو جاتے ہین ہیکل تعویذ

وہ گئے پھیر کے منہ لکھ کے گئے کچھ اُس پر
قہر کا یہ ہی رہا آنکھ سے اوجھل تعویذ

مین نے جانا کہ یہی مار سیہ کا من ہے
اُسکی چوٹی مین جو چمکا تہا ذرا کل تعویذ

یہ جو لٹکن ہے ترے سینہ پہ اے ماہ جمال
ہے خداداد مبارک بہت افضل تعویذ

چشم مشتاق ہے پائے ترے سینہ پہ جگہ
کاش اس آنکھ سے ہو جائے مبدّل تعویذ

اسقدر ضعف ہے کیون رات انکو کیسی گذری
پھر اُتر اترے بازو سے گیا ڈہل تعویذ

ہو گیا آج وہ بیمار تمہارا رخصت
گھولکر جسکو پلاتے رہے تم کل تعویذ

سایۂ فضل خدا آصف دیندار پہ ہے
سحر بیکار رقیبون کا ہے مہمل تعویذ

حرف لام

ہوا چالاک تجھسے بھی سوا دل
چھلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

یہ سچ ہے باوفا ہے آپکا دل
بہت ہی بیوفا ہے یہ مرا دل

تری کنہ حقیقت کو نہ پہونچا
مقدر سے سوا ہے نارسا دل

وہ تھی اور وقت صبح لذّت
تڑپکر بہی یہ دیتا ہے مزا دل

بہت دیکھے ہین ہمنے بیوفا بہی
ترا سب سے ہے بڑہکر بیوفا دل

ترستی ہین یہ آنکھین دیکہنے کو
کرون کیا ہین تڑپتا ہے مرا دل

یہ بتخانہ کو یا کعبہ کو بیجا ئے
عجب میرا بہی دل ہے رہنما دل

سنی تعریف جب اُس غنچہ لب سے
سمٹکر اور غنچہ ہو گیا دل

لئے جاتا ہے پہر اُسکی گلی مین
یہ بے غیرت یہ کیسا بیحیا دل

مین کیا جانون محبت اور الفت
یہ پہلے ہی پہل تجہ سے لگا دل

نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو
مگر تو ظلم ٹوٹے گا مرا دل

ہماری بندگی ہے ایسے دل کو
نہ دے بندے کو ایسا بہی خدا دل

ہمارا بہی کبہی تو آشنا تہا
ارے او بیوفا نا آشنا دل

برائے نام اسکا بہی نشان ہے
وہین ہے آ رکا یا ہے مرا دل

خراب و خستہ ہوکر خوب سنبھلا
محبت مین بگڑ کر بنگیا دل

بچانا عشق کی آفت سے مجکو
مرا اب مانگتا ہے یہ دعا دل

تڑپنے کی جو عادت ہے تو آصف
تسلی سے ہوا انتڑپا مرا دل

ولہ

کہا جب اُس نے کہئے کیا ہوا دل
بس اتنی بات سنکر آ گیا دل

ہر اک دلبر کی خاطر چاہئے ایک
کہان سے روز لاؤن مین نیا دل

مرا دلسوز ہے داغ جگر اب — مرا ہمدرد ہے درد آشنا دل
بہت ہی ٹھیک کہنا آپکا ہے — مرا ہی تو ہوا ہے بیوفا دل
ہمارے دشمن جان عاشقی مین — یہی مین ایک آنکھین دوسرا دل
کبھین آیا نہو وہ فاتحہ کو — تڑپتا ہے جو مرقد مین مرا دل
بہی کہتے ہین دل کو کعبہ ہے یہ — نہ ڈہا اسکو نہ مٹی مین ملا دل
اگر دل مین نہ دل ڈالون تو کہدے — کہ مین یہ کہلون کلیجے مین ترا دل
گلی مین دیکہکر اپنی وہ بولے — پہر آیا کسقدر ہے بیحیا دل
سما جائے غم کونین جس مین — کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل
بہت آنکھون سے کی ہے خونفشانی — ہزارا بنگیا ہے یہ مرا دل
وہ کہتے ہین کہان رکہے کوئی پاؤن — پڑے ہین عاشقون کے جا بجا دل
یہ ہے گفتار یار رفتار کیا ہے — تری باتون پہ میرا بس گیا دل
مرا دل ہے نہ کر پامال اسکو — ارے ظالم کلیجے سے لگا دل
کسی پر جان جاتی ہے جب اپنی — خدا حافظ یہ دیتا ہے دعا دل
ہزارون دیکہنے والے ہین اسکے — صفائی ست ہے آئینہ مرا دل
جسے دیتا ہون وہ کہتا ہے آصف — مبارک آپ کو ہو آپکا دل

ولہ

جب اسکے کام کا نہ مرے کام کا ہے دل — پہر کس مرض کی بار خدایا دوا ہے دل
اُس سنگدل کے جور و جفا پر فدا ہے دل — کمبخت میری جان کے پیچھے پڑا ہے دل
پاس ادب ضبط محبت رہا مجھے — بے اختیار اُن سے کہا آگیا ہے دل

جسطرح ٹوٹ کر نہ جڑے رشتۂ حیات
ایسا ہی اسکا حال ہے جب ٹوٹتا ہے دل

تم دلستان ہو اور دل آزار بھی نہین
تم جانتے ہو دلکو نہین جانتا ہے دل

جس روز سے سنا ہے کہ ہرجائی آپ ہین
اور ون سے بدگمان ہون مرجا بجا ہے دل

پہلے لڑی تھی آنکھ تری اسکا ہے قصور
اسپر ہے کیون عتاب مرا نہچطا ہے دل

بچنا محال ورنہ نکلنا محال ہے
اُس بیوفائی زلف مین پھنس بیٹھا ہے دل

اکسیر کی تلاش مین کیون خاک چھانئے
کشتہ کرے جو نفس کو پھر کیمیا ہے دل

کچھ وسعت زمین و فلک کی نہین بساط
گر حوصلہ ہو دل مین تو سب سے بڑا ہے دل

باہم ہو کیا ملاپ کہ دونون ہین بیقرار
تم شوخ ہو اگر تو بہت چلبلا ہے دل

بدنامیان اسی کی تو ہین اک جہان مین
تم باوفا ہو سچ ہے مرا بیوفا ہے دل

دام وفا بچھا کے گرفتار جو کرے
ایسے سے آنکھ اٹکی ہے اُس سے پھنسا دل

دلبر چھٹے نہ مجھسے نہ مین اسسے چھٹ سکون
مین اُسکے پیچھے یہ مرے پیچھے پڑا ہے دل

انجام کیا ہو دیکھیے اس اختلاف کا
سنتا ہون دلکی مین نہ مری مانتا ہے دل

کیسا فراق وصل مین کب چین ہی مجھے
ترچھی نگاہین دیکھتے ہی لوٹتا ہے دل

آصف کا امتحان تو کیا منصفی بھی کر
یہ ہر کسی کا حوصلہ ہر ایک کا ہے دل

حرف نون

وصل مین تلخ بھی دشنام مزا دیتے ہین
کوسنے والون کو ہم اسسے دعا دیتے ہین

عفو کرنے مین خطائین نہ سزا دیتے ہین
جان عاشق کی یو مین وہ تو گھلا دیتے ہین

حال دل کہکے جو ہنستون کو رلا دیتے ہین
تو ہنسی ہنسکے وہ روتون کو ہنسا دیتے ہین

ایسے لوگون مین نہین ہم جو کہین اور نہ کرین
مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید — زندگی آپ تو عاشق کی بڑھا دیتے ہین
سنکے آواز چلے آتے ہین وہ گھبرا کر — میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہین
دل مرا کسنے چرایا ہے بتائین مجھکو — زائچہ کھینچکے جو نام بتا دیتے ہین
ان حسینون سے کوئی خون کا دعوی کری — خونبہا دیتے نہین خون بہا دیتے ہین
اُن کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج — بات کرنے مین جو روتون کو ہنسا دیتے ہین
ہو وفا یاد نہین تجھکو وفا کا شیوہ — یاد رکھہ تو کہ یہہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہین
آنکھہ ملتے ہی یہ خود ملتے ہین دل ملتا ہے — خوبرو پھر بھی تو ملنے کی دعا دیتے ہین
اُن سے کہتا ہون جو مین ہجر کی او شب وصل — قہقہہ مارکے وہ صاف اُڑا دیتے ہین
خط پہ خط بھیجین گے کچھہ تو کبھی آئیگا جواب — آج سے ہم بھی بھی تار لگا دیتے ہین
قول ہو بوسہ ہو معشوق تو دے مانگتی ہی — پھر وہ دیتا ہے کہان جسنے کہا دیتے ہین
دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تھی — ہم جلا دیتے ہین وہ شمع بجھا دیتے ہین
راز افشا نہ ہو لوگون مین یہ ہے اندیشہ — غیر کے خط کو وہ پڑھتے ہی جلا دیتے ہین
روز ہان ہان کے سوا اور نہین ہے کچھہ بات — دلکو دیتے نہین پر کہکے منا دیتے ہین
دل بیتاب جو پنکھے کی طرح ہلتا ہے — روح کو ہم بھی پنکھے سے ہوا دیتے ہین
وہ تو خط پڑھتے نہین ہمکو یہ سوجھی تدبیر — دلکی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہین
ہوکے عاشق مرے مرنیکی مبارکبادی — اُس ستمگر کو مرے اہل عزا دیتے ہین
ہم تو مرتے ہین مگر اہی وفا مین تم کو — یاد رکھنے کے لئے یاد دلا دیتے ہین
جان کیونکر نہ سمجھے دیدون یہ خدا کا ہی مال — کیا برائی بھی امانت کو لٹا دیتے ہین
یہ کچھہ احسان ہے دل باندھ کے گر چھوڑ دیا — گیسو یار گرہ سے ہمین کیا دیتے ہین

ابھی کم سن ہین وہ مانوس بہت کھیل سے ہین
خط مرا پھاڑ کے وہ پرزے اڑا دیتے ہین

لب جانان کو چکھا مینگے مزا وصل کی شب
ہونی آئی ہے کہ جھوٹے کو سزا دیتے ہین

چشم بادام دہن پستہ ہے رخسار ہین سیب
ہم ترے وصف مین اک باغ لگا دیتے ہین

رہ گئے دن جو اسے کوستے تھے آٹھہ پہر
اٹھو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہین

ولہ

تو کرے مجھہ سے پیار کی باتین
ہین یہ پروردگار کی باتین

نہ کرو اعتبار کی باتین
دور رکھو یہ پیار کی باتین

صاف آئینہ ہو گئین ہم پر
ترے دل کے غبار کی باتین

ہم ہین مشتاق ہان سنا واعظ
بادہ و بادہ خوار کی باتین

رنج کے ساتھ رنج کا ہے کلام
پیار کے ساتھ پیار کی باتین

غیر بھی نوحہ گر ہے یون مجھہ پر
جیسے ہین سوگوار کی باتین

کیا کہین تجھہ بغیر کس سے کہین
دل امیدوار کی باتین

رات جاتی ہے کیجئے موقوف
قصۂ روزگار کی باتین

جبر کیجے کہ لطف دونون ہین
آپ کے اختیار کی باتین

کیا گزرتی ہے کسطرح سے سنین
ہائے اہل مزار کی باتین

کہدیا غیر سے تمہارا بھید
لو سنو راز دار کی باتین

جو ہین گنج لحد مین خاک نشین
جوش فصل بہار کی باتین

ابھرے جوبن نے کر دیا بیچین
کیا کہین ہونہار کی باتین

روکے سے رکتا نہین ہے طفل سرشک
دیکھو اس جانہار کی باتین

آنکھہ سے سب عیان ہے دیکھو تو — چشم مست خمار کی باتین
پاس ہو ہو گئی نگہ مین وہی — اس دل جان نثار کی باتین
اے صبا کیا خبر ہے کہہ تو ذرا — میرے اُس شہسوار کی باتین
کان رکھکر کبھی سنو تو سہی — اپنے تم دوستدار کی باتین
دل نہ دیتا اگر تو کیون سنتا — چار کے طعنے چار کی باتین
بیوفا ایک تیری خاطر سے — سُن رہا ہون ہزار کی باتین
تجکو رسوا کرین یہ ہین آصف — اس دل بیقرار کی باتین

وله

ارمان بہت ہین ترے پیکان بہت ہین — دلمین مرے ہر طرح کے مہمان بہت ہین
تھوڑے بھی تو معشوق کے احسان بہت ہین — دو چار بھی نکلین تو وہ ارمان بہت ہین
عاجز تری آنکھون سے مسلمان بہت ہین — یہ تاکتے یہ لوٹتے ایمان بہت ہین
جھگڑے تو ہزارون ہین مگر بات ہے اتنی — ہم تم سے وفا کرکے پشیمان بہت ہین
اے نامہ بر آئندہ کو اقرار تو ہو جائے — کم سن ہین اگر وہ ابھی نادان بہت ہین
کیون خوش ہو مری حسرت دیدار مٹا کر — مٹنے کے لئے اور بھی ارمان بہت ہین
دل ڈھونڈھ رہا ہے اُنہین اے ناصح مشفق — وہ کام محبت مین جو آسان بہت ہین
مایوس نہو کوئی زمانہ مین خدا سے — ہونے کیلئے غیب سے سامان بہت ہین
یکبار ہی کو نہ گرا اپنی نظر سے — آنکھون مین بھی کہہ لینے کو انسان بہت ہین
قسمت یہ ہماری ہے کہ ارمان نہ نکلے — وہ جان کے ہم سے ہوی انجان بہت ہین
تم جیسے پریرویونکا سایہ نہین پڑتا — یارو نہین ہمارے ہی نگہبان بہت ہین

زاہد سے قیامت مین بہی بنے کے نہین رند
اسکے لئے ہر حال مین ہر آن بہت ہین

ہم پیتے ہی کر لین گے ابہی توبہ پہ توبہ
دنیا کے لئے دین کے سامان بہت ہین

دیوانون کو جنت ہے ترا سایۂ دیوار
ہان خاک اڑانیکو بیابان بہت ہین

وعدہ نہین کرتے ہو کبہی وصل کا ہم سے
کیا پوچہتے ہو دل مین تو ارمان بہت ہین

ٹلنے کے نہین ہم کہ گزرتے ہین گمان اور
محفل مین تری عیش کے سامان بہت ہین

دل جتنے شکستہ ہین اگر کیجئے گنتی
ٹوٹے ہوے ایسے ترے پیمان بہت ہین

کیا تو نے کسیکا دل آشفتہ پہنسایا
گیسو کے ترے بال پریشان بہت ہین

آتے ہین خدا جانے تصور مین وہ کیونکر
دربان وہان انکے نگہبان بہت ہین

یون کہینچکے خنجر مجہے قاتل نے پکارا
آجا سہنے والے تجہے ارمان بہت ہین

جانباز ہمین ہین کہ ہے جان سے حاضر
یون نام کے ہونیکو تو قربان بہت ہین

ہان دیکہنے والے کو نظر اور پرکہہ ہو
انسان جنہین کہئے وہ انسان بہت ہین

دل لیکے کیا مجہسے سلوک آپنے کیا خوب
یون مفت جتانیکو تو احسان بہت ہین

کچہہ اور ہو غم حضرت آصف کی بلا کو
ہان تیری محبت مین پریشان بہت ہین

حرف واو

نبہے کیا تم سے گو تم خوبرو ہو
ستمگر بے مروت تند خو ہو

کہا جب مین نے رنجیدہ عدو ہو
وہ بولے سنتے ہی وہ کیون ہو تو ہو

وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو
وہی ہے پہول جسمین رنگ و بو ہو

ادہر مین ہون ادہر محشر مین تو ہو
جو ہونی ہو خدا کے روبرو ہو

تجہے دل مین تو رکہلون مین پہ ہے ڈر
اسی مین جان ہو اسمین ہی تو ہو

گداز عشق نے چھوڑا ہی کیا ہے — مزے سے ٹپکے گر دل مین لہو ہو
اُسے کیونکر نہوا انداز پر ناز — کسی کی دہوم جب یون چار سو ہو
وفا داری ہے گو عاشق کا شیوہ — کرے کیا کوئی بے پروا جو تو ہو
یہ حسرت ہے تری تیغ ہلالی — گریبان کی طرح زیب گلو ہو
لڑائی کی ہین باتین اُنکی مجہ سے — کہین یہ ختم یارب گفتگو ہو
نقاب اُلٹے جو رخ سے روز دیدار — صف محشر مین بہی پہر تو ہی تو ہو
کرین بیگانہ سے ہم کیا شکایت — یگانہ ہو کے جب اپنا عدو ہو
ہمارا خون وہ ہے آبرو دار — تری تلوار جس سے سرخرو ہو
نہو اسکے سوا کچہہ بہی تمنا — دل بے آرزو کی آرزو ہو
یہ ہے خاک در بتخانہ زاہد — شکستہ اسکے چہونے سے وضو ہو
رہے ہر دم مین ہر دم یاد تیری — جدہر دیکہون اُدہر بس تو ہی تو ہو
چلے جو سر کے بل اُس رہگذر مین — وہی عاشق سراپا جستجو ہو
بگڑتے ہو بظاہر بات سے تم — یہ بہتر دل ہی دل مین گفتگو ہو
وہ پوچہین اپنے دامن سے جو آنسو — مرے اشکون کی کیسی آبرو ہو
تبرک ہے ہمارا ہی دل پاک — لگائے ہاتہ وہ جسکو وضو ہو
سمجہہ مین آئے کیونکر بات قاصد — تری اُلجہی ہوئی جب گفتگو ہو
عدو کو بزم مین ہو شربت خضر — مرے حق مین مے احمر لہو ہو
مقابل یون ملے جب حسن کی داد — اُدہر یوسف ادہر بے پردہ تو ہو
برا کہتے ہین جو تیرے ستم کو — ہماری اور اُنکی گفتگو ہو

قیامت کی ہے اُسکی ناامیدی
کہ جسکو آرزو کی آرزو ہو

جب اُس سے ہمنے کرلی قطع امید
تو پہر کیون آرزو کیون جستجو ہو

جو ہو تکیہ کرم پر اُس کے اپنا
بر آئے دل کی جو کچھہ آرزو ہو

خدا عزت رکہے دونون جہان مین
اور آصف کی ہر اک جا آبرو ہو

ولہ

دل کے عاشق سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو
ابہی کیا تہے ابہی کیا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو ناحق ہی خفا ہوتے ہو انصاف کرو
اور پہر جلد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو

ہین یہی ڈہنگ تو امید رہیگی کسکو
اب جوان نام خدا ہوتے ہو انصاف کرو

وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے
دشمن اہل وفا ہوتے ہو انصاف کرو

جان ہم دیتے ہین تم سے ہی وفا کرتے ہین
تم تو غیرون پہ فدا ہوتے ہو انصاف کرو

منصفی شرط ہے یہان یونہین رہتے ہین
تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو

خوگر لطف و عنایت ہون مجہے تاب کہان
مہربان ہو کے خفا ہوتے ہو انصاف کرو

داد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن بنے
اور سرگرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو دل لے کے رقیبون سے جلاتے ہو ہمین
اور پہر ہم سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو

ہے برا شیوہ بیداد سے رسوا ہونا
سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو

آج بیداد جو کرتے ہو تو کل کیا ہوگا
منفعل روز جزا ہوتے ہو انصاف کرو

مار رکہتے ہو ذرا آنکہہ دکہاتے ہو جسے
دوسری تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو

یاد بہی ہے کبہی آصف سے ملے تہے کہ نہین
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

حرف یائے تحتانی

مچی ہے دہوم زمانہ مین جابجا اسکی
بندہی ہے دہاک ترے حسن کی ہوا اسکی

وہ حور وش ہی تو مسجد مین تہا خدا جانے
نماز کس نے ادا کی ہوی قضا اسکی

نکر کسی سے محبت یہ ہم نہ کہتے تہے
دل فریفتہ سنتا ہے تو بہلا اسکی

قصور تہا مری آنکہون کا دل نے پائی سزا
ہوی ہے عشق مین یہ کیسے سر بلا اسکی

مزاجدان ہو نہین جب تمہین سے کچہہ نہوا
مریض عشق کو راس آئیگی دوا اسکی

ہزار رنگ سے نیرنگ مین زمانے مین
ہوئی ہے شعبدہ گر چشم فتنہ زا اسکی

فلک بہی گو ہے ستمگر مگر نہین تجہسا
یہ دیکہہ کم ہے جفا اسکی ہے سوا اسکی

لڑی نظر سے نظر میری آپ کی لیکن
ثبوت کیجئے ہے پیشتر خطا اسکی

تمہین بہی اسکی خبر ہے وہ کون ہی ایسا
بندہی ہوئی ہے زمانہ مین یہ ہوا اسکی

کہین نکرنے سے چہپتا ہے عیب دنیا مین
رقیب پر کہو اب جان ہے فدا اسکی

غضب تنے ہوئے ابرو کہنچی ہوئی تلوار
برے ہین طور ترے آئی ہے قضا اسکی

عدو بہی میری طرح ملتجی رہا شب قدر
وہان قبول ہوئی دیکہئے دعا اسکی

یہ امتحان تو دیکہو وہ مجہسے پوچہتے ہین
پسند ہے تمہین اس شہر مین ادا اسکی

کبہی لحاظ ہے دلکو کبہی ہے یہ گستاخ
سمائی اسمین شرارت بہری حیا اسکی

ہوئے ہین دیدہ و دل دونون والہ و شیدا
یہ کیا خبر ہے کہ اچہی ہوا نتہا اسکی

نہ جان کا ہے بہروسہ نہ عمر رفتہ کا
یہ بیوفا ہوئی کسکی وہ آشنا اسکی

مئے طہور کے اوصاف سن لئے واعظ
لگی ہے رٹ تجہے لے بندہ خدا اسکی

خبر بہی ہے تمہین یا بیخبر ہو تم اس سے
خبر پہونچتی ہے ہمکو ذرا ذرا اسکی

ستم بھی آپ کرین اور آپ ہی پوچھین
زبان زبان پہ شکایت ہے برملا کسکی

جو کامیاب نہو کوئی یہ نصیب اُسکا
نہین قبول کی آصف نے التجا کسکی

ولہ

اگر ہو امتحان کہین نگاہ یار کیسی ہے
نہین معلوم وہ کستی ہوئی تلوار کیسی ہے

مجھے کس دھوم مین ڈالا ہے یہ گفتار کیسی ہے
لبون پر مسکراہٹ سی یہ گفتار کیسی ہے

تمہاری نرگس بیمار بھی بیمار کیسی ہے
کہ یہہ بیمار ہوکر پھر غریب آزار کیسی ہے

چرانے مین جو اپنی جان اے قاتل وہ کیا جانین
تری کھینچی چمکتی کاٹتی تلوار کیسی ہے

نہین جانے اگر تصویر ہی کھنچوا کے منگوالو
یہہ تم کیا جانو شکل عاشق بیمار کیسی ہے

لئے ہین دو ہی بوسے مین نے اُسپر کیون بگڑتی ہو
یہہ دیکھو سُرخ ہوکر زینت رخسار کیسی ہے

بگڑتی ہے زمین ہر ہر قدم کو چھین قاتل کے
یہ کیون مشتاق ایسی ہے مری رفتار کیسی ہے

ہمارا خانہ دل دیکھکر وہ سخت گھبراے
کہ یہہ تعمیر بے سقف و در و دیوار کیسی ہے

مجھی سے چاہتے ہین داد اسکی وہ یہ فرما کر
کہو انصاف سے تم صحبت اغیار کیسی ہے

ستم کرتے ہین وہ مجھپر دعا دیتا ہون مین انکو
کوئی دل سے تو پوچھے یہ جفا یار کیسی ہے

کوئی جب خواب مین آتا ہے کھلجاتی ہے آنکھ اُنکی
اجی صاحب تمہاری نیند بھی ہشیار کیسی ہے

نہ کیونکر آبلہ سے سرفرازی دلکو حاصل ہو
ملی یہہ عشق کی سرکار سے دستار کیسی ہے

ہوا بھی ہم اسیرون تک نہین آتی جو یہ پوچھین
فضاے باغ کیسی نکہت گلزار کیسی ہے

نزاکت کے بہانے سے تو مجھتک آ نہین سکتے
مری آنکھون مین تم پھرتے ہو یہ رفتار کیسی ہے

گری پڑتی ہین ٹھوکر کھاتی ہین فریادین
یہ راہ عالم بالا بھی ناہموار کیسی ہے

وہ جانے دل لگی کا حال جسنے دل لگایا ہو
یہی آسان کیسی ہے یہی دشوار کیسی ہے

خدا پر چھوڑ بیٹھے چارہ گر بھی دوست بھی سکو
ذرا چلکر تو دیکھو حالت بیمار کیسی ہے

ترے طعنون سے اے ظالم کلیجہ ہوگیا چھلنی
ہوئی ہے تیر ہر اک بات یہ گفتار کیسی ہے

نہین ملتے نہ ملئے ہمسے بھی غمزے نہین اٹھتے
یہ صحبت روز کی کیسی ہے یہ تکرار کیسی ہے

کمر مین تونے باندھی ہے کمر مین چاہیے رہنا
تری تلوار پھر میرے گلے کی ہار کیسی ہے

خدا نے عقل دی ہے اور کو بھی تو تو اے ناصح
نہین سنتا کسی کی یہہ خدا کی مار کیسی ہے

مخاطب غیر سے ہین بزم مین اُس سے مین خوش ہون
مری آنکھون کو حاصل فرصت دیدار کیسی ہے

سر شوریدہ سے سد سکندر توڑ ڈالین ہم
جہان روزن بھی ہے زنہار وہ دیوار کیسی ہے

بہت لڑتی تھی پہلے عاشق ناشاد سے ہر دم
وہی اب آنکھہ اُسکی شکل سے بیزار کیسی ہے

وہ کہتے ہین ہماری ہی صفت مین غزل جب ہو
کہون کیا مین کہ یہہ بابا ہی اشعار کیسی ہے

اُسے آصف کا غم ہے اور آصف کو یہ بیتابی
ہر اک سے پوچھتا ہے حالت غمخوار کیسی ہے

ولہ

کیا منہ ہے کوئی باتین بنائے مرے آگے
دعوی ہو جو دشمن تو آئے مرے آگے

فتنے تری نظرون نے اٹھائے مرے آگے
جادو تری آنکھون نے جگائے مرے آگے

کرنی جو پڑی انکو رقیبون کی حمایت
کہتے ہین بڑے بول سب آئے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے اُن کو
جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

وہ کہنے لگے دیکھہ کے پروانے کا جلنا
جلتے کو کوئی اور جلائے مرے آگے

محفل مین جلانے کو مجھے ہائے وہ ضد سے
پہلو مین رقیبون کو بٹھائے مرے آگے

جاتا ہون عدم کو وہ عیادت کو نہ آئے
اتنی بھی نہ تکلیف اٹھائے مرے آگے

اُس منزل دشوار مین تقدیر نے ڈالا
رہبر بھی جہان ٹھوکرین کھائے مرے آگے

ہے نکہت گل محو قفس مین ہی غنیمت
یارب یہ بہار آکے نہ جائے مرے آگے

وہ بات نہ کرتے تھے جو کی بات تو یہہ کی
غیرون کے بہت عیب چہپائے مرے آگے

اندیشہ تہا انکو کہ آنکھون مین سما جاؤن
منہ کہولے نہ محفل مین وہ آئے مرے آگے

جاتے تھے وہ کل جہپکے سر شام جو پوچہا
مین کیا کہون کیا فقرے بنائے مرے آگے

عاشق کو کیا قتل یہ احسان جتا کر
دنیا مین مصیبت نہ اٹہائے مرے آگے

بلبل کی کہان ایسی گل افشانی تقریر
بانون کے چمن اس نے لگائے مرے آگے

بہر آئے جو دل عاشق مضطر کا کرے کیا
تم کہتے ہو آنسو نہ بہائے مرے آگے

روٹہے کا منانا مجہے آجائے جو کوئی
روٹہے ہوے اس دل کو منائے مرے آگے

اس بزم مین لیجا نہ مجہے اے دل مضطر
کیا ہو جو وہ کہدے یہ نہ آئے مرے آگے

دنیا کا جو ہے قافلہ رکہتا ہے کب آصف
جائے کوئی پیچہے کوئی جائے مرے آگے

ولہ

کب مرے دل پہ کارگر نہ ہوئی
وہ تو برچہی ہوئی نظر نہ ہوئی

غیر کو کاوش جگر نہ ہوئی
یہ ادہر کی بلا ادہر نہ ہوئی

نازنین کو کہان ہے تاب نگاہ
خواب مین کیا اسے نظر نہ ہوئی

مہربانی تری اس الفت پر
جتنی ہوتی تہی اسقدر نہ ہوئی

تیری فرقت مین رونے والونکی
آستین کب لہو مین تر نہ ہوئی

مین نے جب کچہہ کہا زبانی حال
تیری تسکین پیامبر نہ ہوئی

کب ترا غیر پر نہ دل آیا
کب تری پیار کی نظر نہ ہوئی

غیر اس بزم ناز مین پہنچے
خیر گذری مجہے خبر نہ ہوئی

تجکو دل دیکے اپنی رسوائی
وہ ہوئی اب جو عمر بہر نہ ہوئی

یہ شب وصل اُنکو حسرت ہے
شام ہوتے ہی کیون سحر نہ ہوئی

ہم بہی جیتی ہوئی کہے ہی گئے
کب مزا بات بات پر نہ ہوئی

پہر کہان جائین گے آہی ہم
خلد مین بہی اگر بسر نہ ہوئی

ہم نے میدان عشق جیت لیا
فتح غیرون کے نام پر نہ ہوئی

درد سر کا اُنہین بہانہ ہوا
داستان اپنی مختصر نہ ہوئی

دیکہیے دیکہیے پہری آب نکہہ
ہوتی ہوتی ادہر نظر نہ ہوئی

پاس ہوتی تو سب خلش مٹتی
نہ ہوئی عشق مین مگر نہ ہوئی

مر گئے فراق مین ہم
نہ ہوئی اُنکو کچہہ خبر نہ ہوئی

شب کا وعدہ وہ کرکے کہتے ہین
رات دو چار دن اگر نہ ہوئی

سامنے ہی رہی تصور مین
آنکہہ اودہر تری نظر نہ ہوئی

شاخ گل کی بہی دیکہہ لی جنبش
وہ لچکتی ہوئی کمر نہ ہوئی

مین جو رویا تو کیا گناہ ہوا
دامن تر سے چشم تر نہ ہوئی

شکوۂ ہجر سنکے اُسنے کہا
تجکو اسدم نظر نہ ہوئی

کب نظر تری اثر نہ ہوا
کب تری آنکہہ فتنہ گر نہ ہوئی

دہری تلوارین باندہ لین تمنے
یہ تو معشوق کی کمر نہ ہوئی

کب ہوا حشر کب تمام ہوا
مجہے محشر کی کچہہ خبر نہ ہوئی

بتکدہ مین جو دیکہی ہے صورت
وہ بہلے کو خدا کے گہر نہ ہوئی

صلح کی کچہہ امید ہے باہم
آج آصف سے پہر اگر نہ ہوئی

وله

لیتے ہین ہنس کے میرا نام اُٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہین وہ دشنام اُٹھتے بیٹھتے

غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان
وہ بیان کرتے ہین صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے

سامنے آجا کہ اے ظالم کہ گذری دوپہر
مجکو بیتابی سے زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

چھیڑتے ہنس ہنس کے ہین عشاق کو رونا ہوا
دیکھکر معشوق گل اندام اُٹھتے بیٹھتے

میرے کہنے پر عمل کرتے تھے وہ دن اور ہے
انہو ہے ہر بات پر الزام اُٹھتے بیٹھتے

سنکے قاصد سے رقیبون کے سنانیکے لئے
یاد کرتے ہین مرا پیغام اُٹھتے بیٹھتے

ہو چکی تعظیم غیرون کی کرو محفل تمام
شب تو گذری پھر خاص و عام اُٹھتے بیٹھتے

ضعف مین کن مشکلون سے طے ہوئی ہے راہ شوق
پہونچے ہین منزل پہ ہر ہر گام اُٹھتے بیٹھتے

ہمکو کیا مطلب سب اغیار محفل کو تری
دیتے ہین آغاز سے انجام اُٹھتے بیٹھتے

میکدہ مین مدرسہ کی قید اے زاہد نہین
بے تکلف سب ہین مے آشام اُٹھتے بیٹھتے

دل کے چھالون کی دکھاؤن سیر کیا مثل حباب
یہ نہین ہین ای بت گلفام اُٹھتے بیٹھتے

اتنو آصورت کہا جا گرتے پڑتے ضعف سے
ہم بہی آبیٹھے ہین زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

عاشقون کا قتل انکو کہیل ہے مشکل نہین
وہ تو کر لیتے ہین ایسے کام اُٹھتے بیٹھتے

دل ہی جب بیچین ہو آصف تو کیا کوئی کرے
چلتے پہرتے ہے نہ ہے آرام اُٹھتے بیٹھتے

وله

انداز شوخ شوخ جو ملتے ہین یار کے
اب تاز دیکھے کوئی دل بیقرار کے

نکلی ہے جان عشق مین اُس گلعذار کے
عشاق پہول لیتے ہین سر مزار کے

وعدہ کا انتظار کہان تک کرے کوئی
ناچار ہم بہی بیٹھ رہے دل کو مار کے

دل مین ہمارے ایک صنم پردہ دار ہے
آئے خیال غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اُسکی کیون نہ قیامت بپا کرے
فتنے قدم سے اُٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے شب وصال ہو چُپ چُپ الگ الگ
جب دل کھلے تو لطف ہون بوس و کنار کے

بیتاب دل کے ہاتھ سے ہے میری لاش بھی
اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین
کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اُسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے
دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو
بٹھرا رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکار عشق کو ہے اب آزادگی پسند
قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلف یار کے

گنتی کے داغ پاس مرے دلمین رہ گئے
یہ ہین نشان لٹی ہوئی فصل بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے
اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحان غیر تو اب ہو چکا تمام
اُمیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد پہ رندون کا ہے یہ قول
بندے گناہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوئی ہائے بیکسی
جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونون طرف ہے بحر محبت مین ایک حال
بے صبر وار کے ہین تو بیہوش یار کے

بندون پہ اپنے شان کریمی سے رحم ہے
کیا فیض و فضل ہین مرے پروردگار کے

جب تک ہے منہ مین بات تو اخفائے راز ہے
وہ بات کیا چھپے جو پڑے منہ پر آ رکے

انصاف کر تو خاک پہ کسکی ہی ایصبا
پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشت غبار کے

آصف سے ہم نے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

اپنی آنکھوں کی بلائیں یوں کہ شب کو خواب مین
خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی

رنج فرقت مین جو مر کر جیئے تو کیا جیئے
خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی

روز محشر پرسش اعمال ہو گی جب مری
یا نہی روز نگاڈ ہائی پڑ رہا ہی آپکی

عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان
یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی

سیر گلشن کیا کہوں کیا باعث فرحت ہوی
پھول کو سونگھا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی

غیر کو بھیجا تہا چہلا خط کے اندر ڈالکر
وہ نشانی لیجئے میرے ہاتھہ آئی آپکی

بدگمانی دیکھنا دیکھی جو میری آہ سرد
پوچھتے ہین وہ لگی کسنے بجھائی آپکی

کسطرح راضی ہوے کیا اُسنے جادو کردیا
شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے
کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے

تری بہار جو ابر بہار باقی ہے
ابھی سرور مئے خوشگوار باقی ہے

حجاب وصل مین بھی سے نگار باقی ہے
نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے

لگا کے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چھوڑ
شکار وہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے

مٹا سکے گا مجھے خاک چرخ کج رفتار
نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے

نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان
ابھی تو حسن کی کچھہ کچھہ بہار باقی ہے

کر اب بھی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم
کہ کچھہ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے

جوان ہوگئے تجھے گرچہ آئی شرم و حیا
وہ کمسنی کی شرارت تو یار باقی ہے

وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد
یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے

خدا کے آگے بھی کہدونگا مین تو روز جزا
کہ دل مین آرزوے وصل یار باقی ہے

کہو پہر تو گھبرا کے ذکر عدو پر ۔۔۔ نہین ہم تو واقف خدا جانتا ہے

نہ ہونا کبہی مائل زلف اے دل ۔۔۔ اسی کے یہ ہے سر پہ جسکی بلا ہے

بجز میرے اور و نسے مطلب نہ رکہو ۔۔۔ مراد عا ہے تو یہ مدعا ہے

تمہارا ہی مین ہون خطاوار عاشق ۔۔۔ زمانہ کہو مجہ سے پہر کیون خفا ہے

ستایش مین ہے ایک لطف تبسم ۔۔۔ شکایت مین سو طرح کا مزا ہے

بہت دور ہے منزل الفت اے دل ۔۔۔ جو یہ طے ہوئی پہر خدا ہی خدا ہے

یہ پوچہا کسی نے جو عاشق سے آنکے ۔۔۔ ترا حال اب کیا سے کیا ہوگیا ہے

کہا اس نے میری مصیبت نہ پوچہو ۔۔۔ سراپا کا میرے یہ نقشہ بنا ہے

یہ سر تہا کبہی زانوے دلربا پر ۔۔۔ یہی زانوے فکر پر اب جہکا ہے

کبہی یہ جبین رشک ماہ مبین تہی ۔۔۔ یہی خاک مین صورت نقش پا ہے

کشیدہ کمان کی طرح تہا جو ابرو ۔۔۔ وہ اب جوڑ ٹوٹی ہوئی تیغ کا ہے

وہ آنکہین جو تہین محو دیدار ہردم ۔۔۔ انہین اک قیامت کا اب سامنا ہے

وہ بینی جو تہی محو خوشبوے الفت ۔۔۔ وہ مدت سے محروم بوے وفا ہے

وہ لب غنچہ لب جسکو دیتے تہے بوسے ۔۔۔ لب خم کی طرح اب بدنما ہے

وہ گوش طربناک لبریز نغمہ ۔۔۔ شکایت ملامت ہی اب سن رہا ہے

وہ گردن پڑے دست محبوب جسمین ۔۔۔ گریبان اسے طوق اب ہو رہا ہے

وہ گلرنگ رخ جسکے بلبل تہے گلرو ۔۔۔ خزان دیدہ پہولون سے مرجہا گیا ہے

وہ سینہ جو عشرت کدہ تہا ہمیشہ ۔۔۔ اسے دیکہیے اب تو ماتم سرا ہے

پہرا جو سینون کے سینون پہ برسون ۔۔۔ اسی ہاتہ سے اب تو سر پیٹتا ہے

کبھی پاؤن چلتے تھے راہ طلب مین — اُنھین پاس نے اب شکستہ کیا ہے
یہ دل رنج و غم سے تہا آزاد کیسا — یہی اب گرفتار دام بلا ہے
کوئی ہو وفا اُنکے دم مین نہ آئے — محبت جو کی تھی یہ اُسکی سزا ہے
مرے حال بد پر کرم کرنے والا — خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے
ہمارے بھی ہے امتحان تیر آصف — لگانا ہی دل کا سراسر خطا ہے

وله

کجی پراے دل گمراہ تو ہے — مرا دشمن مرا بدخواہ تو ہے
نظر آتا نہین شب کو سیدن — کرین کیا ہم جو رشک ماہ تو ہے
فلک کو دیکھکر کوئے بتان سے — اُٹھے یہ کہکے ہم اللہ تو ہے
کہا جب اُن سے عاشق اور بہی ہین — قسم کہا کر کہا واللہ تو ہے
تصور غیر کا مین نے کیا جب — کہان جاتا کر سدراہ تو ہے
مرا راز محبت ہو نہ افشا — خدایا اس سے بس آگاہ تو ہے
رقیبون کا جلائے دل تو جانین — کہان برق بلاے آہ تو ہے
دل انہو دیدیا اُس بت کو مین نے — مرا یاور مرے اللہ تو ہے
پڑا پھرتا ہے کوچہ مین اُسی کے — ارے او دل بڑا گمراہ تو ہے
نہ پایا دل کے گوشہ مین کوئی اور — فقط اک زیب خلوتگاہ تو ہے
اثر دیکھا ترا اے عشق ہم نے — ارے ظالم بڑا جانگاہ تو ہے
کہا جب بے وفا غیرون کو مین نے — چہنکر بولے وہ واللہ تو ہے
ترے در کا گدا یا پیر مین ہون — شہنشاہون کا شاہنشاہ تو ہے

ادا سے ناز سے پاس آکے اُس نے
کہا آصف سے آصفجاہ تو ہے

ولہ

پھر رہی ہے سارے عالم مین دہائی آپکی
یہ خدائی ہے خدائی یا خدائی آپ کی

مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپ کی
بیوفائی بیرخی بے اعتنائی آپکی

راست بازونپر ہے روشن کج ادائی آپکی
ہے وفادارونپہ ظاہر بیوفائی آپکی

دیدۂ پرخون کو میرے دیکھکر کہتے ہین وہ
ہے یہ بیماری کی سرخی آنکھہ آئی آپکی

خوب پہل پایا ہے ملکر لیا آگے کو عہد
کیا ملائیگی خدا سے آشنائی آپکی

جو پھنسائیگا کسیکو آپ ہی پھنس جائیگا
ہو چکی پھندے سے میرے اب رہائی آپکی

بال ہین اُلجھے ہوے شانہ کیا ہے دیرتک
ہین دبا رون دکھہ گئی ہوگی کلائی آپکی

چھیڑ کا اسمین مزا شکوے کا اسمین لطف ہے
صلح سے بہتر سمجھتا ہون لڑائی آپکی

جب تلوّن ہے طبیعت مین تو یکسان ہو گئی
آشنائی آپکی نا آشنائی آپ کی

کیا سکھائے گی قیامت آپکو فتنونکی چال
ابتدا سے یہ تو ہے سیکھی سکھائی آپکی

دلمین ہم جلتے ہین سنکر کچھہ اتنا بس نہین
لوگ کرتے ہین بُرائی پر بُرائی آپکی

پھر ہوے برہم یہ غصہ مجھپہ کیون ہے اسقدر
ہو گئی تھی وصل مین مجھسے صفائی آپکی

داورِ محشر کے آگے آپکا شکوہ کیا
حسب عادت پھر قسم ہی ہمنے کھائی آپکی

اپنے عاشق کو ستانا اسقدر اچھا نہین
بیٹھہ جائیگی مرے دلمین برائی آپکی

آپکی صورت جو دیکھین گے تو پھر آئیگا دل
یاد آئیگی قیامت مین جدائی آپکی

جانتے تھے جاکے ہونگے بزم دشمن مین سبک
کیا کرین ہمکو محبت کھینچ لائی آپکی

ہے تجلی نور کی لاکھون حجابون سے عیان
پردے پردے مین ہے کیا کیا خودنمائی آپکی

اپنی آنکھونکی بلائین لون کہ شب کو خواب مین
خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی

رنج فرقت مین جو مرکر جیئے تو کیا جیئے
خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی

روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری
یا نبی رونگا دہائی پر دہائی آپکی

عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان
یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی

سیر گلشن کیا کہون کیا باعث فرحت ہوی
پھول کو سونگھا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی

غیر کو بھیجا تہا چہلا خط کے اندر ڈالکر
وہ نشانی لیجئے میرے ہاتھہ آئی آپکی

بدگمانی دیکھنا دیکھی جو میری آہ سرد
پوچھتے ہین وہ لگی کسنے بجھائی آپکی

کسطرح راضی ہوے کیا اسنے جادو کردیا
شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے
کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے

تری بہار جو ابر بہار باقی ہے
ابہی سرور مئے خوشگوار باقی ہے

حجاب وصل مین بہی سے نگار باقی ہے
نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے

لگاکے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چہوڑ
شکار رہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے

مٹا سکیگا مجھے خاک چرخ کج رفتار
نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے

نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان
ابہی تو حسن کی کچھہ کچھہ بہار باقی ہے

کر اب بہی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم
کہ کچھہ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے

جوان ہوکے تجھے گرچہ آئی شرم و حیا
وہ کمسنی کی شرارت تو یار باقی ہے

وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد
یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے

خدا کے آگے بہی کہدونگا مین تو روز جزا
کہ دل مین آرزوئے وصل یار باقی ہے

ہزار بار نکالو جو دل کی تم ارمان
یہ بار بار کہون لاکھہ بار باقی ہے

تمہا قصور مرا اسکو کرو یا ثابت
تمہارے دلمین ابہی تک غبار باقی ہے

شب وصال وہ گہبرا کے صبح تک مجھہ سے
یہ پوچھتے ہی رہے کوئی پہار باقی ہے

ہزار گن کے جو مین تہم گیا تہکی ہے زبان
بہت سا تیرے ستم کا شمار باقی ہے

تمہین رقیب کا جسطرح انتظار رہا
تمہارا ہمکو بہی یون انتظار باقی ہے

ترا جو سینہ ہے آئینہ مین بہی تو دیکہون
نہین ہے یا ترے دل مین غبار باقی ہے

نکل گئی مرے دل سے تری مژہ کی پہانس
عدو کے رشک کا کمبخت خار باقی ہے

مٹے بلا سے مٹے ہم مگر جفا تو کرو
ابہی مزار کا سنگ مزار باقی ہے

تمہارے ڈہنگ تو سارے ہین بیوفائی کے
یوہین سا وعدۂ ناپائدار باقی ہے

مٹے مٹے نظر آتی ہین داغ دل کثر
لٹی لٹی مرے دلکی بہار باقی ہے

نکالین تو نے زمانے کی حسرتین کیا کیا
فقط یہی دل امیدوار باقی ہے

ہماری قبر پر اسکو چڑہا دے اے گلرو
ترے گلے مین جو پہولون کا ہار باقی ہے

نشان اہل نشان ہوگئے بہت معدوم
ظہور قدرت پروردگار باقی ہے

قد اسکا سرو ہے پستان انار سیب زنخ
بہار پر ہے وہ جوبن بہار باقی ہے

پلا دے ساغر مے ساقیا نہ دیر لگا
چمن مین جوش گل و برگ و بار باقی ہے

کوئی رہا نہین ارمان نزع مین مجہکو
جو ہے تو حسرت دیدار یار باقی ہے

بجا ہے قدر کرو جسقدر مرے دل کی
کہ عاشقون مین یہی یادگار باقی ہے

اٹہائے رنج کہان تک آئے منف غمگین
کہ مجہہ مین کیا مرے پروردگار باقی ہے

ولہ

اب آشنا ہوئے ہین تمہارے نئے نئے
پھرتے ہین لوگ تمکو پکارے نئے نئے

انسان ہے کہ حور وپری ہے یہ کون ہے
چلمن سے ہوتے ہین اشارے نئے نئے

پہلے ہماری چاہ سے یہ بات تھی کہان
ہین رنگ ڈھنگ اب تری پیار کے نئے نئے

بستر پر آنکے دیکھے ستارے جڑے ہوئے
دن کو نظر یہ آتے ہین تارے نئے نئے

مہجور و دلفگار و پریشان بدنصیب
رکھے گئے خطاب ہمارے نئے نئے

گر ایک ہے عدم تو قیامت ہے دوسرا
دریائے عشق کے ہین کنارے نئے نئے

وہ التفات ہے نہ وہ ہین مہربانیان
بدلے ہین طور آپکے سارے نئے نئے

تصویر داغ دل کی ہے زخم جگر کی بھی
تحفے یہ اُن کو نذر گذارے نئے نئے

اُن کو ملے رقیب تو معشوق ہمکو بھی
اُن کے نئے نئے ہین ہمارے نئے نئے

دیکھے بہت سے زہرہ جبین اور مہ جمال
چمکے زمین پر بھی ستارے نئے نئے

چاہت مین ہے نیون کی پرانونکا کب مزا
ہوتے نہین ہین یان کرارے نئے نئے

ہمسے چھٹے تو پھر نہین ملنے کا کوئی بھی
تم ڈھونڈتے پھروگے سہارے نئے نئے

جانے دو اگلی باتون کو جو کچھ ہوا ہوا
پھر عہد ہون ہمارے تمہارے نئے نئے

بھڑکی جو دل کی آگ پتنگے بنے ہین شہب
آنکھون سے یہ دکھائے شرارے نئے نئے

ہمکو ملا نہ خانۂ دل کا سا ایک بھی
نقشے مکان مکان کے اُتارے نئے نئے

آصف نے غیر کا جو کیا شکوہ یہ کہا
معشوق کیا نہین ہین تمہارے نئے نئے

ولہ

ٹھہرے ہوئے ہین جب سے کسی گلعذار کے
پچھن سے جھڑ گئے ہین عروس بہار کے

حسن و جمال تیرے مین کیا کیا بہار کے — دیتے ہین جان عاشق جانباز وار کے

صدمے بیان کیا ہون شب انتظار کے — سو بار چپ ہوا ہون اجل کو پکار کے

چلتا ہوا ہے پنجہ مژگان اشکبار — لتے لئے ہین دامن ابر بہار کے

یہ قول وصل کا ہے نہ ٹوٹے خدا کرے — جاتے ہو میرے ہاتہہ پہ تم ہاتہہ مار کے

چکر مین تجھکو ڈالدیا عشق غیر نے — یہ تہکہنڈے ہین گردش لیل و نہار کے

یہ عرصہ گاہ حشر ہے محفل نہین تری — اغیارے تو جائین تجھے اب بہار کے

کچھہ ہم نگاہ مہر و عنایت اگر کرو — کچھہ حوصلے بڑہین دل امیدوار کے

میرے دل و جگر سے کوئی پوچھلے ذرا — کیا کیا مزے ہین وصل مین اُس گلعذار کے

کس عارف خدا کا گذر اسپہ ہو گیا — قربان شیخ و شاب ہین میرے مزار کے

اُس خوش گلو کی ہے وہ سریلی صدا کہ اور — نغمے ہزار بار سُنے ہین ہزار کے

آنکھون مین ہے سرور نہ مستانہ ہی ادا — پالے پڑے ہو کیا کسی پرہیزگار کے

مجبور کر دیا ہے محبت نے کیا کرین — دل اختیار کا ہے نہ تم اختیار کے

اس حسن پر دوچند ہوا حسن اور بہی — اُبہرے ہوے ہین گال جو اُس نو بہار کے

انگڑائیان خمار کی لیتے ہو صبح سے — پینے چڑہے تہے رات کو کس بادہ خوار کے

ایسی ہے تیری اُٹہتی جوانی کی دہوم دہام — جوش و خروش جیسے ہون آتی بہار کے

قطرے شراب صبح کے یاد آگئے مجھے — توبہ کے بعد دیکھکے دانے انار کے

دیگا چڑہے بڑہے ہوے جوبن کی داد کون — پچہتاؤ گے بہت مجھے دل سے اُتار کے

تہنڈی ہوا سے ہے بت نازک گل ہی پاس — پہر اُسپہ لطف بارش ابر بہار کے

کس سے کہون مین حال کہ بس جوش عشق نے — کیسے ہین رنگ ڈہنگ دل بیقرار کے

پہونچائے ہمکو دیکھئے عمر رواں کہاں
قابو مین یہ سمند نہین ہے سوار کے

آصف کے حال پر بہی تو احسان ہون کبہی
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

وله

سامنے وہ بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھنے والون کو تاب دیکھئے کبتک رہے

تشنہ مے ساقیا ہم بہی ہین جلدی پلا
بزم شراب و کباب دیکھئے کبتک رہے

حشر کا دن ہے بڑا حال غم اس سے ہوا
مجھسے سوال و جواب دیکھئے کبتک رہے

ہجر کا دن یا خدا حشر کا دن ہو گیا
پیش نظر آفتاب دیکھئے کبتک رہے

رات تڑپنے کٹی چین نہین دن کو بہی
دل کو مرے اضطراب دیکھئے کبتک رہے

سوتے ہین وہ وصل مین ڈر یہی ہے کچھہ کہا نہین
چشم ہے وا نیم خواب دیکھئے کبتک رہے

مٹ گئین جو صورتین کیا کہین کس سے کہین
چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے

تلوون مین کی گدگدی پانون بہی دابی کبہی
وصل کی شب انکو خواب دیکھئے کبتک رہے

چین نہین تو نہین موت بہی اسکو نہین
یہ دل خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

تونے پہرایا ہے سر کہینے کا تیرے اثر
ناصح مشفق جناب دیکھئے کبتک رہے

ہاتہہ مین ہے جام مل پاس ہے اک شاخ گل
نشہ جوش شراب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی جو تہی گہڑی وہ تو گذر ہی گئی
ہجر کا تیرے عذاب دیکھئے کبتک رہے

رشک سے وہ مہ جبین مانگ نہ ڈالے کہین
آئینہ کی آب و تاب دیکھئے کبتک رہے

کہتی ہے شوخی نہ رہی اور یہ مستی نہ رہی
شرم سے منہ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

جور کہا تک نہین اشک کہا تک نہین
اور غم بیحساب دیکھئے کبتک رہے

حسن کا اسکے ظہور دل کے ہوا نار نور
دور مہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی شب ہمکنار آج ہے وہ گلعذار ۔۔۔ لطف شراب کباب دیکھیے کبتک رہے

آصف ناشاد کا حال وہی ہے جو تھا
عشق میں مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

سلام

سلامی دیکھنا اشکوں کے گوہر ایسے ہوتے ہیں ۔۔۔ لئے ہیں شہ نے دامن میں مقدر ایسے ہوتے ہیں
مضامین غم شبیر زور دل تھام کر سنئے ۔۔۔ رگ جان کھولدیتے ہیں یہہ نشتر ایسے ہوتے ہیں
سنا شبیر کا نام اور اک بجلی گری دل پر ۔۔۔ جو دلمیں درد رکھتے ہیں وہ مضطر ایسے ہوتے ہیں
فرشتوں نے کہا جب سر کٹانے آئکو دیکھا ۔۔۔ ولی اللہ کے اسد اکبر ایسے ہوتے ہیں
لڑے اس شان سے اکبر دشمن بھی پکار اٹھے ۔۔۔ بہادر اسکو کہتے ہیں دلاور ایسے ہوتے ہیں
زمین سے عرش پر پہنچا دیا شبیر نے حر کو ۔۔۔ خدا کے نائبین نیک بندے بندہ پرور ایسے ہوتے ہیں
مرے آئینہ دلمیں ہے جلوہ ماہ زہرہ کا ۔۔۔ سکندر جسے کہو دیکھے سکندر ایسے ہوتے ہیں
تن سرور پہ جتنے زخم تھے وہ سب بتاتے تھے ۔۔۔ چھری تلوار برچھے تیر خنجر ایسے ہوتے ہیں
محبت زینب و شبیر کی دیکھو تو ظاہر ہو ۔۔۔ کہ خواہر ایسی ہوتی ہیں برادر ایسے ہوتے ہیں
لب دندان میں شہ سے اور ہی کچھ آب پیدا ہے ۔۔۔ نہ لعل اس شان کے دیکھے نہ گوہر ایسے ہوتے ہیں
لڑے بچے جو زینب کے تعجب آپ یہ بیجا ہے ۔۔۔ کہ جو شمشیر زن بچپنے میں وہ اکثر ایسے ہوتے ہیں
نہائی خون میں صغرا تو بانو سے کہا شہ نے ۔۔۔ کہ دیکھو باغ جنت کی گل تر ایسے ہوتے ہیں
مظالم کربلا کی سنکے حیرت سی یہ ہوتی ہے ۔۔۔ کہ یہہ مٹی کے پتلے دل کے پتھر ایسے ہوتے ہیں
عدو بھی ہوگئے حیران جو دیکھا صبر حضرت کا ۔۔۔ یہہ کیا معلوم کہ سبط پیمبر ایسے ہوتے ہیں
پھڑک کر شہ کی شہ رگ کہہ رہی تھی اپنے قاتل سے ۔۔۔ کہ پیاسوں کے مشتاق خنجر ایسے ہوتے ہیں

مزا کیا دیکھے ہین دیدۂ تر اپنے ای آصف — یہہ ہم نے آج جانا جام کوثر ایسے ہوتے ہین

سلام

رات دن دل مین خیال شہدا رہتا ہے — خوب رونے کا تڑپنے کا مزا ملتا ہے
ماتم شاہ شہیدان کبھی مٹنے کا نہین — یہ وہ ہے داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے
دل مرا سا ہے مگر دیکھیے وسعت اُسکی — داغ رہتا ہے جدا درد جدا رہتا ہے
خلف ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی — مئے کوثر سے یہان جام بھرا رہتا ہے
عاجزی چاہیے اُن کو جو کرم والے ہین — خاک پر نخل ثمردار جھکا رہتا ہے
ہے تصور مین جو عابد کی برہنہ پائی — ایک کانٹا سا کلیجہ مین چبھا رہتا ہے

فیض یہہ چشم گہربار کا ہے ای آصف
مومنون سے مرا دامن جو بھرا رہتا ہے

آذری اسفراینی

آذری تخلص - سید حمزہ نام - شیخ نورالدین لقب - آپ[۵] خواجہ علی ملک سربداریہ کے فرزند ہین - نسب کا سلسلہ احمد زمجی ہاشمی مروزی سے منتہی ہوتا ہے - خواجہ ملک سربداریہ کے عہد مین اسفراین مین صاحب اقتدار و اختیار تہا - آذری کا مسقط الراس اسفراین ہے - اسی شہر مین نشو و نما پایا - اور وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی - جب فارغ التحصیل ہوا اُسوقت عالم شباب تہا - شعر و شاعری مین مشغول ہوا شاعری کے میدان مین مشاہیر شعرا سے بڑہ گیا - تیزی فہم و ذکا مین مشہور ہوا - چنانچہ ایکوقت شیخ صدرالدین رواص کے ہمراہ مشہد مقدس مین میرزا الغ بیگ کے ملنے کیلیے گیا مرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواس مین مہملہ یا رداشت بتا مثلثہ مین

[۵] از بہارستان سخن ۱۲

شیخ نے کہا رواص صاد سے ہون۔ میرزا نے فرمایا کہ آپ صاد سے بھی نہین ہین اسلئے کہ رواص کلام عرب مین نہین آیا۔ پھر شیخ آذری سے پوچھا کہ آپکا تخلص آذری کس وجہ سے ہے آپنے کہا چونکہ میری ولادت ماہ آذر مین ہوی تھی اسلئے مین نے آذر تخلص اختیار کیا۔ میرزا نے کہا آپ شاعر پیشہ نہین تھے۔ وہ آذر بضم ذال ہے نہ بفتح۔ شیخ نے بداہتہً جواب دیا۔ ماہ آذر کے ذال نے متعدد سال ذلت و خواری مین گذارے اور اسکی پیٹھ خمیدہ ہوگئی۔ قریب تھا کہ اسکی پیٹھ شکستہ ہوجائے۔ لیکن مقام شعور و ہوش مین آیا۔ اور قائم ہوگیا۔ اسکی پشت درست و راست ہوگئی۔ میرزا کو شیخ کا جواب پسند آیا۔ شیخ کو مصاحبین کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اور بیشمار انعام و احسان سے سرفراز کیا۔ اور شیخ سے فرمائش کی کہ سلمان ساوجی کے قصائد جواباً لکھئے شیخ نے موزون کرکے پیش کیا۔ تمام شعرا نے پسند کیا۔ بعد ازان ایک قصیدہ میرزا شاہرخ کی مدح مین بھی لکھا شاہزادہ کے توسل سے میرزا کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ میرزا بہت ہی خوش ہوا۔ ملک الشعرائی خطاب سے مخاطب فرمایا۔ اور صلہ و انعام وافر سے مالا مال کیا۔ اسی زمانہ مین شیخ نے دنیا سے برخاستہ خاطر ہوکے طریقہ درویشی مین قدم رکھا۔ شیخ محی الدین طوسی کی خدمت مین پہنچا۔ کتب سلوک و احادیث کی سند شیخ سے حاصل کی۔ اور اُن کے ہمراہ حج کو گیا۔ شیخ کے فوت ہونیکے بعد سید نعمت اللہ ولی کرمانی کی خدمت مین آیا اور بیعت کی۔ ریاضت شاقہ کے بعد سیر و سیاحت مین مشغول ہوا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا سفر کرتے وقت میرزا بایسنغر بن میرزا
۵ شاہرخ نے شیخ کی خدمت مین ایک بدرہ زر پیش کیا۔ شیخ نے قبول نہین فرمایا۔ اور یہ بیت پڑھی

زر کہ ستانی و برافشانیش — ہم بہ ازانست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی طالب العلم نے اُس بدرہ سے ایک مشت زر اُٹھایا اور کہا اے شیخ

تونے اس مال کو اپنی ذات پر حرام کیا۔ خدانے مجھپر حلال کیا۔ شاہزادہ طالب علم کے کلام سے مسکرایا۔ اور بدرہ اسکو دیدیا۔

شیخ سیاحت کے زمانہ مین ایک سال کامل بیت الحرام مین مقیم و مجاور رہا۔ قیام و مجاورت کے زمانہ مین ایک کتاب مسمی سعی الصفا مشتمل بر مناسک حج و تاریخ کعبہ لکھی۔ فرشتہ نے لکھا کہ شیخ آذری حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہوکے دکن مین آیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا سلطان کی مدح مین چند قصائد غرا پیش کئے انعام و خطاب ملک الشعرائی سے سرفراز ہوا۔ پھر حسب الارشاد سلطان بہمن نامہ کی نظم شروع کی۔ جب احمد شاہ کے داستان پر پہنچا تب کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ اور وطن مالوفہ جانیکے لئے رخصت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا اے آذری فی زماننا مین مخدومی سید محمد الحسینی گیسو دراز کے فوت ہونے سے رنج و مصیبت مین ہون آپکے ملنے سے میرا رنج و غم کم ہوتا ہے۔ آپ اسوقت سجائے نہین تو آپکے فراق مین بھی مبتلا ہونگا۔ رنج و غم دوچند ہوگا۔ شیخ نے جب بادشاہ کی ایسی عنایت دیکھی تو دکن مین سکونت اختیار کی۔ اور اپنے عیال و اطفال کو خراسان سے طلب کیا۔ اتفاقاً بادشاہ نے انہین ایام یعنے ۸۳۲ ہجری مین دارالامارہ بیدر مین ایک قصر رفیع الشان بنایا جس اتفاق سے تیار ہوگیا تھا۔ شیخ نے قصر کی شان مین دو بیتین لکھکے خوشنویس کے ہاتھ سے لکھواکے دروازہ پر چسپان کردین۔ ایکروز بادشاہ کی نظر بیتون پر پڑی بہت خوش ہوا تحسین کرکے پوچھا کہ یہہ کس نے لکھین تھا درباری مقربین نے عرض کیا کہ یہہ شیخ آذری کا نتیجہ طبع ہے۔ اسوقت شہزادہ علاءالدین نے موقع دیکھکے عرض کیا کہ شیخ مشتاق وطن ہے۔ کہتا ہے اگر بادشاہ مجکو رخصت کرے تو

مین حج کا نصف ثواب پیشکش کرتا ہون۔ بادشاہ راضی ہوا شیخ کو بلوایا چالیس ہزار تنکہ نقرہ کہ ہر ایک تنکہ وزنا ایک تولہ ہوتا ہے پیش کیا شیخ نے تمام زر کے بدرون کو دیکہہ کے کہا۔ لا یحمل عطایا کم الا مطایا کم۔ آپ کی عطیہ کو کوئی نہین اُٹھا ئیگا مگر آپکے اونٹ۔ بادشاہ مسکرایا اور بیس ہزار خرچ راہ و کرایہ کے لئے عطا کیا۔ اسیوقت خلعت خاصہ اور پانچ خدمتگار ہندی بہی عنایت کئے۔ اور شیخ کو رخصت فرمایا شیخ نے رخصت کیوقت عضائر رازی کی یہہ دو بیتین پڑہین ؎

ثواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان		بگانہ داور داداربی نظیر ہمال	
وگرنہ ہر دو بخشیدی بوقت کرم		امید بندہ نماندی بایزد متعال	

وعدہ کیا تہا کہ بہمن نامہ وہان سے لکہہ کے بہیجا کرونگا۔ ہمایون کے داستان تک لکہہ کے بہیجا۔ ہمایون کے داستان تک آذری کی تصنیف سے ہے۔ باقی ملا نظیری و سامعی وغیرہ نے تکمیل کی۔ اور اصل کے ساتہہ ملحق کردیا۔ شیخ آذری ہند سے اسفرائن مین پہنچا تا زندگی گوشہ نشین رہا۔ شبانہ روز ریاضت و عبادت مین گزارتا تہا۔ آخر بیاسی برس کی عمر مین ۸۶۶ ہجری مین واصل حق ہوا۔ زندگی مین اپنے قبر کے لئے زمین و باغ خرید کے وقف کردیا تہا۔ زمین و روضہ کی آمدنی طلبہ فقرا و صلحا و روشنی و فرش کے لئے وقف کردی تہی حمد اللہ مستوفی نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

چراغ دل بمصباح حیاتش		بانواع حقائق داشت پرتو	
چو او مانند خسرو بود در شعر		ازان تاریخ فوتش گشت خسرو	

ہفت اقلیم کے مولف نے لکہا کہ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب مین دیکہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ جاتے تہے

مین نے چاہا کہ ایک شخص سے پوچھون کہ حضرت کہان تشریف لیجاتے ہین۔ یکایک حضرت صلعم میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آذری کی زیارت کیلئے اس بیت کے صلہ مین جاتا ہون کہ اُس نے میرے فرزند کے مرثیہ مین لکھی وہ بیت یہہ ہے ؎

سوراخ میشود دل ماچون گل حُسین	ہر جا کہ ذکر واقعہ کربلا بود

باوجود این شیخ آذری کی شاعری وسخن گستری تمام طوائف انام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اوراسکی درویشی وبزرگی بھی مقبول ومحمود ہے۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا کہ صاحب التالیف والتصنیف تہا۔ من تصانیفہ جواہر الاسرار۔ وعجائب الدنیا۔ طغرائے ہمایون۔ سعی الصفا۔ جواہر الاسرار ایک مجموعۂ نوادر ہے بطور کشکول متعدد علوم پر شامل ہے۔ اوراسمین اکثر اشعار مشکلہ کو حل کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتاہے کہ مولانا کی لیاقت واستعداد کس حد تک تہی۔ تم کلامہ۔

من اشعارہٖ

درمدح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

چنانکہ ہست فلک را دوازدہ تمثال	کہ آفتاب برآن دور می کند مہ و سال
برآسمان ولایت دوازدہ برج اند	چو آفتاب نبوت ہمہ باوج کمال
شہان بی سپہ وخسروان بے شمشیر	ملوک بے حشم واغنیائے بے اموال
ازین دوازدہ بروج دوازدہ خورشید	علی ست مہر سپہر کمال ومطلع آل
علیست آنکہ بکنہ حقیقتش نرسد	بغیر ذات خداوند ایزد متعال
حدیث معرفت او بمردم نااہل	ہمان حکایت آبست وقصۂ غربال
چنان منورم از پرتو رضا کہ اگر	رگم زنند ہمہ نور ریزد از قیفال

وله

منت خدای را که مطیع پیمبرم — فرمان بر قضای خداوند اکبرم

توحید بحر و این تن من همچو کشتی است — جان ناخدای کشتی و عقلست لنگرم

تا از سواد وجه شدم سرخ روی فقر — روشن شده است معنی گوگرد احمرم

معنی حل طلق حلول قناعت است — این نکته یاد گیر که من کیمیاگرم

دنیا چو جیفه طالب آن سگ شمرده اند — لیکن من این گروه بسگ نیز نشمرم

من ترک هند و جیفهٔ جیپال کرده ام — باد بروت جو نه بیک جو نمی خرم

از آفتاب همت من هر ذره پست — گر ذره ایشان دانم از ذره کمترم

از خسروی روی زمین ننگ آیدم — تا من گدای حضرت ساقی کوثرم

وله

ز هول روز جزا آذری چه میترسی — تو کیستی که در آن روز در شمار آیی

وله

ز حکمت بیاموز مست نکتهٔ — که در هر دو عالم شوی سرفراز

وله

لباس طریقت چو در بر کنی — بذلت مرنج و بعزت مناز

وله

من گریهٔ آتشین نمیدانستم — من سوز دل حزین نمیدانستم

نه نام بمن گذاشت عشقت نه نشان — من عشق ترا چنین نمیدانستم

وله

چون مستولی درد جدائی تن بمردن ده — دوای این مرض را هیچکس جز من نمیداند

وله

باز مست شد چشم من میدان گریه آب زد — سیل شتاب آید شبیخون بر سپاه خواب زد

وله

آن چشم شوخ را بستم میتوان شناخت — زانرو که مست را بکرم میتوان شناخت

وله

ما رخت دل بمنزل حیرت کشیده ایم — خط بر سواد خطهٔ راحت کشیده ایم

فردا عذاب حشر نیاید بچشم من — در جنب محنتی که ز فرقت کشیده ایم

وله

یه مجلسی که درو گنج کبریا بخشند — هزار افسر شاهی بیک گدا بخشند

دلا ز میکده ها روز و شب گدای کن — بود که دُرد کشان جرعهٔ بما بخشند

شدیم پیر ز عصیان و چشم آن داریم — که جرم ما بجوانان پارسا بخشند

غلام همت آن عاشقان با کرمم — که یک صواب به بینند و صد خطا بخشند

بکوی میکده از مفلسی چه غم دارم — که ساقیان همه جام جهان نما بخشند

بنیم ساعت هجر آذری نمی ارزد — هزار بار گرش صد جهان بقا بخشند

وله

شنیده ام که درین طارم زراندودست — خطیکه عاقبت کار جمله محمودست

ز تاب قهر میندیش نا امید مباش — که زیر سایهٔ خود هست هر چه موجودست

وله

اگرچه دولت وصلت بچون منی نرسید — درین امید بمیرم که خوش تمنای ست

وله

اگر صبا سر زلف ترا گذار دهد — هزار دل شده ایمان خود بباد دهد

وله

باز شب شد چشم من بنیاد گریه زد — سیل اشک آمد شبخون بر سپاه خواب زد

وله

خوش حیات ست کسی را که پس از جان دادن — دوستان بر سر خاکش بزیارت آیند

وله

قیمت دولت وصل تو اگر جان بودی — کار بر عاشقان دل سوخته آسان بودی

که رسیدی بخم طرهٔ او دست مراد — همچنین خاطر مجموع پریشان بودی

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ شعرا نے معاصرین امیر شاہی آذری کے اشعار مین باہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے مین بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر اس تصفیہ کیلئے ایک بزرگ معتمد علیہ سے پوچھا۔ بزرگ معتمد علیہ نے تھوڑی دیر تامل کیا۔ ترجیح تو بیان نہین کی لیکن شیخ آذری کی غزل سے ایک مصرع جس سے دونون کی تعریف مستفاد ہوتی تھی تضمین کرکے تصفیہ کردیا۔ ھو ھذا ؎

ای که گفتی صفت آذری و شاهی کن — حال این نکته برون ست ز آگاهی ما

آذری مجمع اسرار کلام از ست	در نیاز د سر اندیشه بهمراهی ما
لیک خود بر سر دیوان سخن می گوید	چرخ بر دوش کشد غاشیہ شاہی ما

مصرع مذکور آذری کی دیوان کے ابتدائے غزل کے مطلع سے ہے۔ بس

گر کند نذر بہ لطف تو ہمراہی ما	چرخ بر دوش کشد غاشیہ شاہی ما

امیر شاہی سبزواری کی وفات ۸۵۷ھ ہجری مین بزمانہ بابر شہر استرآباد مین واقع ہوی اسکی نعش کو وہان سے منتقل کرکے سبزوار مین بزرگان سلف کے خانقاہ مین دفن کئے۔

مولانا محتشم کاشی نے شیخ آذری کے مرثیہ کی تتبع مین کہا ہے۔ کسی نے ابتک اس زمین مین مرثیہ نہین لکہا تہا۔ آذری سے بڑہگیا۔ بعض نے کہا کیا بڑہا الخ

ہست از ملال گرچہ بری ذو الجلال   او در دلست و ہیچ دلے نیست بے ملال

بہارستان سخن کے مولف نے دولت شاہ کے تذکرہ سے نقل کیا۔ کہ شیخ آذری حج و زیارت سے فارغ ہو کے ہند مین آیا۔ سلطان محمد جونہ سے ملا۔ سلطان نے ملا کو پہلی ہی ملاقات مین پچاس ہزار دینار دئے۔ بادشاہی امرا و اہل دربار نے چاہا کہ شیخ ہندوستانی رسم کے موافق بادشاہ کی تعظیم و کورنش مین مبادرت کرے۔ شیخ نے تعظیم و تواضع سے انکار کیا۔ اور زر عطیہ سلطانی کو واپس کردیا۔ اور قصیدہ مین اسکا اظہار کیا ہے۔ بس

من ترک ہند و جیفہ جیپال کردہ ام	باد بروت جونہ بہیچو نمی خرم

انتہی کلام سمرقندی۔ لیکن سمرقندی کی نقل خلاف واقع ہے۔ اسلئے کہ سلطان محمد جونہ ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور شیخ کا تولد ۷۸۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ کی وفات و شیخ کے تولد مین (۳۲) سال کا تفاوت ہے۔ اس تفاوت کے سبب سلطان محمد سے

محمد شاہ نبیرۂ خضر خان مراد لیئے ہین - کہ ۸۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا - لیکن اسکو کسی نے جونہ سے موسوم نہین کیا - الخ

دولت شاہ نے اسطرح کے مقدمات بلاتحقیق لکھے ہین - انتہی کلام بہارستان -

میرے نزدیک دونون مولفین غلطی کے میدان مین جولانی کررہے ہین - ادہر اُدہر گم ہو رہے ہین واقع مین یہ ہے کہ شیخ نے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین متعدد قصائد لکھے - اور انمین اپنی استغنائی و آزادی کا اظہار کیا ہے اور یہہ بھی بتلایا کہ مین دنیا و مافیہا سے علیحدہ ہون جیسا کہ ؎ من ترک ہندو جیفۂ جیپال کردہ ام ٭ با بروت جونہ بیک جو نمی خرم ٭ الخ

یہہ شعر شاعر نے باعتبار معنی مجازی لکھدیا ہے نہ باعتبار معنی حقیقی - اگر آپ باعتبار معنی حقیقی و عرف عام جونہ سے سلطان محمد لیتے ہین تو جیپال سے بھی وہی حقیقی لینا چاہیے - جیپال آذری کے زمانہ مین بہت زیادہ فاصلہ ہے - آذر نوی صدی کے شعرا مین ہے - اور جیپال پانچوین صدی اور تغلق آٹھوین صدی مین گذرے ہین سمرقندی کو اسی شعر کے جونہ نے غلطی کے گڑھے مین گرایا - اور بہارستان کے مولف نے سمرقندی پر جرح و قدح کی لیکن پورا تصفیہ نہین کیا - مذبذب چھوڑ دیا - آذری کا دیوان نادرالوجود ہے -

مولینا الفتی یزدی

الفتی تخلص - مولینا الفتی نام - سادات یزد سے ہے - عالم فاضل ادیب کامل تہا ۹۴۲ھ ہجری مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - خانزمان کے ظل عاطفت مین خوشحال و فارغ البال تہا - ہمیشہ خان بہادر کی صحبت مین کیا حضر و کیا سفر زندگی

بسر کرتا رہا۔ اکثر خان معصوف کی مدایح مین قصائد و رباعیات لکھین۔ دلخواہ جائزے وصلے پاتا رہا۔ چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکھا الغنی نے خان زمان کی خدمت مین یہہ مطلع پیش کیا۔ ؎

مشت خاشاکیم و داریم آتشے ہمرہ خویش	دور نبود گر بسوزم از شرار آہ خویش

خان مذکور نے مطلع کا صلہ ہزار روپیہ عطا کیا۔ شاعر کے کلام کی داد دی۔ جسوقت خان بہادر عازم گجرات ہوا نیر وہی ہمرکاب تہا۔ پہر گجرات سے دکن مین آیا۔ اس اثنا مین خان زمان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا الغنی ۱۰۴۵ھ ہجری مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین رجوع ہوا۔ سلطان معصوف نے مولانا کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مولانا نے قطب شاہ کے حالات مین ایک کتاب مسمی رو ائح گلشن قطب شاہی لکہی۔ کتاب مختصر ہے سات روائح پر شامل ہے۔ رائحہ اول مین بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر۔ رائحہ دوم مین محلات و عمارات شاہی کا بیان ہے۔ رائحہ سوم مین حیدر آباد کی آبادی کا ذکر ہے۔ رائحہ چہارم مین جشنہائے سالانہ کا ذکر۔ رائحہ پنجم مین لشکر فیروزی اثر کا ذکر ہے۔ رائحہ ہفتم مین سبب تالیف کتاب۔ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعنی ہے عبارت رنگین۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ عبارت رنگین و معانی شیرین ہے۔ کیا نظم و کیا نثر ہر ایک کا رنگ نرالا ہے۔ شایستگی الفاظ و خوبی معانی کا حسن دوبالا ہے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ ہر ایک فقرہ دلچسپ اور ہر ایک لفظ دلپسند ہے۔ ہم بطور نمونہ ہر ایک روائح سے دو ایک فقرے ذیل مین نقل کرتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹہائین۔

من رائحہ اول

للہ الحمد کہ ذات قدسی صفات در شش جہت ربع مسکون بر پنج صفت یگانہ و ممتاز است

نورفشانی آفتاب عدل ٭ کوه شکوهی سنگ قار ۔ جلوه طرازی حسن خلق ۔ گوہرباری پنجه سخاوت ۔ قدرت نمائی بازوی شجاعت ۔ از سواد عین عدلش بیاض دیده خورشید نور پژوه ٭ و از نقطه قاف وقارش کوه بار ریوزه شکوه ٭ و دندان سین سخایش با جواہر عقد پروین بطنز در تبسم ٭ و طرّه لام خلقش با جعد حور العین بسر زلف در تکلم ۔ مدشین شجاعتش در صف شگافی سر آمد شمشیر بهرام ۔

من رائحه دوم

سبحان الله از شکوه دولتخانه عرش آشیانه که از بلند پایگی بسر کوبی قصر سپهر قامت رفعت برافراخته ٭ تعالی الله از شوکت عمارت عالی منزلت که از علو شان بسر زنش کاخ آسمان لب بام را سخن گو ساخته ۔

نظم

زهی شان دروازه شیر دل	که از رفعتش گشته گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مهر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب	نگینی شده روشناس آفتاب
باین در باید شاهان چین	بدر بانیش باد دولت رہین

من رائحه سوم

توان از فیض وصف حیدرآباد	خرابی سخن را کرد آباد
قلم شرح سوادش را چو پرداخت	سواد اعظمی را طرح انداخت

من رائحه چهارم

وه چه عرصه نشاط و بساط انبساط است که سامعه بار یافتگان طالع بلند را بنغمه عیش نواخته ۔ و شامه مقربان ارجمند را به نکهت نشاط معطر ساخته هر صبح فراشان

فراشان فرشته خصال بجاروب شهبال از گلهای شبیه آسمان انجم فشان

من رایحه پنجم

در توصیف لشکر نصرت علم و تعریف عسکر ظفر پرچم صف آرائی و فوج نمائی معانی نموده شبدیزِ کلک و سمندِ قلم را بمیدان صفحه می تازد و از جوش مضامین رنگین سطح بیاض را همچو عرصه رزم دلیران سرخ رو می سازد

من رایحه ششم

دلا چند باشی چو غنچه در خمار — سر از جیب هستی چو عشرت برآر

حیات ابد جو مسیحا نه رو — که بخشند شراب کهن جان نو

چو دستِ انابت دهی با وضو — هر آنکس که پیمانه پیمانه بست

بجز توبه هیچش نباید شکست — بگیر از می و آب زمزم وضو

من رایحه هفتم

این گرامی نسخه که ارمغان عالم غیب و تحفه مبداء فیاضی ست - بی سرمایه نقد فرصت سر حد اقلیم آغاز بمنزل کشور انجام رسید - هر رایحه اش بمشام یعقوب جان نکته سنجان عاشق سخن نکهت پیراهن یوسف معنی رساند و هر فقره اش بگوش مجنون دل دقیقه سنجان ادا فهم مژده وصل لیلی مضمون رساند - از روائح سبعه این گلشن جهات ستهٔ قلمرو سخن نگهستان گشته - الخ

سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے کتاب مذکور کے صلہ مین سات ہزار ہون عطا کئے مولانا الفتی لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا - بادشاہ و اہل دربار تمام مولانا کی تقریر و بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی سے نہایت خوش ہوتے تہے - مولانا کی مروت و حسن خلق

دکن مین مشہور حسن خلق سے تمام ارکین دکن و مشائخ مشاہیر کو مسخر کر لیا تھا۔ سب ملا نا کے مداح تھے۔ اکثر اہل حوائج کی سفارش بادشاہ کی خدمت مین کرتا تھا مولانا کے ذریعہ سے اکثر فائز المرام ہوتے تھے عبد اللہ قطب شاہ کے فوت ہونیکے بعد ابوالحسن تانا شاہ کے زمانہ مین بھی چند روز زندہ رہا۔ عمر رسیدہ ہو کر حیدر آباد مین سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

عبد اللہ قطب شاہ کی مدح مین

بہار فیض ازل قطب شاہ عبد اللہ	کہ یافت نشاء ز عدلش ہنر تلنگانہ
سواد دیدہ عالم سزد اگر گردد	ز نور معدلتش کشور تلنگانہ
ہمیشہ تا کہ نباتست خاک را باشد	ز خاک مقدم او افسر تلنگانہ
لبالب از می مہر علی و آل شدہ است	بدور دولت او ساغر تلنگانہ
زمین تربیت آفتاب سلطنتش	بود برا وج شرف اختر تلنگانہ

تعریف کمان شیر دل

زہے شان دروازہ شیر دل	کہ از رفعتش گشتہ گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مہر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب	نگیتی شدہ روشناس آفتاب
باین در بسایند شاہان جبین	بدر پاسبانش با دولت زمین

تعریف لعل محل

چو نام لعل محل کلکم آورد بزبان	شوند معنی رنگین بصفحہ لعل فشان

تعریف چیندن محل

کنم وصف چیندن محل چون رقم — بدستم شود شاخ چیندن قلم

گلگن محل

بنگری بر گلگن محل بو دند — کاختران فلک سلحداران
اندرو ہر شب از پی چوکی — می نشینند بخت بیداران

سجن محل

بیا زبان بحدیث سجن محل بگشا — کہ در بنای سخن رفعتی شود پیدا
زہے عمارت عالی کہ از رہ وسعت — بزیر سایۂ خود دادہ عالمی را جا
بصحن وسعت او فرش گشتہ کندوری — گشادہ رو چو کریمان زند بخلق صلا

دروازہ قدم

اس دروازہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم تھا

کنم چون رقم وصف نیک قدم — سر از رتبہ بر لوح ساید قلم
سرے را رسد وصل این نقش پا — کہ ہر دو جہان را دہد رو نما

خرقہ مبارک و موی مبارک

اسی دروازۂ مذکورہ مین آنحضرت صلعم کا خرقہ مبارک تھا

ز موے پیمبر سخن سر کنم — مشام دل و جان معطر کنم
درا وصاف این موی عنبر سرشت — رقم گشتہ ریحان باغ بہشت

بااین موی بستہ دل اہل دین
ہمین ست تفسیر حبل المتین

دولت محل

اس محل مین اہل دربار کا سلام ہوتا تھا

ہمین رتبہ و قدر دولت محل	کہ دولت ازو یافت قدر و محل
درو فرش گردیدہ بخت بلند	ستادہ بپا طالع ارجمند
درو مجلسی با سعادت قرین	ہمیشہ بدولت شدہ ہمنشین
ز ارباب دولت درو فوج فوج	ہمہ کار خود را رسانده باوج

ندی محل

یہہ محل موسی ندی کے کنارہ پر تھا

ساکنش تر دماغ بی مئی ناب	از ہوایش بسیر عالم آب
خادمش دم زند ز فیض بنا	ہمچو خضر و مسیح ز آب و ہوا

حسینی محل

یہہ محل باغ مین تھا

عیان گشتہ بر طرف این بوستان	حسینی محل ہمچو قصر جنان
بو و شبنمی بر سر لالہ زار	کہ شد سنبل از سایہ اش آشکار

حیدر محل

اس محل مین خاص امرا بادشاہ سے ملتے تھے

درو ہموارہ دولت خواہ بادا	مکان مخلصان شاہ بادا

محمدی محل

اس محل مین بادشاہ کا تخت جلوسی تھا اور بادشاہ اس مین دربار عام فرماتا تھا

زہے تختے کہ از عکس جواہر ۔۔۔ بسطح چرخ انجم ساخت ظاہر
ز رفعت تاج از گردون ستاند ۔۔۔ بساق عرش نسبت را رساند
علو او بکرسی شاہم آغوش ۔۔۔ ملک را زیور و ہم زینت دوش

الٰہی محل

یہہ محل بادشاہ کی سیرگاہ تہا

زہے تاج رفعت الٰہی محل ۔۔۔ کہ زد بر بلندیش گردون مثل
ببام فلک قدرش افکندہ فرش ۔۔۔ بنایش بکرسی است مانند عرش
شدہ بوستان بطرفش عیان ۔۔۔ بلی جای خلد ست بر آسمان
سر ہر درختش بعرش آشنا ۔۔۔ ہم آغوش با سدرۃ المنتہی
ز ہر شاخ نارنج و لیمو چنان ۔۔۔ چو ماہ و ستارہ ز سبز آسمان
چو خوش گشتہ بر طرف آن لالہ زار ۔۔۔ دو حوض مدور ز زر آشکار
بہر حوض فیلے طلائی عیان ۔۔۔ ز خرطوم پیوستہ گوہر فشان
چنان این دو حوضند روشن ز آب ۔۔۔ کہ گشتند روشن مہ و آفتاب

امانت محل

یہہ محل خاص بادشاہ کا خلوت خانہ تہا

این خانہ کہ گشتہ ظل حق را مسکن ۔۔۔ طور است ز منزلت کلیمش شدہ من
چون نیست مرا حوصلۂ جام لقا ۔۔۔ با من دارد ہمیشہ در پردہ سخن

حیات محل

اس محل مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النسا بیگم رہتے تہی

درین عصمت سرائے آسمان فر — نیاید کس بجز ناموس اکبر

وله

کشد زہرہ را پردہ دار حیا — ز پردہ برون او فتد کر نوا

وله

تا بود بر سپہر شکل نبات — یاورش باد در زمانہ حیات

وله

تاکہ باشد نشان زما در دہر — یاورش از نور چشم شاہی بہر

وله

کم مباد از سرش بحق اله — سایہ قطب شاہ عبداللہ

داد محل

بادشاہ اس محل مین مظلومون کی فریاد سنتا تہا اور دادرسی کرتا تہا۔

زہے از شان این قصر عدالت — کہ در رفعت بود ہمتائے گردون

غلط گفتم کہ از بیم حوادث — بود در سایہ اش ماوای گردون

خدیو دادرس از روے نمودار — چو نور مہر از سیمائے گردون

ایضاً

تعالی اللہ ز حسن جلوہ این دلربا منظر — کہ باقی از ہوائے جانفزایش دہر فانی باد

ز بہر شمسہ اش گردون سپند از شمس میسوزد — کہ ایمن این بنا از چشم زخم آسمانی باد

بصد خوبی برآمد آرزویش عاقبت از دل — زمین را از وجود این عمارت شادمانی باد

مولینا احمد کمانچہ گر لاری اسیر

اسیر تخلص۔ مولانا احمد نام المعروف میر قاضی برادر قاضی بیگ وزیر والی احمد نگر دکن۔ آپکا وطن اصلی لار تہا۔ شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا ملازمان اکبر مین ملازمت اختیار کی۔ چند روز کے بعد اکبر آباد سے بہائی کے نزدیک دکن مین آیا۔ بہائی کے سایہ عاطفت مین مدت تک رہا۔ نہایت خوشحال و فارغ البال تہا

بعد ازان بہائی کی بدمزاجی کی وجہ سے کشیدہ خاطر ہوکر وطن اصلی کو مراجعت کی وطن مین پہنچکر شاہ عباس ماضی کے دربار مین باریاب ہوکر ملازمت کے سلسلہ مین منسلک ہوا۔ فن موسیقی مین استاد تہا۔ کمانچہ نوازی مین کمال رکھتا تہا۔ اسی وجہ سے احمد کمانچہ مشہور ہوا۔ علوم وفنون مین لیاقت تامہ و مہارت کاملہ رکھتا تہا۔ اور شعر گوئی مین ہوشیار و یگانہ روزگار تہا۔ آخر ۹۷۲ھ ہجری مین دنیا ناپایدار سے عالم البقا کو رحلت کی۔ اور قاضی بیگ بہی کالت و وزارت سے موقوف ہوکر وطن مالوفہ لار کو گیا وہان پہنچکر عالم عدم کا سفر اختیار کیا۔ من تذکرہ ہفت اقلیم۔ اور یہہ دونو بہائی قاضی مسعود قزوینی کے فرزند ہین۔ قاضی موصوف شاہ صفی کے زمانہ مین معزز و مکرم تہا۔ اور انشاپردازی مین لائق وفائق تہا۔ دستور قاضی انشا مین ایک کتاب آپکے تصنیف سے مشہور ہے۔ صاحب آتشکدہ و ہفت اقلیم نے امیر قاضی کا تخلص اسیر لکہا ہے۔ لیکن صاحب صبح گلشن نے احمد لکہا۔ نہین معلوم کہان سے لکہا۔ ماخذ نہین بتلایا

من اشعارہ

آن مہ چو برقص دست بالا می کرد
می آمد و می گشت و بخود می نازید

ولہ

ہر دم گرہے از دل ما وا می کرد
میرفت و بکشتگان تماشا می کرد

ولہ

خالیست ز اندیشۂ عشقت دلم امروز
قاتل خود را بحل کردم کہ دست من بداست

ولہ

رحم است بحال دل بیجا صلم امروز
داشتم تا نیم جانی دست و در کار بود

ولہ

سراپا سوختم زین غم کہ شمع بزم او خود را
سراپا سوخت تا از بزم او نازد بپیرنش

ولہ

رخش تو دست میزند آن فتنہ را بکمر
دلہائے مضطرب شدہ در کاسہ سم است

بر من شب ہجران تو رحم است کہ چون شمع
می سوزم و جان میدہم چارہ ندارم

جاکوده چنان دردل تنگم هوس او | کاید بمشام از نفس من نفس او

قاضی محمد جان آشنا اورنگ آبادی

آشنا تخلص۔ محمد جان نام۔ اورنگ آبادی المولد تھے۔ نشو ونما کے بعد فضلاء شہر سے کتب درسیہ پڑھی تھین۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ اورنگ آباد ضلع مین کسی گانون کے قاضی تھے۔ اسیوجہ سے لفظ قاضی آپکے نام کا تاج ہے۔ آپکے نسب کا حال اور ولادت و وفات کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی مگر تحفۃ الشعرا فاقشال اورنگ آبادی کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۵۸ ہجری مین صاحب صاحب زندہ تھے۔ میر غلام علی آزاد و سراج الدین و عبدالقادر سامی افضل فاقشال وغیرہ شعرا کے معاصر تھے۔ آپ شعرگوئی کے شائق تھے۔ سخن فہم و کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ ہمکو جسقدر اشعار ملے مین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش فکر تھے۔ جو کچھہ کہا خوب کہا مضمون تازہ کی تلاش مین بے نظیر تھے۔

من اشعاره

غبار راه او را توتیائے چشم خود سازم | ولہ | من این تعویذ را در دیده با دام می بخیم
چشم که نظر کرد درین دشت جنون خیز | ولہ | گر شاخ غزالان گل بادام برآید
سرم سرگرم سودائے علی مرتضی باشد | ولہ | نیستان در دجود م بیشۂ شیر خدا باشد
ساقیا مست نگاه تو شود جا دارد | ولہ | جرعۂ هر که بجام تو تمنا دارد
روز و شب چرخ زدو در سر کویت نرسید | | فلک از اختر خود آبله در پا دارد
من کہ بر بستر غم یاد و شبہائے دراز | | سر شوریده ما بین که چه سودا دارد

حاصل سودا پریشانیست کاکل شاہدات آتش عشق از ہجوم گریہ کی گردد خموش	تیرہ بختان را بگل از سنبل شاہدات شعلہ را از آب پیراہن بود گل شاہدات

ولہ

شیخ معین الدین محمد اوحدی الدقاقی البلبانی الحسینی

اوحدی تخلص۔ شیخ معین الدین محمد نام۔ سادات حسینی سے ہین۔ آپکا اصلی وطن بلبان ضلع گازرون ہے۔ آپ شیخ ابو علی دقاق کی اولاد مین ہین نقی اوحدی آپکے فرزند ہین۔ آپ صاحب علم و ہنر و اہل وجد و حال تھے۔ حقائق و معارف کے رموز سے واقف۔ تصوف و عرفان کے مراتب سے عارف تھے۔ شعرگوئی مین بھی استاد کامل تھے۔ آپکا کلام مضامین تصوف و توحید مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ہرایک فقرہ و کلمہ سے جوش و خروش نمایان۔ آپ وطن سے ۹۷۱؁ ہجری مین شہر قزوین مین وارد ہوئے۔ شاہ طہماسپ ماضی کی خدمت مین باریاب ہوے۔ بادشاہ آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ آپکی تعظیم و توقیر کی انعام لائق و خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ آپ بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر شیراز مین آئے۔ وہان چندروز قیام پذیر رہے پھر وہان سے ہندوستان آئے چندروز احمدنگر مین بسر کئے۔ چنانچہ آپنے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ مین نے محسن ہمدانی کو احمدنگر مین دیکھا۔ آخر وہان سے حیدرآباد دکن مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے پاس پہنچے۔ سلطان ذی مروت نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور منصب عمدہ پر ممتاز فرمایا۔ آخر آپ ۹۷۹؁ ہجری مین حیدرآباد مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ اوحدی تخلص کے کئی شاعر گذرے ہین۔ اوحدی صفہانی المتوفی ۷۳۸؁۔ اور اوحدی تقی بلبانی

آپکا فرزند بہی دکن مین آیا ہے ۔ احمد نگر مین فوت ہوا ۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا ۔

من اشعارہ

گر نیختم بکمند تو تیر ندا فتادہ است
آن نہ خال ست دل ماست کہ در زلف گرہ گیر بند
دام صیاد معین باز بخود می بالد
در عشق بجز خون جگر ہیچ مخور
از نعمت خوان عیش لذت خواہی

ولہ

ہمتم راست چو نخل تو بلند افتادہ است
بر سر آتش حسنت چو سپند افتادہ است
تازہ صیدیش ہما تا بکمند افتادہ است
تا از سر نوان خورد شکر ہیچ مخور
زنہار کہ غم بخور دگر ہیچ مخور

میر مومن ادائی یزدی

ادائی تخلص ۔ میر مومن نام ۔ سادات یزد سے تہا ۔ عالم فاضل و ادیب کامل تہا علوم حکمیہ و مسائل فلسفیہ مین مہارت تامہ رکہتا تہا فلسفہ و معقول مین مشہور تہا علماء ظاہری نے اسکو الحاد و دہریت کی طرف منسوب و متہم کیا ۔ وطن مین اسقدر تنگ ہوا کہ اسکو وہان رہنا مشکل ہو گیا ۔ آخر اوسط عمر مین عازم ہند ہوا ۔ ہند مین چند بندر سورت مین رہا پہر وہان سے گولکنڈہ حیدر آباد مین آیا ۔ سلطان قلی قطب شاہ کی خدمت مین باریاب ہوا ۔ بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر کی ۔ میر مومن استر آبادی کی تائید سے منصب عمدہ پر مقرر کر دیا ۔ مدت العمر گولکنڈہ مین خوش خرم رہا ۔ آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین یہین فوت ہوا ۔ بقول صاحب آتشکدہ سورت مین فوت ہوا ۔ ادائی کا کلام ادا ہائے رنگین و اندازہائے شیرین سے مملو ہوتا ہے

من اشعارہ

کبوتر برد سویش نامهٔ من چون کنم یارب — وله — که نتوانی باو گفتن سخنهای زبانی را

چاشنی گیر زهر کاسهٔ این جوان گشتم — وله — خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی هست

بی روی تو روزی که رهم در چمن افتد — وله — دیوار به از سایه که بر روی من افتد

این عمر بیاد تو بهاران ماند — وله — این عیش بسیل کوهساران ماند

زنهار چنان مزی که بعد از مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

زشوق نامه نویسم ز اشتیاق پاره کنم — وله — دلی که نیست تسلی در و چه چاره کنم

تا در جسد مدینه جسمت شده جان — وله — دین تو گرفت قاف تا قاف جهان

در لفظ مدینه کز اعجاز تو چون — مه شق شده و گرفت دین را بمیان

میرزا اختر

اختری تخلص۔ یزد کے مشاہیر شعرا سے ہے۔ ریاض الشعرا کے مولف نے لکھا کہ اختری نشو و نما کے بعد عالم شباب میں علمائے یزد کی خدمت میں کتب علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا۔ تحریر و تقریر میں یگانہ۔ عالی دماغ و پاکیزہ خیال تھا۔ علم نجوم و جفر میں بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ نہایت ذکی و ذہین تھا۔ طبیعت فصاحت و بلاغت کے میدان میں جولانی کر رہی تھی۔ کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ اسی شاعری کی بدولت شاہ عباس ماضی والی ایران کی خدمت میں پہنچا۔ مقربین کے زمرہ میں شریک ہوا۔ شاہی دربار میں معزز و مکرم تھا۔ اور شعرا میں ممتاز و سرفراز تھا۔ ائمہ اطہار و بادشاہ ذی اقتدار کے فضائل و مدائح میں قصیدے لکھے۔ چند مدت بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ پھر سیر ہند کا ارادہ کیا۔

ایران سے ہند مین آیا۔ میر جملہ شہرستانی کی جو قطب شاہیہ سلطنت کا مدار المہام تھا کی خدمت مین آیا۔ میر کے توسل سے بادشاہی دربار مین باریاب ہو کر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا منصب و صلۂ مناسب پایا مدت تک دکن مین عشرت و عیش کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ میر جملہ کے فوت ہونیکے بعد ایران گیا۔ وہان چند روز قیام کر کے پھر ہند مین مراجعت کی۔ حیدرآباد دکن مین مع الخیر پہنچا۔ ابوالحسن تانا شاہ کی سلطنت کا عالم شباب تھا۔ ابوالحسن خسری کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا آخر سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین یا فوت ہوا۔ لنگر حوض کے قریب مدفون ہوا۔

من اشعارہ

روز محشر گر بود دستے شہیدان ترا
کار خواہد بود مشکل طرف دامان ترا

ولہ

زان دم کہ چشیدم نمک خوان تمنا
ہر چند کہ خوردم مژہ خون جگر و است

ولہ

ترسم کہ نامہ ام نرساند صبا بہار
بد کرد جان کہ ہمرہ باد صبا نرفت

ہلاکم می کند در عشق بازی رشک پروانہ
کہ گاہے رخصت بر گرد سر گردیدنی دارد

حکم عشق ست کہ در کوی تو افغان نکنم
تا ترا از ستم کردہ پشیمان نکنم

از درش بردم اسیل سرشک آخر کار
اخسری چون گلہ از دیدۂ گریان نکنم

ایجاد مرزا علی نقی خان

ایجاد تخلص۔ مرزا علی نقی خان نام۔ نقد علیخان خطاب۔ آپ ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تھے آپ کے والد ماجد نقد علیخان کی جو شیخ علیخان وزیر شاہ سلیمان صفوی کے قرابتدار تھے کی غفرانمآب آصفجاہ بہادر اول کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ غفرانمآب سے

ملازمت حاصل کی۔ حضور نے آپکو بلحاظ علم و فضل حیدرآباد کی دیوانی پر مامور فرمایا
آپ دیوانی کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ انصاف پسند
و خداترس تھے مقدمات کی تحقیقات مین خوب غور و فکر کرتے تھے۔ اور رعایا کے حقوق کا
زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ کہتے تھے ایسا نہو کہ رعایا کے حقوق تلف ہو جاین
اور مین قیامت مین ماخوذ ہو جاؤن۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے برہانپور
کو اپنا وطن قرار دیا تھا۔ عیال و اطفال و متعلقین کو وہین رکھا تھا۔
مرزا ایجاد صاحب ترجمہ کی ولادت دارالسرور برہانپور مین واقع ہوئی۔ چنانچہ
خود اُس نے ایام شباب مین اپنی ولادت کی تاریخ کہی ہے

چو ایجاد سعادت منداز دارالسرور آمد در اول حیدرآبادی شد و آخر کربلائی شد

نشو و نما کے بعد جب سن شعور و عقل کو پہنچا۔ کتب درسیہ علوم و فنون سے فارغ التحصیل
ہوا۔ تمام کتب متداولہ والد ماجد و دیگر علمائے زمانہ کی خدمت مین ختم کین۔ تکمیل
تحصیل کے بعد شعر و شاعری سخندانی و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا۔ والد ماجد سے
کلام کی اصلاح لیتا رہا۔ چونکہ طبیعت مین شاعری کا جوش و خروش موجزن تھا۔ اور ایجاد
معانی تازہ کا شوق برق افگن تھا۔ شیرین سخن کا فرہاد و نقدی کلام کا نقاد۔ معانی تازہ
کا موجد و نازک خیالی کا مجدد ہوا۔ آپکے صفائی محاورہ نے گوہر گرانمایہ کو کم مایہ کیا۔ اور شیرین
کلامی نے چشمہ حیات کو گوشہ ظلمات مین گم نام۔ شعر و شاعری کے میدان مین ایسی جولانی
کی کہ امثال و اقران پر مقدم ہو گیا۔ اور اقسام کلام کے ایجاد مین اقدم شمار کیا گیا۔
آپ کے اشعار آبدار تازہ تازہ مضامین و معانی رنگین مین سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگے
اور ہر ایک شعر سے نازک خیالی و جادو بیانی ٹپکنے لگی۔ دکن کے شعرا مین آپ کی شاعری

وسحر البیانی کا چرچا ہونے لگا۔ اور شعرا کے نزدیک آپکی لیاقت مسلم الثبوت ہونے لگی۔
آپکے معاصرین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و عبد الحکیم حاکم لاہوری۔ و واقف بٹالوی
و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی۔ و عبد القادر مہربان فخری و عبد الوہاب و غیرہم تھے
اور آپ نثر نویسی مین بھی منشی بے نظیر تھے۔ عبارت رنگین و مقفی لکھنے مین قدرت
کامل رکھتے تھے۔ آپکے عمدہ عمدہ فقرے فصاحت و بلاغت مین تولے ہوئے ہوتے
تھے گویا ہر ایک فقرہ خوبی و حسن کے سانچے مین ڈہلا ہوا ہوتا تھا۔ آپ اور میر غلام علی
آزاد بلگرامی کے فیمابین محبت و اتحاد کا رشتہ قائم تھا۔ باہم مراسلت و مکاتبت
کا سلسلہ جاری تھا۔ آپنے ایکوقت آزاد کی خدمت مین ایک رقعہ لکھا تھا۔
جسکے ہر ایک فقرہ کے عداد مساوی عداد کے میر غلام علی آزاد کے بر آمد ہوتے ہین
کل عداد اسم و تخلص چودہ سے چوالیس ہوتے ہین۔ مین رقعہ کے چند فقرے اس
مقام مین گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین اُسکے مطالعہ سے لطف اُٹھائین۔
فقرات ذیل ہین۔

شاہ عالی عذبہ کشور آزادی۔ اعلی مراتب اقلیم والا نژادی۔ سلطان مملکت حق جوئی
و قناعت۔ فرمان روائے عالم دانائی و راحت۔ اورنگ نشین شرایع و یقین
سریر آرائے محفل حلم و تمکین۔ سید صحیح النسب میمنت صفات۔ دلکش کلام رفیع الدرجات
شمع التفات و سلوک۔ چراغ انجمن ملوک۔ عزت خاندان کرام۔ فخر مجموع اعالی
بلگرام۔ انتہی۔

آپ عالم شباب مین والد ماجد کے توسل سے عالی جناب غفران مآب آصفجاہ بہادر
اول کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ غفران مآب آپکی لیاقت و استعداد و طبیعت خداداد کے

ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور آپکو چند روز مصاحبت مین رکھا۔ پھر حضور نے
آپکو لشکر فیروزی اثر کی کوتوالی پر مقرر فرمایا۔ اور کوتوالی سے فیلخانہ کی داروغگی
پر منتقل کیا۔ اور تھوڑی مدت شہر حیدرآباد کی کروڑ گیری کی خدمت پر مامور رہے
جب آپکے والد ماجد نے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی تب آپ کو نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے والد مرحوم نقد علیخان کی جگہ
خدمت دیوانی حیدرآباد و خطاب موروثی نقد علیخان سے سرفراز فرمایا۔ آپ خوش خلق و نرم دل تھے۔ پاکیزہ مزاج
و صاف طبع نیک محضر حلیم الوضع تھے۔ مدۃ العمر کسی کیلئے برائی نہین چاہی۔ نہ کسیکو برا کہا جسکو دیکھا
بھلائی سے کیا۔ اہل دکن آپسے مانوس تھے۔ آپکو مدبر و امین جانتے تھے۔ کوئی اہل غرض یا بےغرض آپکی
خدمت مین آتا۔ تو آپ نہایت حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے۔ عام و خاص کی
حاجت روائی مین زیادہ کوشش اسبات کی فرماتے تھے کہ حاجتمندون کے کام
نکلین۔ عوام الناس کی تالیف قلوب و غربا کی ہمدردی جسقدر ہو سکے کرتے تھے
آپ کی شان آفرین کے لائق تھی افسوس فی زماننا انقلاب زمانہ سے عہدہ دارون
کی یہ حالت ہے کہ ارباب حوائج سے متنفر رہتے ہین۔ اور ملاقات سے بیزار۔ ہر چند کہ
کوئی درماندہ آفت و گرفتار مصیبت عرض حالات کرے نہین سنتے۔ ذرہ برابر رحم
نہین کرتے۔ بزرگان سلف کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ اور اسلاف کے قدم
بقدم رہنا چاہئے۔ اسی پیروی مین ملک کی آبادی مالک کی نیکنامی ہے۔ اور آپنے
اپنی دیوانی کے زمانہ مین کسی پر ظلم و تعدی و ناجائز قہر و غضب نہین فرمایا۔ اور
آقا کے اطاعت گزار و تابعدار رہے۔ کبھی آقا کی اطاعت کے دائرے سے قدم باہر
نہین رکھا۔ جو آقا نے فرمایا سر آنکھون پر رکھا۔ اگر مالک کا کوئی حکم خلاف دستور ہوا تو

اسکی تعمیل کا اقرار کرکے حکمت عملی سے مالک کو ایسا سمجھایا تاکہ مالک خود کہدیتا کہ حکم سابق کو منسوخ کرنا چاہئے۔ دستور الوزرا کے مولف نے بادشاہ و وزیر کے اتفاق کی بابت ایک جملہ تعریف و آفرین کے لائق لکھا۔ وہ یہہ ہے وہ وزیر مبارک وزیر ہے جس سے بادشاہ و رعایا خوش ہون۔ اہل دکن کے نزدیک آپ اسی قسم کے وزیر تھے۔ کہ آپکی دیوانی کے عہد مین دکن کا ملک سبز و سیراب تہا۔ آپکا سنہ رحلت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ھ کے قریب فوت ہوئے۔ اولاً حیدرآباد مین امانتہ مدفون ہوئے۔ ثانیاً آپکے قرابتدارون نے لاش کو کربلائے معلی روانہ کیا۔ وہان کی خاک پاک مین دفن کئے گئے۔ آپکے یادگار تین فرزند ہوشمند و خداوند عقل و شعور تھے۔ علی نقی خان انصاف و مہدیعلیخان نیر و باقرعلیخان افسر ہر ایک کا ذکر مستقل اس تذکرہ مین آئیگا۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان و کلیات قلمی نواب سر سالار جنگ وزیر مرحوم کے کتبخانہ مین موجود ہے۔ اب مین آپکے دیوان سے اشعار ذیل شایقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون آپ فارسی و اردو دونو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔

من اشعارہ الفارسی

مانگوئیم کہ از حلقۂ تقدیر برآ		لیکن از دانگہ عقل تدبیر برآ
باکمان صحبت اگر راست نیاید بگذر		ازکمانخانۂ این طائفہ چون تیر برآ
در مزاج امر اگر تو در آمد خواہی	ولہ	جرم برخویش بگیر از در تقصیر برآ
ہر شب نگار تازہ آمد بدست من		ایجاد کردہ اند برنگ حنا مرا
تو در دل عدوی من سکطرف میر فہیم از شوقت	ولہ	عبث بیہودہ عمرے کردہ ام تحصیل حاصل را

وله

چون بخاطر میرسد پامالی خون حنا — دست و پا گم میکنم در فکر مضمون حنا

در هر جگرے هست خراش سخن ما — الماس تراش است تراش سخن ما

ماهِ من در خانهٔ ایجاد هر شب میروی — رفتن آنجا یک شبے موقوف کن اینجا بیا

حرف بای موحده

کدام شمع بفانوس دل تجلی کرد — که هوش از دل پروانه ها پرید امشب

بروے شهد پروانه شمع را دیدم — که چادرے زگل داغ می کشید امشب

تاے منقوطه

وله

دل که در گریه گرم بےتابی ست — سرو کارش بهر دم آبی ست

یاد آمد می بشکست و شباب رفت — عمر عزیز حیف باین اضطراب رفت

وله

اے داغ دلم چشم تماشائی قیامت — لخت جگرم لالهٔ صحراے قیامت

وله

سر زلف دگر سلسله جنبان شده است — که حواس من دیوانه پریشان شده است

هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینم — نرگس امسال درین شهر فراوان شده است

جوش موج گل این فصل نه پرسید ز من — عندلیبان چه بگویم که چه طوفان شده است

خط رخسار تو زیبائش خاصی دارد — متن این باغچه گل حاشیه ریحان شده است

شمع رویان بسر تربت مجنون جمعند — امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است

وله

طالعم برگشت و بخت انتظارم برگشت — نامه بر برگشت و خط برگشت و یارم برنگشت

وله

از پر هماے ابرے داریم چتر شاهی — این سایه بر سر ما از دولت بهارست

پیر گشتی و هوسهاے جوانانه بجاست — صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست

همچو طفلی نزد ایجاد بار سنگے چند — از چنین شهر برون رفتن دیوانه بجاست

سبک آید بنظر هر که تهی مایه شود
همچو آن کیسهٔ منعم که ز درهم خالی است

وله

ایجاد مفلسی نبود جز نام اهل بیت
چیزی دگر بخانهٔ من هم نمانده است

از هیچ دری بسکه ندیدیم گشودی
ایجاد دل ما ز همه باب گرفته ست

وله

ابر است و هوای خوش باران بهار است
بر باده کشان ریزش احسان بهار است

تا غنچه دلش وا شود و گل کند آرام
باد سحری مروحه جنبان بهار است

بی کشتی می جانب صحرا نتوان رفت
امسال که جوش گل و طوفان بهار است

وله

عصری رسید زاهد و موقوف شد شراب
گفتم برو نماز بکن آفتاب رفت

وله

چون غنچه و گل ایجاد مقسوم ما ازین باغ
از دولت بهاران دستار نیست و قبا نیست

قدر مجنون را کسی داند که همچون گردباد
خاک بر سر گرد با عمری در بیابان گشته است

وله

در متانت که گران سنگ کسی نیست چو من
کوه اگر هست کمر بستهٔ تمکین من است

وله

احوال اشک خود چه مفصل کنم بیان
دریای شور مجملی از ماجرای اوست

ایجاد رحم نکرده بمشهد روانه شو
من رضا منم رضای خدا در رضای اوست

وله

هیچ خوفی هم نکرد از باطن پیر مغان
آبروی دختر رز زاهد بی پیر ریخت

وله

نیست ز کسی عجز و غرور من و تو
قصهٔ شاه و گدا در همه جا مشهور است

وله

پان مسی که بر لب و رنگ تازه ریخت
نقاشی تبسم و پرداز بوسه است

عیش باتفاق در عالم
صحبت بی نقاب محبوب است

وله

پیری و گریهٔ سحرگاهی
شب ماهتاب و عالم آب است

وله

بر خطش رو گذاشتم همه شب
بوی ریحان علاج بیخوابی ست

چندان عرق شرم بریزم که بشوید
از گرد گناه همه سیمای قیامت

پادشاهی گدای درویشی ست / سر دولت بپای درویشی ست

خواب شیرین و شکر آرام / در نی بوریای درویشی ست

بیشتر خلق ز هم شکوه چه گفتاند / ورنه کس را ز کسی کم گله خاموشی ست

وله

چندی چو مرغ قبله نما چرخ میزنم / آخر برب کعبه قرارم بسوی تست

وله

میرسد پیغام دل ابروم که هامون از من است / اشک می گوید بروی من که جیحون از من است

وله

اگر تقصیر کردی معذرت خواه / که ترک معذرت تقصیر ثانی است

وله

دل به تسلیم و رضا کار خود آراسته ست / از خدا خواسته ایم آنچه خدا خواسته است

وله

گفته بودی که فراموش ز یادت نکنم / کرده گر تو فراموش مرا خود یاد است

وله

زن طبیعت از دم پیری ما آگاه نیست / جوهر شمشیر ما را مرد میداند که چیست

وله

باز آن شوخ بیگانه من آمده است / دولت رفته من خانه من آمده است

رفتم و گرد سر یار شبی گردیدم / گفت با شمع که پروانه من آمده است

وله

شدم بمیکده دیدم شراب نوشیهاست / میان باده و خم طرفه گرم جوشیهاست

قبای پرده دری باب بدقماشان است / لباس مرد هنرمند عیب پوشیهاست

وله

ربودم ز عین مردمی اول ابروی من / چشم تو قسم بنگاه نخست نیست

این دست و پا شکسته سر جنگ روزگار / محتاج مومیای لطف درست نیست

وله

میخرامی بسر خاک شهیدان امروز / بر زمین خوردن دامان بی چیزی نیست

تنگ پوشیده امروز برنگی که چو گل / جامه نازک و خوشبوی تو جز و بدن است

ضعفم چنان گرفته که در وصف زلف یار / گویم اگر قصیده مجال گریز نیست

بشکل مجلس آئینه می آئی / نگاه هر یکی بهر خود نمائی است

امیدوار پیری خویش هر جوان — شب خواب هیچ کس نکند بی خیال صبح

وقت آخر چون رسد رونق ز دولت میرود — گشت بر من روشن این حرف از فروغ ماه صبح

ردیف دال مهمله

نباشد گر کسی را دستگیر خود بکار آید — برای آشنا باید بپای آشنا افتد

وله

ذکری ز نمکدان لب یار نباشد — در مجلس ایجاد چه شورست ببینید

وله

در بتخانه حسن برهمن زاده دیدم — ملاقات من و آن سنگدل آنجا فدائی شد

وله

بسان کفش زردوزیست ممسک جفت با دینار — بحلقش گر گذاری پاکی از زر دست بردارد

وله

غریبی گر کند یاد وطن مسرور میگردد — دلم دار السرور از نام برهانپور میگردد

وله

نفس در کش گر از بحر حقیقت گوهری خواهی — بدریا چون رود غواص دم در خویشتن دزد

وله

آن نباتی جامه گر با بنده هم بالین شود — بند بندم یکقلم چون نیشکر شیرین شود

سختی دوران گران بر خاطر هموار نیست — صفحه کاغذ ز نقش کوه کی سنگین شود

وله

چالاکی نگاه تو نازم که سوی من — دیدی چنانکه چشم ترا هم خبر نشد

وله

خاطر خود جمع دار ای غنچه لب نامه ام — خود بخود مکتوب من مانند گل وا می شود

وله

سرمه‌ئی پیراهنی در مجلس ما دوش بود — چشم از دیدار روشن بود خاموش بود

وله

ایجاد در حضور شریعت پناه عشق — بی مهر داغ محضر دل معتبر نشد

وله

ترکیب لب لعل تو بی سبزه خط نیست — حرفیست که یاقوت با سنگ ندارد

وله

هر کسی در صفت حسن تو بیتی میخواند — شعر برجسته من مطلع ابروی تو بود

وله

نرگس چنبری گرفتم همتم بس تنگ میداند — کف دستم ز استغنا کجا رنگ حنا گیرد

وله

شیشه در دست جوان ساقی گلفام رسید — هوش رفت از سر مستان که پریزاد آمد

وله
این دل صافی که من دارم نه آیینه است — بلکه در اقبال پهلو با سکندر می زند
روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علی — خیمه خود بر کنار حوض کوثر می زند

وله
موسفیدی نمک زندگی پیران است — ماهتاب طرف صبح بهاری دارد

وله
چشم دل مردمک دیدهٔ جانم کردند — هرچه منظور نظر بود بیانم کردند
لاله زاری بمن از داغ عطا فرمودند — رونق محشر خونین کفانم کردند

وله
اگر با قامتش دعوی کند سرو — الهی حرف وبالا نگردد
کسی اول گرد باید گرد بگردد — بگرد کعبه گردد یا نگردد

وله
سرکشی آن قد رعنا دارد — ناز بر عالم بالا دارد
گل دیدار شگفته است مپال — باغ نظاره تماشا دارد
بی تامل سفر از خویش کنید — راه اندیشه عمرها دارد

وله
هرگز سخنی نکردی ارشاد — از دست خموشش تو فریاد

وله
از خانهٔ خود نگردیم دور — عمر تو دراز خانه آباد

وله
ما را چو کمان بهر کشیدی — ای خانهٔ الفت تو آباد

وله
در چمن یار گلعذار آمد — رنگ بر چهرهٔ بهار آمد

وله
راست می گویم اگر سرو که همدوش تو ام — برسر دعوی خود مصحف گل بردارد

وله
قید هستی غم سنگین جانی دارد — دوش آزادی ما بار گران دارد

تو محیطی همه لب تشنهٔ دیدار تواند
چون حباب آینه دل جمله هوادار تواند

حرف راء مهمله

پوشش خود سفیدان گلبدن از ناز کرد	رنگ از روئے بهار یاسمن پرواز گیر

حرف راء معجمه

اگر مطلب ز خط او نمی بود	نمی شد در جهان هرگز سخن سبز
شهید حسن سبز گشتم ایجاد	به محشر می کنم رنگ کفن سبز

حرف شین معجمه

ای مصور از لباس یار دامانش بکش	بر رقیبم دست اگر یابی گریبانش بکش

حرف صاد مهمله

گرش چشمیست تماشائے شب و روز منست	همچو آن مردم که بینند صبح و شام رقص

حرف لام

چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست	مهر شبنم چرا بستند در بازوی گل
در هوائے گلرخان هر کس که زیر خاک شد	بر مزار او بیفشانند بر روئے گل

حرف میم

پریشان میشود خاطر مبادا زلف بکشائی		من از شبهای تاریک و دراز تار می ترسم
از دست همدمان در شکوه لبریزم ولے	وله	یکدم کسے همچو بے تصویر نشنیده ست آوازم

حرف نون

با وصف نام همچو نگین در تمام عمر	یکجا نه دست داد برائے نشست من

حرف یاء

نیستی در بحر هستی جز حباب زندگی	دم غنیمت دان بکن جمع در اخراب زندگی

زود تر آئی جمع اند بکاشانۂ ما / بامید نمک لطف تو مہمانی

نہ بسر والفتی داری نہ سوی لالہ می بینی / صراحی در بغل ساغر بکف مستانہ می آئی

من اشعارہ الہندی

اب کے ترے گہر جو آئین گے ہم / پہر یہان سے کہین نجائین گے ہم

مانند نسیم تجھکو ہر صبح / اے غنچہ دہان ہنسائین گے ہم

جو تیری زبان سے آئے کہیو / ٹک منہ سے تو منہ لگائین گے ہم

پی کر ترے منہ کی گالیان بہی / ان ہاتون کی مار کہائین گے ہم

لو ہو ترا پانی کرکے تجھکو / بادہ کی جگہ پلائین گے ہم

پہر ہم کہیے یہ تیری خاطر / یہ جو کہین سب اٹہائین گے ہم

اب تو تری بندگی مین آئے / جسطرح اٹہے اٹہائین گے ہم

سن یار کہا کہ تجھکو ایجاد / ان جانون ستی دکہائین گے ہم

نوحہ سید الشہدای امام حسین علیہ السلام

جان و دل قربان شاہ کربلا / من بلا گردان شاہ کربلا

من نشینم رفتہ چو نقش قدم / بر در ایوان شاہ کربلا

لعنت حق ای وفاداران کنید / بر جفا کاران شاہ کربلا

شاخ مرجان ز بس در خون طپید / گوہر غلطان شاہ کربلا

مصحف حق را سجاوندی نمود / سرخی قرآن شاہ کربلا

آخر از فرمودۂ شاہ نجف / می شوم مہمان شاہ کربلا

جام را در صفحۂ خود میدہند / بوذر و سلمان شاہ کربلا

ساقی کو شرمرا مدہوش کن | از مئی عرفان شاہ کربلا
این مقرنس چرخ مخروطی بود | گوئے از چوگان شاہ کربلا
می کند خورشید ہم کسب ضیا | از مہ تابان شاہ کربلا
از رحمت گوہر نیسان بود | ریزش احسان شاہ کربلا
سبحہ گردید ست با خود سجدہ گاہ | طینت پاکان شاہ کربلا
خانہ اش باب السلام جنت ست | ہر کہ شد دربان شاہ کربلا
یا علی ایجاد را محشور کن | با عزاداران شاہ کربلا

افصح - میر محمد علی

افصح تخلص - میر محمد علی نام مشہدی الاصل سادات رضوی سے ہین - تذکرۂ بے نظیر کے مولف نے لکھا کہ آپکے جد امجد سید اختیار امیر تیمور گورگان کے عہد مین توران سے شہر سبزوار مین آئے - مدت تک وہان سکونت پذیر رہے - جب امیر تیمور خراسان کو فتح کرکے شہر سبزوار مین آیا - سید موصوف کو بلحاظ شرافت حسب و نسب اپنے ہمراہ سمرقند مین لایا - بقول بعض خراسان سے شہر سبزوار مین لایا - اور اپنی دختر سے شادی کردی - اور شہر سمرقند یا شہر سبزوار کی قضا پر مامور فرمایا - سید مذکور تا بمرگ اسی خدمت پر بحال رہا - پھر سید کی رحلت کے بعد انکی اولاد بھی وہان معزز خدمات و عہدون پر کامیاب ہوتے رہے - اور خاص قضا کی خدمت کا سلسلہ بھی انکے خاندان مین نسلاً بعد نسل مسلسل رہا - امیر تیمور کی قرابت کی وجہ سے آپکے اولاد کے نامون کا تاج لفظ سلطان ہوا - آپکے والد سلطان شاہ مرزا عالمگیری زمانہ مین

وارد ہند ہوئے۔ سربلند خان میر بخشی کی لڑکی سے شادی کی۔ شادی کے بعد مخاطب
بہ شاہنواز خان ہوا۔ میر افصح سربلند خان کی لڑکی کے بطن سے ہند میں پیدا ہوا۔
ہند ہی کی زمین میں نشو نما پایا۔ اور تربیت و تعلیم بھی یہیں پائی سنہ شعور کے بعد کتب
درسیہ اساتذۂ زمانہ سے پڑھیں۔ عالم جوانی میں تحصیل علوم و تکمیل فنون سے فارغ ہوا۔
ذہین و ہوشیار فہیم و ہونہار تھا موزون الطبع و سنجیدہ وضع تھا۔ شاعری کے میدان
میں ایسا قدم بڑھایا کہ معاصرین سے چند قدم آگے بڑھ گیا۔ گل رعنا میں لکھا ہے
کہ حسن اتفاق سے ہے کہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری میں شہر لاہور میں رونق افروز رہا۔ تذکرہ مردم دیدہ
کے مولف حاکم نے لکھا کہ میں میر افصح سے لاہور میں ملا شاعر خوش مزاج و لائق ہے
حسن اخلاق و تواضع میں فائق۔ لیکن جسقدر لیاقت رکھتا ہے اس سے زیادہ کا مدعی ہے
شعرائے لاہور نے میر کی تحریک و طرح پر مشکل زمین میں اکثر غزلیں کہیں۔ وہاں چند مدت
مشاعرہ کا لطف رہا۔ یاران ہم مشرب کا جلسہ غنیمت تھا۔ پھر آپ کے والد شاہ مرزا و میر افصح
غفران مآب نواب آصفجاہ مرحوم اول کے ہمراہ دکن میں آئے۔ ڈاک چوکی کی داروغگی پر
مقرر ہوئے۔ اور میر افصح بھی اہل مناصب میں مامور ہوئے۔ پدر و پسر دونوں غفران مآب
کی ملازمت و رفاقت میں رہے۔ جب ہمت یار خان ناظم صوبہ بیجاپور ہوئے۔ آپ بھی
مع والد با جد ناظم صاحب کے ہمراہ معین ہوئے۔ مدت تک ناظم صاحب کے ہمراہ بہمت
و جوانمردی سے بسر کرتے رہے۔ آخر جب ناظم صاحب ہمت خان نغان مہدوی حاکم
کرنول کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے۔ میر افصح مع والد ہمرکاب تھے۔ حاکم کرنول سے سخت
جنگ ہوا۔ طرفین سے اکثر مقتول و مجروح ہوئے۔ اسی معرکہ میں میر افصح اور اُن کے
والد شاہ میرزا مقتول ہوئے۔ صاحب مردم دیدہ نے لکھا کہ یہہ واقعہ سنہ ۱۱۵۴ گیارہ سے چون میں

واقع ہوا۔ اور دیگر مولفین نے لکھا کہ سنہ گیارہ سو پچاس مین الخ اوّل کا قول صحیح ہے اسلئے کہ مردم دیدہ کا مولف میر افصح کا معاصر ہے۔ جو لکھا ہے اسکا مشاہدہ ہے۔

من اشعاره

نمک بوسه بر آن زند قدح نوش حرام	وله	که فراموش کند حق نمکدان ترا
نیست پیرایهٔ ہر تیره درون جامهٔ فقر	وله	رسم آئینه دلانست نمدپوشیها
شود معلوم ظرف نیک و بد وقت سخن گفتن	وله	نمی باشد صدای کاسهٔ چینی سفالی را
آہم مباد آن قد برجسته رسته است	وله	چون نیشکر ز خاک کمر بسته رسته است
ببزم اہل تمیز درآ تماشا کن	وله	برین مرقع تصویر یک قلم صاد است
منور است ازان نور چشم دیر و حرم	وله	کراین چراغ میان دو محل فساد است
شکر خدا که دیدهٔ شاہد پرست من	وله	ہر چند بت پرست بود خود پرست نیست
مرا که ابلق ایام زیر فرمانست	وله	چه غم که توسن گردون ستاره پیشانیست
ہر دلبرے که دل نبرد مایهٔ غم ست	وله	ہر سروے که جلوه نکند نخل ماتم ست
از می تہی مباد که در چشم اہل ذوق	وله	پیمانهٔ بے شراب ہلال محرم ست
تا خرامان بچمن آن دلجو شده است	وله	سرو انگشت تحیر بلب جو شده است
زخون بیگنه تا ہنوز گلگون ست	وله	به تیغ یار چه حاجت غلاف مخمل سرخ
دل خرابی می کند از زلف بیرحش کنید	وله	دست و پائے میزند دیوانه زنجیرش کنید
آسمان خم بر سر کوئے تو از تعظیم شد		عمر این محو ارادت صرف یک تسلیم شد
نه از رخت عرق از گرمی شراب چکید	وله	ستاره آب شد از شرم آفتاب چکید
چون رخت از می عرق افشان شود	وله	خانهٔ آئینه چراغان شود

دل عبث می خواہد از دور فلک عیش مدام	وله	آرزوے می کسی از شیشہ و از دون نکرد
باد حق نبود شرط مومن و کافر	وله	کہ ابر کعبہ گہے در فرنگ می بارد
دل بے درد چہ اندیشہ نقصان دارد	״	موی چینی نشو و از غم ایام سفید
خط مشکین بگیرد حسن گلفام این چنین باید	وله	تکلف برطرف صبح اینچنین شام اینچنین باید
مرا در حلقہ زلف تو ہر کس دید تحسین کرد	״	کہ صیاد اینچنین صیاد اینچنین دام اینچنین باید
شہید زہر نگاہ کہ گشتہ افصح	وله	کہ ہمچو رنگ حنا شد ترا رگ جان سبز
بجز تصور چشم تو نیست در دل من	وله	شگفتہ است درین باغ یک قلم نرگس
کسے کشتہ نگردد بہ تیغ دلبر خویش	وله	سزد کہ تیر خورد ہمچو ماہی از پر خویش
گردن دعوی مکش در بزم ادب	وله	میرسد آخر بہ پستی سرفرازیہاے شمع
در محفل کہ حسن تو روشن کند چراغ	وله	پروانہا بہ شمع نوبسد بہر داغ
بر من کاسہ سودا شدہ زان سبزہ خط	وله	کہ خیالات فزون می شود از نشئہ بنگ
تا دید شبے سنبل گیسوے تو در خواب	وله	مشہور چمن شدہ بہ پریشان نظرے گل
در طریق راستیہا کردہ ام از سر قدم	وله	گرچہ ہمچو خامہ در ظاہر محرف میروم

امین - امین الدین علی

امین تخلص - امین الدین علی نام - مہدی علیخان خطاب ہے - آپ سید مبارک خان بخاری قلعدار دولت آباد کے قرابتداروں میں سے ہیں - عالم فاضل فارغ التحصیل تھے - فضائل و کمالات صوری معنوی سے موصوف تھے - شعرگوئی و سخن سنجی میں لائق شمار کیے جاتے تھے - ذی استعداد و صاحب السواد - خوش رفتار و خوش گفتار -

فقرا دوست غربا پرور آشنا پرست و مہمان نواز تہے - آپکا کلام دلچسپ و پسند ہوتا تہا آپ کی غزل و مثنوی کو شعرا کا عذر نہ سمجھتے تہے - آپ غفران مآب نواب آصفجاہ اول کے منصبدارون مین ممتاز تہے منصب مناسب خطاب و مراتب سے سرفراز سنہ ۱۱۷۲ ہجری تک زندہ رہے آخر سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین فوت ہوے - دولت آباد مین دفن کئے گئے

من اشعارہ

چہ قدر صید دل تواند کرد
در برش تا لباس بادامیست

ولہ

نہ چمن نہ غنچہ نہ گلزار میخواہم دلم
چہرۂ سبزی ہیچ یار میخواہد دلم

بادۂ صاف کنار آب مہتاب خوشی
ساقی امشب نشۂ سرشار میخواہد دلم

بسکہ دلچسپ است شیرین کار قند لبش
بوسۂ زان لعل شکربار می خواہد دلم

دلربائے شوخ و شنگ ہرچند دلارامی برد
دلبر دلدادہ را بسیار می خواہد دلم

ولہ

گر بے تو خورم شراب جانان
جان سوزد و دل کباب جانان

در یاد تو میدوم بہر سو
چون نشئہ کہ بر شراب جانان

شاید کہ رسید روز وصلت
دارد دلم اضطراب جانان

انسان شیخ غلام مصطفی مرادآبادی

انسان تخلص شیخ غلام مصطفی نام - قوم کنبوہ آپکا مولد و منشا مرادآباد ہے انسان کامل عالم فاضل جامع معقول و منقول تہا - شعر و شاعری مین مقبول تہا کتب معقولات ملا قطب الدین سہالوی و شیخ غلام نقشبند لکہنوی سے تحصیل کی تہین - ملا کے ارشد تلامذہ سے تہا - اور حدیث کی سند کا سلسلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

پہنچتا ہے۔ اور شیخ جان محمد صاحب قادری دہلوی کے مرید و خلیفہ شیخ کملائے زمانہ و اولیا
عصر سے تہے۔ علوم درسی کے سوا علم طب نجوم و فنون خوش نویسی و نشانہ بینی وغیرہ
مین مستعد کامل تہے۔ اکثر براہمہ ہند مسائل نجوم مین آپ سے امداد و اعانت لیتے تہے
مسائل غریبہ و عجیبہ کو نہایت آسانی و سہولت سے حل کر دیتے تہے۔ ہندی مین شعر
و دوہہ خوب کہتے تہے۔ فارسی مین آپکا کلام توحید و تعرف و سلوک تصوف کے
مضامین سے مملو ہوتا تہا۔ کلام کی بندش و ترکیب نہایت درست ہوتی ہے
میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ جمیع علوم و فنون کی کتابین انسان کے سینہ مین
محفوظ نہین۔ آپکا علم سینوی تہا نہ سفینوی۔ آپکے پاس کوئی کتاب نہین تہی۔
جو کچہہ علوم و فنون سے تہا آپکی زبان ہر از بر تہا۔ درس و تدریس کیوقت فوائد و زوائد
مع حل و شرح سامع کی حیثیت کے موافق بیان فرماتے تہے۔ اکثر طلبہ علوم و فنون
دیار و امصار سے آپکی خدمت مین آتے تہے اور آپ سے علوم و فنون کی کتابین پڑہتے
تہے۔ مسائل مختلفہ و مقامات مشکلہ کو آسانی کے ساتہہ حل کر لیتے تہے۔ آپ
مدۃ العمر نوکر پیشہ رہے عالمگیری زمانہ مین ہند سے دکن آئے منصبداری صیغہ مین
مامور ہوئے۔ مدت تک اسی ملک مین گزارے۔ آخر نوکری ترک کرکے بلدہ ایلچپور برار
مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ یہان ایسے جمے کہ مر کے اٹہے۔ یہان ایک جوان
خوشرو دیہاتی پر فریفتہ ہوئے۔ اور اس سے تعلق خاطر ہو گیا۔ اسی محبوب کے دروازہ
پر اقامت گزین ہوئے۔ اتفاقاً یکایک وہ جوان مر گیا۔ آپ کو رنج و غم کا سخت صدمہ
ہوا۔ اسکے رنج مین زندہ در گور ہوئے۔ کثرت غم سے دیوانہ بنگئے۔ آبادی سے نکل کر
صحرا نوردی اختیار کی۔ انہین ایام مین آپکے استاد مولینا قطب الدین سہالوی

جو زیارت حرمین شریفین سے مراجعت کرکے آرہے تھے بلدۂ ایلچپور مین وارد ہوئے لوگون سے شاگرد رشید انسان کا حال پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہوگیا ہے آبادی سے دور ویرانون مین رہتا ہے۔ مولٰنا نے فرمایا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگون نے عرض کیا کہ وہ آبادی مین ہرگز نہین آئیگا۔ ہم کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیگا۔ مولانا نے ایک رقعہ لکھا ایک شخص کو دیکے کہا کہ یہ رقعہ انسان کو دکھلاؤ۔ آپنے رقعہ مین یہہ فقرہ جو عرب کے نزدیک ضرب المثل ہے کہ اطرق کری ان النعامۃ فی القری کہ یہ مثل اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے نفس پر نازان ہو۔ یا اس شخص کے نسبت جو کلام لطیف و نرم سے دام فریب مین آجائے۔ اس مثل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ کری ایک پرندہ مثل کبک دری کے ہوتا ہے عرب جب اسکے شکار کا ارادہ کرتے ہین تب آہستہ آہستہ یہ فقرہ بولتے ہین اطرق کری الخ وہ آواز سنکے زمین سے دبکے پیوست ہو جاتا ہے۔ پس اسپر چادر ڈالدیتے ہین اور اسکو آسانی سے شکار کرلیتے ہین۔ پہر عرب کے نزدیک یہ مثل شخص فریب خوردہ کے نسبت مستعمل و مروج ہوگئی۔ ھذا ماخوذ من ضرب الامثال للمیدانی۔ حسب ہدایت ملا صاحب شخص مذکور رقعہ لیگیا۔ اور انسان کو دکھلایا۔ انسان رقعہ کو دیکھتے ہی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مولانا سے نیازمندانہ ملا۔ پہر ملا صاحب ہندوستان روانہ ہوئے۔ انسان بدستور سابق دشت و صحرا مین پراگندہ و پریشان گہومنے لگا۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ انسان نے انتقال سے تین سال قبل ترک لباس کیا تہا۔ صرف ایک قمیص پر اکتفا کیا ہوا تہا۔ ایک رات اول وقت مین خواب مین دیکہا کہ کوئی ہاتف غیبی کہتا ہے۔ رجل خیر من یعمل خیرا۔ یعنے

نیک مرد وہ شخص ہے جو امر خیر کرے۔ آخر ۱۲۴۲ھ ہجری میں فوت ہوا۔ بلدہ ایلچپور میں شاہ عبدالرحمن عرف رحمن شاہ دولہ غزنوی کے مزار کے قریب مدفون ہوا۔ اور گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آقا محمد امین ایلچپوری متخلص بوفا آپ کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ نقل کرتے ہیں کہ ایک وقت ناصر علی ہندی و انسان باہم ملے۔ مکالمہ میں ناصر علی نے استادوں کے اشعار میں عیب جوئی و نکتہ چینی شروع کی۔ انسان نے فرمایا کہ آپ اساتذہ کے کلام میں عیوب نکالتے ہیں۔ اور اپنے کلام سے خبر نہیں کہتے ہے چنانچہ آپکے اس شعر میں ؎

ماندہ ام مینائے می بر طاق و حسرت می کشم
توبہ گستاخی است شرم از روی رحمت می کشم

شرم کشیدن خلاف محاورہ ہے۔ اس مقام میں خجالت کشیدن چاہیے۔ کہتے ہیں کہ ناصر علی سخت نادم ہوا۔ جلسہ برخاست ہوا۔ انسان سلام علیک کہکر چلتے ہوئے۔

من اشعارہ

نہ بر راہ تو تنہا دارد از نرگس چمن چشمی
بود با دام چشمی لالہ چشمی یاسمن چشمی

ولہ
بازی عشق است می باید بسامان باختن
ہر سحر چون صبح جان تازہ خندان باختن

ولہ
چہ عجب درویش دہر گر افتاد خلل
پیر شد چرخ ازان گشت دماغش مختل

ولہ
روشن دل وابستۂ مذہب چہ کمانست
ہرچہ مقابل شود آئینہ ہمانست

درشان علی بحث کند شیعہ و سنی
حقا کہ علی برتر ازین ہر دو بیان است

انسان چو مسمی شود از اسم الٰہی
ناچار ز افزون شدن عبد بر ان است

در اسم علی چون کہ بنی عبد نیفزود
بنگر کہ درین پردہ عجب رمز نہان است

ولہ
ہستی تشخص و عدم چو آئینہ بہ پیش
عالم بمثال عکس بیخویش بخویش

انسان بمثل چو چشم عکس است درو آن شخص عیان نمودہ پاک از کم و بیش

انسان نے اس رباعی مین وحدت الوجود کا مسئلہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس رباعی کے شرح تذکرہ سرو آزاد مین لکھی ہے۔ مین یہان اسکا ترجمہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے مستفید ہون۔

قولہ ہستی۔ اصطلاح صوفیہ کرام مین ہستی سے حقیقت حق مراد ہے۔ اسکو اُس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنی ذات کو آئینہ مین مشاہدہ کرے۔ دونون مین وجہ تشبیہ جامعیت کثرت ہے۔ مشاہدہ کرنیوالے مین کثرت بوجہ اعضا۔ اور ذات حق مین باعتبار صفات ذاتیہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿کنت کنزاً مخفیاً﴾ دونون ظہور کے خواہان وجویان ہین۔ ایک تناسب اعضا کی وجہ سے نمایان۔ دوسرا اسمائے صفاتی کے لحاظ سے عیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسکے قول سے ﴿فاحببت ان اعرف﴾ یس مین دوست رکہتا ہون کہ پہچانا جاؤن۔ قولہ و عالم الخ عالم سے علم حق مراد ہے۔ اُسکو آئینہ سے تشبیہ دیتا ہے اس لئے کہ دونون مبدء انکشاف ہین۔ اور عالم کو آئینہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے اسلئے کہ عالم کے حقائق صوفیہ کرام کے نزدیک صور علمیہ ہین۔ مرتبہ علم مین ظاہر ہوتی ہین۔ جیسا کہ آئینہ مین عکس دکہلائی دیتا ہے۔ عقلا پر ظاہر ہے جسطرح تمام اعضا کا عکس آئینہ مین واقع ہوتا ہے اسیطرح آنکہہ کا عکس بہی اُسمین واقع ہوتا ہے اور آنکہہ کے عکس مین اُس شخص کا تمام عکس نمایان ہوتا ہے۔ پس شاعر انسان کی حقیقت کو جو تمام حقائق عالم سے جامعیت کے ساتہہ مخصوص ہے۔ آنکہہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے کیونکہ وہ بہی بہ نسبت عکس تمام اعضا اُس شخص کی آئینہ داری کرتا ہے اور اُسکو

دکھلاتا ہے۔ بخلاف دیگر عکوس۔ اور شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ کے کلام سے بھی
یہی مراد ہے۔ ﴿وکان آدم ھی المرآۃ المجلوۃ﴾ مشبہ و مشبہ بہ کا مشترک الاسم
ہونا نہایت لطف رکھتا ہے۔ اور شاعر کا تخلص کہ انسان ہے اس معنی نے لطف کو قند مکرر
کردیا۔ پس رباعی کے معنی یہ ہین کہ ہستی نے یعنی ذات حق جو جامع تمام اسمائے صفاتی
ہے اور مرتبہ علم مین آئینہ سے ظہور کیا۔ اور عالم اُس شخص کے عکسون کی طرح صورت نما ہوا
بیخویش و بخویش کے معنی یہہ ہین کہ عالم کو عکس کی طرح دو جہت پیدا ہوئین۔ ایک
وجود علیحدہ دکہائی دیتا ہے اور غیر معلوم ہوتا ہے بیخویش ہے۔ یعنی ہیچ ہے۔ کیونکہ
واقع مین وہ شخص آپ ظاہر ہوتا ہے اور عکس کا وجود وہمی ہے کیونکہ یہ بھی واقع مین
خود وہی ہے جو اپنی ذات پر ظاہر ہوا ہے یعنے موجود فی حدذاتہ ہے انسان کی حقیقت
تمام عالم کے حقائق کے مقابلہ مین آنکہہ کے عکس کی طرح ہے یعنے آنکہہ کے عکس مین
ذات حق نے تمام مراتب کے ساتہہ جلوہ فرمایا۔ و معنی پاک از کم و بیش الخ کے یہہ ہین
کہ اللہ کا ظہور انسان کی حقیقت مین اور اسکا ظہور تمام عالم مین کم و بیش نہین ہے
بلکہ انسان مین بطور اجمال۔ اور عالم مین بطور تفصیل ہے۔ مثلاً انسان کی صورت
آئینہ مین اور انسان کی صورت آنکہہ کے عکس مین برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ مین
بڑی اور آنکہہ کے عکس مین چہوٹی۔ اسلئے انسان کو عالم صغیر اور عالم کو انسان کبیر
کہتے ہین۔ انتہی ترجمۃ الرباعی۔

انصاف۔ علی نقی خان

انصاف تخلص۔ علی نقی خان نام ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تھے۔ آپ

نقد علیخان ایجاد کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدر آباد دکن مین سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین واقع ہوی چنانچہ آپکے جد امجد نے جو تاریخ گوئی مین بے نظیر تھے۔ آپکی ولادت کی تاریخ اس فقرہ مین پائی کہ صاحب اقبال مبارک قدم ست کی پرورش اور تربیت کے بعد اسی شہر مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے سنہ ۱۲۹۳۔ علوم حکمیہ و فنون ادبیہ مین مرتبہ کمال کو پہنچے مرزا افضل فاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین کہ انصاف الہیات و طبعیات مین بے نظیر تھے۔ مین نے ایجاد کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند فخر خاندان ہے انتہی کلامہ الصاف سلمہ کا عالم شباب تھا درجہ کمال آپکا ہمرکاب تھا مزاج بحر متواج تھا۔ بزرگی کا سر پر تاج تھا۔ طبیعت برق تھی ذکاوت ذہن کے بادلون مین کڑک رہی تھی دماغ مین علم و فہم کی روشنی چمک رہی تھی فلسفی خیالون اور حکمی مثالون کا ذخیرہ قوت حافظہ مین محفوظ تھا اور زمانہ کے واقعات کا فوٹو خیال کے مرقع مین ملحوظ تھا۔ آپکے دل مین شعر گوئی کا خیال پیدا ہوا۔ جوش طبیعت سے موزون کرنے لگے۔ ابتدا مین والد ماجد سے اصلاح لینے لگے تھوڑے ہی دنون مین زمرہ شعرا مین مشہور ہو گئے۔ آپکا کلام شستہ و صاف ہے ہر ایک شعر سے مضامین دلپسند و معانی دلچسپ نمایان ہین اور ہر ایک فقرہ سے رنگین بیانی و شیرزبانی عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان عجائب و غرائب کا سفینہ ہے لطائف و نوادر کا خزینہ ہے۔ ذہین و فہیم ادیب حکیم تھے۔ شاعر خوش فکر و خوش طبع خوش مزاج و شگفتہ جبین۔ ظریف و رنگین تھے۔ خلیق و لئیق تھے دوست پرست و یار نواز۔ آپ سرکار عالی نظام کے منصبدارون مین سرفراز۔ عالم فاضل و ادیب کامل تھے درس تدریس کا شوق تھا۔ چونکہ معقولات و الہیات مین مشہور رہے۔ اکثر طلبہ منتہی آپ سے اس فن کے کتب پڑھتے تھے۔ ہم عصرون مین لائق

مانتے جانتے تھے۔ اور آپکو موروثی شاعری کی بہی دسترس تہی۔ ہفتہ عشرہ مین اپنے مکان پر مشاعرہ کا جلسہ بہی منعقد فرماتے تہے۔ شہر کے اکثر شعرا کا مجمع ہوتا تہا۔ خوب مزہ ولطف رہتا تہا۔ گل رعنا مین لچھمی نراین شفیق لکھتے ہین کہ مین ۱۱۸۰ھ ہجری مین وارد حیدرآباد ہوا انصاف سے چند روز خوب ملاقات رہی اکثر اوقات مشاعرہ کا اتفاق ہوا تہی کلام پہر دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جناب انصاف ۱۱۸۲ھ ہجری مین اورنگ آباد رونق افروز ہوے فقیر سے ملاقات ہوی چند روز مقیم ہے خوب لطف رہا انتہی۔ غرض جہان آپ ہے اپنے خیال وضع کے پابند رہے مدۃ العمر عمدہ طرح سے گزارے۔ قدرت احمد خان قدرت نتائج الافکار مین لکھتے ہین کہ آپکی وفات ۱۱۹۵ھ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ اب ہم آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

روشن از نور ثنائے اوست روئے حرف ما   عقد گوہر بست حمدش در گلوئے حرف ما
چہرۂ گفتار ما را رونق از نعت نبی   وصف آن در یتیم ست آبروئے حرف ما
گلشن تقریر ما را وصف آلش سبز ساخت   تا بہ بر فردوس دارد رنگ وبوئے حرف ما

ولہ

قیس را آدم نمیدانیم با دیوانہا   بود یک غول بیابانی ز صحرائے شما
جان نباید داد چین را بر جبین از رو کہ او   رخل بیجا می کند در بیت ابروئے شما

ولہ

صبا ہر صبح بعد از گرد سر گردیدن شب   رسانی بندگی از من خداوندان بطحا را

ولہ

دست قاتل بد ہم روز جزا دامان را   من نہ آنم کہ فراموش کنم احسان را
نشوم دشمن ہجران اگرم قتل کند   بسکہ بوصل بتان دوست ندارم جان را

ولہ

مرید سرکشی خواہند شیخان ریاضت کش   تلاش توسن بدخو بود چابک سواران را

تماشا کردن جنگ خروسان معصیت باشد
نباید آرزو کردن نزاع تاجداران را

وله

روی او دیدم نمودم محو داغ خویش را
صبح روشن شد زدم دامن چراغ خویش را

وله

بارها چون شیشهٔ ساعت درین کلفت سرا
آسمان برگشت و شکل روزگارم برنگشت

وله

در گلستان آمد و رنگ دیگر از رخ گلها پرید
از برای عندلیبان این گل دیگر شگفت

دل چون من ضعیفی را چه نقصان گر بدست آرد
سلیمان هم برای نام موری میکند پیدا

اوج نمک حرامان هرگز نمی تواند دید
خورشید چشم پوشد وقت ظهور مهتاب

من الشعراء الهندی

می ہو چکی تمام گلابی مین کیا رہا
ساقی سمجھ کے دیکھہ خرابی مین کیا رہا

ذبح کرکے اب کیون کہتا ہے پانون ملے
چھوڑدے بسمل کو تا کھولکے وہ تلملے

ایما۔ میر بخشی عاشق علیخان

ایما تخلص۔ میر بخشی نام عاشق علیخان خطاب۔ آپ خوشحال خان قاقشال کے نواسہ ہین آپکے نانا عالمگیری زمانہ مین بادشاہی معزز منصبدارون مین تھے۔ شوخ طبیعت و آزادانہ مزاج تھے۔ بی پروائی آپکی ذاتی صفت تہی۔ آپکو خوشی سے خوشی تہی نہ غمی سے غمی۔ اسوقت خوشحال خان نے جواہر و زر سے بنگلہ آراستہ کیا۔ عالمگیری عتاب مین معتوب ہوا۔ کچھہ پروا نکی بلکہ شوخی سے کہتا تہا۔ ہماری خوشحالی کہین نہین گئی ہم ہر حال مین خوشحال ہین۔ آخر خانزادی کی وجہ سے قصور معاف ہوا۔ بدستور اصل منصب سے سرفرازی پائی۔ عالمگیری زمانہ مین فوت ہوا۔ میر بخشی صاحب ترجمہ نانا کے بعد وزارت خان بن دیانت خان کے ذریعہ سے پانصدی منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوا

نظام الملک آصفجاہ کے منصبداروں مین منسلک ہوا۔ چند مدت کے بعد پریشان حال ہوا اور کسیقدر حواس و دماغ مین خلل واقع ہوا۔ اسوجہ سے دلاور خان بن دلاور خان نصرت کی رفاقت مین رہا۔ دلاور خان رانچور دونی کی قلعداری و فوجداری پر ممتاز تہا۔ علم ہندی کا استاد۔ چند رسائل آپکی تصنیف سے ہین۔ علم عربی و فارسی مین بہی استعداد و قابل تہا۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی مین یگانہ شمار کیا جاتا تہا۔ ۱۱۴۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چاہ زنخدان آبروئے سائلان بوسہ ریخت	تا کہ گویم غور کن این ماجرائے آشنا

جب مبارز خان نظام الملک آصفجاہ کے لشکر کے قریب پہنچکر دریائے پورنا سے عبور کرکے آگے نکل گیا اور آصفجاہ کا مقابل نہین ہوا۔ تب لشکر مین شہرت ہوی کہ مبارز خان خوف سے بہاگا۔ میان ابراہیم لشکر مین تہے۔ تاریخ کہی ہے

سال تاریخ پوچہتے ہین یاران	گفتمش ڈر گیا مبارز خان ۱۱۳۶ھ ہجری

من اشعارہ الہندی

طبیب عشق سین پوچہا زنخدانی علاج اپنا		کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
عاشق نہین ہے تجکو کچہہ خوف معصیت کا	ولہ	موسی رضا ہینگے امام ضامن اپنا
کیون نہ گہبراوے وہ کمان ابرو	ولہ	واسطے جسکے کہینچتے ہین چلے

افتخار۔ سید عبدالوہاب دولت آبادی

افتخار تخلص۔ سید عبدالوہاب نام۔ سادات بخاری الاصل سے ہین۔ نسب کا سلسلہ سید مخدوم جہانیان بخاری سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا احمدنگر دکن ہے۔ تعلیم و تربیت کے بعد

مرتضی خان بخاری قلعدار دولت آباد کی دختر سے شادی کی۔ اس تقریب سے آپ دولت آباد
مین آئے۔ اور یہین متوطن ہوئے۔ سن شعور کے بعد فارسی کتب درسیہ مین استعداد
وافی حاصل کی۔ پھر صرف کی تصریف ماضی و حال و استقبال مین مصروف رہے۔ بعد ازان
نحو کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایک زمانہ تک کلمہ و کلام کی تعریف و رفع و نصب و جر کے تحقیق مین
گذارے۔ علی ہذا القیاس معقول کے حاصل کرنے مین بھی عرق ریزی و دلسوزی کی
فراغت تحصیل کے بعد فن ادب و شعر کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی
کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور آپکی شاگردی مین فائز المرام ہوئے۔ اور کتب تحصیل شدہ
کی تکمیل بھی حضرت آزاد کی توجہ سے کی۔ آپنے تذکرہ بینظیر مین حضرت آزاد کی استادی
اور اپنی شاگردی کا اقرار و اظہار کیا ہے ؎

ہفت اقلیم سخن امروز از استاد ما — دارد این معمورہ را زیر قلم آزاد ما

فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے علم طب کو بھی حاصل کیا۔ مدت تک اطبا کی خدمت
مین مشق کرتا رہا۔ اکثر مطبون مین بیٹھکر تشخیص و تفتیش کرتے رہے۔ حکیم حاذق و طبیب
فائق تھے۔ آپ ۱۱۸۲ھ ہجری مین نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص بہ غیور کی خدمت
مین مقربین کے زمرہ مین اول نمبر تھے۔ نواب صاحب آپکی بڑی عزت و آبرو فرماتے تھے
خوش حال و فارغ البال تھے۔ آپ نواب صاحب کی مجلس کی رونق تھے۔ ہر وقت لطائف
و ظرائف سے نواب کی دلجوئی و خوش طبعی فرماتے تھے۔ آپ سلیم الطبع حلیم الوضع
پسندیدہ سیرت و سنجیدہ طبیعت تھے خوش کردار و خوش رفتار راست گفتار صاحب وقار
تھے۔ ظرافت و لطافت مین مشہور فصاحت و بلاغت مین نور علی نور تھے۔ انشا پردازی
مین بلند پرواز۔ اور نظم کی شیرازہ بندی مین گویا بلبل شیراز تھے۔ کلام شستہ و رنگین ہے

نقشبند و مضامین برجستہ و دلنشین کے نخابند تھے۔ آپکی انشاء نثر کے دیکھنے سے ذائقہ کو لذت اور سامعہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور لطافت نظم و نزاکت معانی کے مطالعہ سے قوت ناطقہ کو لطف و مزہ ہاتھہ آتا ہے۔ تازہ تازہ لطائف شگفتہ شگوفہ ظرائف کے ملاحظہ سے دل و دماغ سیراب تازہ ہوتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان روزمرہ اہل زبان ہے۔ محاورہ مین سفینہ کمال نزاکت و خوبی مین سحر حلال ہے۔ آپکا کلام ریختہ زبان مین بہی فصاحت و ملاحت سے لبریز ہے۔ حسن بلاغت و نزاکت سے شور انگیز ہے۔ ادا ہائے دل آویز و کرشمہای جادو آمیز سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سامری ہے۔ کثرت آرائش و نگارش سے ثابت ہوتا ہے کہ زہرہ و مشتری ہے۔ آپ ریختہ زبان مین بہی صاحب دیوان ہین۔ آپنے ریختہ مین دوہے اور کبت در جہولنہ و کریٔ اور پہیلیان بہی کہی ہین۔ آپ کا تخلص افتخار ہے۔ ہم اگر آپکو فخر دکن کہین تو بجا ہے۔ آپنے سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین تذکرہ شعرا مسمی بیننظیر تالیف کیا ہے۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا حال تاریخی طرز پر لکہا ہے تذکرہ کا نام بینظیر تاریخی ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۹۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ دولت آباد مین حضرت برہان الدین غریب کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی وفات کا سنہ نہین لکہا شاید معلوم نہوا ہوگا۔

من اشعارہ الفارسی

بود فیضانِ دیگر چشمۂ داد الہی را — زماہی قسمت افزونتر بود دندان ماہی را

حمایت میکند ہامون دل دیوانۂ ما را — ولہ — گل داغم چراغے زیر دامان ست صحرا را

بود بیعزتی با تحفہ بازار جوشیدن — ولہ — اگر راہ حمیّت میروی بگذار دنیا را

اسجدا از نقش پایش جبہۂ ما بر فروز — ولہ — از زمین بین سجدہ داری بخشش و انعام ما

مشت خاک خویش را فرش ره او ساختم وله تا باین تقریب یابم دولت پابوس را

شب خیال او تصرف کرد در دل بسکه خواست وله حکم صاحب خانه دارد آنکه شد مهمان ما

بیقراران را بحال دیگران پروا نیست وله احتیاج دلو نبود چشمهٔ سیماب را

رسوا کند محک زر ناقص عیار را وله باشد همین معامله سنگ مزار را

یک جهان جلوه کند نور خدا در دل صاف وله آتشین نخل شود عکس چراغی در آب

بگذرند از خود نکویان از نکوئی نگذرند وله بو نمیدارد دریغ از ما چو گل گردد گلاب

سوختن چون شمع بر بالین جانان بهتر است وله درد گر این منزلت باشد ز درمان بهتر است

آن خوب را بجامهٔ رنگین نیاز نیست وله چون بر لباس در بر او ساده خوشنماست

در تف عشق تو آرام دل بیتاب است وله قائم التار که دیدیم همین سیماب است

ز تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما وله بود بمهر دو جهان چهرهٔ شهیدان سرخ

یا علی غیر ترا در دل من نیست گذر وله هست مشهور که این بادیه شیری دارد

برهمنی که دلم را بسوخت می گوید وله برو برو ز تو بوی کباب می آید

چشم گریان مرا عالم تماشا کردنی ست وله آن پری را آرزوی سیر این دریا نشد

غنچه یکبار کشاید لب و خوش بوی دهد وله خوب آید سخنی کز لب کم گو آید

مزاج عاشق و طفل ست یکسان امتحان کردم وله باندک حیلهٔ خوبان به پیراهن نمی گنجد

چه از بیگانه نالد کس وفا از خود نیاید آخر وله ز شبنم شکوه بیجا که رنگش هم پرید آخر

از وفا گشتم خجل چون یار شد شمع مزار وله می شدم پروانه گر جان دگر میداشتم

بسیر زلف تو چگویم بچه عنوان کردم وله هر دم آنجا دل جمعی پریشان کردم

مکر رخانهٔ آئینه روشن کردهٔ ظالم وله شبی در خانهٔ ما هم چراغان میتوان کردن

میرود آن آہنین دل از سرم دامن فشان	لوح خاکم سنگ مقناطیس بودی کاشکے

انور - نورالدین خان کرناٹکی

انور تخلص - نورالدین محمد خان بہادر نام - آپ ابوالمعانی بہادر گوپاموی کے فرزند ہیں اور نواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ کے نواسہ سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں شہر تہٹر نگر میں پیدا ہوئے - سن شعور کے بعد کتب درسیہ عربیہ فارسیہ علما فضلا کی خدمت میں ختم کین اور فن شعرگوئی میں مولانا محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی اوّلاً انور تخلص کرتے تہے ثانیاً وارل تخلص اختیار کیا -

ابتدا میں نواب والا جاہ کی سرکار میں بعہدۂ خانسامانی تنجاور پر مقرر ہوئے - بعد ازان نیلور کی فوجداری پر سرفراز ہوئے پہر وہان بجرم قتل معزول ہوئے - اور قلعہ چندرگیری میں مقید کئے گئے - حالت حبس میں حافظ محمد مکی سے قرآن حفظ فرمایا - حفظ قرآن کے بعد ایک عرضی معافی جرائم کے لئے نواب والا جاہ کی خدمت میں بہیجی - نوابصاحب نے قیدخانہ سے بلایا - اور قرآن شریف سنا - رمضان المبارک کا مہینہ تہا - تراویح پڑہنے کا ارشاد ہوا انور نے نوابصاحب کے حضور میں ششبینہ پڑہا - نوابصاحب بہت خوش ہوئے پہر نیلور کی فوجداری پر بحال فرمایا - اور پلناڈ اور رونگول کی فوجداری بہی آپ ہی کے تفویض ہوئی - نوابصاحب کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۱۰ ہجری میں عمدۃ الامرا بہادر کے طرف سے صوبہ داری ارکاٹ کی نیابت پر مامور ہوئے - ایک سال کے بعد معزول ہوکر مدراس میں پہنچے وہان عارضہ سل ودق میں مبتلا ہوئے - آخر سنہ ۱۲۱۲ ہجری میں آخرت کا سفر اختیار کیا شیخ محمد مخدوم ساوہی کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے -

مشہور ہے کہ انور نے ایکروز ایک رباعی مستزاد نواب والاجاہ کی خدمت مین پیش کی نواب نے انور کا منہ جواہر گران بہا سے بھر دیا وہ رباعی مستزاد یہہ ہے

رباعی

از نقد بقائیکہ عطا کرد ترا + رب الارباب	کردی بفنا و صرف در راہ خدا بہ صدق و ثواب
از وعدۂ ایزدی کہ یک را بعوض + دہ می بخشد	بمقصد خوش تست بعدازان لطف و عطا * وہو الوہاب

صاحب دیوان ہے۔ اشعار مین دونون تخلص موجود ہین کہین انور کہین دل جمع وہ بعض نے لکہا ہے کہ انور کے دو دیوان ایک مین انور تخلص کرتا ہے اور دوسرے مین دل یہہ سہو ہے صاحب گلدستۂ کرناٹک نے محقق طور سے لکہا ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

طپیدنہای دل آرد از عشرت نوید اینجا	وله	مگر قربان شدن باشد مبارکباد اینجا
ز فیض وادن سر یافتیم از سر جوانیہا	وله	بجا شد اتفاق شمع و من در سر فشانیہا
دل ز گیسوی تو شد محو پریشانیہا		کرد در کار جنون سلسلہ جنبانیہا
خوشتر از گلبانگ می آید فغانم یار را	وله	گوش گل بازست از بہر نوای عندلیب
تیر تو آمد بدل منزل خود جان گذاشت	وله	طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
در شکن زلف یار کرد دل آخر قرار		عشق تو دیوانہ را برد و بزندان گذاشت
سینہ از بسکہ وحشت آباد ست	وله	طفل اشکم رمیدہ می آید
بہر تعظیم یار ما ز عدم		سرو قامت کشیدہ می آید
گر بیاد زلف مشکین تو گردم اشکبار	وله	چون سلیمانی شود ہر اشک من زناردار
وصل ہم مانع بیتابی انور نشود		لذت این طپش آغوش تو میداند و بس
آئینہ ہند و دل ساعت فرنگ		باشد حیات دل طپش بیشمار دل

وحشت نگر کہ چون قدم از کشور عدم — بر داشتم بدامن صحرا گذاشتم

ولہ

ز شمع حسن تو گر چشم دل شود روشن — برنگ مہر زند خندہ ہر سحر شامم

ولہ

خدنگ نازکش غمزہ را تمام مکن — بخون خلق مژہ دست و قتل عام مکن

سحر ز من گل و بلبل کنند بگلشن مشق — یکی دریدن جیب و دگر کشیدن آہ

من امشب ہرچہ گویم بیتکلف میشود موزون — خیالم مخوان بالای موزونست پنداری

ارسلان یعنی مولانا قاسم مشہدی

ارسلان تخلص - مولانا قاسم نام - مشہدی الاصل ہے - سید صحیح النسب تہا - علامۂ دہر و فہامہ عصر تہا - فن شاعری مین فرد فرید - اکبر بادشاہ کے زمانہ مین ہندوستان وارد ہوا تاریخ گوئی و خوشنویسی مین وحید تہا - چند مدت تک اکبر کی ملازمت مین رہا - پہر احمد آباد گجرات مین گیا - اور وہان سکونت پذیر ہوا - چند روز کے بعد دکن کی سیر کو نکلا اولا احمدنگر مین پہنچا - نظام شاہ بحری نے بڑی خاطرداری و مہمان نوازی کی - پہر وہان سے بیجاپور آیا وہان کے بہی والی نے بڑی عزت و آبرو کی - چند روز قیام کرکے وہان سے گولکنڈہ مین رونق افزا ہوا - یہان بہی بدستور شاہان دیگر تعظیم و توقیر سے ممتاز ہوا - اور عبداللہ قطب شاہ نے بہت کچہ سلوک کیا - عطیات و صلات سے سرفراز فرمایا - چند روز مہمان رہا بعد ازان احمدآباد گجرات مین معاودت کی - اس فکر مین تہا کہ وطن مالوفہ روانہ ہو جائے کہ یکایک وقت موعود پہنچا - وہین فوت ہوا - یہہ حادثہ سنہ ۱۵ ہجری مین واقع ہوا - صاحب صبح گلشن نے لکہا کہ یہہ واقعہ لاہور مین سنہ ۹۵ ہجری مین - اور ہم نے ریاض الشعرا مین دیکہا - کہ اسکا مدفن احمدآباد - اور

نہین معلوم کہ سنہ مذکور و مدفن لاہور صاحب صبح گلشن نے کس کتاب سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ الفارسی

آہ دلم گر اثرے داشتے | شام امیدم سحرے داشتے
گرد سرت کشتی و کردے طواف | کعبہ اگر بال و پرے داشتے
لفظ و معنی بحال من گریند | بی گذرے در کتاب کنم

امداد۔ شیخ غلام حسین برہانپوری

امداد تخلص۔ شیخ غلام حسین نام۔ ہاشمی النسب قادری الطریقہ ہے۔ حافظ گہانسی صاحب کا ہمشیر زادہ تہا۔ آپکا مولد و منشا برہانپور خاندیش تہا۔ سن تمیز کے بعد کتب درسیہ عربیہ فضلائے شہر سے پڑہین۔ لیاقت استعداد حاصل کی۔ شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ پیدا کیا۔ برہانپور سے شہراورنگ آباد مین آیا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حلقہ شاگردی مین داخل ہوا۔ آپکی خدمت مین مشق کرتا رہا۔ جناب آزاد کی توجہ و اصلاح سے شعر خوب کہنے لگا خیالات رنگین و مضامین دلنشین ایجاد کرنے لگا مدت تک اورنگ آباد مین رہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی ملازمون مین ممتاز تہا۔ ملازمت کے علاوہ امرا کے بچون کو بہی تربیت و تعلیم دیتا تہا۔ شہر کے اکثر معزز امرازادے آپکی خدمت بابرکت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے تہے۔ امرا آپکی کفیل تہے عمدہ طرح سے خدمت و سلوک کرتے تہے۔ نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر اورنگ آباد سے وطن مالوفہ برہانپور روانہ ہوا۔ وہان چندروز زندہ رہا۔ پہر بہشت برین کو رحلت کی۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین ہوئی۔ آپ خوش فکر خوش سلیقہ۔ ظریف الطبع شگفتہ جبین تہے

مزاج مین درویشی و خاکساری تہی درویش دوست و فانی مشرب تہے۔ اکثر اوقات اہل اللہ واہل وکمن کی خدمت مین گزارتے تہے۔

من اشعاره الفارسی

از تو پنہان میکند آئینہ روی خویش را		ہر کسی منظور دارد آبروی خویش را
گل ز باطن صاحبدلان بی قصد فیض		در گرہ بستن نداند غنچہ بوی خویش را
سرگرم الفت من و اغیار بوده	وله	اے جان عاشقی تو چہ عیار بودہ
بر دامن دلم نہ غبار تعصب است	وله	چون ساغر بلور مرا صاف مشرب است
گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد	وله	شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ بتی گر سر درمان دارد		درد ہم گرد سر ما بتمنا گردد
دل ز دستم رفت و من ہم رفتم ای قاتل بیا	وله	گر برای من نمی آئی برائے دل بیا
سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم	وله	از داغ دل چو لالہ ورق داغ می کنم
ظاہر شود با وہمہ رنگ شکست ما	وله	در صورتی کہ آئینہ گیر ز دست ما
ما والی قلم و مضمون تازہ ایم		در گل زمین صفحہ بود بندوبست ما
ہزار شخص درین شیشہ خانہ امکان	وله	بوحدت تو نمودند صورت مجلس
در خدمت تو پیر مغان کہنہ بندگیست	وله	عمری بظل عاطفت تاک ماندہ ایم
موج واری دل طپش از آب میخواہیم ما	وله	پارہ بیتابی سیماب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد ما پیرانہ		سیر بادہ گلرنگ در مہتاب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجہ نیست		نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما
اہل گلشن یک قلم پروردہ حسن تو اند	وله	سرو از سرکار رعنائے تو یک نو سرفراز

رونق ده تخت شرع شاه نجف ست	وله	روشن کن آفتاب ماه نجف ست
شاهی خواهی وگر تو راهی جویی		شاه نجف است و شاهراه نجف ست
چون سر زند از کسی سخن بیهده کر شو	وله	از حرف سبک نیست الم گوش گران را
بداغ هجر توای وای سوختند مرا	وله	بدرهمی که نباید فروختند مرا
چسان کنم مژه را وا بسوی روی بتان		نگه چو جوهر آئینه دوختند مرا
همچو آن طایر که بیجو د پر زند در بابند	وله	باکمال اختیار خویش مجبوریم ما
از دلش محو کن یارب یاد نسیان مرا	وله	بشکن از خاطر شکستهای پیمان مرا
بالباس سرمه در چشم خوبان میروم		یا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا
اگر گویم که چین ابروست آن ابرو کمان من	وله	رسد گر تیر چشمش می شود خاطر نشان من
آنها که زلف یار مکرر نوشته اند		هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند
امداد مردمیکه بدرد اند آشنا		مضمون اشک از همه بهتر نوشته اند

مستزاد امداد

سازی تو حیا بهانه در خون بطپیم + اسے باغ نگاه
بر سبزی گلی و ما داغ شفیم + خورشید و ماه
این مسئله از کدام ملت ای یار + از بر کرده
تسبیح رقیب دما زیاد رویم + سبحان الله

چو مو شد ناتوان دیوانه زلف گره گیرش	وله	توان از شانه سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چسان از پردهٔ حسنش چهره بگشاید
میان هیچ کلک مانی یک قلم شد صرف تصویرش

اقدس میر رضی شوستری

اقدس تخلص - میر رضی نام - سادات شوستر سے ہین - آپکے والد باجداُس ملک
مین شیخ الاسلامی کے خطاب سے مخاطب تھے - آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین شہر شوستر مین
واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد علوم و فنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اُنیس ۱۹ برس کی
عمر مین فاضل کامل ہوئے - تحصیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت کا شوق ہوا - اوّلاً عراق عجم
و عرب کا سفر اختیار کیا - ہر ایک شہر و دیار کے علما و فضلا سے ملا اور اُن کے درس
و تدریس کے حلقون مین شریک ہوتا رہا - ہر ایک انجمن سے فائدہ ہر ایک نشیمن سے استفادہ پایا
اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک خوان سے توشہ لیا - تا نیاً ہندوستان کی سیر کا
ارادہ کیا سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین بندر بصرہ سے سوداگرون کے ہمراہ بندر سورت مین آیا - چند روز
سورت مین قیام کرکے براہ دریا بنگالہ روانہ ہوا - بنگالہ مین پہنچکر نواب شجاع الدولہ ناظم
بنگالہ سے ملاقات کی - ناظم نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی نہایت عزت و آبرو سے رکھا
مہمان نوازی و غریب پروری کا حق پورا ادا کیا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر پر کاربند ہوا

بزرگان مسافر بجان پرورند ۔ کہ نام نکوئی بعالم برند

میر رضی نہایت بجمعی و اطمینان سے مدت تک نواب صاحب کی مصاحبت مین رہا
نواب صاحب کے انتقال کے بعد نواب سرشد قلیخان بہادر رستم جنگ مخمور کے ہمراہ
دکن مین آیا - حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین ملازم ہوا - اہل مناصب کے
زمرہ مین شریک کیا گیا - ماہوار صرف مایحتاج کے لئے ساٹھہ روپئے مقرر ہوئی تھی -
چونکہ خاطر خواہ ترقی نہین پائی تھی اسوجہ سے کشیدہ خاطر و رنجیدہ دل ہو کر کمال ہمت

واستقلال سے استغنا و بی پروائی کا دامن ہاتھ مین تھا مگر گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی
امرا کی خدمت مین آنا جانا بالکل ترک کردیا تھا۔ آخر عہد مین نواب آصفجاہ مرحوم نے دارالانشا
کی خدمت تجویز کی مگر اقدس نے منظور نہین کی۔ حضور سے ارشاد ہوا کہ ما بدولت کی
ملاقات کے لئے ہفتہ مین ایکبار آیا کرو اقدس نے قبول کیا۔ اور عرض کیا اس شرط پر
کہ ایک شخص کی سفارش کرتا رہونگا۔ بندگانعالی نے منظور فرمایا۔ ملازمت و باریابی کا دن
سہ شنبہ تھا۔ روز مذکور مین میر رضی کے مکان پر اژدہام خلائق ہوتا تھا۔ میر رضی نے مقرر
کیا تھا جو سب سے اول نمبر پہنچے اسروز اُسکی سفارش کرتا تھا۔ مدۃ العمر یہہ سلسلہ برابر جاری رہا
اکثر حاجتمند رضی کے ذریعہ سے اس سرکار دولتمدار مین فائز المرام ہوئے۔ آصفجاہ ثانی کے
زمانہ مین دس ہزار روپیہ محاصل کے جاگیر سے سرفراز ہوا تھا۔ شہر حیدرآباد مین رضی کا
دولتخانہ ایرانی گلی مین اور امام باڑہ پورانی حویلی کے قریب تھا۔ فی زماننا اصل مکان تو
باقی نہین رہا۔ مگر اُسی مقام مین میر عالم کی بڑی بڑی عمارتین قائم ہین۔ اور امام باڑہ
و الاوہ بدستور قدیم اب تک موجود ہے۔ شہر مین ہر ایک شخص رضی کے الاوہ سے واقف ہے
ملا رضی علوم و فنون مین مشہور و معروف۔ اور فضائل و کرائم سے موصوف۔ خوش
تقریر و خوش تحریر فصاحت و بلاغت مین بےمثل۔ طلاقت لسانی و عذوبت بیانی مین
بے بدل تھا۔ علما و فضلا کی مجالس مین مسائل حکمیہ و نکات علمیہ کو اُس خوبی و آسانی سے
بیان کرتا تھا کہ حاضرین مجلس محظوظ و مستفیض ہوتے تھے۔

ادیب کامل و شاعر فاضل ناظم و ناثر تھا۔ فارسی و عربی مین نثر بامحاورہ لکھتا اور
نظم بھی دونون زبانون مین نہایت ہی مرغوب موزون۔ کیا نظم و کیا نثر بغیر سونچے
سمجھے لکھتا تھا۔ جو فقرہ یا مصرع آپکے قلم سے نکلتا تھا وہ دلچسپ و پسند ہوتا تھا۔ آپکے

آپ کے اشعار لآلی آبدار و درر شاہوار ہین - اب ہم گزارش کے رشتہ مین پروتے ہین تاکہ شائقین اونکو قوت ناطقہ کے گلے کا ہار بنائین -

من اشعارہ الفارسی

آسمان تا طرح دل بیتاب ریخت — از سر کلک قضا یک قطرهٔ خون ناب ریخت

نشئهٔ جز بیقراری نیست اندر بزم عشق — در قدح ساقی بجای می مگر سیماب ریخت

سالکان راه حیرت را بآسائش چه کار — خامه کی در دیدهٔ تصویر رنگ خواب ریخت

شوخ چشمی بسکه دارد ساقی دوران شعار — شب نمک در جام می از پرتو مهتاب ریخت

سطرهای صفحهٔ مضمون چلیپا شد مگر — خامه طرح وصف کج رفتاری احباب ریخت

سیل از هر جا که خیزد مقصدش دریا بود — عشق طرح منزل دریای دل بیتاب ریخت

وله

نرم شو کز سخت رویان کار صورت گیر نیست — خامهٔ فولاد هرگز لائق تصویر نیست

وله

نباشد خودنمائی مردم افتاده از پا را — گر رنگینی نباشد سایهٔ گلهای رعنا را

وله

ظالم از عربده بار ستم خویش کشد — عقرب از کجروشی بر سر خود نیش کشد

وله

رفته رفته ظلم گردون بیشتر از عدل شد — این کمان از بسکه یکجا ماند آخر خانه کرد

وله

ریاضت در جهاد نفس باشد حربهٔ مردان — خوش آن پهلو که ترکش نهد نقش بوریا گرد

وله

سخت رویان فارغ اند از کاوش اهل جهان — در زمین سخت سم کندن بنیاد نیست

وله

دولت بی رنجگان سرمایهٔ سنگین دلی است — خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود

وله

تا چند بار خاطر دلها توان شدن — یک چند سیر کشور نسیانم آرزوست

میر رضی موصوف کے دو فرزند تھے ایک میر ابوالقاسم المخاطب بہ میر عالم بہادر دوم میر زین العابدین میر عالم بہادر اولا بعہدہ وکالت فیمابین سرکار آصفیہ و کلکتہ مقرر تھا

ارسطوجاہ مدارالمہام سرکار عالی نظام کے فوت ہونیکے بعد عہدۂ مدارالمہامی پر مامور ہوا۔ آخر ۱۲۱۶ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اولاد ایک فرزند میر دوران عالم شباب مین والد ماجد کے حیات مین فوت ہو چکا تہا۔ اور دو لڑکیان تہین دونون منیرالملک بہادر کے عقد مین آئین۔ ایک کے مرنیکے بعد دوسری۔ فرزند دوم میر رضی مرحوم میر زین العابدین ٹیپو سلطان کی سرکار مین ملازم تہا المتوفی ۱۲۱۳ھ ہجری بمرض سرسام۔

دونون کا حال محبوب الزمن تذکرۂ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہا گیا ہے۔

امیر۔ سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد

امیر تخلص۔ امیر حیدر نام۔ آپ میر نور الحسین بن میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر بلگرام مین دس تاریخ ماہ جمادی الاول ۱۱۶۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ جد بزرگوار آزاد نے تاریخ ولادت کہی ہے

بفرزند من میر نور الحسین ۔۔۔ پسر داد خلاق عالیجناب

خرد سال تاریخ میلاد او ۔۔۔ رقم کرد صاحب شرف آفتاب

سنہ شعور کے بعد ۱۱۷۹ھ ہجری مین حسب الطلب جد بزرگوار ہمراہ میر اولاد محمد خان ذکا اورنگ آباد مین آئے۔ جد بزرگوار کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوے۔ جمیع علوم و فنون مین عمدہ مہارت حاصل کی۔ مسائل فقہیہ کے استخراج مین قوت اجتہادیہ پیدا کی۔ جزئیات فقہ پر زیادہ واقفیت تہی ہزار ہا مسائل مستحضر تہے۔ دارالامارۂ کلکتہ مین خدمت افتا پر مقرر تہے۔ سولہ برس تک افتا کا کام نہایت خوبی کے ساتہ انجام دیتے رہے۔ حکام وقت و رعایا آپ سے

نہایت خوش تھے۔ آپ مقبول خالق و عزیز خلائق تھے۔ شعرگوئی و انشاپردازی فارسی مین بھی بے نظیر تھے۔ خوش تحریر و خوش تقریر تھے۔ آخر ترین سال کی عمر مین سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین کلکتہ سے عظیم آباد روانہ ہوئے۔ مرشدآباد مین پہنچکر آخرت کا سفر اختیار کیا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہیرپرشاد بادفروش نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

وا ویلا امیر حیدر رفت ٭ آپکی تصانیف سے منتخب الصرف و منتخب النحو۔ و تاریخ اکبری یادگار ہین۔

من اشعارہ الفارسی

تاج نام حق بود بر تارک دیوان ما ٭ سرنوشت از بسم اللہ بر عنوان ما

با تنک ظرفان عالم نیست ما را اختلاط ٭ شیشہ نتوان شدن دام پریزادان ما

وله

یار آئینہ خود ساخت سراپائے مرا ٭ قابل صورت خود دید ہیولائی مرا

وله

حکمتے درست باشد نرگس دلدار را ٭ از نگاہے مید ہد صحبت من بیمار را

وله

نمی باشد شکیبا ہمنشین جویائی صحبت را ٭ ندارد گر کسے از سایہ یاری میکند پیدا

وله

از چمن امروز رخصت می شوم ٭ عازم گل دام صیادیم ما

وله

عنایت کن ز چشم خویشتن ساقی شراب امشب ٭ روم تا در چمن چون غنچہ نرگس بخواب امشب

امیر آن نے سوار ماہ سیما در خرام آمد ٭ سزد گر فوج اختر ہا شتابد در رکاب امشب

وله

در سر زلف بتان بر من چہ آفتہا گذشت ٭ حیف سیر ملک ہندوستان بمحنتہا گذشت

صبح پیری آمد و فصل جوانیہا نماند ٭ چشم را واکن کہ وقت خواب غفلتہا گذشت

سرو بالا نازنینی در نظر آمد امیر ٭ از خرام قامتش بر من قیامتہا گذشت

وله

شب کہ در میخانہ ہر لب تشنہ ساغر نوش بود ٭ عالم آب از طلوع ماہ من در جوش بود

این نگویم که مرا از قفس آزاد کنید	وله	در چمن موسم گل نام مرا یاد کنید
بسکه شب عضای من لبریز از غم گشته بود	وله	پیکرم از پای تا سر نخل ماتم گشته بود
پریشان می شود هر کس که در کو تیتو می آید	وله	بزلف شوخ می نازم که بر روی تو می آید
در عدم هم درد و داغ عشق باشد بیشمار	وله	طفل چون پیدا شود اول بگرید زار زار
بر عاشق خود ظلم و بر اغیار ترحم	وله	نامنصفی طبع شما را چکند کس
صفحه رخسار او با خالها همراه خط	وله	زینت دیگر دهد همچون کتاب با نقط
پیش آن شمع رخ از رقص کنان برخیزم	وله	کم ز پروانه از سر جان برخیزم
چشم سلمان منتجب نگر سوی امیر		صبح محشر که من از خواب گران برخیزم
چه شد شمشیر خونریزت سلامت را نمی خواهم	وله	تا اسیر شکن طرهٔ جانان شده ام
هر که بی مغز است نتوان داشت زو چشم امید	وله	آرزوی باده زینهار از تهی مینا مکن
رود دولت ز ارباب غنا آهسته آهسته	وله	که زائل می شود از مس طلا آهسته آهسته
بزرگان را بود دائم بکف سر رشته تمکین		گذارد فیل در رفتار پا آهسته آهسته
عندلیب قفسم یاد بهاران مددی		بال و پر ریخته ام سوی گلستان مددی
همچو ماهی که فتد دور ز سر چشمه آب		تشنگی میکشدم چاه زنخدان مددی

ارشد میر غلام علی اورنگ آبادی

ارشد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ سادات رضوی سے تھا۔ صحیح النسب۔ نسب کا سلسلہ ستروین پشت مین سید شجاع المدنی الکربانی سے پہنچتا ہے۔ اور سید شجاع گیارہ واسطے سے حضرت امام علی بن موسی الرضا سے ملتا ہے۔ آپکا مولد ومنشا شہر اُجین

صوبہ مالوہ ہے آپکی ولادت کا مادۂ تاریخ { نیک بخت ازلی } ہے آپنے سنہ شعور کے بعد شیخ نظام الدین دیپالپوری اعظم شاہی کی خدمت مین علم وفضل حاصل کیا۔ آپکی آجداد کرام کا اصلی وطن سنام ضلع سرہند تہا۔ آپکے والد باجد میر محمد سعید و جد امجد میر محمد شاکر عالمگیری منصبدار تہے ضلع اُجین مین فوجداری خدمتون پر مامور تہے۔ آپنے اپنا سجع مع نام والد و جد موزون کیا ہے نہایت ہی عمدہ و خوشنما ہے ع شاکر بخت سعیدم کہ غلام علی ام۔ میر محمد جعفر آپکے نانا تہے وہ بہی عالمگیری زمانہ مین برار کے صدر تہے۔ پہر مالوہ مین اسی خدمت پر گئے آخر شہر اجین کے قاضی ہوئے۔ امانت و دیانتدار تہے۔ بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار و ذی وقار تہے۔ میر ارشد بہی بادشاہ کی طرف سے موروثی عہدۂ قضا پر سرفراز ہوا مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہا۔ پہر ۱۱۷۵ہجری مین وطن سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوا۔ سلسلۂ قادریہ مین شاہ محی الدین بن قاضی سید احمد سنامی کا مرید تہا یہان شاہ عبدالقادر بن شاہ محمد صادق اللطیفی الملتانی القادری کا بہی طالب ہو گئے چندروز مستفید ہوتا رہا۔ پہر آخر مین حضرت شاہ فخرالدین الترمذی الحسینی سے فیضیاب ہوا۔ اسی سنہ مذکورہ مین امیر الممالک کے لشکر سے نواب مؤتمن الدولہ رگاہ قلیخان بہادر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ ارشد نے آپکی خیر مقدم مین یہ قطعہ پیش کیا ع

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہ الہی ز حد افزون باشد
روضۂ گلشن دولت کہ نظل کرمش — خلق از آفت دوران ہمہ مامون باشد
شاد در بزم لقائش دل احباب مدام — دشمن او بمصیبت کدہ محزون باشد
باد در حصن نگہبانیٔ ایزد محفوظ — مثل آن نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست ارشد ز خرد سال قدومش فرمود — قدم مؤتمن الدولہ ہمایون باشد

ارشد مدت تک نواب صاحب کی رفاقت مین رہا۔ نواب صاحب ارشد کی بڑی عزت و آبرو کرتے
تھے آخر نواب صاحب غرۂ رجب ۱۱۷۹ھ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول
ہوئے۔ ذیحجہ پانچوین تاریخ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد مین رونق افزا ہوئے۔ نظام آباد
آپکی جاگیر تھی۔ دوبارہ بحالی کا بندوبست ہوا کہ یکایک ۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ ہجری کو بعارضہ
سرسام فوت ہوئے۔ نظام آباد سے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے۔ اُن کی والد کے
مقبرہ مین مدفون کئے۔ ارشد نے نواب مرحوم کی تاریخ مین ایک مصرع لکھا ہے ؎ اہل عالم
سینہ چاک از ماتم سالار جنگ + ارشد نواب مرحوم کے بعد نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ
متخلص غیور کی خدمت مین ارباب ہوا خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ میر ارشد ظریف الطبع
لطیف المزاج شگفتہ جبین تھا۔ پسندیدہ صورت سنجیدہ طبیعت تھا۔ تاریخ گوئی مین بینظیر
خوش تقریر و خوش تحریر تھا۔ ائمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین بہت قصائد لکھے ہین۔
غزل مین کم فکر ہے۔ محمد اعظم اور اُسکے بیٹے بیدار بخت و خان عالم جب شہید ہوئے
تاریخ شہادت آیہ کریمہ استخراج کیا ؎ ولند خلنھم فی الصالحین۔ اور امیر الامرا
حسین علیخان کی تاریخ (رضوان اللہ عنہ) اور اپنے ماموں سید شاکر علیخان کی تاریخ
توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین) اور فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی تاریخ (انی
ذاھب الی ربی سیھدین) ہے۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی تاریخ جلوسی (ان
فضلہ کان علیک) میر شمس الدین نامی کی تاریخ تولد (خورشید دمید) ارشد
فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتا تھا۔

من اشعارہ الفارسی

عاشقان دیدۂ خود را چمنی ساختہ اند	تا بنظارۂ گلگون بدنے ساختہ اند

حاصل ز طول امل نیست باین بوالہوسی
مگر از بہر تعقید رسنے ساختہ اند

وله

عشق غالب گشت و دل را جانب آب نماہ برد
این گدا را قسمت آخر بدر آن شاہ برد

وله

نیست آسان در فراقش زندگی بردن بسر
در خیال قامت جانان قیامتہا گذشت

وله

کاسہ کاسہ خون دل در باغ گیتی می خورم
حیرتے دارم ندانم لالہ زار کیستم

قدر دان من نباشد ہر کسی از اہل جہان
صیرفی داند کہ من نقد عیار کیستم

من اشعارہ الہندی

مجکو خبر نہین کہ مرے سجن کدہر گیا
گر راہ لی ہے گھر کی تو تحقیق گھر گیا

جسنے دیکھا ہے تری خوبی حسن رخسار
بے توقف کہا سبحان جمالک اے یار

یار میرا ہے ایسا حسن کے آرائش مین
مین بہی چشم نظر اندازکو رکھتا ہون سنوار

بات شیرین ہے اسکی مصری
اسکے دو لب مین شاہد عادل

اس کیفیت کی کیف بیسکو نہین
ساقی کے جام سے پیتا ہون مین مدام

سجن یہ رو ہے تیرا رشک سورج اور مہ گل
سیاہ شب تیری مو اور رشک ورسنبل

نین تیرے ہین جیون آہو کے چشم و نرگس و حور
مین لعل لب تیرے شکر اور آب زمزم و مل

آپ کی تصنیف سے ایک تنبیہ الشائقین فی جلائل محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تہی اسمین آپنے محبوب سبحانی رض کے فضائل اور معترضین رذائل کے اعتراضات کے جوابات مدلل و مکمل لکھے ہین۔ اور اسی رسالہ مین اپنے بزرگان سلف و خلف کے حالات بہی ضمناً بیان کئے ہین۔ آپکا رسالہ نادر الوجود میرے کتبخانہ مین موجود تہا۔ لیکن افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی واقعہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے جسقدر اس رسالہ سے اپنی بیاض مین نقل کرلیا تہا۔ وہی میرے پاس باقی ہے۔ موقع و محل پر ہر ایک واقعہ کو

بیان کرتا ہون۔ میر غلام علی آزاد مرشد حضرت شاہ فخر الدین ترمذی کا نواسہ و مرید و خلیفہ تھا۔

امید۔ قزلباش خان

امید تخلص۔ میر محمد رضا اصلی نام۔ قزلباش خان خطاب۔ ہمدانی الاصل قوم قرائلو سے تھا۔ عالم شباب مین ہمدان سے اصفہان مین آیا۔ مرزا طاہر وحید سے تلمذ حاصل کیا۔ عالمگیر کے زمانہ مین ہند مین پہنچا منصبدار ہوا۔ شاہ عالم کے زمانہ مین قزلباش خان کا خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ ہوشیار و تجربہ کار تھا امرا سے ربط و ضبط رکھتا تھا۔ زندگی عیش و عشرت و حظ و لذت مین بسر کرتا تھا۔ امرا اسکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ محمد معز الدین جہاندار شاہ کے عہد مین برہانپور کی دیوانی پر مقرر ہوا چند روز دیوانی کا کام انجام دیتا رہا۔ پھر امیر الامرا حسین علیخان کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا تھوڑے دن رہکر مبارزخان ناظم حیدرآباد کے ہمراہ شہر مین وارد ہوا۔ چست و چالاک دلیر و بیباک تھا۔ جب مبارزخان نواب آصفجاہ کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا تو اسوقت امید بھی ہمراہ ہوا۔ معرکۂ جنگ مین خوب لڑا دلیری و بہادری سے خوب کام لیا آخر مبارزخان مقتول ہوا۔ فوج مین اضطرابی پھیل گئی۔ بہت سے مقتول ہوئے اور بعض نے فرار کا رستہ لیا۔ اور بعض آصفجاہی فوج مین اسیر و قید ہوئے۔ انمین امید بھی تھا۔ ایک غزل آصفجاہ کی خدمت مین بھیجی آپنے شاہانہ عنایت سے رہا فرمایا۔ اور بحالی خدمت و جاگیر کا حکم دیا۔ مدت تک خوشحال و فارغ البال رہا۔ سفر حرمین شریفین کی رخصت لی۔ نواب آصفجاہ مرحوم نے نہایت خوشی سے مرحمت کی۔ ایک برس کے بعد زیارت حرمین سے مراجعت کی۔ نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نذر و تبرکات گذرانے

آپنے قبول فرمایا۔ بدستور سابق خدمت و جاگیر پر بحال کیا۔ پھر ۱۱۵۰ہجری مین نواب آصفجاہ مرحوم دلی بلائے گئے۔ نواب موصوف فی الفور روانہ ہوئے۔ امید بھی ہمرکاب تھا۔ اور سفر بھوپال مین بھی ہمراہ رہا۔ دلی مین پہنچنے کے بعد چند روز نواب صمصام مرحوم کی خدمت و بندگی مین بسر کیا۔ جب حضور آصفجاہ نے دکن کی طرف مراجعت کی امید نے دکن سے ناامید ہوکے دارالخلافہ مین سکونت اختیار کی۔ تحفۃ الشعرا مین قاقشال نے لکھا ہے کہ حضور آصفجاہ دلی مین امید سے کشیدہ ہو گئے تھے۔ اسیوجہ سے امید نے آپکی رفاقت ترک کرکے دلی مین سکونت اختیار کی تھی۔

امید خوش اخلاق پسندیدہ سیرت شگفتہ مزاج سنجیدہ طینت تھا۔ ظریف الطبع لطیف الوضع تھا۔ ذکاوت و چالاکی مین شعلۂ جوالہ ذہانت و تیزی مین آتش کا پرکالہ تھا۔ صحبت رنگین کا فریفتہ۔ یاران نازنین کا شیفتہ تھا۔ فن شاعری و انشا مین وحید عصر نازک خیالی مین فرید دہر تھا۔ ولایت زا تھا مگر ہندیون کی بدولت دوہے و کبت خوب سمجھتا تھا۔ اور ریختہ زبان مین بھی شعر موزون کرتا تھا۔ جب تک دکن مین رہا بلند آوازہ رہا اسیطرح دلی مین بھی تا بزندگی خوش و خرم رہا۔ امرا زادے اور نواب زادے آپکی بڑی قدر کرتے تھے۔ ہزار ہا روپئے نذر دیتے تھے۔ آرام و عیش کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ موسیقی ہندی مین خوب ماہر تھا۔ خوش الحان و خوش آواز تھا۔ راگ و رنگ کا شائق۔ رباب و چنگ کا عاشق تھا آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا مجمع رہتا تھا۔ کبھی مشاعرہ کبھی سماع کا جلسہ ہوتا تھا۔ ہر روز نوروز ہر رات شب برات تھی۔ آخر امید ۱۱۵۹ہجری مین اس عالم سے ناامید ہوکے بہشت بریں روانہ ہوا۔ میر غلام علی آزاد سے اتحاد و محبت رکھتا تھا میر نے مرحوم کی تاریخ وفات کہی۔ ع

حسان سخن گستر و سحر آفرین	رخت سفر بست ازین خاکدان
سال وفاتش دل نالان من	یافته جان وادہ قزلباش خان

۱۱۵۹ھ

لطیفہ۔ خود امید سے منقول ہے کہ مین ایک روز نواب ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر کی خدمت مین گیا اور زمانہ کی شکایت کی۔ نوابنے فرمایا کہ دنیا کو امید کے ساتھہ کہاتے ہین۔ مین نے عرض کیا پس آپ کیون میرے بغیر کہاتے ہین۔ اُسوقت سے نوابنے روزانہ کہانا بہیجنا مقرر کیا۔ خاص نواب کے دسترخوان سے کئی خوان اقسام اقسام کے کہانون سے بہرے ہوئے آتے تہے فراغت سے احباب کے ساتھہ کہاتا تہا۔ اور کہلاتا تہا آشنا پرست و مہمان دوست تہا۔

من اشعارہ الفارسی

منم آن آہوئے وحشت زدۂ دشتِ جنون	کہ نیاورد بدام الفت صیاد مرا
برنگ سرمہ کہ در چشم کور بیقدر ست	کسے بہیچ نگیرد درین دیار مرا
ز آب دیدہ ز بس پائے در گل ست مرا	سفر ز کوئے تو بسیار مشکل ست مرا
بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر	کلید روزی استاد قفل گر قفل است
پاس وا لہائے جگر خون شدہ چون خواہد یافت	چشم مخمور تو خود از ہمہ بیمار تر است
خدا نا کردہ اندوہت چرا از دوستان باشد	شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد
سر گشتگی بعالمم ہست	بر گردِ سرت چرا نگردم
خوشا وقتے کہ می بالید از جانان برو دوشم	برنگ ماہ نو ہر شام برمی گشت آغوشم
گشت روگردان ز بس آبادی از ویرانہ ام	چون کمان حلقہ بیرون شد درون خانہ ام
روشن شود بہ پیش تو چون شمع سوزِ من	یک شب اگر تو ہمنشینی بروز من

بر در گہ دوست گناہے بخشند عفو گنہم بنا توانی کردند	رباعی	صد سالہ گنہ تمام آہے بخشند زینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند

امیر - امیر احمد مینائی

امیر تخلص - شیخ امیر احمد نام - مینائی نسبت ہے جد اعلیٰ حضرت شیخ مینا لکھنوی کے طرف آپکی نسب کا سلسلہ شیخ موصوف سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - حضرت شیخ اولیائے کاملین سے تھے - صاحب کشف و کرامات - جامع الحسنات والبرکات تھے - آپکے ارشاد و ہدایت سے اکثر عام و خاص فیض نعمت و معرفت سے مستفید ہوئے ہین - ابتک آپکے خاندان مین یکے بعد دیگرے ارشاد و ہدایت کی مسند پر جلوس فرما ہوتے ہین - بزرگان سلف سے خلف تک وہی سلسلۂ فیض جاری ہے - حضرت شیخ کی رحلت سنہ ہجری مین واقع ہوئی شہر لکھنو مین آصف الدولہ کے امام باڑہ کے قریب میدان پر فضا مین مدفون ہوئے - فی زمانا آپکا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے - سالانہ عرس ہوتا ہے - فقیر مولف آپکی زیارت و فاتحہ عرس سے مشرف ہوا ہے - عجب مقام نورانی فرودگاہ ملائکہ سبحانی ہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد مولوی کرم احمد تھے - آپکی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ سنہ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر لکھنو ہے - آپکی نشو و نما وہان کی آب و ہوا کے آغوش مین ہوئی - جب سن شعور و تمیز کو پہنچے تحصیل علوم و فنون کے طرف ہمہ تن مصروف ہوئے - اولاً والد ماجد کی خدمت مین مختصرات کتب متداول سے فراغت حاصل کی - اور کتب مطولات علوم عقلی و نقلی اساتذہ کملا و علمائے فضلا کی خدمت مین ختم کین - فارغ التحصیل کیوقت شباب کا عالم تہا - درس و تدریس کا شوق دلمین جوش مار رہا تہا - طلبہ کو نہایت محبت و خلق سے پڑہاتے تھے

عربی و فارسی دونون زبانون مین ادیب کامل تھے۔ چونکہ آپکی طبیعت فطرۃً موزون الطبع واقع ہوی تھی۔ آپکا میلان طبع شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ طبیعت خداداد و عطیۂ رب العباد سے مضامین دلکش موزون کرنے لگے۔ اور اپنے نتائج طبع کو سید مظفر علیخان تدبیر الدولہ اسیر لکھنوی کے ملاحظہ مین پیش کرنے لگے۔ اسیر آپکے مضامین پاکیزہ کو دیکھہ کے حیران ہوتے تھے۔ اور اصلاح کے زیور سے آراستہ فرماتے تھے۔ اسیر کو آپکی شاگردی پر فخر و ناز تھا۔ واقعی اسیر کا فخر بجا تھا۔ آپکی ذات پر شعر و شاعری خود نازان ہے۔ آپ لکھنو کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے۔ آپکا کلام نہایت ہی شگفتہ و برجستہ ہوتا تھا جب آپ اپنا کلام حاضرین مشاعرہ کو سناتے تھے تب تمام حاضرین واہ واہ کرتے تھے اور کہتے تھے واہ میان اسیر آپنے تو ایک شہباز بلند پرواز تیار کیا۔ یہ ہونہار میدان شاعری مین خوب پرواز کریگا۔ عجب نہین کہ مجمع شعرا مین ممتاز ہوگا۔ تہوڑی ہی زمانہ کے بعد شعرا کا خیال و گمان مرتبہ اذعان و یقین کو پہنچ گیا۔ یعنی آپ ایسے لائق و فائق ہوئے کہ استاذی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکا کلام شستہ و صاف و پاکیزہ و شفاف ہوتا ہے۔ آپکی بندش الفاظ و نشست معانی ایسی عجیب و دلکش ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب پر جادو کا اثر کرتی ہے قلوب کی وہ حالت ہوتی ہے کہ مضمون پر تاثیر سے وجد کرنے لگتے ہین۔ جس مضمون مین ارادہ کرتے ہین وہی مضمون آسانی سے ایسی خوش اسلوبی و خوبی کے ساتھہ موزون فرماتے ہین گویا مضمون کا مصداق دکہاتے ہین۔ مثلاً اگر تصوف و وحدت الوجود یا نعت رسول محمود و معشوق حقیقی کے خط و خال کی تعریف۔ یا بہار و خزان کی توصیف یا بخت و اقبال کی خوبی یا بدبختی و ادبار کی برائی بیان کرین تو واقع کے مطابق معانی ذہنیہ و صور علمیہ کا سماں نمایان کر دیتے ہین۔ آپکے کلام الہام التیام کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی

ادا کر سکے ۔ پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے کلام کی تعریف محدود کرنا ممنوعات سے ہے
جب آپکی لیاقت و جادو بیانی کی شہرت بلند آوازہ ہوئی ۔ اور آپکی شاعری کا شہرہ
اکناف و اطراف مین شایع ہوا ۔ تب شایقین کلام آپکے حلقہ تلمذ مین دور دور سے
آنے لگے ۔ اور آپکی اصلاح سے کلام کو مزین کرنے لگے ۔ اسیطرح رؤسائے ہند آپ کو
خواہش سے طلب کرنے لگے ۔ ہر ایک رئیس چاہتا تہا کہ آپ میری ریاست مین آئین
اور اپنے فیض سے طالبین کو مستفید فرمائین ۔ آپ درویش صفت و قناعت پرست تہے
دنیا و مافیہا کی طرف رغبت کم رکہتے تہے ۔ جاہ و حشمت کے خواہان نہین تہے ۔
آپکا دل قناعت کی دولت سے مالا مال تہا ۔ آپ چند مدت واجد علیشاہ بادشاہ کے
دربار مین باریاب رہے ۔ ہنگامۂ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی رامپور
نے آپ کو طلب فرمایا ۔ آپ حسب الطلب لکہنو سے رام پور آئے ۔ نوابصاحب نے
آپ کی تعظیم و توقیر و خاطر داری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا ۔ اور آپکے لیئے
معتدبہ تنخواہ مقرر کر دی ۔ آپ مدت تک نوابصاحب کی خدمت مین رہے ۔ فراغت
سے زندگی بسر کیئے ۔ اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کیا تہا ۔ نہایت آرام و فراغت سے رہے ۔ تالیف
و تصنیف مین مشغول رہتے تہے ۔ اور اوقات معینہ پر نوابصاحب کی خدمت مین بہی
آمد و رفت کرتے تہے ۔ آپ نوابصاحب کی مجلس کے روشن چراغ تہے ۔ آپ کی ذات سے
مجلس کی رونق بڑہ جاتی تہی ۔

اعلیحضرت آصفجاہ ششم خلد اللہ ملکہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری مین بتقریب ملاقات گورنر جنرل
کلکتہ تشریف لیگئے ۔ ملاقات سے فارغ ہوکے بطور سیر و تفریح بنارس مین رونق افزا ہوئے
حسن اتفاق سے حضرت امیر مینائی صاحب ترجمہ بہی وہان تہے ۔ بعض احباب کی تحریک سے

اعلیحضرت سے ملاقات کی۔ اور ایک مدیحہ مسدس تازہ تالیف پیش کیا۔ اعلیحضرت جو قلمرو سخن کے حکمران ہین آپ کے کلام شیرین سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی کلام کی داد دی اور آپ کو حیدرآباد تشریف آوری کی دعوت دی۔ آپ طاعۃً وسمعاً حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور آتے ہی پیچش سے بیمار ہوے۔ بیماری کا سلسلہ ایک مہینے تک جاری رہا ہرچند کہ معالجہ کیا گیا۔ کوئی علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت آپ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی سنہ مذکورہ مین اس جہان ناپائدار سے خلد برین روانہ ہوئے۔ قالوا ان للہ وانا الیہ راجعون اور یوسف صاحب شریف صاحب قدس سرہما کی درگاہ مین مدفون ہین۔ آپ نیک نیت وپسندیدہ طینت تھے بعید وقریب ومقیم وغریب کی دلداری ہمدردی مین کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ ہر ایک کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ مریدون وتلامذہ کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ اور ہر ایک کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کر لیتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے فرزند حقیقی مولوی لطیف احمد صاحب والد ماجد کے ہمراہ یہان آئے تھے۔ اور نیز مرحوم کے ایک نامور شاگرد رشید مولوی جلیل حسن صاحب جلیل ہمرکاب تھے۔ جو بے سروسامانی کے عالم مین نہایت استقلال کے ساتھہ متوکلاً علی اللہ شہر مین جمے رہے۔ اور امیدوار تھے کہ حضور خلد اللہ ملکہ کیا تجویز فرماتے ہین لیکن اعلیحضرت کو آپکی پرورش کا کامل خیال تھا۔ بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا پس اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے سنہ ۱۳۲۸ ہجری مین مولوی لطیف احمد صاحب اختر ومولوی جلیل حسن صاحب جلیل کو پانسو پانسو روپئے ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ مولوی اختر صاحب کو ہوم سکرٹری کا مددگار کیا۔ اور مولانا جلیل کو استاد داغ کی جگہ عطا کی۔

دونون بزرگ سراپا خوش اخلاق خوش اشفاق ہین لطیف الطبع وخندان جبین ہین - اسی تذکرہ مین آپ دونون بزرگون کا ذکر خیر آئیگا - مرحوم مینائی کو لطیف احمد کے سوا اور بھی چار فرزند دلبند ہین - محمد احمد - مولوی خورشید احمد - مولوی مختار احمد - مولوی مسعود احمد - آپ کے کل باقیات الصالحات لائق فائق وذی استعداد ہین - اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ - آپ کی سخندانی وسخن سنجی کا آفتاب ایسا چمکا کہ ہند کے بلاد و امصار کو تمام روشن کردیا اور آپکے گلدستون وشگوفہاے اشعار رشک گلزار سے شاعرون کے مشاعرے اور سخنورون کے جلسے گلشن بنگئے - آپ ہی کے مضامین رنگین و معانی شیرین سے نازک خیالان سخن سنج ونقش بندان بلند آہنگ مستفید ہوتے ہین - آپکے تالیفات سے مسدس ودیوان نعت وغیرہ مطبوع ہوچکے ہین ہندو دکن مین متداول و مین کون ایسا ہے جو آپکے کلام سے واقف نہوگا - بناءً علیہ بطور نمونہ مختصر آپکے نتائج طبع کو گزارش کرتا ہون -

ھوھذہ

الف آدم مین ہے میم واحمد مین ہے یہ مد کا
سبب یہ ہے کہ وان سایا تہا یان سایہ تہا قد کا

گمان ہوتا ہے جنت سے وہی تیرا عبا ہوکر
اٹہار کہا تہا جو اللہ نے سایہ محمد کا

زیارت کو چلون یا رب پڑے یہ غل مدینہ مین
غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

ولہ

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اٹہائی اُس نے چلون ہوگیا پردہ گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چہڑکنا گر نمک قاتل
وہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

ولہ

بہار آئی ہے اے دست جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

ولہ

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میرے تیمم بہی وضو ہوجائیگا

بتون کے ظلمت سے بھی اپنا مدعا نکلا — کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

وله

سوجھا ہے بیخودی مین یہہ مضمون دور کا — پردے مین دختِ رز کی ہے جلوہ حضور کا

وله

گل خود تھے بے ثبات گلستانِ دہر مین — گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

وله

وہ کون تہا جو خرابات مین خراب تہا — ہم آج ہوئے کیا کبہی شباب تہا
لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہو سکا دمِ قتل — سنبہل سنبہل کے تڑپتے وہ اضطراب تہا
شکایت اُنسے کوئی گالیون کی کیا کرتا — کسیکا نام کسیکی طرف خطاب نہ تہا

وله

زلف آئی ہے لٹک کر روئے جانان کیطرف — پاؤن پہیلائے ہین کافر نے قرآن کیطرف

وله

آسمان بہر عدو ڈہونڈ رہا ہے لیکن — ایک ذرہ نہین ملتی ہے کہین گرد ملال
مہمانی کی یہہ ہے رسم عجب کیا ہے اگر — سامری گاو کرے دعوی موسی مین حلال

وله

مرے آنسو نے مجہکو بخشوایا — بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل گیا
تیزی کا تصور دل مجرم مین جو گذرے — ٹہرانے سے قاضی کے نہ ٹہرے کبہی تقصیر

وله

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین — پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

وله

گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین — ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

وله

دل ویران میرا آباد رہے — ایسے ویرانے کہان بستے ہین
آئی ہے شب ہجر رلانیکے لئے — مین ایک نہین سب کے مٹانے کیلئے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم — آنکہین مری روتی ہین زمانے کے لئے

مسدس

آج کیسا اس آیا انقلاب آسمان — کرگیا تسکین خاطر اضطراب آسمان
اُٹھہ گیا آنکہون کے آگے سے حجاب آسمان — گر گئے نظرون سے ماہ و آفتاب آسمان

اپنی گردش دیکھکر خود آسمان چکرا گیا
گردش چشم حسیناں کا ہمیں لطف آگیا

لی مقدر نے یہ کروٹ یا کسی لدار نے
رخ سے برقع کو ہٹایا شاہد اسرار نے

ایلیا بوسہ جبین کا دولت بیدار نے
منہ چھپایا دامن اقبال میں ادبار نے

باغ امکاں میں بہار کامرانی آگئی
پیر گردوں پر نئے سر سے جوانی آگئی

رنگ عالم دیکھیے اب بیت زینت اور ہے
کیا یہ نیرنگی کوئی سمجھے حقیقت اور ہے

کل تو تھی کچھ اور صورت آج صورت اور ہے
دل کو حیرت اور ہے آنکھوں کو حیرت اور ہے

رات سے دن ہو گیا اسد کیونکر ہو گیا
زلف سمٹی چاند سا چہرہ منور ہو گیا

کون گھر سے اسطرح نکلا ہے نکلے جیسے ہم
سر پہ گرد راہ چھائی صورت ابر کرم

دل سے نکلی آرزو نہ نکلا جگر سے خار ہم
دست ہمت نکلے کانٹوں نے لئے اپنے قدم

صبح غربت ہے کہ خود آغوش پیدا ہوئے
شام غربت ہے کہ لیلی لف بکھرائے ہوئے

امتیاز میر محسن مدراسی کرناٹکی

امتیاز تخلص۔ میر محسن نام مدراسی الاصل ہے۔ جامع فضل و کمال منشی بے مثال تھا۔ انشا پردازی عبارت نویسی میں مرزا عبد القادر بیدل کی پیروی کرتا تھا۔ اور بیدل کی طرز خاص کا معتقد تھا۔ عزلت نشین دنیا و مافیہا سے متنفر تھا۔ گوشۂ عزلت سے بے ضرورت

کبھی قدم باہر نہین رکھتا تہا - اکثر اہل مدراس کو درس تدریس سے مستفید کرتا تہا - مولانا رائق مصنف صبح وطن آپکے تلامذہ مین سے ہے - شاعر خوش گو وشیرین خو تہا - اُس کے کلام سے شیرینی ورنگینی عیان ہے آخر ۱۱۹۰ ہجری مین جہان فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا

من اشعارہ

از عدم رنگین کفن گردیدہ می آمد برون	غنچہ میدارد مگر در سینہ پیکان ترا
حسن شوخ آئینہ با بر طاق مژگان چیدہ است	این چمن طبعان نگہ را دستہ بند گل کنید
گرد راہ ما غزالان را سواد دیدہ شد	تا خراب نازِ چشم سرمہ سا گردیدہ ام

آثم - سید ابراہیم حیدرآبادی

آثم تخلص - سید ابراہیم نام - آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے - آپکی تربیت وپرورش اسی شہر مین ہوئی - آپنے عالم شباب کے شروع مین کتب درسیہ فارسیہ مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرلی - موزون الطبع وخوش فکر تہے - شعرگوئی بہی شروع کی موزون کرنے لگے - کلام درست وسنجیدہ ہوتا ہے - فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہوگی

من اشعارہ الہندی

مضمون بنا ہے دل مین مرے زلف یار کا	رکہا ہے مین نے نافہ مین نافہ تتار کا
فرقت مین بعد مرگ بہی آنکہین کہلی رہین	کیا پوچہتے ہو حال شب انتظار کا
کیا خوب فاتحہ کا بہانا ملا انہین	تعویذ تک مٹا گئے آکر مزار کا
سنکر غم فراق تجاہل سے کہتے ہین	اب کہئے کیا ہے حال دل بیقرار کا

آئم وہ رکھے نور مین پاہینکے زمین	جو حکم ہے بجا ہے مرے کردگار کا

اشک سید جمال الدین لکھنوی

اشک تخلص - اشک تخلص سید جمال الدین حیدر نام ہے - لکھنوی الاصل ہین آپکے بزرگ نواب مبارز الملک سربلند خان صوبہ ارکاٹ کے قرابتدار تھے - آپ ذی استعداد و لائق ہین شعر و شاعری مین بے نظیر ہین - آپکا کلام شستہ و سنجیدہ ہے مطالعہ سے لطف مزہ آتا ہے - آپکو مولوی شیخ محمد بخش شہید لکھنوی سے تلمذ حاصل ہے - آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان مسمی باسم تاریخی دستور الشعرا مطبوع ہوگیا ہے آپکی عمر تخمینا ستر برس کی ہوگی - آپ کو لکھنو چھوڑے ہوے تخمینا چالیس برس کا زمانہ گذرا ہے - چالیس برس سے حیدرآباد مین سکونت پذیر ہین - سرکار عالی نظام مین منصب مناسب پر ممتاز ہین - خوشحال فارغ البال ہین - خوش خوراک و خوش پوشاک ہین -

من اشعارہ الہندی

ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی		اجتماع قالب و جان ہوتے ہوتے رہگیا
دیکھیئے آزاد ہون اُن کے اسیر		آج بھی وا قفل زندان ہوتے ہوتے رہگیا
ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی	وله	جسقدر عصیان بڑھے اُتنی ہی رحمت بڑھ گئی
چل گئی دلبر چھری دیکھا جو سینے ناز سے		قتل کے سامان ہو جسدن عنایت بڑھ گئی
بعد مردن بھی دکھایا تیرہ بختی نے اثر		یا پگھل کر رہگئی یا شمع تربت بڑھ گئی

افسر سید احمد حیدرآبادی

افسر تخلص - سید احمد نام حیدرآبادی المولد والمنشا ہے - آپ فارسی مین عمدہ مہارت

واستعداد رکھتے ہین - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین تیز قدم ہین - مزاج مین چستی کلام مین شوخی ہے - جو کچھہ کہتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - نواب میر عباس حسین خان رشتہ حیدرآبادی سے اصلاح لیتے ہین - صاحب دیوان ومثنوی ہین - آپکا کلام صاف وشستہ وبا محاورہ ہے - رفتہ رفتہ درجۂ استادی کو پہنچ جائینگے - فی الحال آپکی عمر تقریباً پینتیس چھتیس ہوگی - خدائے تعالی خوش وخرم رکھے -

من اشعاره الہندی

اپنی سلامتی کا دوگانہ ادا کرے	ولہ	خط دیکے نامہ بر نہو سائل جواب کا
ظالم نے کی قبول قدم دیکھنے کی عرض		بنوایا میری آنکھہ سے حلقہ رکاب کا
احسان نہ رہا فرط خوشی بخت رسا کا		وان جاکے مجھے ہوش نہین ہی سر پا کا
اندیشہ شب وصل عدو کہنے کا بیجا		یان ضعف سے اٹھنا ہی نہین ہاتھہ دعا کا
ہے شوق کی افزائش الفت مین فنا ہونا		جان سیکھتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

الفت محمد جمال الدین مدراسی

الفت تخلص - محمد جمال الدین نام - آپ مولوی تاج الدین بہجت مدراسی کے خلف الصدق ہین - آپ مدراسی المولد ہین - آپنے والد ماجد سے کتب درسیہ تحصیل کین - ذی استعداد ولائق ہوئے - شعرگوئی وسخن سنجی کا شوق ہوا - شعر موزون کی مشق والد ماجد سے کرتے رہے - چند روز کی اصلاح سے کلام درست ہوگیا - کلام سے پختگی وشستگی ظاہر ہونے لگی - آپکا کلام نعت وحمد مین ہے - آپنے اکثر قصائد حمد ونعت مین لکھے ہین - اور بزرگان عظام واولیا اکرام کی مدائح مین بھی موزون کئے ہین

جناب الفت نے خوب کہا نوشتہ عقبیٰ ہے۔ آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کے ہے۔ پیشتر ریاست حیدرآباد مین سرکاری خدمت پر مامور تہے۔ اب بسبب کبرسنی وظیفہ خوار ہین ورسنی رئیس فرماتے ہین۔

من اشعارہ الہندی

ہے رو کشِ بستان جہان کوئی محمدؐ
روَنق دہ گلہائے جہان روئے محمدؐ

والشمس ہے تفسیرِ دو رخسارۂ انور
واللیل ہے تعبیرِ دو گیسوئے محمدؐ

من اشعارہ الفارسی

حکام جہان تابع فرمان محمدؐ
شاہان جہان اند گدایان محمدؐ

چون شرح دہم منزلت و رفعت والا
نہ چرخ برین پایۂ دیوان محمدؐ

پاسنگ بود ثقل گناہان تو الفت
بس ہست گران بلۂ احسان محمدؐ

احسان ۔ میر عباس علیخان حیدرآبادی

احسان تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ نواب سہام جنگ کے فرزند ہین آپ حیدرآبادی المولد ہین۔ آپنے فارسی کتب پڑہ کے بقدر ضرورت لیاقت پیدا کی مگر عالم طفولیت سے شعرگوئی کا شوق تہا اکثر استادون کے دواوین فراہم کرکے اُن مین سے ہزارہا اشعار یاد کرلئے۔ اور آپ ہی طبیعت کی صفائی اور فکر کی رسائی سے شعر موزون کرتے تہے۔ کلام سلیس و با محاورہ ہوتا تہا۔ خوش خلق و خوش مزاج تہا۔ خوش خوراک و خوش پوشاک تہا۔ راتدن لہو و لعب مین مشغول رہتا تہا۔ مرغ لڑانا۔ کبوتر اُڑانا۔ مرغبازی و کبوتر بازی مین ہزارہا روپیہ صرف کرتا تہا۔ پتنگ بازی کا فریفتہ تہا۔ ایک کبوتر اور مرغ سو روپیہ کو لیتا تہا۔ منیر الملک بہادر اور امین الملک کے ہاتہہ

فروخت بہی کرتا تہا۔ آپ کو ہجوگوئی کی استعداد تہی جب چاہتے تہے کسیکی بہی ہجو کہدیتے تہے۔ لچھمی نراین صاحب تخلص اورنگ آبادی نے اعظم الامرا بہادر کے نسبت چند اشعار نامناسب لکہے تہے۔ آپ نے اوسکا رد کیا اعظم الامرا کی سرکار مین جاگیر و انعام سے سرفراز ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین عالم ہستی سے عدم کا مسافر ہوا

من اشعارہ

آستین سے تری باہر جو کلائی ہوتی
شمع فانوس سے باہر نکل آئی ہوتی

ولہ

نہ کام اس چرخ دون پرور سے نکلے
مگر شاہنشہ قنبر سے نکلے

فلاطون سا مدبر تہا سو بہولا
نہ جبکا اب کوئی ہمسر سے نکلے

پر اس پیر بہی ارسطو جاہ دانا
بڑی فطرت مین اسکندر سے نکلے

کرے کیا فوج نے اوسکو ندی تن
مگر جو خال ادہر سے نکلے

سورن کو جیت کر اب سرخرو ہو
قسم ہے لالۂ احمر سے نکلے

اوڑا دون یہان سے یون مضمون صاحب
خزف جسطرح کسی گوہر سے نکلے

نہ سمجہا تا قیامت فہم اوسکا
کہ جب وہ شیر نر اودہر سے نکلے

تو پہر کیا حال ہووے دشمنو نکا
کہ آہ شعلہ زن ہر سے نکلے

نکل آیا وہ یون خورشید تابان
کہ مہ بدلی کی جیسے گہر سے نکلے

یون نکلا کفر سے وہ اسم اعظم
شرر جون چہیر کر پتہر سے نکلے

ریاست پہر نئے سر سے جو چمکی
چراغ خضر ہر ایک گہر سے نکلے

تری تضمین پر تحسین احسان
محبت حیدر و صفدر سے نکلے

آزاد - ابو الحمید لکھنوی سلمہ اللہ

آزاد تخلص - ابو الحمید نام - آپکا اصلی وطن لکھنؤ ہے - آپنے سن شعور کے بعد فارسی و عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرکے شعرگوئی کی طبع موزون و خوش فکر تھے - خوب کہنے لگے - نواب مرزا خان داغ دہلوی سے اصلاح لینے لگے - جناب داغ کی عنایت و توجہ سے لائق شاعر ہوگئے - کلام سلیس و بامحاورہ ہے - ایہام و مبالغہ سے پاک و صاف ہے - آپ چند سال سے سرکار عالی نظام مین ملازم ہین - خوش خلق و نیک سیرت ہین - عمر تقریبا چالیس پچاس برس کے ہے -

من اشعارہ الہندی

وان سب اقرار صرف زیب و زینت ہوگئی | یا غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی
واہ اے نیرنگی قدرت ترا ممنون ہون | وہ تماشائی ہوا جب مجھکو حیرت ہوگئی
جھوٹے وعدون نے کسیکی کردیا خانہ خراب | منزل دل رہگذار یاس و حسرت ہوگئی
جب تلاش شاہد مقصود مین کہا قدم | رہنمائی کے لئے آگے مصیبت ہوگئی
آج عشق و عاشقی کا ہوگیا جھگڑا تمام | اٹھ گیا آزاد دنیا سے فراغت ہوگئی

ایما - میر حسن علیخان اورنگ آبادی

ایما تخلص - میر حسن علیخان نام - آپ شرفاء اورنگ آباد دکن سے تھے - صاحب فضائل و کمالات تھے - شعرگوئی مین لائق اقران و امثال مین فائق تھے - آپکا کلام فصاحت و ملاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین تولا ہوا ہوتا تھا - ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہوتا تھا - آپ خوش گفتار و خوش کردار تھے - طرز لباس و وضع رفتار اہل ہنر کی طرح رکھتے تھے - آپ اورنگ آباد سے سنہ ۱۲ مین

حیدرآباد آئے۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے۔ مہاراج نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی پانسو روپیئے ماہوار مقرر کر دئے۔ آپ اکثر اوقات مہاراج کی مصاحبت مین رہتے تہے۔ آپکو ایک وقت حضور سکندر جاہ بہادر نے یہہ فرد دی کہ اسکو اردو اشعار مین تضمین کرکے پیش کرو۔ **فرد** اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان۔ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد + آپنے اسکو تضمین کرکے پیش کیا۔ پانچ سو روپیہ صلہ پایا۔ تضمین یہہ ہے **ہ**

ایامِ ساکنانِ چمن سے کیا سوال	ہم بہی تو تہے خزان تمہارے شریک درد
کیفیتین بہار کی ہم سے بہی کچہہ کہو	اردی بہشت دی کی ہوئی کس طرح نبرد
غنچہ جو مسکرا کے دیا چٹ مین جواب	تو نے سنی نہین کسی استاد کی یہ فرد

اکنون کرا دماغ کہ پرسد زباغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

آپنے آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ صاحب دیوان تہے اردو و فارسی دونو زبانون مین خوب شعر کہتے تہے۔

ادیب مولوی محمد سیف الحق دہلوی

ادیب تخلص۔ محمد سیف الحق نام۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہنچتا ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد علمائے دلی کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ ذکی الطبع و فہیم تہے طبیعت مین چستی و چالاکی خداداد تہی۔ اور آپکے دلمین اس باتکا جوش و خروش تہا کہ

حالت موجودہ سے کسی خاص فن جدید مین ترقی کرنا چاہیئے۔ چند روز تک آپ اس تردد وتفکر مین رہے۔ مگر قوت فیصلہ سے کوئی خاص امر طے نہین پایا تھا کہ یکایک طبیعت کی اقتضائے فن شاعری کیطرف متوجہ کیا۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے مضامین سنجیدہ و معانی پسندیدہ کو بیان کے قالب مین ایسی طرز سے ڈہالے کہ نہایت ہی خوشنما ومرغوب نظر آنے لگے۔ اُسوقت مرزا اسداللہ خان غالب زندہ تہے۔ اور اُنکی اُستادی کل ہند مین مسلم الثبوت تہی۔ آپنے غالب مرحوم کو اپنا کلام دکہلایا۔ مرحوم البتہ آپکا کلام دیکہتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہونہار بروا چکنے چکنے پات۔ اُستاد مرحوم کا یہ فقرہ ادیب کے دلپر موثر ہوا۔ اور آپکا شوق بہ نسبت سابق دوچند ہوگیا۔ اس فن مین خوب کوشش و جانفشانی کی۔ اور اُستاد مرحوم کی بہی توجہ کامل رہی۔ چند روز مین اُستادی کے رتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکی شاعری معاصرین کے نزدیک بہی مسلم الثبوت ہوگئی۔

آپ خوش نویسی و خوش خطی مین بی نظیر تہے۔ اور تاریخ گوئی مین بہی عدیم المثال۔ ظریف الطبع ولطیف الوضع تہے یاران ہم مشرب سے خوش طبعی و خوش مزاجی سے ملتے تہے۔ اشفاق واخلاق مین شہرۂ آفاق تہے۔ آپ فارسی و ہندی دونو زبان مین کہتے تہے۔ ہم آپکے اشعار آبدار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین لطف و مزہ اُٹہائین۔

جناب ادیب دہلی سے ریاست حیدرآباد مین آئے سرکار عالی نظام مین ملازم ہوئے۔ چند سال تک سرکاری خدمت مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح کرتے رہے آخر ۳ صفر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین مسافر عدم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

آؤ کبہی تو فاتحہ پڑہنے کیواسطے ۔۔۔ حسرت نشان ہے مرے کنج مزار کا

ہو جان پر جو ایک مصیبت تو روئیے
موت آگئی مجھے سر شام فراق سے
کر چشم و دل کی خبر سے طلب دید
کیسا کٹا ہے غیر جو دو چار ہو گیا
خوف فنا سے سنہائے نہانی کیجئے
غیر تک ملتفت حال یون ہے میرا
موج دریا کی حقیقت بھی کھلی ہارے ادب

دل بھی یہان ملا تو ترے اختیار کا
دشمن نے آج کام کیا دوستدار کا
ایکا بڑا پڑا ہے تجھے انتظار کا
ولہ
میرا دم اسکو خنجر خونخوار ہو گیا
ولہ
ناتوان دیکھتے ہین دیدہ مردم مجھکو
جا ننا واقف اسرار نہان تم مجھکو
جوش گریہ نے دکہایا جو تلاطم مجھکو

اعزاز۔ مرزا دین محمد بیگ کابلی

اعزاز تخلص۔ مرزا دین محمد بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن کابل ہے۔ نشو و نما وہین کی آب و ہوا اور وہین کی خوشنما غذا مین ہوا ہے۔ اور سن شعور کے بعد آپنے وطن کے علما سے کتب درسیہ علوم متداولہ و فنون متعارفہ تحصیل کی تہین۔ علم و لیاقت و فضل و قابلیت مین مستعد و لائق تہے۔ آپ وطن سے دلی مین آئے اور وہان تک متوطن رہے۔ چند مدت امرا کی ملازمت و سفارت و وکالت مین رہے۔ مال و زر خوب حاصل کرتے تہے۔ جہان رہے وہان خوش رہے۔ آپکا مزاج آزادانہ اور مشرب فلسفانہ تہا۔ صلح کل کے طریقہ کے پیرو تہے۔ آپ خوش خلاقی کی وجہ سے ہر ایک بشر کو کیا ہندو کیا مسلمان مساوی سمجھتے تہے۔ ہر ایک کے ساتھہ لطف و مدارا فرماتے تہے۔ دلی سے آپ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ مین ریاست ٹونک مین آئے نواب سے ملے نواب صاحب نے آپکو سفارت کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ خوش و خرم تہے کسی قسم کی تکلیف

نہین تہی۔ آپ ٹونک سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین حیدرآباد دکن آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب جو مقرب حضور تہے اُنکے مکان پر فروکش تہے۔ مولوی صاحب آپکی بڑی خاطرداری کرتے تہے۔ آپنے ایک کتاب مسمی اخلاق محمدی نواب کے نام پر لکہی اور مولوی صاحب کے ذریعہ سے حضور مین پیش کی معلوم نہین حضور نے منظور فرمایا یا نہین کتاب سمی بامسمی مضامین اخلاق پر شامل تہی ہر ایک فقرہ و کلمہ سے خلق محمدی عیان اور ہر ایک حکایت و نقل سے خود خلق مجسم نمایان تہا۔ اُسکی متعدد باب ہین۔ ہر ایک باب مین مضامین اخلاق کو مع شواہد و نظائر لکہا ہے۔ دیکہنے سے لطف آتا ہے۔ آپکو سیر و سیاحت کا شوق تہا۔ عراق عجم و عراق عرب کی خوب سیر کی ہے۔ ملک بخارا و خوارزم و بلخ و بدخشان تک گئے ہین۔ سندو ہند مین بہی خوب گہومے ہین۔ ہر ایک مقام کے رسم و رواج اور ہر ملک کی طرز معاشرت سے واقف تہے۔ چنانچہ آپنے ایک کتاب قبا وہی نسائی تالیف کی۔ اُسمین ہر ملک کی عورتون کے رسم اور اُنکی مزعومات عمدہ طرح سے بیان کئے ہین۔ گویا یہہ کتاب مذہب نجم کے مسائل و عقائد کا آئینہ ہے۔

آپ فارسی مین نظم و نثر عمدہ لکہتے تہے۔ آپکی تحریر و تقریر مین مضمون کی آمد تہی۔ بغیر سوچے سمجہے لکہتے تہے۔ آپکی عبارت رنگین و شیرین ہوتی تہی۔ نظم مین آپ اعزاز تخلص کرتے تہے اور نثر مین رست گفتار۔ آپکا کلام اِسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بیشک آپ اِن دو اسمون کے مسمی و مصداق تہے۔ آپ حیدرآباد سے برار آئے۔ اور وہان حکام کی قدردانی سے ملکاپور ضلع بلڈانہ مین منصفی کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ دو ڈہائی سال تک اِس خدمت پر مامور رہے عدالت کا کام نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ مقدمات کی تحقیق مین کسی کی رعایت نہین کرتے تہے اور نہ کسی کی سفارش سنتے تہے۔

حق کو باطل سے علیحدہ کرتے تھے۔ اہل مقدمات اور اُن کے متعلقین سے کبھی نہین ملتے تھے۔ رشوت کے نام سے کشیدہ و رنجیدہ ہوتے تھے۔ کسیکا ہدیہ و تحفہ بھی نہین لیتے تھے جب برار سے فارسی دفتر موقوف ہوا۔ اور اُسکی جگہ مرہٹی دفتر قائم ہوا۔ اور منصف بھی موقوف ہوئے اور آپ بھی موقوف ہوگئے۔ تب ملکاپور مین جامع مسجد کے بیرونی حجرون مین سکونت اختیار کی۔ ملکاپور کے قاضی خواجہ محمد صاحب جو برار مین نامی و معروف و مشہور ہین آپکی خدمت و مہمان نوازی نہایت سیرچشمی سے کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قاضی صاحب اور مرزا صاحب دو قالب ایک جان ہین۔ پھر آپ حکام کی قدر دانی سے عہدۂ تحصیلداری پر مقرر ہوئے۔ جلگاؤن ضلع آکولہ کے تحصیلدار ہوئے دو تین سال تک کام عمدہ طرح سے کرتے رہے۔ افسران بالا آپکے کام سے نہایت ہی خوش تھے۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ ظریف و بذلہ سنج و لطیفہ گو تھے اہل مجلس کو اپنے کلام رنگین سے رنگین فرماتے تھے۔ لطائف و ظرائف سے اسقدر ہنسلاتے تھے کہ پیٹون مین بل پڑجاتے تھے۔ خندہ پیشانی و شگفتہ دل تھے۔ آپکے مزاج مین غرور و تکبر کا نام و نشان نہین تھا۔ فقیر مولف کو بھی آپسے نیاز تھا۔ نہایت توجہ و عنایت سے تکلم فرماتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ مین اُسوقت طالب علمی کرتا تھا۔ میری عمر اُسوقت تقریباً بارہ برس کی ہوگی۔ مین اکثر آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اور آپکے فیض درس سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ چند کتب آپ کی تالیف سے ہین ازانجملہ اخلاق محمدی۔ شاہنشہ نامہ فتاوی نسائی۔ دیوان غیر مرتب ہین۔ عجائب الکلمات۔ مرات الخصائل۔ آپکی یہہ کتابین میرے کتبخانہ مین موجود تھین افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی مین تمام

غرق آب و نذر سیلاب ہو گئین - آخر آپ سنہ ۱۲۷۶ ہجری مین مقام قصبہ جلگانون ضلع آکولہ برار مین عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اور اُسی قصبہ مین مدفون کئے گئے - آپکی تاریخ منشی رام سیوک صاحب متخلص گہربار نے کہی ہے

چو مرزا دین محمد بیگ اعزاز	ازین دار فنا شد جادہ پیما
چہ اعزاز یکہ سلطان سخن سنج	بلیغ و ناثر و ہم فخر شعرا
ہمای فکر او را آشیان عرش	نہنگ طبع او را قعر دریا
ید بیضا مضامین منیرش	خیالاتش چہ اعجاز مسیحا
گذشت آن منشی یکتای دوران	کسے دیگر نگیرد نام انشا
ازین ماتم دوتا پشت فلک شد	دماغم این چنان بگرفت سودا
بگو تاج بلاغت چون بیفتاد	بتاریخش دریغا وائے ویلا

۱۲۷۶ھ

اُسوقت برار مین مرزا صاحب مرحوم کے دوست عنایت فرما دستور رتنجی و بہمن جی باشندگان پونہ معزز خدمات پر مقرر تہے - مرزا صاحب کے انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے تمام مال و اسباب کو حفاظت سے امانتاً رکہا - اور مرحوم کے فرزند مرزا مہر علی بیگ کو دلّی سے بلایا - حسب الطلب مرزا آئے - دونون معززین نے اپنے پیارے دوست کے لخت جگر کو اپنے دولتخانہ پر مہمان رکہا - اور مہمانی و مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - اور انسے کہا اگر آپ یہان نوکری کرنا چاہین توہم کوشش کرکے کرا سکتے ہین مرحوم کے فرزند نے انکار کیا - آخر دونون بہائیون نے مرحوم کا تمام مال و اسباب فرزند مرحوم کے حوالہ کیا اور اپنے جیب خاص سے بہی معتدبہ رقم دیکے دلّی روانہ کیا مرحوم کے فرزند نے دونون بزرگان فرشتہ طینت کا شکریہ ادا کیا - اور وطن مالوفہ روانہ ہوا

دونون بزرگان برا کے خصائل کی ہمدردی خالصاً لوجہ اللہ آفرین و تعریف کے لائق ہے ہم کو ایسے بزرگون کی پیروی کرنی چاہیئے ۔ افسوس فی زماننا مروت ہمدردی عنقا صفت مجہول الاسم و معروف الاسم ہے ۔

من اشعاره الفارسی

رفتم که بوسم قدم پیر مغان را   نذر در میخانه کنم نقد روان را

وله

عذرم اثر پذیر نشد طبع یار را   خاموش آب چشم نسازد شرار را

چون بقامت راست سازد نازنین قبا   از زبان گل مبارکباد می آرد صبا

گر گذارد پا بچشم دل خیال ناز او   مردمک گوید زراه دیده او را مرحبا

در سفر بردی رقیبا از چه جانان مرا   دور کردی جانم از تن برده جان مرا

بنمود در خانه ام خانه خراب   همچنان قطره در میان حباب

گفت قاصد که یار می آید   این خیالیست دیده ام در خواب

از گردش زمانه کسے را فراغ نیست   آن کیست در جهان که دلش پر ز داغ نیست

وضع دل خونبار نمی دانم چیست   این گریه بسیار نمی دانم چیست

حلقه زلف او گلوگیر است   می کشد دل چه دام تزویر است

خواست آلوده کند پنجه بخون من زار   خنجرش را ز تن لاغر من عار آمد

در تهیدستی مناسب نیست قرب دوستان   می فتد شاخ درخت خشک از چشم بهار

ز جنت پرتوی در گلشن افتاد   نمود از چهره گلرنگ پرواز

گل برده مگر رشک ز داماں قبایش   امروز پشیمان شده افتاد بپایش

می شنوم آب چو چاه ذقنش می بینم   غنچه را محو به بینش دهنش می بینم

بر سر تربت اعزا ز بنا آمد و گفت	ولہ	کشتۂ کیست کہ خون از کفنش می بینم
می شود آخر ہمان کارے کہ میباید شدن	ولہ	مفت بہر کار خود در پیچ و تاب افتادہ ایم
شدہ ام پیر تمنائے جوانی دارم	ولہ	شاید از زہر بکف خط آمانی دارم
شد تہی دستی از ان مایہ و سامان من	ولہ	تا نہ بیند کس غبار از گوشۂ دامان من
از سر خاکم چرا بر چیدہ دامان میروی	ولہ	روی گردان از سر خاک غریبان میروی
ہر غمے کہ درین زمانہ صورت دارد	رباعی	در پیش من آمدن ضرورت دارد
من میکنمش ضیافت از خون جگر		با این ہمہ خاطرش کدورت دارد

آفاق۔ محمد عیسیٰ خان دہلوی

آفاق تخلص۔ محمد عیسیٰ خان نام۔ آپکا اصلی وطن دہلی ہے۔ آپ دلّی کے شریف زادون مین سے تہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہے مستعد طالب علم تہے۔ شعرگوئی پر شیفتہ تہے۔ طبیعت مین قدرتی تیزی و چالاکی تہی۔ شعر کہنے لگے قائم دہلی سے اصلاح لیتے تہے۔ رفتہ رفتہ کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ شہرۂ آفاق ہوئے۔ دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور نواب شمس الامرا بہادر کی سرکار مین دوسو روپے ماہوار سے ملازم ہوئے۔ مدت تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اس دار ناپایدار سے دارالقرار کو روانہ ہوئے۔ جناب مولینا میر شمس الدین فیض نے تاریخ رحلت کہی ہے۔ سہ ۵ زاقصای آفاق آفاق رفت ۞

۱۲۵۳ھ

تضمین بر غزل قائم

کہنے جو ہو مثل گل چاک جگر جائے		اور برنگ صبا جلد گذر جائے

سب سے ہے بہتر یہی اب کے اگر جائے	گلشن الفت سے دل لے یہ ثمر جائے
داغ بدل جائے دست بسر جائے	
کیا کہون تجہسے دلا طرفہ ہے اک ماجرا	نکہت گل کا گیا آ گئے نکل قافلا
پہلے تو وہ رنگ تہا اب یہ نیا گل کہلا	کرکے ہمین ہمنوا کہتی ہے بادصبا
مین کوئی کوئی دم مین چلی آپ ٹہر جائے	
کیا کہون کیا بات ہے ایک طلسمات ہے	مرگ کی شب بات ہے ظلم سے ظلمات ہے
ہجر کی یہ رات ہے غم سے ملاقات ہے	دل ہی نہین سا تہہ ہے عالم برسات ہے
بات سے تیرے کدہر دیدۂ تر جائے	

ایمان شیر محمد خان حیدرآبادی

ایمان تخلص ۔ شیر محمد خان نام محمد عاقل خان نایک کا فرزند ہے ۔ حیدرآبادی المولد ہے ۔ آپکے والد سرکار نظام مین وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تہے ۔ اور اخبار گوئی کا بہی کام اُن کے سپرد تہا ۔ ایمان نے نشو و نما کے بعد شہر کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ تحصیل کین یگانہ روزگار ہوا ۔ اور موروثی فن مین بہی بینظیر ۔ سرکاری تمام اخباریون کا افسر تہا ۔ دکن کے تمام واقعات اُسکے حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے ۔ سرکار مین ممتاز و معزز تہا ۔ اکثر اوقات سفر و حضر مین اعظم الامرا کا مصاحب رہا ہے شعرگوئی و شعرفہمی مین بیمثل تاریخ دانی و وقایع نگاری مین بے بدل تہا ۔ شعرا و حاضرین آپکی اُستادی کے قائل تہے ۔ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین حضور آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین محلہ کمان ایلچی بیگ مین مشاعرہ قرار پایا تہا ۔ تمام شعرا جمع ہوئے ۔ مگر آپ نہین آئے تہے ۔ سب آپکا

انتظار کر رہے تھے۔ بعض کی رائے ہوئی کہ غزل خوانی شروع کیجائے۔ اکثر نے کہا جب تک استاد نہون کچھہ مزہ و لطف نہوگا۔ آخر آپ آئے وجہ تاخیر بیان کئے سبکا شکریہ ادا کرکے عذرخواہی کی۔ مشاعرہ بڑی عظمت و شان سے ہوا اسمین شعراء ہند و دکن مجتمع تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ صنائع و بدایع کے زیور سے آراستہ اور آرائش جگت و ضلع سے پیراستہ ہوتا ہے۔ آپ اپنے کلام مین ایہام بھی استعمال کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان بعض کتبخانون مین موجود ہے۔ آپ تاریخ گوئی مین کامل مہارت و قدرت رکھتے تھے۔ فی البدیہہ تاریخ کہتے تھے۔ آپنے حضور آصفجاہ ثانی کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا۔ اُس کے چوتھے مصرع سے دو مادہ تاریخ برآمد ہوتے ہین۔ مقبرہ کے دروازہ پر کہ مسجد مین بھی قطعہ کندہ ہے ؎

بر روح پاک میر نظام علی مدام — زین مصرع عجیب دو تاریخ را بخوان

خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ — مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

١٢١٨

اور دوسرے شعرانے بھی تاریخین کہین مگر آپکی تاریخ مطبوع عام ہوئی۔ اسیوجہ سے مقبرہ کے دروازہ پر کندہ کرائی گئی۔ آپ خوش خلق خوش سیرت تھے۔ پاکیزہ شمائل و حمیدہ خصائل تھے۔ عزیز خلائق مقبول خالق تھے۔ آخر سنہ ١٢٢ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکی تالیف سے رسالہ شطرنج و رسالہ عروض قافیہ و دیوان مشہور ہے۔

من اشعارہ۔ ضلع میوہ مین

آسیب ہے جنگ عشق کر نہین عیان — آتا نہین زخم پہ انگور یہان

سو سیر ہوا فال سے یونہین معلوم — سر دیکھو ہی تو ناشپاتی ہے کہان

ضلع پلنگ مین

آرام نہ کیونکر اب یہ بنئیے بہو لین
کسطرح خوشی سے نہ پلنگ پے جہولین

پا یا تہا کبہو نہ سات پیڑی مین یہ دُکہ
پٹی پڑہی ایسی کہ اُکہڑ گئی چو لین

ضلع لٹو مین

لٹو ہے تیرے یہ ہر کوئی اب یار
اور حال پریشان سے نہیں کہتا ہی غا

آخر کوچے مین اُسکی جا کر جا لی
پہرتا تہا اسی آس پہ وہ سو سو بار

ولہ

مہرمہ گر چشم سے اپنی وہ خوش رو پونچہے
گرد خجلت کو سدا دیدۂ آہو پونچہے

آستین کا مین کسو کی نہ ہوا دست نگر
میری ہاتون نے آخر میرے آنسو پونچہے

رنگ گلشن کا شفق روئے فلک سے اُڑ جائے
اپنے ہاتہے سے وہ کافر کبہی گر کو پونچہے

ولہ

رنگ لب جانان کو سرخ زیادہ ہے
اور وزن مین برگ گل و سرخ زیادہ ہے

ولہ

روا ہے کون سے مشرب مین اے ایمان نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

ولہ

ٹپک پڑتا ہے خونِ دل مرا ایمان آنکہون سے
مئی گلگون کا جسدم بزم مین ساغر جہلکتا ہے

افسر۔ میر باقر علیخان

افسر تخلص۔ میر باقر علیخان نام۔ آپ نقد علیخان ایجاد کے فرزند دوم ہین آپ علم و فضل کے زیور سے آراستہ و پیرایۂ حسن خلق و کمال سے پیراستہ تہے خوش سلیقہ خوش سیرت تہے۔ شعر و شاعری کے شیفتہ۔ استعداد خداداد تہی۔ اصلاح کلام والد ماجد سے لیتے تہے۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہے۔

من نتائج طبع

امروز میرود بگلستان نگار ما
از دست میرود دل بے اختیار ما

دوستان موسم گل آمده دل شاد کنید	وله	دست در گردن ہم زمزمہ بنیاد کنید

اختر - مولوی لطیف احمد صاحب

اختر تخلص - لطیف احمد نام ہے - آپ حضرت امیر احمد مینائی لکھنوی کے فرزند سوم ہین - آپ کی ولادت باسعادت شہر لکھنو مین ہوی - (بلند اختر) سے آپکی تاریخ ولادت بحساب جمل برآمد ہوتی ہے - یعنی ۱۲۸۷ھ ہجری - آپ کی نشو و نما لکھنو کی آب و ہوا سے مردم خیز مین ہوئی - جب آپ کی عمر ہفت سالہ ہوئی - تب والد ماجد نے آپکی تعلیم شروع کی - آپ نہایت ہی ذکی الطبع و ذہین تھے - آپکے چہرہ مہرہ سے چستی و چالاکی عیان تھی - عزیز قریب یہی کہتے تھے یہہ صاحبزادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے - چشم بد دور خدا عمر خضر نصیب کرے - والد ماجد تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے - والد ماجد کی توجہ کی برکت سے آپ پندرہ یا سولہ برس کی عمر مین فارسی عربی کتب درسیہ و علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے - شعر و شاعری کے طرف بچپن ہی سے طبیعت مائل تھی - مائل کیون نہو یہ شعر گوئی و سخندانی آپ کی موروثی ملک تھی والد ماجد ایام طالب علمی مین اگرچہ شاعری و شعرگوئی سے مانع ہوتے تھے - لیکن مقتضائے طبیعت مبادرت کر ہی جاتا تھا - آپکے نتائج طبع والد ماجد و دیگر اعزہ دیکھہ کے متعجب ہوتے تھے تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرنے لگے - اقران و امثال مین فائق ہونے لگے - آپکو تلمذ والد ماجد ہی سے تھا - اپنے نتائج طبع والد ماجد ہی کے ملاخطہ مین پیش کرتے رہے والد ماجد ہی کی اصلاح سے استادی کے رتبہ کو پہنچے - بمصداق الولد سر لابیہ والد کے

ہین۔ آپکے اخلاق وعادات سے بزرگان سلف کی شان نمایان ہوتی ہے۔ مروت وہمدردی آپکا پیرایہ فتوت وجوانمردی آپکا سرمایہ ہے۔ آپکی کسر نفسی وخاکساری کی یہہ حالت ہے ہر کس وناکس کے سامنے جہکے جاتے ہین۔ یہہ شاخ پر میوہ ہیں بزرگ ہین کے مصداق ہین ہر غریب نابلد و نو وارد بلد سے ایسے ملتے ہین جیساکہ کوئی اپنے عزیز قریب سے ملتا ہے آپ کو علوم وفنون سے ایسی دلچسپی ہے کہ ہر وقت آپکی مجلس مین علوم وفنون کا تذکرہ اور شعر وشاعری کا چرچا ہوتا ہے۔ اور خاص آپ کی عادات سے ہے کہ بزرگان سلف وخلف کو بہلائی سے یاد کرتے ہین۔ اور آپنے ایسا طریقہ وضابطہ رکہا ہے کہ حاضرین مجلس سے کوئی کسیکی شکایت نہین کر سکتا۔ اگر کوئی سہواً کسیکی نسبت کہے تو آپ اسکے قول کو ایسے ڈہنگ سے بدل دیتے ہین کہ وہ خیر محض ہو جاتا ہے یا اشارۃً وکنایتہً اسطرح کلام کرتے ہین کہ عاقل شاکی شاکر بنجاتا ہے۔ فقیر مولف کو تہوڑاہی زمانہ گذرا ہے کہ آپسے نیاز حاصل ہوا ہے۔ مجہے اس تہوڑی ہی مدت مین آپکی ملاقات سے جو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے۔ اسطرح مدت کے احباب سے کبہی نہین ہوا۔ مین اختر صاحب ومولانا جلیل کو سچے دل سے ایسا سمجہتا ہون کہ گویا یہہ میرے قدیم عنایت فرما ہین۔ مدعیان عیب بین میرے اس قول پر قہقہہ مارینگے۔ کہ یہہ مولوی تملقاً دونون بزرگون کی محبت کا دم مارتا ہے۔ یہہ نہین سمجہینگے کہ دونون بزرگون کی خوش اخلاقی کی کرامت ہے کہ مین انکو اپنا عنایت فرما سمجہتا ہون۔ فی زمانا جناب اختر صاحب ومولانا جلیل امام الشعرا واستاذ البلغا ہین۔ آپ کی توجہ واصلاح کی برکت سے دکن مین شعرا کا گروہ بہت بڑہ جائیگا۔ اور شعر وشاعری کا بازار گرم ہو جائیگا۔ اکثر شاعر شاعر ہو جائین گے۔ سخن سنجی وسخندانی سے ماہر ہو جائینگے

شاعر کو آپکی شاگردی پر ناز ہوگا۔ مورخین سلف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظم
کلام ریختہ کا وجود اولاً زمین دکن مین پیدا ہوا۔ ابھی اسکی پوری نشو ونما نہین ہوئی تھی
کہ وطن سے غربت اختیار کیا۔ دکن سے ہند مین پہنچا۔ کبھی لکھنو کبھی دہلی مین آمد و رفت
کرتا رہا۔ اور اپنے اصلی وطن کو فراموش کر دیا تھا۔ اب مدت کے بعد اپنے اصلی وطن کو
مراجعت کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہان بھی دونون بزرگون کی توجہ سے سکونت
اختیار کرے۔ اور شعرا کے نزدیک لکھنو و دکن و دہلی کی زبانین مستند سمجھی جائین۔
آپکا کلام آسمان فصاحت و بلاغت کا نیر اعظم ہے۔ بندش برجستہ و ترکیب شایستہ کا
اختر معظم ہے۔ آپکا کلام صفائی و شستگی مین ڈوبا ہوا ہے۔ نزاکت و لطافت سے
بھرا ہوا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک صاف۔ تعقید لفظی و معنوی سے شفاف ہے
سامعین کے دلون پر سحر سامری کا اثر کرتا ہے۔ اور کلام کے سننے سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہے اور صاحبان کمال وجد کرتے ہین۔ جناب اختر اسوقت ہوم سکرٹری
کے مددگاری کی خدمت پر مامور ہین۔ خدمت مفوضہ کا کام نہایت عمدگی سے
ادا کرتے ہین۔ ارباب حاجات سے خلوص و حسن سلوک سے ملتے ہین۔ غرور و تکبر سے
منزلون دور رہتے ہین۔ آپکی انکساری دیکھ کے کل دفتر کے ملازمین و صاحبان اغراض
فرمان بردار و حلقہ بگوش بنتے ہین۔ تھوڑی ہی مدت کی ملازمت مین وہ قبولیت
عامہ حاصل ہوئی کہ دیگر برسون کے ملازمین کو ہمدست نہین ہوئی۔ ادنی سے اعلی
تک تمام آپکے شکر گزار ہین۔ کوئی آپکی نسبت شکایت نہین کرتا ہے ہر ایک آپکو بھلائی
سے یاد کرتا ہے۔ اختر کے لئے قبولیت عامہ کا ہونا عطیہ عظمی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ
من یشاء، و طوائف انام کا آپکو معتمد قرار دینا نعمت کبری ہے۔ آپکے حالات لطائف

آیات بیشمار ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرکے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اب آپکے نتائج طبع گذارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

دکہادے آج ای اختر کہ جودت ایسی ہوتی ہے
ثنا ہو شاہ آصف کی اور ایسی ہو کہ سب کہدین
جمال شاہ دیکہا تہا کہ دل اپنا پکار اُٹہا
خدا رکہے یہی ظل خدا ہین اب خدائی مین
علی کا ہو جو محبوب اُسکی رعنائی کا کیا کہنا
غلط کیا ہی کہ آپ آصف کے پر ہین سلیمان ہین
فلک فر میر محبوب علیخان کا زمانہ ہے
وہ طرز حکمرانی ہے وہ رنگ خسروانی ہے
مظالم کو مٹا دینا غریبونکی خبر لینا
جہان بانی سلیمانی مسیحائی و دارائی
بشر کیسے فلک ہی قدم لینے کو جہکتا ہے
ہزارون دل مین سب مین ہے جاک ذات آصف کی

سخنور اسکو کہتے ہین طبیعت ایسی ہوتی ہے
بلاغت نام اسکا ہی فصاحت ایسی ہوتی ہے
خدائے پاک کی بندون پہ رحمت ایسی ہوتی ہے
جوان ہین ہے کسی مین کب جلالت ایسی ہوتی ہے
ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے
کسکی قاف سے تا قاف شہرت ایسی ہوتی ہے
جو گھر گھر ایسی عشرت ہے مسرت ایسی ہوتی ہے
حکومت خود یہ کہتی ہی حکومت ایسی ہوتی ہے
سیاست کے یہ معنی ہین ریاست ایسی ہوتی ہے
کوئی پوچہے تو ہم کہدین کہ حضرت ایسی ہوتی ہے
اسی کہتے ہین رفعت شان و شوکت ایسی ہوتی ہے
حقیقت تو یہ ہی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

آزاد۔ میر غلام علی الحسینی البلگرامی

آزاد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ آپکا مسقط الراس محلہ میدان پورہ واقع قصبہ بلگرام صوبہ اودہ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت پچیس تاریخ ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ ہجری مین واقع ہوی۔ آپکی نسب کا سلسلہ علیسی موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خود آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے

گرچہ باشد سوتم الاشبال عیسیٰ جا من　　　عیسیٰ جان بخش شیرانم بابا دنفس

آپ نسباً حسینی و اصلاً واسطی و وطناً بلگرامی مذہباً حنفی و طریقۃً چشتی تھے جب آپنے

نشو و نما کے میدان مین قدم رکھا۔ سرو روان کی طرح بڑہنے لگے۔ اعزہ و اقارب

آپکے رنگ ڈہنگ کو دیکھکر کہتے تھے۔ ہونہار برواکے چکنے چکنے پات۔ آپکے چہرے

مہرے اور اعضا و مفاصل کے قیافہ سے مترشح ہوتا تھا کہ یہہ آفتاب خاندان جہان کو

روشن کریگا۔ فضائے عالم کو اپنے فیضان نعمت سے گلشن بنا ئیگا۔ اور محافل علم و فضل

کو زینت دیگا۔ معقولات و منقولات کے نکات ظاہر کریگا۔ بنا ءً علیہ والد ما جد و دیگر اعزہ

خاص جد مادری علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے

اور عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ کرام و علمائے نحاریر سے آپکی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ درجہ

بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے رہے۔ چنانچہ خود صاحب ترجمہ نے اپنے مولفہ تذکرہ

خزانۂ عامرہ مین لکھا کہ میری تحصیل پانچ اساتذہ کرام سے درجۂ تکمیل کو پہنچی۔ اول

مولانا میر طفیل احمد بلگرامی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑہین۔ آپکے قصیدہ افتخاریہ کے

شعر سے ثابت ہوتا ہے

شاگرد خاص میر طفیل محمدم　　　او در علوم عقلی و نقلی ست رہبرم

دوم علامۂ زمان میر عبد الجلیل سقی اللہ السلسبیل سے لغت و حدیث و سیر نبوی

و فنون ادب حاصل کیا۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین

آزاد ما کہ فضل و کمال بہم رساند　　　خدمت نمود حضرت عبد الجلیل را

سوم بحر مواج علوم میر سید محمد خلف علامہ مرحوم سے عروض و قوافی و فنون ادب کی

تکمیل کی ۔ چہارم صاحب آیات بینات مولانا شیخ محمد حیات سندی روح اللہ روحہ سے
مدینہ منورہ مین صحیح بخاری کی سند و صحاح ستہ و سائر مفردات کی اجازت حاصل کی
پنجم جامع کمالات شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین بعض فوائد علم حدیث
اخذ کیا۔ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونیکے بعد سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین حضرت قدوۃ العارفین
سید لطف اللہ بلگرامی قدس سرہ العزیز سے بیعت حاصل کی انتہی کلامہ۔

آپ پندرہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم شباب تہا۔ طبیعت بحر علوم و فنون مین
متواج شعر و شاعری کے میدان مین شعلہ جوالہ تہی۔ اور دلمین سیر و سیاحت و تلاش
ملازمت و تحصیل نعمت و شہرت کا شوق جوش زن تہا۔ چنانچہ آپنے خزانہ عامرہ
مین لکھا کہ مجکو مدت العمر مین تین سفر واقع ہوئے۔ سفر اول شاہجہان آباد۔ آپ
سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین علامہ مرحوم کے ملنے کیلئے بلگرام سے میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی کے ہمراہ
شاہجہان آباد روانہ ہوئے۔ وہان پہنچ کے علامہ کی خدمت مین دو سال تک رہے
اس مدت مین فوائد علم و فضل سے مستفید ہوکے وطن مالوفہ تشریف لائے۔ سفر دوم
سیوستان واقع سندہ۔ سیوستان مین آپکے ماموں میر سید محمد میر بخشی گری و وقائع نگاری
پر مامور تہے۔ حسب الطلب میر سنہ ۱۱۴۲ ہجری ماہ ذیحجہ مین وطن سے سیوستان روانہ ہوئے
شاہجہان آباد و ملتان واچ وغیرہ بلاد سے عبور و مرور کرتے ہوئے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین شہر مذکور مین مع الخیر پہنچے ماموں صاحب کی ملازمت سے مشرف
ہوئے۔ میر صاحب ہمشیرزادہ کے دیدار سے بہت خوش ہوے۔ اور ہمشیرزادہ کو
نیابتًا دونون خدمتون پر مامور کرکے خود بلگرام روانہ ہوئے۔ آپ چار سال تک دونون
خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آپکے انتظام سے حکام بالادست خوش ہوتے تہے

آپکی لیاقت وخوبی انتظام کی تعریف کرتے تہے - چار سال گزرنے کے بعد میر صاحب
وطن سے واپس آئے - اور اپنے ہمشیرہ زادے آزاد کو بلگرام روانہ فرمایا - پس صاحب ترجمہ
آزاد ۱۱۴۷ھ ہجری مین سیوستان سے روانہ ہوئے - جب شاہجہان آباد مین پہنچے وہان
معلوم ہوا کہ آپکے والد میر محمد نوح مع تمام اہل بیت الہ آباد مین آئے ہین - آپ شاہجہان آباد سے
برآمد ہوئے - سیدہے اکبرآباد سے الہ آباد پہنچے - تین سال تک وہان والد ماجد کی خدمت
مین رہے - اس مدت مین دو مرتبہ بلگرام مین بہی گئے تہے - لچھمی نرائن شفیق شاگرد آزاد صاحب
ترجمہ تذکرہ گل رعنا مین آپکی زبانی نقل کرتا ہے کہ جناب آزاد نے مجہہ سے ذکر کیا - کہ نواب
مبارز الملک سربلند خان تونی صوبہ الہ آباد اپنے فرزند میر محمود المخاطب بہ شاہنواز خان
کو نیابتہً صوبہ مین مقرر کرکے خود شاہجہان آباد مین محمد شاہ بادشاہ کے پاس گیا
اور میرے والد میر محمد نوح نواب شاہنواز خان کی سرکار مین میر سامانی کی خدمت پر مامور
تہے - ایک روز والد مجکو اور میرے بہائی میر غلام حسین کو نواب شاہنواز خان کی ملازمت
کے لئے لیگئے - نواب بنگلہ مرتضی مین رونق افزا تہے - اور میرے والد نواب کے قریب
کہڑے ہوئے افراد کاغذات پر دستخط کرا رہے تہے - اور ہم دونون بہائی دور کہڑے ہوئے
اس انتظار مین تہے کہ نواب ہمارے طرف دیکہے کہ ہم تسلیم بجا لائین - نواب دستخط
کرنے مین ایسے مشغول تہے کہ دیر تک ہمارے ہی طرف نہین دیکہا باوجود حسب دستور چوبدارون نے
باادب وباقاعدہ کہہ کے چلایا لیکن نواب نے چوبدارون کے چلانے سے بہی ہمارے طرف
نہین دیکہا - اسوقت میرے دل مین غیرت وحمیت نے جوش کیا کہ مخلوق کے
دروازہ پر اسقدر عجز وانکسار کرنا فضول ہے - خالق حقیقی کے طرف رجوع ہونا افضل ہے
مین سلام گاہ سے لوٹا - چوبدار نے پوچہا حضرت کہان جاتے ہین - مین نے کہا گہر

چوبداروں کے آداب سے ہے کہ آئندہ کو روکتے ہین۔ اور روندہ کو نہین روکتے چوبدار نے مجھکو نہین روکا۔ مین سیدہا گہر آیا۔ اور میرا بہائی وہان ٹہیرا رہا۔ بعد مین نواب کی ملازمت وتسلیم سے مشرف ہوا۔ جب ابدا جد دربار سے گہر مین آئے۔ مجہہ سے پوچہا کہ آپنے نواب کی ملازمت ترک کیئے آخر کیا کروگے مین نے عرض کیا جو کچہہ تقدیر مین ہے ہوگا

سفر۔ زیارت بیت اللہ شریف

آپنے اُسیوقت دلمین عزم جزم کیا کہ آپکو خالق کے دروازہ پر چلنا چاہیئے۔ پس بلگرام سے تیسری تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۰ ہجری مطابق مادۂ تاریخ (سفر خیر) زیارت بیت اللہ کا احرام باندہا۔ اور شہر سے نکلنے وقت کسیکو آگاہ نہین کیا۔ نہین تو سدراہ ہوتے۔ اہل بیت کو تین روز کے بعد معلوم ہوا۔ افسوس کرنے لگے۔ آپکے حقیقی بہائی غلام حسن تین منزل تک تعاقب مین گئے۔ آخر آپکو نہین پایا۔ لاچار ہوکے واپس آئے۔ آپ غیر معروف راہ سے پیادہ پا سرونج ضلع مالوہ تک آئے۔ آپنے غیر متعارف طریق اسلئے اختیار کیا تہا تاکہ کوئی خبردار ہوکے مانع نہووے۔ اُسوقت عالیجناب نواب آصفجاہ اول کا لشکر فیروزی اثر اس ملک مین جلوہ افروز تہا۔ لشکر مین ایک عزیز نیک محضر نے بے سابقۂ معرفت آپ کی خاطر ومدارات کی۔ اور مہمان نوازی کے لوازم پورے ادا کئے۔ اور آپکو ایک تہہ کلف سازوسامان سے آراستہ سواری کے لئے عطا کی۔ سبحان اللہ اُس زمانہ مین اہل زمان کیا فراخ حوصلہ و مہمان نواز و غربا پرور ہوتے تہے۔ غربائے نابلد و درماندگان بیوسیلہ کے ساتہہ جان ومال سے ہمدردی و مساعدت فرماتے تہے۔ فی زماننا باوجود معرفت سابقہ اغماض کرتے ہین بیچارہ غریب بلکہ قریب کا بہی کوئی ہمدردی نہین کرتا۔ ہم بزرگان سلف کے واقعات سے

سبق لینا چاہیئے اور قدم بقدم چلنا چاہئے۔ اسلاف کی پیروی مین دارین کی بہبودی و نیکنامی ہے۔ اسی ضلع مین حسن اتفاق سے بتاریخ دوم شعبان سنہ مذکورہ مین نواب آصفجاہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آپنے ایک رباعی پیش کی۔ رباعی

اے حامی دین محیط جود و احسان — حق داد ترا خطاب آصف شایان

او بخت بدرگاہ سلیمان آورد — تو آل نبی را بدر کعبہ رسان

نواب عالیجناب رباعی دیکھکے بہت محظوظ ہوئے۔ اور زاد و راحلہ کا کامل بندوبست کر دیا۔ آزاد اسم بامسمی تہا بجز اس رباعی کے کسیکی مدح سرائی نہین کی۔ اور نہ کسی سے صلہ طلب کیا۔ اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ رباعی بہی بیت اللہ شریف کے سفر کیلیے ہے نہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے۔ بقول صاحب گلرعنا آپ بالوہ سے آسائش و آرام کے ساتھہ آہستہ آہستہ منزل مقصود کو پہنچے۔ یعنے بندرگاہ سورت مین داخل ہوا۔ اور سبحۃ المرجان مین خود آزاد نے لکہا کہ مین مبادین دشوار گزار و کوہ ہائے ناہنجار کو پیادہ پا طے کرتا ہوا جاتا تہا راہ مین سوائے شوق دل میرا کوئی رہنما و رفیق نہین تہا۔ آخر خدائے تعالی نے مجکو اس مقام پر پہنچایا جسکی مجکو امید نہین تہی یعنی مین بندرگاہ سورت محروسہ مین پہنچ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوا۔ چند روز کے بعد جدہ مکرمہ کے کنارہ پر وارد ہوا۔ اور وہان فرو کش ہوکے خدا کا شکریہ ادا کیا چار روز تک اسی مقام پر فضا مین قیام پذیر رہا۔ اور چار روز کے قیام مین تندرست و شگفتہ رو ہوگیا۔ پہر وہان سے کعبہ معظمہ مین مع الخیر والعافیہ بتاریخ ۲۹ محرم ۱۱۵۱ سنہ ہجری داخل ہوا انتہی کلامہ۔ چونکہ حج کا موسم باقی نہین رہا تہا۔

تین روز مکہ معظمہ مین قیام فرمایا طواف بیت اللہ و مقامات متبرکہ کی زیارت سے
مشرف ہوکے مدینہ منورہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے
شوق مین روانہ ہوا۔ ۲۵ تاریخ ماہ صفر مدینہ منورہ مین حضرت کی زیارت سے دل کو تازہ
وسیراب فرمایا۔ خود فرماتے ہین کہ زیارت سے مشرف ہوتے ہی غربت کے مصائب دور ہوگئے
اور مین قبہ عالی و روضہ صافی کے سامنے نہایت ادب سے کھڑا ہوگیا۔ اور آستانہ مقدس
کی خاک کو آنکھون کا سرمہ بنایا۔ اور وہان کے قیام کو نعمت عظمی سمجھا۔ اِسی اقامت کے
زمانہ مین حضرت شیخ محمد حیات سندی سے صحیح بخاری پڑہی اور اسکی سند اور صحاح ستہ
اور مفردات کی اجازت بھی شیخ سے حاصل کی۔ جیساکہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے
آپ مدینہ منورہ مین تقریبًا دس مہینے تک رہے اور عید الفطر وہان کرکے ۱۴ تاریخ ماہ
شوال سنہ مذکور مین مدینہ منورہ سے دیدۂ گریان و سینۂ سوزان برآمد ہوئے
آخر عشرہ مین بیت اللہ شریف مین پہنچے۔ وہان شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے
احادیث نبویہ مین فوائد کثیرہ حاصل کئے۔ پہر حج کے لئے احرام باندہا۔ اور حج
کے مناسک فرائض وسنن کل ادا کئے اور ادائے حج کی تاریخ عمل اعظم ہے۔ خود
صاحب ترجمہ نے تذکرہ خزانہ عامرہ مین لکھا کہ سالم کشمیری نے میرے اور اپنے حال
کی نسبت کہا ہے

ع

عید فطر ست بروز پیغمبر شیئًا للہ گفتم بس باور
این عید و مدینہ بخت من طالع انشاء اللہ مکہ و عید دگر

آخر ماہ ربیع الثانی ۵۲ھ سنہ الہجری مین طائف گئے۔ وہان کے باغات و میوہائے
لطائف کی سیر کی اور سیدنا عبد اللہ بن عباس کی زیارت سے مشرف ہوکے مکہ مین

مراجعت کی ماہ مذکورہ کے آخر عشرہ مین مکہ معظمہ سے اہل و عیال کے تعلق و والدین
کی محبت کی وجہ ہند روانہ ہوئے۔ تیسری تاریخ جمادی الاولی جدہ سے جہاز پر سوار ہو کے
آٹھ روز مین مخا مین پہنچے۔ حضرت سیدنا علی بن عمر شاذلی کی زیارت کی وہان
چار دن قیام کرکے ۲۹ ماہ مذکور کو ستره مسروره کے کنارہ پر اترے۔ اور دوسری تاریخ
ماہ جمادی الثانی بلدۂ ماموره بصره مین داخل ہوے۔ آپکی مراجعت کی تاریخ (سفر بخیر)
ہے۔ پانچ مہینے تک بصره مین رہے۔ پھر آپ ۱۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ وہان سے برآمد ہو گئے
۲۷ ماہ مذکور مین شہر اورنگ آباد کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن فرمایا۔ اور
عارف ربانی شاہ مسافر غجدوانی قدس سره المتوفی سنہ ۱۱۲۶ ہجری کے تکیہ مین
گوشہ نشین ہوئے۔ دنیا و ما فیہا سے کنارہ کش۔ سات برس تک تکیہ مذکورہ مین سکونت گزین
رہے سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین بطور سیر حیدرآباد و بیدر گئے تھے۔ چند روز بسر کرکے سال مذکوره
مین خجستہ بنیاد مین آئے بدستور تکیہ مین تھے۔ جب سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید والد ماجد نواب آصف جاہ کی طرف سے صوبہ داری اورنگ آباد پر بنیابتاً مامور
ہو کے آئے۔ اسوقت نواب نے آپکو اپنے دربار مین بلایا۔ آپ حسب الطلب نواب کے
پاس گئے۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم و توقیر کی۔ اور آپکو اپنے حسن خلق کے دام مین مقید
کرلیا۔ ہرچند کہ آپ کنارہ کش ہوتے تھے لیکن نواب شہید آپکو نہین چھوڑتا تھا۔ ابتدائے
ملاقات سے مدت حیات تک آزاد کو محبت و اتحاد کے دام سے کبھی آزاد نہین کیا نواب
شعر و شاعری کا فریفتہ تھا۔ آپ سے اصلاح لیتا تھا۔ آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین۔
کہ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات کے بعد لکھے ہین بے سقم و عیب ہین۔ جب میرے سامنے
موزون فرماتے تھے تب اسیوقت اصلاح لیتے تھے۔ اور اگر غائبانہ کہتے تو لفافہ مین بند کرکے

میرے پاس بھیجتے تھے۔ فقیر اشعار اصلاح کردہ کو سربمہر کرکے بھیجتا تھا۔ خود نواب
اصلاح کردہ اشعار مشتاقین کو سناتے تھے۔ اور دیوان میں داخل کرتے تھے۔ نواب نے
جو اشعار فقیر کی ملاقات سے قبل موزوں کئے اصلاح طلب ہیں۔ مجھکو اپنا دیوان اصلاح
کے لئے دیا تھا۔ میں دیوان کا تھوڑا حصہ درست کیا باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع
نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کرکے فقیر کے پاس بھیجی۔ اصلاح باقی کے لئے
دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کرکے فقیر کے پاس بھیجی
اصلاح کرکے بھیجدیا۔ صبح نواب دیوانخانہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور امرا و شعرای درکاب
مثلاً صمصام الدولہ شاہنواز خان و موسوی خان جرات و رنگ آبادی و رضی خان والا د
موسوی خان مذکور و نقد علیخان یجاد وغیرہ حاضر تھے۔ نواب غزل اصلاح شدہ پڑھنے لگے
ایک شعر میں سرو خرامان یعنی درخت سرو باندھا تھا۔ جرات نے اعتراض کیا کہ سرو خرامان
معشوق کے قامت پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر کیونکر صادق ہو سکتا ہے۔ نواب نے
فقیر کی طرف دیکھا۔ میں نے کہا میرزا صائب نے سرو خرامان سے درخت سرو ارادہ کیا
ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یک سر برآراستن دست نگارین در چمن ۔۔۔ تا دستہا نہان کند سرو خرامان در بغل

نواب بہت خوش ہوئے اور بیت کو فوراً یاد کرلی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے
کہ سرو زمین گیر کو سرو خرامان کہا۔ میں نے کہا جناب شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ درخت کے
ہوا کی تحریک سے جنبش کرتا ہے گویا خرام کرتا ہے۔ چنانچہ سلمان ساوجی اس امر کی تصریح کرتا ہے ؎

سرو از صبا گرد چمان تا چون قدت بالا شود ۔۔۔ ہر چند بخرامد بآن سرو خرامان کی رسد

ایسا ہی عربی میں غصن میاس و شجر میاد کہتے ہیں میاس میاد دونوں بمعنی خرامان

ہیں۔ (انتہی کلام آزاد بلگرامی صاحب ترجمہ)
حضرت نواب کی خدمت میں تا بہ زندگی سایہ کی طرح ہمرکاب رہے۔ نواب شہید کی
مصاحبت سے بہت محظوظ ہوتا تھا۔ اور آپ کی عزت و آبرو میں ایک دقیقہ فروگذاشت
نہیں کرتا تھا۔ آپ کے توسل سے اکثر اہل حاجات فائز المرام ہوتے تھے۔ آپ ہرگز کسی
کی سفارش میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔ نواب شہید آپ کی سفارش سنتا تھا۔ آپ
اس کار خیر میں مصروف تھے۔ ہر ایک غریب و بینوا آپکے سایہ عاطفت میں آکے خواستگار
دستگیری ہوتا تھا۔ سنہ مذکورہ میں نواب کرناٹک میں بطور دورہ روانہ ہوا۔ اسوقت آزاد
صاحب ترجمہ کو ہمراہ لیا۔ آپ سرینگ پٹن تک جو راجہ میسور کا دار السلطنت تھا ہمرکاب رہے
پائین گھاٹ و بالا گھاٹ کے پر فضا میدانوں و پہاڑوں کی خوب سیر کی۔ و عجائب
و غرائب تماشے دیکھے۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری غرہ ماہ صفر کو ہمراہ نواب اورنگ آباد رونق افزا
ہوئے۔ اور اسی سال مذکورہ میں نواب صوف کے ہمراہ بلدہ برہانپور گئے۔ چند ہی روز
میں واپس آئے۔ پھر سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں دوبارہ برہانپور جانیکا اتفاق ہوا۔ کنارہ نربدا کا
ملاحظہ کرکے مع نواب اورنگ آباد آئے۔ ابھی سفر سے آرام نہیں پائے تھے کہ پھر ۱۳ تاریخ
ماہ شوال سنہ مذکورہ میں نواب شہید کے ہمراہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ ایک سال چند ماہ
تک سفر میں بسر کیے۔ اسی سفر میں نواب کی شہادت واقع ہوئی۔ نواب کی شہادت کے بعد
بتاریخ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری شہر اورنگ آباد میں رونق افزا ہوئے۔ بعد بتاریخ
نہم رجب سنہ مذکور حسب الطلب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم حیدر آباد روانہ
ہوئے۔ چند مہینے بسر کرکے ۲۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور حیدر آباد سے برآمد ہوکے
اورنگ آباد میں آئے قدوم میمنت لزوم سے اورنگ آباد کو رشک فردوس برین کیا۔

چندروز تک شاہ مسافر کے تکیہ مین آزادانہ رہے۔ جب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین نواب امیر الممالک خلف آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت منصب وکالت سے سرفراز ہوکے حیدرآباد گئے۔ وہان سے آزاد صاحب ترجمہ کو نہایت شوق واشتیاق سے طلب فرمایا حسب الطلب سنہ مذکورہ مین حیدرآباد تشریف لیگئے۔ پھر سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین مراجعت کی پھر اورنگ آباد مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹھے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد فرماتے تھے کہ جب بیت اللہ کی زیارت سے واپس آیا تب مین نے دل مین مشورہ و مطارحہ کیا کہ فقیری متعدد الاقسام ہے ازانجملہ کونسی قسم اختیار کرنی چاہئیے۔ آخر یہہ مقرر پایا کہ بند مشیخت و پیری مریدی سے آزاد رہنا چاہئیے۔ راہ راست پر ثابت قدم۔ اس لئے کہ دنیوی معاملات مین دروغ کو فروغ نہین ہوتا ہے اور دنیوی معاملات مین بطریق اولی۔ چنانچہ حضرت کرامات گوئی و سلسلہ پیری و مریدی سے منزلون دور رہتے ہین۔ راستی و درستی و خوش معاملگی مین زندگی بسر کرتے ہین مشایخانہ و پیرانہ نمائش نہین کرتے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے۔ کہ عرس و بزم آرائی ریاکارون کی شہرت و شکار کا وسیلہ ہے۔ خلائق کو گرفتار کرنیکا دام ہے۔ آپنے اپنے لئے خاص کوئی تکیہ و خانقاہ نہین بنایا۔ فرماتے تھے کہ تکیہ داری مین خانہ داری سے زیادہ مضرت ہے۔ اسلئے کہ اگر خانہ داری مین صاحب خانہ سے قصور و خطا واقع ہو جائے تو اہل بیت زن و فرزند بسبب تعلق جزئیت معاف کرتے ہین۔ اور تکیہ داری مین اگر قصور و فتور واقع ہو جائے تو واردین و صادرین مختلف الطبایع چشم پوشی نہین کرتے۔ بلکہ لعن و طعن کا بازار گرم کرتے ہین چنانچہ آپکے ایک شعر سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے۔ ~

تکیہ داران نیستند از خانہ داران ہیچ کم + شکر حق آزادہ از رسم شان داروفراغ + انتہی کلامہ

آزاد صاحب ترجمہ کے تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے لکہا کہ جب مین نے سفر حجاز سے مراجعت کی اول بندر سورت مین آیا۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین پہنچا۔ گوشہ نشینی وتوکل پر قدم جمایا۔ تقریبًا دس برس تک برفاقت قناعت زندگی بسر کی۔ کسی کی پروا نہین کرتا تہا آخر عمر چالیس برس سے زائد ہو گئی۔ امور ضروری کیلئے استعانت کی نوبت آئی۔ گرمی سردی کے سہنے کی تاب وتوان باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین توکل سے کام نہین چلتا تہا۔ پس انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے آپسے رفاقت کی خواہش کی آپنے بامر مجبوری قبول کی۔ اور آپ نواب کی رفاقت مین شہادت تک رہے۔

آپ فرماتے ہین کہ نواب کی رفاقت کے بعد یقینًا معلوم ہوا کہ ایک امیر کی نوکری توکل سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک امیر کے طرف محتاج ہونا ہزار امیر کے طرف سے بہتر ہے۔ جب انسان کی نظر تمام جانب سے بند ہو جاتی ہے تب وہ دلجمعی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ جو کام پیش آتا ہے اطمینان سے انجام دیتا ہے۔ آپنے توکل کے معنی اسطرح بیان فرمایا کہ متوکل پر اگرپے درپے فاقے واقع ہون مگر اسکے دلمین یہہ خطرہ نہووے کہ کوئی کہانا لائے اگر توکل مین یہہ مرتبہ حاصل ہو تو توکل مبارک ہے۔ اگر توکل مین یہہ مرتبہ نہو تو وہ توکل توکل نہین ہے بلکہ پراگندگی ہے۔ جو متوکل منتظر فتوح ہوگا۔ اپنا دل پراگندہ کریگا۔ اور وقت عزیز کو برباد کریگا۔ ~~

توکل را نظر بر روزی نو خدمتی باشد | ہمان بہتر کہ این کس یار صاحب دولتی باشد
اگر بستی میان از درشادکار محتاجان | تقرب با خداوندان دولت طاعتی باشد
سواد فقر را از پرتو دولت چراغان کن | نزاین جامعیت باسلیمان نسبتی باشد

ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا کا ذکر

آزاد صاحب جمہ کے مزاج مین ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا جوش زن تہی - اہل جہان کی حاجت روائی و فیضرسانی و دلسوزی خلق مین زبان و قلم درم سے دریغ نہین فرماتے تہے - یہہ صفت ہمدردی خاص آپکی ذات بابرکات مین ایسی تہی کہ سلف سے خلف تک کسی مین دیکہے گئے نہ سنی گئے - چنانچہ جب نواب نظام الدولہ نے مظفر جنگ پر فیروزی پائی اُسوقت ملک ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے - اُسطرف کے تمام عمّال و حکّام حضور طلب ہوئے ہر ایک سے محاسبہ لینے لگے - آپ اس زمانہ مین نواب صمصام الدولہ کے خیمہ کے قریب فروکش تہے - آپ ایکروز نواب کے خیمہ سے برآمد ہوئے - ایک شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آیا - اور آپ سے کہا کہ حاجی عبد الشکور نام عامل معزول کہتا ہے کہ مین حوالات مین ہون - جگہ سے جنبش نہین کرسکتا ہون - شکنجہ بلا مین مبتلا ہون - آپ یہانتک تشریف لائے اور میرے حال پر نظر رحم فرمائے - باوجود ایمعنی کہ آپ سے اور عامل سے تعارف و آشنائی سابقہ نہین تہی - آپ ازروی مروّت اسکے پاس گئے - دیکہا اس نے محاسبہ و قید کی شکایت کی - آپ اُسیوقت نواب صمصام الدولہ کے پاس مراجعت کرکے آئے - نواب سے کہا حاجی عبد الشکور نام ایک عامل عاملون کے زمرہ مین آپکے آستانہ پر حاضر ہے - آپ بیچارہ غریب کو روبرو بلائے - نواب نے فرمایا عامل محاسبہ کو روبرو طلب کرنیکا ضابطہ نہین ہے آپ نے فرمایا کہ مین آپکو یہہ نہین کہتا ہون کہ اسکو محاسبہ سے معاف فرمائے - صرف یہہ چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ روبرو بلائے - نواب انکار فرماتے تہے اور آپ اصرار کرتے تہے آخر نواب نے اسکو روبرو بلایا اور اسکی حالت دیکہی - بہت مہربانی کی - فرمایا کہ کل ڈیوڑہی پر حاضر رہین اور چوبدار کو تاکید کی جب حاضر ہو جائے تو ہمکو مطلع کرنا

حسب الحکم دوسرے روز حاجی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا۔ چوبدار نے خبر دی۔ نواب صمصام الدولہ نے نواب نظام الدولہ سے عرض کیا کہ حاجی عبدالشکور محاسبہ دار حاضر ہے۔ میر غلام علی آزاد نے مجھ سے کہا کہ ایک مرتبہ اسکو روبرو بلائے۔ ہرچند کہ مین نے انکار کیا لیکن میری مجکو معذور نہین رکہا۔ بامر لاچاری روبرو بلایا۔ اسوقت مین بہی حضور مین عرض کرتا ہون کہ حاجی کو ایکمرتبہ روبرو بلائے۔ حکم صادر ہوا کہ حاضر کرین۔ فوراً حاضر ہوا۔ نواب نظام الدولہ نے دیکھا کہ پیر نود سالہ کوزہ پشت پیراہن زیب بدن و دستار سبز بر سر عصا و تسبیح ہاتہہ مین تہامے ہوے ہے۔ نواب نے دیکہتے ہی پیر فانی کو پاس بلایا۔ اور حال استفسار فرمایا۔ فرد محاسبہ قریب بیس ہزار کے تہی معاف فرمایا۔ اور پیر فانی کے لئے روزینہ معین کردیا۔ سرکار سے سواری عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور آپ فرماتے تہے کہ باہم زمانہ مین اتفاق پیدا کرنا بہتر ہے۔ اور انقطاع بے ہنری۔ آدمی کو چاہئے کہ عالم آشنائی و صحبت مین نقدی التیام و صحبت کو ضائع نکرے۔

عظمت و رفعت

امرائے جلیل القدر و رؤسائے عالی جوہر آپکو بزرگی و عظمت کی نظر سے دیکہتے تہے اور آپکی تعظیم و تکریم بجا لاتے تہے۔ آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ کسی امیر و وزیر سے خواستگار نہین ہوتے تہے۔ امرا آپ کی ملازمت و خدمت کو فخر جانتے تہے۔ اور آپ سے امور ریاست مین استعانت لیتے تہے۔ آپکی رائے صائب سے مستفید ہوتے تہے۔ آپ تا بزندگی مستغنیانہ رہے آپ خزانہ عامرہ کے خطبہ مین لکہتے ہین کہ۔ مین نے مدۃ العمر کسی امیر کی مدح نہین کی نہ اپنے نامہ کو کسی دولتمند کی ستائش سے سیاہ کیا ؎

مہر برلب کرد آزاد از ثنائے اغنیا　　　نیست ارباب دول را بار در دیوان ما

آپ فرماتے ہین ہرچند کہ مین امرسے ارتباط و رؤسا سے اختلاط رکھتا ہون ۔ لیکن استغنائی و بی پروائی کو ترک نہین کرتا ہون ۔ اور فقر کے فخر کو تونگری کے دروازہ پہ ذلیل نہین کرتا ہون ۔ چنانچہ بلبل گل کی مصاحبت سے خواہان زر نہین ہے ۔ نہ مچھلی سیپ کی مجالست سے گوہر کی خواستگار ہے ۔ اسی مضمون مین کہا ہے ؎

حبابم مشت من از گوہر منت نہی آمد ۔ نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اور آپ نے فرمایا کہ خادم الخلائق کی نہبت کا مدار اسبات پر ہے کہ اگر تہی دستی کی وجہ سے دستگیری نہو سکے تو حاجتمندون کی حاجت روائی مین اعانت کے طریق پر چلنا چاہئے اور حاجتمند کو امیر و وزیر کے پاس لیجانا ۔ اور منزل مقصود کو پہنچانا چاہیے ۔ اگر انگشت مین گرہ کشائی کی قوت نہو تو بذریعۂ زبان قلم حاجتمندون کی سفارش کرنی چاہیے ۔ تہی کلامہ آپ کی سفارش کا رقعہ اکسیر ہے غربا و فقرا آپ کے رقعہ کو آیۂ رحمت جانتے ہین ۔ جس شخص کو آپکا رقعہ ملا گویا اُس نے رقعۂ زر پایا ۔ امرا آپکے رقعہ کو مانتے تھے ۔ آپکی سفارش سنتے تھے ۔

بردباری کا ذکر

آپ حلیم الطبع و سلیم المزاج و متواضع تھے اگر آپ کسی نا اہل جاہل سے سخت کلامی و درشتی سنتے تو چشم پوشی فرماتے تھے ۔ اور فرمودۂ الٰہی (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما) پر عمل کرتے تھے ۔ آپ فرماتے تھے کہ کلام تلخ ایسی دوائے تلخ ہے کہ اُسکا پینا مفید ہے شور و شر کو دفع کرتا ہے ۔ اور کلام تلخ کا جواب فتنہ و شر کا سبب ہوتا ہے ۔ ایکوقت کسی بزرگ نیک محضر نے مربان کلان مربا سے بھری ہوئی آپکی خدمت مین ہدیۃً بھیجی آپ نے جانی نام خادم کے حوالہ کیا ۔ جانی اُٹھا کے لے گیا ۔ پھر آپ نے مربان کو ایک ساعت کے بعد

دیکھا ربع حصہ خالی ہوگیا۔ آپ کو گمان ہوا کہ جانی نے تصرف کیا۔ اُس سے اسطرح
پوچھا۔ اے جانی اگر تو نے مرتبان مین ہاتھہ دہو کے ڈالا ہے تو بہتر ہے نہین تو باقی
تمام مربا بیکار ہوگا۔ جانی نے کہا سنئے مین نے ہاتھہ دہو کے مرتبان مین ڈالا تہا۔ آپ نے
فرمایا بہت خوب کیا۔ آپ کی چشم پوشی و معافی سبحان اللہ کیا خوب تہی۔ اللہ اللہ
بزرگان سلف کیسے ملائک صفت ہوتے تہے۔ عفو کرم حلم و تواضع انکا خمیر ہوتا تہا
واقع مین یہی شرفا انسان کامل ہوتے تہے۔ فی زماننا ہم خلاف کو ان کے خلاف
پاتے ہین۔ ابتو خادمون زیر دستون کو ذراسی تقصیر خطاب پر سخت سخت سزائین
دیتے ہین بلکہ کوتوالی مین بہیجتے ہین۔ انکی قدیمانہ خدمتون کو بہول جاتے ہین۔ رعونت
وغرور مین ایسے ست ہین کہ عفو و کرم و حلم و تواضع کے مفہوم کو نہین جانتے
اللہ تعالی ہم تمام کو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کے طریقہ پر چلین۔ اور
اُن کے واقعات کو عبرت کی نظر سے دیکہین۔

گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ اورنگ آباد مین ایک رات آپکی شال چوری گئی
چند روز کے بعد ایک دست فروش نے فروخت کے لئے بازار مین لایا۔ آپ کے کسی دوست
پاشاگرد نے شال کو پہچانا کہ یہہ حضرت کی شال ہے۔ خرید کے بہانہ سے حضرت کے
پاس لایا۔ اور عرض کیا کہ دست فروش کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اس سے استفسار کرنا کہ
یہ شال کہان سے لایا۔ آپ نے مخبر کی بات نہین سُنی اور فرمایا۔ کہ یہہ معاملہ حاکم وقت
کی پیشی مین جائیگا۔ مین مدعی ہونگا۔ مین اس بات کو پسند نہین کرتا ہون کہ دعوی
مین حاکم کے اجلاس مین بازاری آدمی کا مقابل ہون۔ شال واپس کردی اور
سارق کو چھوڑ دیا۔

عقل و فراست و فہم و کیاست

آپکی عقل و فراست و فہم و کیاست اسدرجہ پر تہی کہ ارسطو آپسے سبق لیوے اور افلاطون اصلاح۔ چنانچہ ایکروز جناب مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے پاس ایک شخص ہدیہ لایا۔ اور مولوی صاحب نے ہدیہ کو رشوت سمجھہ کے رد کیا۔ اُسوقت حضرت آزاد حاضر تہے۔ آپنے شخص مذکور سے کہا کہ اگر یہہ ہدیہ مجہکو دیتا ہے تو مین لیتا ہون۔ اُس شخص نے برضا و رغبت دیا۔ آپنے ہدیہ لیکے۔ مولوی صاحب کے سامنے رکہا۔ اور فرمایا مولانا یہہ میری ملک ہے مین آپکو دیتا ہون لیجیے اسمین رشوت کی آمیزش نہین ہے۔ مولوی صاحب نے مسکرا کے قبول کیا۔ حاضرین مجلس اس معاملہ کے دیکہنے سے تعجب کرنے لگے۔

نقل ہے کہ ایکروز سید غلام حسن مولوی فخر الدین کے درمیان نغمہ کی حلت و حرمت کی بابت باہم مباحثہ ہونے لگا۔ سید صاحب نغمہ کی تحریم کے دلائل بیان کرتے تہے۔ اور مولوی صاحب دلائل حلت۔ حاجی حسام الدین علامۂ سیاح سید کا طرفدار ہوا یہہ مباحثہ بہت بڑہگیا حضرت آزاد بہی اسی مجلس مین شریک تہے۔ ہرچند کہ آپنے رفع مناقشہ مین جسقدر کوشش کرنی تہی ادا کی لیکن کوشش مفید نہین ہوئی بامر لاچاری ایک تدبیر سوجہی۔ حاجی حسام الدین سے پوچہا کہ آپنے کہان کہان کی سیر و سیاحت کی۔ فرمائے۔ ہود علیہ السلام کی قبر کہان ہے۔ آپنے فرمایا یمن مین۔ آپنے فرمایا نہین شام مین ہے۔ حاجی نے کہا مین نے اُن کی قبر کی زیارت یمن مین کی آپنے کہا کہ مین نے ایک معتبر کتاب مین دیکہا کہ شام مین ہے۔ حاجی اپنی راستی پر مبالغہ کرنے لگا۔ حضرت آزاد بہی معارضہ کی زنجیر ہلاتے تہے۔ مولوی و سید

اپنا مناقشہ چھوڑکے آزاد و حاجی کے مناقشہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نغمہ کا مذاکرہ بہول گئے۔ جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ نغمہ منقطع ہو گیا۔ تب آپنے حاجی سے فرمایا آپ جو کچھہ کہتے ہین وہی صحیح ہے ہود کی قبر یمن مین ہے۔ آپنے مناقشہ کو حکمت عملی سے دور کیا۔

قوت حافظہ ۔ و لطیفہ گوئی ۔ و حسن ظرافت

آپکی قوت حافظہ نہایت ہی قوی تہی۔ جو بات ایک دفعہ سنتے وہ حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ پہر کبہی نہین بہولتے تہے۔ چنانچہ آپنے سرو آزاد مین سید عظیم الدین بلگرامی کے ترجمہ مین لکہا کہ ایک وقت قاسم کاہی کی یہہ بیت ان کے سامنے پڑہی گئی ۔ ع

چون ز عکس عارضش آئینہ برگ گل شود گر در آن آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود

بہت محظوظ ہوئے ۔ انہین ایام مین احمد آباد گجرات اپنے والد مہربان کے پاس گئے پہر پانچ برس کے بعد بلگرام مین آئے۔ آزاد سے پوچہا کہ وہ بیت خوب آپنے سنائی تہی فوراً آزاد نے سنادیا۔ سید متعجب ہوا۔

آپ لطیف الطبع و ظریف الوضع تہے۔ قاضی بیضاوی نے آیہ کریمہ (الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا) یعنے خدائے تعالیٰ نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی کی تفسیر مین کہتا ہے مثلاً جب مرخ کی شاخ کو عفار کی شاخ پر رگڑتے ہین یہانتک کہ دونون سے پانی ٹپکتا ہے آخر آگ انہون سے نکلتی ہے۔ جوہری صحاح مین کہتا ہے کہ مرخ و عفار دو درخت ہین ایسے آگ لینے مین عفار نر ہے مرخ مادہ ہے۔ آپنے سبحۃ المرجان مین لکہا کہ بیضاوی اگر ایسا کہتا کہ عفار کو مرخ پر رگڑتے ہین ۔ تو اسکی صورتین

زیادہ پڑھوتا۔ لیکن قاضی نے قول آلہی پر عمل کیا۔ فاتو حرثکم انا شئتم پھر آپنے
قاضی کے جانبسے خوش طبعی کے ساتھہ جواب دیا کہ آیہ کا معنی یہہ ہے کہ تم مباشرت
کرو بی بیون سے جسطرح چاہو۔

لطیفہ دیگر۔ سیف الدولہ میر بخشی آصفجاہ ثانی کی زوجہ کو درد زہ عارض ہوا۔ ولادت مین
دیر ہوئی۔ حاجی علی اکبر نامی تعویذ نویس جو بخشی کے دولتخانہ پر حاضر تھا۔ آسانی ولادت
کے لئے اُس سے تعویذ طلب کیا گیا۔ حاجی مذکور نے تعویذ لکھہ کے دیا۔ حق التعویذ
گیارہ پیسے مقرر ہوئے۔ اتفاقاً بچہ مردہ شکم سے برآمد ہوا اُسی دن حاجی کی ماں بہی
فوت ہوئی۔ حق التعویذ گیارہ پیسے حاجی کو دئے۔ اُسوقت کسی ظریف الطبع نے
کہا بچہ مردہ برآمد ہوا۔ حاجی صاحب اجرت کیون لیتے ہین۔ حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے فرمایا۔ ماں کا
کا کرایہ لیتے ہین۔ اسلئے کہ میر بخشی کا لڑکا پیادہ نہین چل سکتا ہے۔ حاجی کی گہوڑی پر سوار ہوکے جاتا ہے

لطیفہ دیگر۔ حضرت آزاد شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر غجدوانی کے تکیہ مین سکونت پذیر تہے
حسن اتفاق سے ایک مغل تازہ بخارا سے آیا۔ عصر کیوقت تکیہ مین وارد ہوا۔ حضرت شاہ محمود نے
اُسکو آزاد کے حجرے کے پہلو مین اُتارا۔ مغل نے رات اپنے حجرے مین گذاری۔ باوجود عدم تعارف
صبح آزاد کے حجرے مین آیا۔ اور کہا مین آپکا مہمان ہون۔ آپنے میری ضیافت نہین کی
آپنے فرمایا باوجود آشنائی قدیم ہمارے لئے کیا تحفہ لایا۔ ضیافت طلب کرتے ہین بعد ازان
ماحضر سے اُسکی عزت کی۔ مغل بخاری مرہون منت ہوا۔

لطیفہ دیگر۔ ایکروز ایک فقیر جو مدعی فضیلت تہا۔ اور خود کو شعرائے عرب سے شمار کرتا تہا
آپکے پاس آیا۔ اور عربی قصیدہ اپنا طبعزاد پڑہا۔ قصیدہ تمام پڑہنے کے بعد تحسین و تعریف کا
امیدوار ہوا۔ چونکہ قصیدہ شعرا کے عادات کے خلاف تہا و قواعد عربیت و موزونیت سے

خارج تھا۔ آپ نے اسکی تعریف اسطرح کی کہ آپکا قصیدہ خرق عادت ہے۔ آپکی مجلس مین کبھی کسیکی برائی نہین ذکر کی جاتی تھی نہ آپ کی زبان قلم سے یا قلم زبان سے لغو و بیہودہ لفظ و حرف نہین نکلتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

زحرف تلخ مبرّاست خانۂ آزاد ۔۔۔ کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید

لطیفہ دیگر۔ آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ فقیر کو عالیجناب غفران پناہ آصفجاہ سے محبت و اتحاد کامل تھا۔ اکثر اوقات مصاحبت رہی ہے۔ اتفاقاً ایک روز عین مجالست کے وقت ایک ہندو با ارادہ اسلام آیا۔ شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ عرض بیگی نے عرض کیا کہ نام کا امیدوار ہے فرمایا کوئی نام ایسا رکھنا چاہیئے کہ دین اسلام پر دلالت کرے۔ آزاد نے عرض کیا کہ دین محمد نام رکھو آصفجاہ نے فرمایا کہ کلھ ایک شخص مسلمان ہوا اُسکا نام دین محمد رکھا گیا۔ آزاد نے عرض کیا دین محمد جسقدر زیادہ ہو جائے بہتر ہے اللھم انصر من نصر دین محمد نواب بہت خوش ہوے یہی نام رکھا گیا۔

لطیفہ دیگر آپنے فرمایا کہ میسور کے سفر مین نواب نظام الدولہ اور مین ہاتی پر سوار جاتے تھے۔ میدان ناہموار و صحرائے ناہنجار مین گذر ہوا۔ تمام میدان سوار و پیادہ سے معمور ہوگیا۔ جدہر نظر پڑتی تھی اُدہر سوار و پیادہ دکھلائی دیتے تھے۔ نواب نے مجھہ سے کہا کہ لشکر کی رفتار کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ مین نے کہا جبر و اختیار کا مسئلہ مشکل زیادہ مسائل لاینحل سے ہے یہان حل ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی حرکات ایک ہی شخص کے تابع ہے اور اسے ایک کے حکم سے حرکت کرتے ہین۔

مقبولیت بارگاہ ایزدی

گل رعنا کے مولف نے لکھا آپ جب مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تھے اُسوقت ایک

عجیب و غریب واقعہ غیبی و کرشمہ وہبی نمود ہوا جس سے آپکی مقبولیت بارگاہ ایزدی مترشح ہوتی ہے۔ معتقدین پیر پرست و مستان الست کہینگے کہ کرشمہ و کرامت گویا خرق عادت ہے و حکمائے فلسفی مشرب اس کیفیت کو بخت و اتفاق پر محمول کرینگے ہو بعدا آپ مکہ مین سکونت کے زمانہ مین ایک روز جبل ثور جو مکہ معظمہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار برج ثور کی مانند واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت اسی غار مین رونق افزا تھے۔ خود آزاد صاحب ترجمہ مآثر الکرام مین لکھتے ہین کہ مین نے اُنتیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۵۲ھ ہجری مین جبل ثور کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اُسوقت گرما کا موسم ایسا سخت تھا کہ باد سموم تند و تیز برق تاز و حرارت خارا گداز تھی۔ فرودگاہ سے چند قدم برآمد ہوا کہ تشنگی کی حرارت نے غلبہ کیا۔ زبان خشک ہونے لگی۔ اور ہمراہ پانی اس خیال سے نہین لیا تھا کہ راستہ مین ملجائیگا راستہ مین کہین پانی بجز عرق نہین نظر آتا تھا۔ راستہ مین چند آدمی ملے جنکے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ بلحاظ شرم اُن سے سوال نہین کیا۔ خود اُن کے پاس اسقدر ہے کہ انکو کافی نہین ہے سائل کو کیا دینگے خاموش ہو گیا اور چلنے سے باز نہین رہا بمشقت تمام راستہ کے نشیب و فراز کو طی کیا۔ میرا جگر حرارت کی سوزش سے کباب ہوا۔ بمشکل تمام پائین پہاڑ پہنچا اب دوسری مصیبت پیش آئی کہ باوجود تشنگی و تکان پہاڑ چڑہنا چاہئے۔ افتان و خیزان کمر کوہ تک چڑہ گیا لیکن طاقت سے طاق ہو گیا۔ آگے بڑہنے کی قوت باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین کہ مین پانی کے شوق و خیال مین تہا۔ میرے آئینہ دل مین عجیب و غریب کیفیت نقش پذیر ہوئی۔ دیکھا کہ ایک بزرگ مجھسے دو تین قدم آگے چڑہ رہا ہے اور اُس کے ہاتھہ مین صراحی ہے۔ یکایک اسکی صراحی پتھر سے ٹکرائی۔ اُسکا نصف حصہ علی عزیز کے ہاتھہ مین

اور نصف اسفل کاسہ کیطرح بلندی سے نیچے آرہا تہا۔ اور اسمین پانی محفوظ تہا۔ فوراً اُسکو دونون ہاتہہ سے اخذ کرلیا۔ اور اُسی عزیز مالک سے اجازت لیکے پیا۔ بخدا وہ پانی ایسا شیرین وبامزہ تہا کہ ابتک اسکا مزہ حلق و زبان مین موجود ہے۔ جب خیال کرتا ہون لطف و مزہ خاص پاتا ہون۔ اسوقت خدائے جل شانہ نے بندۂ غریب و سوختہ دل کو آب رحمت سے سیراب فرمایا۔ فسبحان الذی ھو یطعمنی ویسقین انتہی کلامہ

ایضاً

جب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید و مظفر جنگ کے درمیان پہلچری مین مقابلہ معرکہ واقع ہوا نصارائے فرانسیس مظفر جنگ کے معین و مددگار رہتے۔ مقابلہ تمام روز رہا۔ طرفین منیران عدل مین برابر تہے۔ شام تک جنگ کا فیصلہ نہین ہوا تہا۔ نواب و دیگر امرانے نماز مغرب ادا کی آزاد صاحب ترجمہ امام تہے۔ نواب و امرا مقتدی تہے۔ آپنے نماز مین تفاءلاً سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ پڑہے۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد تمام مقتدیون نے تحسین و تعریف کی کہ سورہ موقع پر پڑہا گیا۔ انشاء اللہ تعالی ضرور ہم فیروز و کامیاب ہون گے۔ مخالفین بمصداق یدخلون فی دین اللہ اطاعت و اسلام کے دائرہ مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے عمداً تفاءلاً اسی سورہ کو پڑہا۔ دوسرے دن نواب نظام الدولہ کو فیروزی و کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی فال واقع کے مطابق ہوئی تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

ایضاً

جب ۱۱۷۴؁ہجری مین احمد شاہ درانی نے بہاؤ رئیس مرہٹہ پر مقام پانی پت مین فیروزی پائی آپنے فتح سے چہہ مہینے پیشتر تفاءلاً ایک غزل موزون کی تہی۔ چنانچہ آپ کی فال کا

آخر نتیجہ ظاہر ہوا۔ غزل یہہ ہے۔

شاہے رسید و ہند سیہ فام را گرفت
ماہے طلوع کرد و سر شام را گرفت

شکر خدا کہ کذلک تصحیح حک نمود
نقش غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت

چون ریش خویش شد علف تیغ بیدریغ
آن برہمن کہ سلطنت عام را گرفت

آخر ز تیغ خسرو غازی بریدہ شد
زلف ایاز کز دل خود کام را گرفت

انجام کار غیر ندامت چہ صرفہ برد
فیلے کہ راہ خانۂ احرام را گرفت

نازم باقتدار سلیمان کامگار
از دست دیو لشکر اسلام را گرفت

آمد خبر ز دہلی محروس در دکن
آزاد ما بمیکدہ گل جام را گرفت

رحمدلی

آپ رقیق القلب و رحیم الفواد تھے۔ کسی انسان و حیوان کو ایذا نہین دیتے تھے حتی المقدور جان کی حفاظت مین کوشش فرماتے تھے۔ آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ جب نواب نظام الدولہ بطور دورہ ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے۔ اُسوقت صحرائے پرفضا و مرغزار روح افزا مین شکار کے لئے گئے۔ حسب ضابطہ قراولون نے ہرن کو نواب کے خیمہ کے قریب لاکے بٹھلائے۔ نواب نے حاضرین محفل سے کہا کہ اس ہرن کو شکار کرنا یا آزاد کرنا چاہئے حاضرین نے دیکھا کہ نواب شکار کی طرف مائل ہے۔ نواب کی مرضی کے موافق کہا کہ شکار کرنا چاہئے۔ آخر نواب نے آزاد سے دریافت فرمایا۔ آزاد نے عرض کیا۔ اسوقت ایک نقل یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو عرض کرون۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ آزاد نے عرض کیا کہ سلاطین سلف سے کسی ایک بادشاہ نے کسی قیدی کے قتل کا حکم جاری کیا۔ رسم عام ہے کہ جب کسی کو قتل کرنا چاہتے ہین اُس سے دریافت کرتے ہین اُسوقت جو چیز مطلوب ہو ظاہر کرے۔ اگر وہ

جو حکم کرے اُسکی تعمیل کرتے ہین۔ جب بیربل سے استفسار کئے۔ اُس نے کہا میری
یہہ آرزو ہے کہ مین ایکمرتبہ بادشاہی دربار مین باریاب ہو جاؤن۔ اسکی خواہش کے موافق
دربار مین حاضر کئے۔ اور اُس سے استفسار کیا کہ کچھہ عرض کرنا ہے جواب دیا نہ خیر۔ جب
بادشاہ دربار سے برخاست کرنے لگا۔ قیدی نے عرض کیا کہ مین اگرچہ واجب القتل
ہون۔ لیکن بادشاہ پر حق مصاحبت ثابت کردیا۔ بادشاہ اسکی حسن تقریر سے
بہت خوش ہوا اور اُسکو آزاد کردیا بالفعل اس اسیر نے حضور پر حق مصاحبت ثابت
کردیا۔ آپ مختار ہین جو چاہین کیجئے۔ نواب نے مسکرا کے آزاد کردیا۔ میرزا جلال اسیر کا
شعر حسب حال ہے۔ ؎

اگر از مئی مروت قدحے چشیدہ باشی   کباب آہو نگاہ خلاصی او

ایضاً

صاحب ترجمہ سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ نواب نظام الدولہ اورنگ آباد مین سادات عرب کی
دعوت کی۔ قہوہ کا دور چلنے لگا۔ نواب نے بزرگان سلف کی طرح قہوہ دوست تھا
سادات مین سے ایک نے جو عقل و خرد سے خالی تہا کہا ع القهوة محرمة عند
بعض العلماء نواب نے آزاد سے پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے عرب کے قول کی
ایسی توجیہ کی کہ نواب خاموش ہو گیا۔ توجیہ یہہ ہے۔ سید عرب فرماتے ہین کہ بعض علما کے
نزدیک قہوہ معظم ہے لفظ محترم مادہ احترام سے ہے۔ آزاد کی توجیہ سے نواب نے سکوت
اختیار کیا۔ عرب صاحب سے بحث و تکرار نہین کی۔ مجلس برخاست ہونیکے بعد سید عرب نے
آزاد کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا مرحبا مولانا آپنے میرے کلام کی خوب توجیہ کی۔ نہین تو
نواب مجھہ سے سخت رنجیدہ ہوتا۔ انتہی کلامہ۔

بدیہی گوئی

آپ کو نظم فی البدیہہ کہنے مین قدرت کاملہ تہی۔ جب ارادہ کرتے فوراً موزون کر دیتے تہے طبیعت مین مضامین کی آمد تہی غور و فکر کی ضرورت نہین ہوتی تہی۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حضرت آزاد صاحب جمعہ ایک مجلس درس تدریس مین فرما رہے تہے کہ مجمع النفائس مین سراج الدین علیخان آرزو بابا فغانی کے ترجمہ مین لکہتا ہے کہ بابا فغانی کی یہہ ایک بیت مجکو نہایت خوش مزہ معلوم ہوتی ہے ؎

نخل قدرت کہ از چمن جہان بر آمدہ　　شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

پہر آپنے فرمایا شاخ کا بر آمد ہونا انسان کی صورت مین محض ادعا ہے۔ انسان مین بر آمد ہونا امر وقوعی ہے۔ اُسوقت آپنے بابا فغانی کے جواب مین ایک مطلع موزون کیا۔ ؎ طفلی بطرز نو ز دبستان بر آمدہ * یعنی پیری بصورت انسان بر آمدہ

ایضاً

ایکروز نواب معین خان بہادر ناظم اورنگ آباد نے آپسے کہا کہ میرے والد فرخ نژاد خان تحسین تخلص نے ایک ایسا مصرع موزون کیا ہے کہ اسکا ثانی مصرع موزون نہین ہو سکتا ہی وہ مصرع یہہ ہے ؎ کاغذ سوختہ ام خندہ من نزع من است۔ آپنے اُسیوقت فی البدیہہ یہہ ایک مصرع موزون کر دیا۔ **وھوھذا** صبح افروختہ ام خندہ من نزع من است صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است * پہر اسی غزل کو تمام کیا۔ **وھوھذا**

صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است	برق افروختہ ام خندہ من نزع من است
شرر پا بر کابم کہ نظر بر رخ غم	دود طرب وختہ ام خندہ من نزع من است
در شبستان جہان رسم طرب از گل ریزہ	خوب آموختہ ام خندہ من نزع من است

گفت آزاد برین مصرع تخمیس غزلے   کاغذ سوختہ ام خندۂ من نزع من است

صلح پسند

گل رعنا کے مولف نے لکہا ایک رات بتقریب عرس حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ کے مکان پر تمام شہر کے مشائخ و امرا مجتمع تہے۔ شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر بہی تشریف لائے۔ سید موصوف بسبب رعونت تعظیم کے لئے نہین اُٹہے۔ شاہ محمود رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوئے۔ سید بہی بدستور شاہ صاحب کے طرف متوجہ نہین ہوا۔ دیر تک سید و شاہ صاحب عالم سکوت مین رہے۔ حضرت آزاد اس فکر مین تہے کہ دونون بزرگون مین باہم صلح ہو جائے۔ اور شیخین کے دلون سے کدورت دور ہو جائے۔ آپ دونون کے قریب آئے۔ اور بیٹہہ گئے۔ اُس روز سید صاحب چہینٹ ہزارہ کا جبہ زیب بدن کئے ہوئے تہے۔ کہ ہزارہ اُس چہینٹ کو کہتے تہے جس کے گل و بوٹے مختلف ہوتے تہے کہ آپنے دونون بزرگون سے خطاب کرکے فرمایا ای حضرات اس چہینٹ مین صوفیہ کرام کا مسئلہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ حق تعالی کی تجلی مین تکرار نہین ہوتی ہے۔ آپ کے اس قول سے دونون بزرگ مسکرائے۔ اون کی بستگی کشادگی سے مبدل ہوگئی۔ دونون بزرگ باہم مکالمہ کرنے لگے۔ اور اُٹہے اور فرمایا خدا تعالی عالم ہستی سے خارج ہے۔ اور عالم کے ہر ایک جز مین موجود ہے واحد کی طرح۔ علمائے حساب واحد کو اعداد کے نہین شمار کرتے ہین اور وہ تمام اعداد مین موجود ہے۔ یہہ مضمون رباعی مین موزون کیا گیا ہے۔

رباعی

احد برون ز عالم ایجاد است   اما پیدا بجملہ افراد است
شک نیست کہ واحد نبود از اعداد   لیکن موجود در ہمہ اعداد است

پھر فرمایا کہ اس عالم میں جو تمام سے کمتر ہے۔ عالم اخری میں تمام سے برتر و بہتر ہے جیسا کہ کتاب کے صفحہ میں انتہائے صفحہ کا کلمہ اس صفحہ کے تمام کلمات سے موخر ہے لیکن دوسرے صفحہ کے تمام کلمات و فقرات سے مقدم ہے آپنے اس مضمون کو موزون کیا۔ هو هذه

حرف ختم صفحہ تاج صفحہ آیندہ است	پھر فراز آنجہان باشد ذلیل اینجہان

آپ کے علم و فضل کا ذکر

آپ جامع کمالات انسانی و مظہر انوار تجلیات ربّانی تھے۔ برہان قاطع معقولات و میزان عدل منقولات شیرازہ بند دفتر صلح کل۔ آب و رنگ بہار تفضل۔ پیشوائے ارباب بلاغت و قدوۂ صاحبان فصاحت مفتاح کنوز الہی۔ و مصباح رموز نامتناہی آپکا تبحر علم و فضل علمائے معاصرین کے نزدیک مسلم الثبوت تھا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تھی۔ شعرگوئی و شعرفہمی کی استعداد خداداد تھی۔ آپ علوم و فنون کی تکمیل سے پہلے ہی شعر موزون کرنے لگے۔ آپکے اشعار سنجیدہ و پسندیدہ ہوتے تھے۔ مضامین تشبیہ و استعارہ کے زیور سے آراستہ ہوتے تھے۔ جب آپ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ درس و تدریس میں ہمہ تن مصروف ہوئے اور شعرگوئی کے میدان میں ایسی سبقت کی کہ امثال و اقران میں مقدم ہو گئے۔ اور اساتذہ کے زمرہ میں شمار کئے گئے۔ عربی و فارسی و نون زبان میں موزون فرماتے تھے۔ اور اپنے جد اعلی مولانا عبد الجلیل بلگرامی اور اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے آپکا کلام کیا ہے گویا الہام ہے باوجود بسیار گوئی کلام کو خوبی و خوش اسلوبی کے قالب میں بطرز عجیب و غریب ڈھالتے ہیں۔ خیالات نفائس کا فوٹو نہایت خوشنما پیرایہ میں

کھینچتے ہین۔ مضامین کو تشبیہ و استعارہ کے نوادر زیور سے سجاتے ہین۔ آپکا کلام معجز نظام اعجاز عیسوی کا دم بھرتا ہے۔ اور اپنے ید بیضا سے سحر سامری کا بازار سرد کرتا ہے آپ صاحب تالیف و تصنیف ہین۔ عربی و فارسی مین آپکے متعدد دیوان مدون ہین چونکہ آپکے اکثر قصائد حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین ہین۔ آپکو حسان الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ آپنے عربی اشعار کو ایسی ایسی تشبیہات سے آراستہ فرمایا کہ اہل عرب آپکی تقلید کرنے لگے۔ ہند مین ابتدائے فتح اسلام سے کوئی شخص ایسا پیدا نہین ہوا۔ اکبری عہد کے بعد آپ ہی ایک ایسے بزرگ ہین کہ تذکرہ نویسون مین مقدم و مستعد مانے جاتے ہین۔ تاریخ و تذکرہ نویسی مین قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے آپکی تصنیفات سے متعدد کتابین متداول و متعارف ہین۔ ازانجملہ تذکرہ خزانہ عامرہ[1] و ید بیضا[2]۔ و سرو آزاد[3]۔ و غزلان الہند[4]۔ شرح بخاری[5] تا کتاب الزکوۃ۔ و شمامۃ الہند[6] فی ذکر الہند[7]۔ تسلیۃ الفواد[8]۔ سند السعادات[9] فی حسن خاتمۃ السادات۔ روضۃ الاولیائے خلد آباد[10]۔ ماثر الکرام[11]۔ سبحۃ المرجان[12] فی آثار ہندوستان۔ دو دیوان عربی سہ ہزار اشعار دیوان فارسی پنجہزار بیت۔ خود آزاد صاحب ترجمہ خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ مین نے کلام عربی کو طرز خاص سے ادا کیا ہے۔ اور بابل کے افسانہ گویون کا بازار سرد کیا ہے مین طوطی ہند ہون قمریان عرب کے ساتھہ ہمدم و ہم نوا ہون و نغمہ سنج پورب ہون باخوش نوایان حجاز ہم آواز۔

من قولہ

سخن عربی را بطرز خاص ادا میکنم و بازار افسون خوانان بابل می شکنم۔ طوطی ہندم با قمریان عرب دمسازم و نغمہ سنج پوربم باخوش نوایان حجاز ہم آواز۔ دیوان فقیر در حرمین شریفین

وبلاد یمن و مصر شہرت و محافل عرب عربا باین غربت تازہ وارد معمور گویا شوکت
بخاری از زبان من گوید ؎

شنیدہ اند بتان یمن کلام مرا + نوشتہ اند بآب عقیق نام مرا + انتہی کلامہ
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سید حسین بغدادی جو عالم فاضل و شاعر علامہ تہا بغداد سے
عازم ہند ہو کے شہر اورنگ آباد مین وارد ہوا حضرت آزاد سے ملا چندروز باہم خوب ملاقات
رہی۔ آپ کے قصائد نعتیہ سنکے وجد کرتا تہا۔ آپکی فصاحت و بلاغت کی داد دیتا تہا۔
جب سید بغدادی عربی اورنگ آباد سے عازم بغداد ہوا۔ آپکے دیوان کے دو نسخے ہمراہ لیگیا
بندر مسقط مین پہنچ کے ایک خط عربی عبارت مین مورخہ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۸۰ سنہ ہجری آپکی
خدمت مین بہیجا۔ خط مذکور بتاریخ دہم رمضان سنہ مذکور شہر اورنگ آباد مین پہنچا۔ اسمین
لکہتا ہے کہ حسن اتفاق سے یہان بصرہ و بحرین کے علما و شعرائے اکابر جمع ہوئے مین نے
آپکا عربی دیوان علما کے مجمع مین پیش کیا۔ تمام نے دیکہا اور پڑہا بہت پسند کیا ہر ایک
مرحبا مرحبا واہ واہ کہتا تہا۔ اشعار کے مضامین پر وجد کرتے تہے۔ اور تعجب کرتے مین
کہ ہندی الاصل جسکی نشو نما ہند کی سرزمین ہوئی ہو کسطرح زبان عربی اہل زبان کی طرح
کہتا ہے اور اشعار مین مضامین فصاحت و بلاغت ایسے باندہتا ہے۔ منجملہ علمائے بحرین
حضرت شیخ عبد العلی بحرینی نے جو اجل علما سے ہے کہا۔ واللہ لو ادعی النبوۃ
فی الھند صاحب ھذا الدیوان لصحت دعواہ یعنی قسم خدا اگر دعوی نبوت
کند در ہند صاحب این دیوان ہر آئینہ صحیح شود انتہی مضمون المکتوب۔

میرزا محمد امین مثل قطعہ خواجہ حافظ شیرازی جسکا اول یہہ ہے ؎

بعہد سلطنت شاہ ابو اسحق + بہ پنج شخص ملک فارس بود آباد الخ کہتا ہے ؎

درین زمانه که ارباب فضل کمیاب اند	ز بلگرام دو شخص اند در سخن استاد
یکے امام زمان سید غلام نبی	رساند فطرت او شعر هند را بمراد
کلام فائق آن شهرهٔ دیار عرب	زخوبی سخن این بهند شور فتاد
نگاه دار همیشه الٰهی ایشان را	بمرسل عربی و آله الامجاد

حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے دیوان فارسی سے چند اجزا خان آرزو کے پاس اورنگ آباد سے دہلی بھیجے - خان آرزو نے جواب مین لکھا کہ مین نے آپکے اشعار اول سے آخر تک دیکھے کوئی شعر لطف و مزے سے خالی نہین انتہی کلامہ -

بخدا خان آرزو کی زبان سے حرف راست و درست مطابق واقع برآمد ہوا - دیوان کے مطالعہ سے آپکے کلام فصاحت التیام کی خوبی و نازکخیالی معلوم ہوتی ہے -

جب آپ سبحۃ المرجان کی تصنیف سے فارغ ہوئے - چاہا کہ ایک نسخہ دیار عرب مین روانہ کرین بمقتضائے وقت انہین ایام مین فیمابین نصاری و اعراب مناقشہ واقع ہوا بسبب فتنہ و شر علما و اکابر تجار بصرہ و بحرین سے حفظ جان و مال کے لئے سرزمین مسقط مین پناہ گیر تھے - آپنے ایک نسخہ مع خط عربی بنام سلطان مسقط امام احمد بن سعید نواب قائم الدولہ حاکم بندر سورت کے پاس بھیجا - اور لکھا کہ آپ اپنے ذریعہ سے امام مسقط کے خدمت مین روانہ کرین - نواب موصوف نے کتاب مکتوب کو روانہ کیا - امام نے نامہ کا جواب بتعظیم تمام و تعریف کتاب مع ہدیہ بھیجا - **هو هذه** -

بسم الله الرحمن الرحیم

من عبد الله المتوکل علیه المعتصم به امام المسلمین احمد بن سعید بن احمد بن محمد البوسعیدی الی حضرة افصح الائمة لسانا وابرعهم بیانا واحدهم

عقلاً و اثبتہم نقلاً الشیخ الاستاد علامۃ الدھر و فریدۃ العصر آزاد الحسینی الواسطی البلگرامی سلمہ اللہ تعالی۔ احی رسوم الفصاحۃ بعد ان عفت و اطلع شمسہا بعد ان انکسفت و اجری میاہہا بعد ان غاصت و شید ارکانہا بعد ان انہاصت الخ چونکہ خط دراز ہے تخمینا پچاس فقرے نثر مین اور چند اشعار نظم مین تہے۔ طوالت کی وجہ سے باقی فقرات کو قلم انداز کیا۔

ضمیمۂ دوم

آپ دکن مین تمام عمر اعزاز و اکرام کے ساتھہ رہے۔ اہل دکن امرا و فقرا کل آپ سے مانوس و موافق تہے۔ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نظر مین آپ معزز و مکرم رہے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید آپکی بہت ہی خاطر و مدارات فرماتے۔ آپکو تا بہ شہادت اپنی مصاحبت مین رکہا۔ آپکے دائرۂ تلمذ مین داخل ہوا۔ آپکی صلاح سے اپنا کلام درست کرتا رہا آپ ناصر جنگ کی مجلس کے رونق تہے اگر رات ہو تو روشن چراغ۔ اگر دن ہو تو آفتاب روشن تہے۔ سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب رہتے تہے۔ شہید مرحوم آپ سے جدا رہنا پسند نہین کرتا تہا۔ آپکی صحبت کو غنیمت سمجہتا تہا۔ اسیطرح نواب نظام علیخان آصف جاہ دوم بہی آپکی بہت قدر کرتے تہے۔ چنانچہ مآثر آصفی کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت آزاد بتقریب سیر یا بطلب بعض احباب حیدرآباد تشریف لائے اور شاہ علی بنڈہ پر قریب دروازہ علی آباد لب سڑک پر فروکش ہوئے۔ قائم الدولہ نے آپکی تشریف آوری سے خبر دی آپنے فرمایا۔ کہان فروکش ہوے وہ ہمارے مہمان ہین انکو مکان عزیز پر اُتارنا چاہئے۔ قائم الدولہ نے فرمایا کہ علی آباد کے دروازہ کے قریب فروکش ہین فرمایا آج ہم اس راہ سے تفرجاً جائین گے۔ محل فرودگاہ کے قریب

سواری پہنچے تو ہمکو مطلع کرنا۔ آپ حسب قرارداد سہ پہر کو ہاتھی پر سوار دروازہ کے قریب پہنچے نقیب نے عرض کیا حضور یہہ آزاد کا فرودگاہ ہے۔ آپ ہاتی سے اُتر رہے تہے کہ حضرت آزاد حاضر ہوئے نذر دکہلائی۔ حضور خیر و عافیت دریافت کر کے روانہ ہو گئے۔ سیر سے مراجعت کر کے آئے۔ قائم الدولہ کو حکم کیا کہ حضرت آزاد کے لئے ایکہزار روپیہ مع فرد قادم و شصت سیر بہجد یجئے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت آزاد نے عطیہ حضور کو منظور فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز آپ حضور سے ملے۔ حضور آپکی ملاقات سے بہت مسرور ہوئے۔ پوچہا آپ کبتک یہان رہین گے۔ آپنے فرمایا۔ چندروز۔ حکم صادر ہوا۔ کہ آپ ہمارے مہمان ہین ہر روز صبح و شام آپکے لئے خاص ہمارے خاصہ سے ماحضر طعام بہیجتے رہین۔ جب تک آپ رہے خاصہ کے طعام سے سرفراز رہے دیکہو سرکار آصف جاہ اول کے زمانہ سے اس عہد تک وہی شان مہمان نوازی۔ و علما و فضلا کی قدر دانی۔ اور ہر ایک اہل ہنر کی جوہر شناسی نسلاً بعد نسلٍ میراثاً ابا عن جد مسلسل نظر آتی ہے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت تو مہمان غریب کی ایسی مہمانی و خاطرداری فرماتے ہین کہ وہ وطن کو غربت اور دکن وطن قرار دیتا ہے۔ اور آپکے سایۂ عاطفت مین ایسا جمتا ہے کہ مر کے اُٹہتا ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت میر محبوبعلیخان نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ ششم مع صاحبزادگان بلند اقبال دائم و قائم رکہے آمین ثم آمین۔

تعمیر عافیت خانہ کا ذکر

آپ نے سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین عزم جزم کیا کہ اس مسافر خانۂ ناپائیدار سے دار السرور پائیدار کی طرف رحلت ضرور ہے۔ پس زاد راحلہ کی فکر کرنا چاہئے۔ راتدن اعمال خیر و افعال پسندیدہ

کئے جاتے تھے۔ اور مکان اصلی و وطن ابدی کیطرف جانیکے لئے مستعد رہتے تھے۔ آپنے جسم خاکی کے دفن کیلئے ایک قطعۂ زمین روضۂ خلد آباد قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین غریب خرید کیا۔ اور وہاں قبر بنوائی۔ تاکہ اس قالب سے روح کے برآمد ہونیکے بعد آسانی سے جسم فانی کو اسمین دفن کرین۔ اور آپنے اُسکا نام عاقبت خانہ رکھا۔ عاقبت خانہ کی آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ و عرس عظیم الشان منعقد فرمایا۔ جشن مین شعرا و امرا و مشائخ کو دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوائے اور طرح طرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی خاطر و مدارات و تواضع مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے یہہ جشن وداعی ہے۔ غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع آپ ہر ایک سے فرماتے تھے۔ ھذا فراق بینی و بینک آپکے اس فقرہ سے ہر ایک کے دل پر حسرت و رقت موثر ہوتی تھی۔ آپ ہشاش و بشاش تھے فرماتے تھے یہہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبی مین باہم ملینگے۔ یکے بعد دیگرے اُسی مقام اصلی مین پہنچ جائین گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچھے پہنچیگا۔ طعام سے فارغ ہونیکے بعد آپ نے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے معافی چاہی۔ شعرانے آپکے عاقبت خانہ کے تعمیر کی تاریخین کہین۔ اور آپکی مدح سرائی مین قطعات مدحیہ و دعائیہ لکھے۔ مین نے یہہ واقعات کتاب مسمی تنبیہات کین فے جلائل حضرت محبوب سبحانی مولفہ میر غلام علی ارشد تخلص مین دیکھے۔ اور یہی اسمین اکابر اسلام تذکرے تھے۔ افسوس وہ نسخہ نادر الوجود رود موسی کی طغیانی مین برباد و تلف ہو گیا۔ اُسکی گم ہونے پر مجھکو سخت رنج والم عائد حال ہے۔ بامر لاچاری صبر و شکر اختیار کرتا ہون۔ اس جشن کے بعد آپ پانچ سال تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رخصت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکی رحلت سے

مشاہیر شہر و مشائخ کرام و امرائے عظام کو بہت رنج و غم لاحق ہوا۔ تمام مشائخ و بزرگان شہر نے آپ کی تجہیز و تکفین کرکے آپکا جنازہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ لیجاکے خانۂ معہود مین دفن کیا۔ کسی شاعر نے آپ کی رحلت کا مادۂ تاریخ نکالا۔ ع آہ غلام علی آزاد ۱۲۰۰ھ

سخن دانی و سخن فہمی کا ذکر

آپ ایسے ذکی الطبع و سریع الفہم تھے اشعار مالاینحل کو آسانی سے حل کردیتے تھے۔ اساتذہ و قدما کے کلام کی توجیہ واقع کے مطابق فرماتے تھے۔ محاورات و اصطلاحات سے ماہر تھے استعارات و تشبیہات کے رموز سے واقف تھے۔ کلام کی بلاغت و فصاحت کو خوب پہنچتے تھے مضامین کی خوبیان و معانی کی نازکخیالان۔ و صنایع بدایع کی موشکافیان صراحت و وضاحت کے ساتھہ حسن تقریر سے کرسی ظہور پر جلوہ افروز فرماتے تھے۔ سامعین و طالبین آپکی تقریر دلپذیر سے محظوظ ہوتے تھے۔ اور کلام کے حسن و قبح سے واقف ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت جامع العلوم و الفنون تھی۔ اور خاص آپ کی طبع سلیم ہر ایک علم و فن سے مناسب تھی جس فن و علم کا طالب آپکی خدمت مین آتا تھا مستفید ہوتا تھا۔ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و کامیاب ہوتا تھا۔ آپ اورنگ آباد دکن مین شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت پذیر و گوشہ نشین تھے۔ قطب کی طرح جمے ہوئے تا بزندگی مقام تکیہ سے نہین نکلے آپ کی شہرت ہند و سندہ عرب و عجم کے اطراف مین کہوم رہی تھی۔ آپ شب و روز درس و تدریس و اصلاح شعر و شاعری مین مصروف رہتے تھے۔ آپکی مجلس مین مذاکرہ علوم و فنون کا جوش و شعر و شاعری کا خروش رہتا تھا۔ آپکے حلقۂ درس مین طلباء عرب و عجم رہتے تھے۔ آپکی بدولت دکن مین اکثر پیرایۂ علم سے آراستہ ہوگئے۔ مثلاً مولانا عبد الوہاب افتخار مولف تذکرۂ بی نظیر و عبد القادر مہربان فخری۔ و افضل بیگ خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا

ولچھمی نرائن شفیق مولف گل رعنا وغیرہا وغلام علی ارشاد مولف تنبیہ الشاکین۔ ومولانا رفیع الدین قندہاری۔ ونواب ناصرجنگ شہید وغیرہم۔یہہ تمام آپکے خوان نعمت سے مستفید ہوئے ہین۔اب مین بطور نمونہ آپکی تحقیقات مسائل مختلفہ وحل مشکلات مالاینحل سے دوایک مثالین ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ میرے کلام کی تصدیق۔ اورحضرت آزاد صاحب ترجمہ کی ذکاوت ذہن وسرعت فہم کا اندازہ ہوجائے ایکروز وقت صبح نواب شہید کے دیوانخانہ مین شعرا وامرا مجتمع تھے۔ نواب نے غزل پڑھنی شروع کی ایک شعر مین سروخرامان یعنی درخت سرو باندہا تھا۔موسوی خان جرأت نے کہا کہ سروخرامان معشوق کے قد پر صادق آتا ہے۔درخت سرو پر اسکا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے۔نواب نے آپکے طرف اشارہ کیا آپنے فرمایا کہ میرزا صائب نے سروخرامان سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

ایک رہ برآر از آستین دست نگارین در چمن   تا دستہا پنہان کند سروخرامان در بغل

نواب شہید بہت محظوظ ہوئے اوربیت کو حفظ کرلی۔جرأت نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ درخت زمین گیر کو خرامان کہا۔آپنے جواب مین فرمایا۔شعر کی بنا تخئیل پر ہے۔درخت ہوا کی تحریک سے ہلتا ہے گویا خرامان کرتا ہے۔ایسا ہی آپنے سلمان ساوجی کا شعر بھی تائیداً بیان کیا ؎

سرو از صبا گررو چنان تا چون قدت شد باروان   ہرچند بخرامد بان سروخرامان کی رسد

آپ کے نظائر وشواہد سے تمام حاضرین مجلس خاص مولانا جرأت خاموش ہوگئے۔اور آپکی معلومات وشعر فہمی کی تعریف کرنے لگے۔آپکی سخن دانی وسخن فہمی کا کامل اندازہ آپکی تالیفات وتصنیفات دیکھنے سے ہوتا ہے۔طوالت کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کیا۔اگر

کوئی طالب تحقیق وشائق ہو تو آپ کی تالیفات کو دیکھے۔

تاریخ گوئی کی مہارت کا ذکر

آپ تاریخ گوئی مین فرد کامل تھے اکثر واقعات خوشی وغمی کی تاریخین موزون فرماتے تھے۔ اشعار موزون مین ایک مصرع یا نصف یا زائد مادۂ تاریخ وسن واقعہ ہوتا ہے بحساب جمل حروف ابجدی پورا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ آپکے قطعات تاریخی بیشمار ہین اگر جمع کئے جائین تو ایک کامل کتاب مفید ہو جائے۔ مین چند تاریخی قطعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے لطف اُٹھائین۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ ہند۔ وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدینخان بہادر و نواب میر قمر الدینخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر یہ ارکین ثلاثہ یکے بعد دیگرے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے باسقاط شش عدد تعمیہ تاریخ کہی۔ ؎

گشت تاریخ چون شنیدم آہ ۔۔۔ موت شاہ و وزیر آصفجاہ

ایضاً

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فنا دخیف سہ دریگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان با وزیر آصف دہر

تاریخ شہادت نواب ناصر جنگ بہادر مرحوم

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ وفات شجاع الدولہ

کرد از عالم فانی رحلت	سرور غالب صاحب صولت

گفت تاریخ این ظفر آزاد — نصرت بادشاه عالیجاه
۱۱۷۳ھ

ایضاً

شاه باکر را پس از دتا به گشت — کرد در انجام و در آغاز فتح
سور نائے خامۂ تاریخش نواخت — شاه دُرّانی نموده باز فتح
۱۱۷۴ھ

ایضاً

باکو با فوج خود تلف شد — از دست مجاهدان قتّال
تاریخ شکست فوج کفّار — فرمود خرد غنیم پامال

تاریخ فتح کشمیر

کشمیر گرفت بار دیگر — سلطان احمد بزور شمشیر
فرمود زبان تیغ تاریخ — او فتح نمود باز کشمیر
۱۱۷ھ

منه تاریخ رحلت میرزا خان رسا

شیرازۂ نظم میرزا خان — هم نثر بفکر او مباهی
تاریخ وفات او خرد گفت — پیوست برحمت الٰهی
۱۱۷۴ھ

منه تاریخ رحلت موسوی خان جرات

موسوی خان کلک گهربار — آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد — کرد جرات وداع دنیا را
۱۱۷۵ھ

منه تاریخ رحلت سراج الدین علیخان آزاد

خان والاشان سراج الدین علی — شمع رونق بخش بزم گفتگو
زود رقم آزاد سال رحلتش — رحمت کامل بروح آرزو
۱۱۶۹ھ

منہ تاریخ میر محمد افضل الہ آبادی ثابت

استاد زیان کہ کرد تعلیم   اعجاز سخن بکلک صامت
تاریخ برائے رحلت او   فرمود خرد رحیل ثابت
۱۱۵۷ھ

اب مین آپکے اشعار آبدار فارسی بترتیب ردیف گزارش کرتا ہون۔ هوهذا

الٰہی نالۂ گرمی دل دیوانۂ مارا   کرامت کن نہال آتشینی دانۂ مارا
بدہ در دست زنگار ہوس آئینہ دل را   ز حسن خویش کن آباد حیرت خانۂ مارا
گریبان را نظر بر زرشتی مہمان نمی باشد   مبرا ز باغ بیرون سبزۂ بیگانۂ مارا
درین محفل مکن از دست مردم آبریزی   تو گردش دہ برنگ آسمان پیمانۂ مارا

وله

برار ز مد بسم اللہ تیغ خوش مقالی را   مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
چو آن زلفے کہ بعد از شانہ کردن یار بر بندد   بجمعیت رساند صبر من آشفتہ حالی را
نگاہے ہست چشم یار را با چشم گریانم   کہ بستان در دست میدارند ابر نیسکالی را

وله

گرچہ فرمود ز بند قفس آزاد مرا   گشت بیرون قفس منت صیاد مرا
بلبلے دور ز گلزار بزاری میگفت   خاطر عاطر گل کاش کند یاد مرا

وله

کرد تا آہنگ رفتن محمل جانان ما   چون جرس در سینہ می غلطد دل نالان ما

وله

مزاج کم کسے را الفت اول بجا ماند   بر در بیکسی سنجیدہ ام اسباب یاران را

وله

بے فنائے خود میسر نیست دیدار شما   میفروشد خویش را اول خریدار شما
منکہ باشم تا شوم در بزم والا بار یاب   میکنم سر را فدا بر پائے دیوار شما

وله

سفیدی آمدہ بیوقت زلف پر خم را   مبین بچشم حقارت بلائے رقم را
اسیر دام دو معشوق می شود رسوا   برآور دو ز چمن آفتاب شبنم را

کردم علاج درد دل خود ز درد دل | از می توان شکست خمار شراب را
در وصل بیقراری عاشق نمی رود | دارم گواه خویش گل آفتاب را

وله

ز خود گذشتم و در عالم دگر رفتم | مریض عشقم و تبدیل می کنم جا را
دو چشم او دل آزار را ز پا فگند | دو ناتوان زده بر خاک یک توانا را

وله

با سر به سر و کار ندارد و بصر ما | خاک قدم یار بود در نظر ما
والله که ما طاقت پرواز نداریم | صیاد چرا می شکند بال و پر ما

وله

ای مصور از تو آید اینقدر تدبیر ما | با شبیه آن پری پیکر مکش تصویر ما
التماس آشنایان را میفگن بر زمین | قابل گوش تو باشد گوهر تقریر ما

وله

ساقی ما جا و بیجا میدهد پیمانه را | یا الهی هوش ده این قاسم دیوانه را

وله

می داد چشم یار دل زخم دیده را | داند که نافع ست جراحت رسیده را
خطش دمید و وحشی دل را اسیر کرد | تو چاکری گرفت غزال رمیده را
پیری رسید بر در طاعت مقیم شو | ضایع مساز حلقهٔ قد خمیده را
نازم به صاحبی که سراپا مروت ست | آزاد کرد پیر غلام خریده را

وله

با گل پیام گفت ز برگ گیاه ما | شاباش بر نسیم سفارت پناه ما
تسخیر دل نمود بطوریکه واه واه | هرچند خورد سال بود بادشاه ما

وله

همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم | تار و پود شعله و آب ست در دامان ما

وله

با توانا نیست روز ناتوان روشن شود | گر کتان را افگنی در آفتاب و ماهتاب

وله

بادشاها خاطر آزاد را آباد کن | ننگ سلطان ست در اقلیم و شهر خراب

وله

دست طلب عنبر و گوهر شنیدنی است | یکبار طرّه و سخن او شنیدنی ست

بی فیض قابل دم تیغ اجل بود   شاخی که برگ و بار ندارد بریدنی ست

وله

نامه را در پیش پای قاصد افگندی سجاست   خاکساری اثرها در وصول مدعاست

گفتم آن یار که باشد شمع این محفل کجاست   آمد آواز که در دل جوی گفتم دل کجاست

بیا که چون گهرم هنوز چشم تر باقی ست   تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقی ست

توان رساند ببالین حضرت صیاد   ز مرغ بسمل و مشت بال و پر باقی ست

وله

دل با علو همت خود از جهان گذشت   بر پشت این براق ز ته آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت   بیمار شد کسیکه برین گلستان گذشت

وله

در هجر از خرابی احوال ما مپرس   یعنی که در قلمرو ما بادشاه نیست

وله

دست هوس مزن کمر یار نازک ست   شوخی مکن چو آبله که این کار نازک ست

دل از غبار خاطر خویش بشکند   این شیشه لطیف چه مقدار نازک ست

ای باد صبح مرضی او دیده عرض کن   پیغام من که نازک و بسیار نازک ست

وله

بوده آهوی صیاد شناس   دام در راه تو چیدیم عبث

وله

شراب خورده ز میخانه شد روان کج مج   کلاه گوشه بسر حرف زو زبان کج مج

وله

معاشران سبب پیچ و تاب می پرسند   ندیده اند مگر زلف جابجا کج مج

وله

خوش قدان ساغر بکف چو شاخ گل ایستاده اند   شاید از دست کسی زین بستان گیرد قدح

کسی چه رنگ اقامت درین زمین ببرد   نشد ز آبله خار این بیابان سرخ

سپهر پایه دولت تبلیغ رو بخشند   رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ

عمری بسوی خانه ما گذر نکرد   روزی که کرد زود گذشت و خبر نکرد

با آنکه صبح و شام ازین راه میرود   یکبار جوی گور غریبان نظر نکرد

در بزم دوش جانب ما ملتفت نشد — اینهم غنیمت است که ما را بدر نکرد

وله

خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید — فوج هندوستان بتسخیر ملک عنبر رسید
پیش گل بی رتبه می گردد بهار یاسمن — قدر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید

وله

سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می‌شود — نیشکر را نبا لا کم حلاوت می شود

وله

ساقیا امروز به فیض جست و باران میرسد — فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد
میتوان تا دامن صحرا باستقبال رفت — در چنین روزی که ابر از کوهساران میرسد
کیست تا بارے نگهدارد عنان هوش را — با هزاران ساغر گل نو بهاران میرسد

وله

در کوی یار از دل من ناله میرود — دل نیز عنقریب بدنباله میرود
دارد شراب طرفه دهان و دو چشم یار — هوشم ازین ثلاثه غساله میرود
اشکم ز بلگرام بر آید بسوی شوق — مانند رود گنگ به بنگاله میرود

وله

دل آرام مرا گیسوی مشکین بر قدم افتد — چو هندوی سیه فامی که در پای صنم افتد

وله

ابروی یار و چشم تر ما نظر کنید — ماه ربیع و آب روان را نظر کنید
سحبان باین عبارت رنگین سخن نکرد — تقریر آن دو نرگس شهلا نظر کنید

وله

نیلوفر از شگفتن شبها ادا کند — چون یار رفت دیده خود بر که وا کند
یکبار هم بطرف مزارش نمیروند — این جبر بیکسی که بخوبان وفا کند
صیاد لا ابالی من صید تشنه را — در وادئی که آب ندارد رها کند

وله

عطر حسن خلق و زر وقتی که یکجا میشود — قدر صاحب دولتان چون گل دو بالا می شود
میکند طوطی سخن اما پس از آموختن — بلبل خوش نغمه بی استاد گویا می شود

وله

چشم دارم که مرا گوشهٔ صحرا بخشند — راضیم گر دگران را همه دنیا بخشند

دل آرام طلب عیش دو بالا خواهد   کاش در سایهٔ آن سرو مرا جا بخشند

وله

چه خوش دل پخته مغز از دیدن این باغ میگردد   گل صد برگ را دل در جوانی داغ میگردد

این پسر سلمه الله جوان خواهد شد   هست گر ماه نوی بدر جهان خواهد شد

خورد سالے که خورد شیر پستان کرم   پدر مشفق ابنائے زمان خواهد شد

گل همان به که زر خویش به بلبل بخشد   بعد چندے همه تاراج خزان خواهد شد

وله

صبح دیدم بدر میکده میخوارے چند   ساغرے چند خریدند بدستارے چند

چیست حاصل ز تماشائے بیابانے چند   گر بپایم نخلد خار مغیلانے چند

وله

نگار ما دل شب در نظر نمی آید   که جز بشام و سحر زهره بر نمی آید

وداع کرد جهان را مگر نسیم علیل   که مارتبیت ز جانان خبر نمی آید

بود ضرور شعور مزاجدانیها   تقرب امرا از هنر نمی آید

وله

دل از شنیدن پیغام آشنا شگفد   که غنچه از مدد حضرت صبا شگفد

ز گرمجوشی آن آفتاب دل وا شد   چو آن گلے که بهنگام استوا شگفد

منم شهید حنابند قاتل آزاد   همیشه بر سر خاکم گل حنا شگفد

وله

شیشهٔ نازک ز سنگ خاره پیدا می شود   گاه می باشد که دهقان زاده میرزا می شود

همچو صیادے که نی را وصل سازد در شکار   کار ظالم از تهی مغزان دوبالا می شود

وله

عمر همیشه نقد نصیب ستاره شد   تنخواه ما به نسیهٔ عمر دوباره شد

وله

نگاه نرگس خوابیده ات ز جان نافذ   خدنگ ناز تو ناجسته از نشان نافذ

بلا بود مرض شسری که چشم تست   که شد بچشم زدن در دل جهان نافذ

وله

زن بود در زبان هندی ناره   وقنا ربنا عذاب النار

می شکند گلستان طرف کلاه از غرور — چشم نمائی تو هست نرگس شوخ از فرو

وله

دل عنان گرداند از یار کهن سوی دگر — قبله را تحویل کرد از طاق ابروی دگر

علاج خسته دلان کرده خنده لب یار — ز یک انار بر آید مرا و صد بیمار

وله

رو بدرگاه الهی چه نمائی فردا — به که خود فوت شوی پیشتر از فوت نماز

همچو زلفی که رسد تا کمر صاحب ناز — می کشد تا بعدم سلسلهٔ عمر دراز

وله

مژگان بدور مردم چشم سیاه او — استاد کرد کعبه مدور صف نماز

آتش زدیم پیکر خود را ز داغ خویش — ما سوختیم پیکر خود از چراغ خویش

فردوس را وداع چو طاوس کرده ام — گل گل شگفته ز تماشای باغ خویش

وله

ولی که زلف نگاری بود شبستانش — ز شاه هند فزون است شوکت و شانش

کجا نصیب که چینم گلی ز بستانش — غنیمت است مرا نکهت گلستانش

من از خزانهٔ او گوهری نمیخواهم — نمی بس است مرا از سحاب نیسانش

مرا نه خارست آن طفل آرزو این است — که خاکروب شوم بر در دبستانش

وله

بقربانت روم پائی تو بوسم مرحبا ای دل — کرمی آئی ز سیر لیلة المعراج گیسویش

چه واقع شد که اکنون نقش پای او نمی بینم — خوشا وقتیکه بالین سر من بود زانویش

بسکه شوخیهاست پنهان در سینهٔ حالم — می تواند کرد بر رخسار آتش فام رقص

صهبا خوش است وقت بهاران علی الخصوص — در حالت ترشح باران علی الخصوص

هنگامهای میکده بسیار دلرباست — انداز رقص بادکشان علی الخصوص

یاران نیاز مندی من در جناب او — گردند عرض آئینه داران علی الخصوص

رسم ادب بحلقهٔ مخلص نگاهدار — در بارگاه کوه وقاران علی الخصوص

نیست خودداری میسر شعله جواله را
وله
از طپیدنهای دل صوفی کند ناکام رقص

وله

ترا ز آمدن جای ما چه بود غرض — بجز نواختن آشنا چه بود غرض
دل شکسته قابل فشار نبود — ز تاب دادن کاکل ترا چه بود غرض
زمین آئینه را مخلصانه بوسیدی — بحیرتم که ازین التجا چه بود غرض
سوای این که کند پاس حکم پیر مغان — ز پیر میکده آزاد را چه بود غرض

وله

خون مرا حلال مکن میکنی غلط — زنهار این خیال مکن میکنی غلط
حال بتان همیشه بخاطر نگاهدار — انکار خال خال مکن میکنی غلط

وله

شراب خورده کجا میرود خدا حافظ — گشاده بند قبا میرود خدا حافظ
هزار حیف که پروانه قدر خود نشناخت — بپیش شمع چرا میرود خدا حافظ
چه واقع است که آن طفل در شب تاریک — دویده پا بحیا میرود خدا حافظ

وله

جدا از شهر شور خنده کبک دری دارد — چه عشرتها که در کوه و بیابان است در واقع

وله

موسم طفلی عجب جنت بود طاوس را — در جوانی ز آتش اندیشه کرد و داغ داغ

وله

عداوت غربا میکنی زهی انصاف — تلاش کشتن ما میکنی زهی انصاف
ز ساغر تو درد محض میخواهم — جواب صاف ادا میکنی زهی انصاف

وله

مرا اگرچه نسبت نام ست با سهیل یمن — نمیرود طپش سینه جز بآب عقیق
اگر ز دام بلاها نجات میطلبی — مشو اسیر تاهل مرو بچاه عمیق

وله

بلند رتبه کند از قبول منت ننگ — بیاض جبهه ز برگ حنا نگیرد رنگ
دو چشم شوخ تو با من کرشمها دارد — بحیرتم ز هنرهای کافران فرنگ
حسن بیرنگ مرا شد بلای عالم رنگ — کرد دلم شسته تماشای تصاویر رنگ

وله

هیزم از فیض جاری دم هوای برشکال — محو سازد از زمین و آسمان گرد ملال

خط ترا شبدیز عارض را ز زلف آراستی — عامل معزول را از مرحمت کردی بحال

چون بلا نازل شود سازند سازان هم — تارهای مختلف را کوک ساز و گوشمال

نیست در صف بنمائی قسمت آزادگان — جاده پیدا می کند در خود زمین پامال

بی مشقت نیست ممکن وصل آن سرو سهی — خار بستی از رقیبان هست گرد این نهال

وله

نواز دیگر با هنگ اثر تا نفس بلبل — دهد هر غنچه خاموش را شور جرس بلبل

دماغ عاشق شوریده هم دارد بلند پرواها — نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

وله

که کند در شکن زلف ترا غمخواری دل — نشود گوش تو با قرب مکان آری دل

وله

من از سر رشته طول امل دلدار ها کردم — بزور این مهره را بیرون ز کام اژدها کردم

مرا چون غنچه کی شد فرصت نظاره هستی — نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم

گرانی کرد بار زندگی از دام برد دوش — چو شاخ میوه دار از پختگی سر را جدا کردم

وله

میرود مکتوب من دانم ز بخت نارسا — کاش من هم بال مرغ نامه بر میداشتم

هر کسی برداشت یک چیزی ز اسباب جهان — من ازین دنیای فانی دست بر برداشتم

وله

بیخودم از نشاء وحدت برنگ چشم یار — خود قدح گردان و خود مخمور و خود میخانه ام

چو سایه در قدم سر دگر سرفراز توام — مرید سلسله گیسوی دراز توام

وله

دلم را کرد غارت زلف جانانی که من دارم — بدست کافری افتاد قرآنی که من دارم

درین ماتم سرا گردند با دولاب هم رنگم — حمائل شد بگردن چشم گریانی که من دارم

وله

کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم — خط شکسته از خوشنویس تقدیرم

وله

کبوتر را چو طوطی کاش باشد خوش بیانی هم — که یار ار نرساند نامه پیغام زبانی هم

امید قوتم در وقت پیری نیست از صهبا | که محتاج عصا چون تاک بودم در جوانی هم

شبی آزاد با پروانه شد آن شمع اقدس را | بجا آورد آداب غلامی جانفشانی هم

چشم بر لطف تو دارد رخت بی‌سامانیم | زانتشین تیغی اگر تو جامهٔ عریانیم

شب‌پره نااهل دارد وحشتی از آفتاب | ماه می باید که گیرد نور را از پیشانیم

گوهرم را آسمان هر چند دارد در گره | آخر از قید صدف بیرون برد غلطانیم

وله

نگیر تنگ مرا تو اسیر دام توام | بلطف تربیتم کن که نو غلام توام

تو بعد سوختنم قصد کشتنم داری | مکش مرا که چراغی برای شام توام

وله

از و عنایت کم بیشمار میدانم | چو عندلیب یکی را هزار میدانم

جواب وقت تکلم بجاهلان ندهم | که قدر این گهر آبدار میدانم

ثبات نیست سفید و سیاه عالم را | نظر ز گردش لیل و نهار میدانم

نگاه مرحمتش نیست جز باهل جنون | دماغ عالی فصل بهار میدانم

وله

تماش مذهب هر شخص در نظر دارم | مرقع عجب از صلح کل بهم دارم

وله

خواهم که کارخانهٔ ایجاد بشکنم | گر دست من رسد دو جهان الله بهم زنم

وله

یاران بهم نشستن فردا که دیده است | باید شمرد صحبت امروز مغتنم

اینقدر چشم ز تصویر بتان میدارم | که فروشند به بازار بتان تصویرم

کرد ازبسکه بسر زلف بتان زنجیرم | نیست مقدور مصور که کشد تصویرم

وصل آن ماه کند چارهٔ بیماری من | قرص کوکنار نخواهد که کند تدبیرم

منع کردی که کسی حرف شفاعت نزند | شرح کن بنده نوازا چه بود تقصیرم

وله

تو خداوندی من بنده سزاوار توام | خواه کش خواه رها کن که گرفتار توام

جان من تیر قدم باشد و جانش بر سر --- چه قدر خون ز گل گوشهٔ دستار توام

وله

باغبان بلبل نو وارد بستان توام --- قبلهٔ من ز رگ گل ره کز ثنا خوان توام

قبلهٔ عالمیان کعبهٔ حاجت طلبان --- خبر از حالت من گیر که قربان توام

وله

داد بر باد جفائی تو اگر بنیادم --- می توانی که کنی از سر نو آبادم

در قفس یاد چمن کردم و خود را کشتم --- کاش در سایهٔ گل دفن کند صیادم

وله

منتظر دارد مرا یار کرم فرمای من --- دیر می آید چو عیسی صاحب احیای من

سائلم اما لب از اظهار مطلب بسته ام --- حالتم چون ماه نو پیداست از سیمای من

بسکه جا چون چرخ بر طاق بلندی داده اند --- دست خارا را تصرف نیست بر مینای من

وله

بخود نازم به راز سرمهٔ آن چشم فهمیدن --- که دُرد ته نشین جام بالا شد ز گردیدن

وله

آسان درین جهان نیست سرمایه بر گرفتن --- سوراخ میشود گوش از بهر زر گرفتن

وله

روزیکه کامیاب شوم از لقای او --- بی اختیار گریم و افتم بپای او

وله

شریک صحبت ناجنس زینهار مشو --- کناره گیر ابو بکر سبزه وار مشو

وله

خدا را ز پیاله دارم شب مهتاب بیتو --- بدهان مار ماند قدح شراب بیتو

صنما سر تو کردم شب ماه جلوه فرما --- بخدا که چشم من شد گل مهتاب بیتو

نه بخانه می نشینم نه بباغ انس گیرم --- که بود بچشم گریان همه جا سراب بیتو

بعدالت قیامت چو حساب من ببیند --- سخن فرشتگان را ندهم جواب بیتو

وله

ماه من امشب نمیدانم که مهمان که --- گرم رفتی از نظر شمع شبستان که

سالها شد در سراغت سر بصحرا داده ام --- ای غزال بیمروت در بیابان که

من هم آخر دردمند چشم بیمار توام --- ای بقربانت روم در فکر درمان که

تا تو رفتی یک قلم مکتب خراب افتاده است
خاطرت آزاد دارد سخت بی جمعیتی

در نظرها بسکه انداز نمایان شده
باد سیراب گلستان نواز آب بقا
هزار حیف که از مخلصان جدا شده

دل من از هوایت گشته وا آهسته آهسته
اگر طشتم فتاد از بام رسوائی بدست من
دل نو مشق را در کوی او شد طاقت جولان
به پیش آفتاب آزاد هر دم سایه می کاهد

ز جانان در کمند وحدت خود میکنم یادی
چه لازم تا کشم از سبزه گل منت بیجا
نشاط آدمیان کم عمر زمانه زیاد است

الهی تا زنم در هر خم گیسوی او دستی
به پیش او دل بیمار میکشد آهی
دلا بران رقم نو دمیده خط منشین
مرا بسمل نمودی زنده باشی
تا کجا تشنهٔ خون من ناکام شوی
ز خود آسودگان دانند آئین حق آگاهی
درین عالم که همره موافق میکند پیدا

طفل شیرین حرف من شور دبستان که
خیر باشد واله زلف پریشان که

وله
چشم بد دور را نام صف خوبان شده
بر سر تربت آزاد گل افشان شده

وله
بگو برای خدا یا که آشنا شده

وله
برنگ غنچه گل از صبا آهسته آهسته
نمی ترسم که برخاستن ماند صدا آهسته آهسته
گذارد طفل در رفتار پا آهسته آهسته
شدم در پرتو رویش فنا آهسته آهسته

وله
درین منزل نشستم بهر تسخیر پریزادی
کفایت میکند بر مرقد من سرو آزادی

وله
برای گریه دو چشم و برای خنده دهانی

وله
کرامت کن مرا چون شاخ سنبل مو بمو دستی

وله
علاج می طلبد از طبیب بدخواهی
مخسپ در شب تاریک بر سر چاهی

وله
ز پا انداختی پاینده باشی

وله
آنقدر هم مکنی جور که بدنام شوی
درین دار الخلافت میرسد منصور را شاهی
نیا مد راست از خضر و کلیم سد همراهی

آگاہ ۔ مولوی محمد باقر ناعط مدراسی

آگاہ تخلص ۔ محمد باقر نام ۔ قبیلہ نوناعط سے ہین ۔ آپکے بزرگان سلف وطنًا بیجاپوری تھے ۔ بکشش آبخورش مدراس مین آئے شہر ویلور مین سکونت اختیار کی ۔ آگاہ صاحب ترجمہ شہر مذکور مین پیدا ہوئے ۔ وہان کی سرزمین مین نشو و نما پایا ۔ سن شعور کو پہنچ کے اساتذۂ کرام و علماء عظام سے کتب علوم و فنون کی تحصیل درجۂ تکمیل کو پہنچائی ۔ فراغت تحصیل کے بعد درس تدریس مین مشغول ہوئے ۔ اکثر طلبۂ مدراس مین آپسے فارغ التحصیل ہوئے ۔ آپ سخندانی و سخن شناسی کے صدرنشین تھے آپکا کلام مثل اہل زبان بامحاورہ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ۔ آپکے اشعار آبدار سے سامعین و شائقین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے ۔ شمع انجمن کا مولف آپکی نسبت لکھتا ہے ۔ کہ درخیابان کرناٹک ہیچو او نہالی سہر باللکردہ ۔ واز گل زمین مدراس مثل او گلے خوش رنگ ندمیدہ انتہی کلامہ ۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے ۔ فضائل نسانی و کمالات روحانی سے بھی موصوف تھے آخر سنہ ۱۲۲۰ مین اس دار فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے ۔ ۔

من اشعارہ

غم فراق تو ازبسکہ کاست جان مرا
عصا راہ بود جسم ناتوان ما

ستم بطرۂ تو دل زار خویش را
آخر فکندہ ام بسرت بار خویش را

شیخ در میخانہ با ہر مست یاری میکند
ظاہرا با دختر رز خواستگاری میکند

امین ۔ محمد امین

امین تخلص ۔ محمد امین نام ۔ ہندی الاصل تہا ۔ شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر تہا

نواب سعادت اللہ خان ناظم صوبہ کرناٹک کی خدمت مین میر منشی تہا۔ نظم و نثر مین استعداد کامل رکہتا تہا۔ تحریر و تقریر مین منشی بے نظیر تہا۔ انشاء گلشن سعادت و دیوان شعر اسکی تالیفات سے یادگار ہے۔ خوش فکر و سخن سنج تہا۔ اسکا کلام اہل زبان کیطرح ہوتا تہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من کلامہ

اگر برچرخ چہارم رفت چشمش بر زمین باشد	بخابت ہر کرا چون مہر با رفعت قرین باشد

باب الباء موحدہ

بدیع - ملا بدیع

بدیع تخلص - ملا بدیع نام - سمرقندی الاصل تہا۔ سمرقند کے مشاہیر مین سے تہا۔ فن معما و تواریخ مین استاد مانا جاتا تہا۔ وطن سے دکن مین آیا۔ شہر مین اس کے فن معما و تواریخ دانی کا ذکر کوچہ و بازار مین ہوتا تہا۔ اسکا کلام دلچسپ و شیرین ہوتا تہا۔ بلدہ جنیر کو کن مین مدت تک رہا۔ وہان اسکو کافی کامرانی ہوئی آخر وہین رحلت کی۔

من اشعارہ

چشم تو بیدار ساز فتنۂ مست است	زلف تو هندوی آفتاب پرست است
شبے در خواب او را با رقیبان ہم سخن دیدم	نہ بیند ہیچکس در خواب یارب آنچہ من دیدم
ترا اے گل چو خندان صبحدم در بوستان دیدم	ز شبنم غنچہا را آب حسرت در دہان دیدم

بسمل - میر محمد یوسف خان

بسمل تخلص - میر محمد یوسف خان نام - آپ میر امام بدخشانی کے فرزند ہین

آپ وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد کی ملازمت اختیار کی۔ مدت تک خان موصوف کی خدمت مین رہا۔ جب ۱۱۳۷ ہجری مین مبارز خان و نواب آصفجاہ کے فیمابین جنگ ہوا۔ بسمل صاحب ترجمہ خان موصوف کے ہمراہ معرکہ مین تیسری تاریخ ماہ محرم سنہ مذکور مین تلوار و تیرون کے زخمون سے بسمل ہوگیا بسمل صاحب ترجمہ کے فرزند وافر با قلعہ فرخنگر مین بتقریب خدمت قلعداری سکونت پذیر تھے۔ شاعر خوش فکر و شیرین زبان تہا۔ دلیری و بہادری مین بے نظیر تہا۔ شعر و شاعری کا شائق تہا۔ بشرط فرصت کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تہا۔

من نتائج طبعہ

زاہد تو صبح و شام عبث شور می کنی
اللہ ہو اکبر ست ز اللہ اکبرت

شوخی بنجیر برہم میزند یک دام را
تا بود ابتر دل من زلف او ابتر شد

از گردش نگاہت شد نیم کشتہ بسمل
گرد سر تو گردم یک غمزہ بار دیگر

از غم جگر نگار بردیم
این گل بسر مزار بردیم

صحرائے عدم ز لالہ پر شد
تا ما دل داغدار بردیم

از حیرت ما بود واقف
آئینہ بہ پیش یار بردیم

اے اہل وفا نداشت قدرے
این جنس بہر دیار بردیم

خاک رہ او شدیم بسمل
از سرمہ چہ اعتبار بردیم

بینش۔ سید مرتضیٰ مدراسی

بینش تخلص۔ سید مرتضیٰ نام۔ میر صادق علی حسینی کے فرزند ہین۔

مشہدی سے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم
سے پہنچتا ہے آپکی جداعلی مشہد مقدس سے ملک دکن مین وارد ہوئے۔ گلبرگہ مین
اقامت گزین ہوے۔ آپکے احفادمین شاہ ابراہیم مصطفی حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز
گیسودراز کے ماموں تہے۔ شاہ نوراللہ جو شاہ ابراہیم کے اولادمین سے تہے۔ نواب
سعادت خان کے زمانہ مین شہرارکاٹ مین سکونت پذیر ہوے۔ شاہ نوراللہ سید ابراہیم
بینش کے جدحقیقی ہین۔ شاہ صاحب نواب والاجاہ کی عنایت ومرحمت کی وجہ سے
مدراس مین سکونت پذیرہوئے۔ سنہ ۱۲۲۶ ہجری مین بینش کی ولادت شہرمدراس مین
واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد علماء مدراس سے کتب درسیہ عربیہ وفارسیہ تحصیل
کین تحصیل کے بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ اولاً والدماجد وبرادر سے
مشق سخن کرتے رہے۔ ثانیاً مولوی واقف سے مستفید ہوئے۔ ذکی الطبع وصحیح الفکر
وخوش تقریر وحاضر جوابی مین بےمثل۔ شعروشاعری مین بیبدل تہا۔ حیدرآباد مین
مدت تک مقیم رہا۔ پہر مدراس مین پہنچا مشاعرۂ اعظم مین شریک ہوا۔ شعراء معاصرین
سے خوب مناظرہ ومعارضہ کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ راہ مین
بہت سی تکلیفین اٹہائین آخر فائزالمرام ہوا۔ حج وزیارت سے مشرف ہوا۔ ایک سال
کے بعد وطن مالوفہ مین مراجعت کی۔ چند مدت کے بعد وطن مین مسافر عدم ہوا۔ وفات کا
سن کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا۔

من اشعارہ الفارسی

نتوان یافت جز بکوچۂ یار	دل از خود رمیدۂ مارا
آثار عشق سبزخطان جلوہ میدہد	از سبزۂ دمیدۂ خاک مزار ما

نثار بادهٔ این بزم خمار آسود است | وله | سر بسر در پئے ہر سود زیانست اینجا

دلم از زلف بتان ربط نہان میدارد | وله | دانهٔ سبحه کند رشتهٔ زنار طلب

خط شعاع نیست که از پنجهٔ جنون | وله | گشت است تار زنار گریبان آفتاب

چشمم گہر اشک فشاند بقدومش | وله | گر پیک صبا زان گل رعنا خبر آرد

از وطن آواره گردیده از نظر افتاده | وله | برق عالم سوز حسنش سوخت خشک تا ما وائمرا

نغزد چسان بکوی تو از ضعف پای دل | وله | باشد همیشه آه رسایم عصای دل

گر خاک شوم پای حنابست تو بوسم | وله | ور سرمه شوم چشم سیه مست تو بوسم

روز افزون حسن تو یا ماه یا آزار من | وله | گرم تر خوی تو یا خورشید یا بازار من

آستینت پر شکن یا زلف یا پیش نیم | | دست شنهٔ گوهر فشان یا ابر یا افکار من

خال مشکین طرف چشم بلا انگیزش | وله | مست افتاده سیاهی بدر میکده

بینیش بهر دلیکه صفا موج می زند | وله | نایاب گوهریست ببازار زندگی

هر دم از رنگ گل عارض آن غنچه دهن | وله | همنوا گل کند اکنون بخیال چمنی

بہار۔ سید علی مدراسی

بہار تخلص۔ سید علی نام۔ آپ سید عبد الحق مذہباً حنفی مشرباً قادری مولداً مدراسی کے فرزند ہین۔ تیس بتیس برس کی عمر ہے۔ جوان صالح و مستعد طالب علم ہین۔ فارسی و اردو دونون مین شعر کہتے ہین۔ اوائل مین سید صادق حسین شریف مدراسی سے مشق سخن کرتے رہے۔ اور آخر مین منشی امیر احمد امیر لکہنوی کے شاگرد ہوئے صاحب دیوان ہین کلام شیرین و رنگین ہے۔

من اشعارہ الہندی

نیم بسمل مرے قاتل نے مجھے چھوڑ دیا / اور آفت مین پڑا رحم کے قابل ہوکر
عکس سے آئینہ مین اوسنے بگڑکر پوچھا / آپ ہی آئے ہو کیا بوسہ کے سائل ہوکر
سختیان بعد فنا بھی ہی باقی ہین بہار / سنگ میری چھاتی پہ ہے ہاسل ہوکر

وله

آتی ہے بوئے محبت آج دود شمع سے / جل بجھا شاید کوئی پروانہ اس محفل مین ہے
یہ تیری نیچی نگاہین کہہ رہی ہین صاف صاف / مجھسے بڑھ کر وصل کا ارمان تیرے دل مین ہے

بلیغ - محمد غریب الدین فتحپوری

بلیغ تخلص - محمد غریب الدین نام فتحپوری ہسوہ کے رہنے والے ہین - کتب عربیہ درسیہ سے فارغ التحصیل ہین - جامع معقول و منقول ہین - آپنے علم حدیث مین مولوی محمد ثنا حسین صاحب محدث دہلوی سے سند پائی ہے - ذہن رسا استعداد و لائق ہین ہر ایک علم و فن مین لیاقت تامہ رکھتے ہین اور آپکو شعرگوئی مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی سے تلمذ ہے شعر خوب کہتے ہین - کلام صاف و شیرین ہوتا ہے - خوش طبع و خوش خلق ہین مدت سے حیدرآباد دکن مین وارد ہین - معلوم نہین کہ آپ کس محکمہ مین ملازم ہین - آپکی عمر تخمیناً پینتیس برس کی ہوگی - بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ

اون کی حنائی ہاتھہ مین جام شراب ہے / یا جلوہ گر شفق مین فلک آفتاب ہے
یہ بات ہے جو کہتے نہین خط کا وہ جواب / ایک ایک حرف خط کا میری لاجواب ہے
اوٹھے اگر نقاب تو باقی رہی حیا / بے پردگی بھی آپکی عین حجاب ہے

سر پر بلا نہ لائے لٹکا کے زلف کو	آنکھیں دکھائیگا جو مجھے عتاب سے
مٹی تیری خراب نہ ہوگی کبھی بلیغ	تو تو نہال باغ بن بو تراب ہے

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی

بیان تخلص - خواجہ احسن اللہ نام - آپکا اصلی وطن دلّی ہے - آپنے عالم شباب مین علم و فضل کے حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق کیا طبیعت مین موزونیت خدادا دتہی - موزون کرنے لگے - جناب مرزا جانجانان مظہر کے شاگرد ہوئے - استاد کی توجہ و اصلاح سے چند ہی روز مین درجہ کمال کو پہنچے - آپکا کلام شیرین و دلاویز نمکین و شور انگیز ہوتا تہا - آپ اپنے معاصرین و اقران سے بڑہ گئے - خوش خلق و خوش سیرت تہے - ظریف الطبع لطیف المزاج تہے یاران ہم مشرب سے نہایت خوشی و خرمی سے ملتے تہے خندہ رو شگفتہ پیشانی تہے - مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے مرید تہے - مرشد کے عاشق تہے مرشد کے معتقد و مطیع تہے - آخر آپ دلّی سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے چند مدت تک زندہ رہے پہر آخر سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ

قفس مین مین رہائی کیلئے کیا کیا نہین کرتا		تڑپتا ہون پہڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا
کہتا نہین مین عرش پہ اہ نالہ جا پہنچ	ولہ	کانون تلک تو اوسکے تو اپنی رسا پہنچ
باتون مین آہ کٹی لگا یا رسی بیان	ولہ	رکہتا تہا کان تک مری فریاد کیطرف
ہووے گا ذوق حسرت دیدار مین خلل		شیرین گذر نہ کیجیو فرہاد کی طرف
جادو تہی کہ سحر تہی بلا تہی	ولہ	ظالم یہہ تیری نگاہ کیا تہی

مست آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بہی	ولہ	جسطرح کٹتا روز گذر جائیگی شب بہی
بیان کون ہے ابتلک یو چہتے ہو	ولہ	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجہہ سے ہمنشین	ولہ	شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہی

بندہ میر محمد میر اورنگ آبادی

بندہ تخلص۔ میر محمد میر نام۔ سید صحیح النسب و شریف الحسب ہین۔ اصلی وطن اورنگ آباد دکن ہے۔ آپ فارسی و عربی مین ذی استعداد طالب علم تہے۔ زبان ریختہ مین نہایت نزاکت و لطافت سے کلام موزون فرماتے تہے چند مثنویان ہندی زبان مین ارباب دول کی تعریف و توصیف مین تالیف کین۔ لچہمی نرائن صاحب کے دوستون مین سے ہین۔ صاحب چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ میر صاحب ابتدا مین میر تخلص کرتے تہے۔ جب مجہہ سے ملاقات ہوی تو مین نے کہا کہ میر تقی میر تخلص آپ کے ہمنام و تخلص ہند مین موجود ہین میرے نزدیک اشتراک تخلص خوب نہین آپنے میری بات قبول کی اوسی روز سے بندہ تخلص فرمایا انتہی کلامہ آپ حرف گیرون کے بیان مین ایک مثنوی لکہی ہے۔ ہم مثنوی کے چند اشعار لکہتے ہین ہو ہذہ

مثنوی

سنو نکتہ چینون کا مجہسے بیان	کہ اون کی حقیقت ہے اونپر عیان
کسیکا اگر شعر ہے خوب صاف	ولیکن وہ کہتے زراہ خلاف
کہ اس شعر مین کچہہ نہین بند و بست	ہر اک جائے پر بحر مین ہی شکست
کسی کا ہے مضمون اگر بہترین	یہہ کہتے ہین وہ سارے زراہ کین
یہ مضمون مدت سے ہیگا قدیم	کہ اسکو کہا ہے اسیر و کلیم

کسی نے اگر تازہ مضمون پڑہا
کہ حسن کے معانی ہے بس بے بہا
یوں کہتے ہین وہ نکتہ چین از حسد
یہ مضمون کسی سے نہین ہے سند
سرو شمشاد ہو گئی حیران
شعر
جب چمن مین ترا خرام ہوا

بیان - آقا مہدی اصفہانی

بیان تخلص - آقا مہدی نام - ابو طالب کلیم کا ہمشیرہ زادہ ہے - ہمدانی المولد اصفہانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد اصفہان مین علوم و فنون مین استعداد وافی و مہارت کافی حاصل کی - جامع علوم و فواضل تہا - تحریر و تقریر مین بے نظیر زمین خوش مزاج و حلیم تہا - ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا - تکبر و غرور سے نفور ہ صاحب عزت و غیور تہا - شاعری مین استادانہ کلام شستہ و پختہ کہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - دلی و لاہور و آگرہ مین چند مدت تک بسر کرتا رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا اوسوقت عبد اللہ قطب شاہ زندہ تہا - بادشاہ کے حضور مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - اُسوقت گولکنڈہ دکن مین وباکی بیماری پیدا ہوئی - اکثر خلائق اس مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوئے بیان بہی اسی مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوا - یہ واقعہ سنہ ۱۰۸۱ ہجری کے آخر مین واقع ہوا - صاحب ریاض الشعرا اور صاحب تذکرہ کے بیان صاحب ترجمہ کے حال مین اختلاف کرتے ہین - صاحب ریاض الشعرا کا قول فقیر مولف کے موافق ہے - اور صاحب تذکرہ بی نظیر کہتے ہین کہ بیان اولاً وطن سے کشمیر مین وارد ہوا اور وہان سے چند روز کے بعد سنہ ۱۰۸۱ کے آخر مین وطن کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا

کشتی مین سوار ہوا کشتی کو آگ لگ گئی آگ و دریا مین حریق و غریق ہو گیا

من اشعار دالفارسی

شب حنا بست و دل خلقی ز کف افزیر برد
بیان خاک رہت گردید عمر لیست
خدنگت بہر غمم وا ہی میگذارد
گذشت تیر جانان را بلا کم
ازان خار سر را ہم بکوبیت

ولہ

خوب دستی آن بت بیدادگر وا کردہ است

ولہ

بزیر پا نگاہے میتوان کرد
اگر در سینہ ام جا میگذارد

ولہ

کہ پیکان را بدل وا می گذارد
کہ آنجا مدعی پا میگذارد

بیجان - لالہ جیکشن داس اورنگ آبادی

بیجان تخلص - لالہ جیکشن داس نام - آپکا وطن اورنگ آباد ہے - آپ نواب صلابت جنگ بہادر کی دار الانشا مین تھے - منشی خوش تحریر - اور خوشنویسی مین جواہر قلم - شعر گوئی ریختہ کا فریفتہ تھا - اور شاہ سراج اورنگ آبادی کی خدمت مین کلام کی اصلاح لیتا تھا - مضامین نازک و معانی لطیف کو موزون کرتا تھا - خوش خلق نیک سیرت درویش دوست و صوفی مشرب تھا لچھمی نراین شفیق چمنستان شعرا مین نقل کرتے ہین کہ ایکروز مجھسے شاہ سراج نے نقل کی کہ جیکشن نواب صلابت جنگ کے لشکر جانے کے لئے تیار ہو کر میرے پاس رخصت کے لئے آیا اور ایک شعر تازہ جو کہا تھا پڑھا اور اصلاح کا خواہان ہوا شعر یہہ ہے

ع تری یاد کمر سے یون عدم مین ملگیا بیجان + کہ قالب بہی نیاوے
گو کوئی اُسکا کفن کہولے + حاصل کلام رخصت ہو کر چلا گیا اتبک اُسکا

پتا و نشان نہین انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

نگہ کی جوت پتلی کی نین سینی نمایان ہے
یار مہندی بہری ہاتون سی اگر ہوی طبیب
قید مین عاشق اگر یاد کرے گل رو کو
باغ مین کرے نرگس عرض حال اگر اپنا
کیون نہ حاصل ہوئی خوشی جگبین

اندہاری رات مین بجلی بہی چمکی ہی خدا حافظ
ولہ
شاخ نبض دل بیمار سے مرجان ہووے
وہان کی زنجیر کے والے سے گلستان ہووے
ولہ
آنکہہ کے اشارت سے تب جواب دیتا ہے
دل بیجان مین جان آیا ہے

باقی ۔ راجہ گردہاری پرشا حیدرآبادی

باقی تخلص ۔ راجہ گردہاری پرشاد نام بنسی راجہ عرف ہے ۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن چہپرا ہوا ہے ۔ آپکے جد اعلی آصفجاہی زمانہ مین وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے بندگانعالی سرکار نظام کی قدردانی سے خدمات جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کا کام دیانت داری امانت سے انجام دیتے رہے ۔ امانت و دیانت وقتًا فوقتًا آپکی بزرگون کی ترقی کا باعث ہوتی رہی ۔ آپکا خاندان ہمیشہ ترقی کے اوج پر عروج کرتا گیا ۔ روز بروز عزت و آبرو بڑہتی گئی ۔ فی الحال زمانہ کے امتداد سے اور خاندانی سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی پانچ یا چہہ پشتین گذرین ہین ۔ برابر آپکے بزرگ مسلسل طور پر اس ریاست مین معزز و مکرم رہے ہین ۔

آپکی ولادت باسعادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی ۔ نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین ہوا ابتدائے تعلیم و تربیت کے بعد آپنے شروع شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ

فارسیہ کی تحصیل کی۔ اور عربی مین مختصرات نحو و صرف کو حاصل کین۔ انشا پردازی و عبارت نویسی مین منشی بیبدل ہوئے۔ فن حساب و سیاق مین جو آپکا موروثی ہی منجانب بے مثل ہوئے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن۔ اور طبیعت مین شوخی و بیباکی شعلہ زن تہی۔ مزاج مین جولانی اور دماغ مین سنجیدگی کا جوش۔ اور قوت ناطقہ مین تازگی اور خیال مین نازک خیالی کا خروش تہا۔ طرفہ یہہ ہے کہ شباب کا عالم ہر رگ و ریشہ تازہ دم تہا ایسے زمانہ رشک بہار مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ تلاش مضامین کا ذوق ہویدا ہوا۔ آپنے اکثر استادون کے دواوین فارسی و اردو جمع کئے۔ اور ہر ایک دیوان کو ابتدا سے انتہا تک خوض و غور و فکر سے ملاحظہ کیا۔ مواد و اسباب ہر قسم کا حافظہ کے خزانہ مین موجود تہا۔ دواوین کا دیکہنا کیا تہا کہ آپ دیوانہ و مستانہ بنگئے۔ جوش دل سے تازہ تازہ مضامین شگفتہ معانی کے ساتہہ موزون کرنے لگے۔ سننے والون کو آپکے کلام سے حیرت ہوتی تہی۔ اور اکثر کثرت تعجب سے عالم سکتہ مین مبہوت ہوتے تہے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین نہایت ہی شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ حضرت شمس الدین فیض کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

میر فیض صاحب سے ہین استاد ہم   دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

آپ بظاہر امیر مگر بباطن فقیر ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ آپکا کلام ہمارے اس قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اکثر آپکا کلام صوفیانہ ہوتا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے توحید و وحدت عیان ہے۔ ہر ایک فقرہ و کلمہ سے انا الحق کی کیفیت نمایان ہی آپکے صوفیانہ کلام سے صوفیائے کرام کو وجد و حال آتا ہے۔ آپکی رباعیات مین بہی کیفیت ہے

غزلیات مین عاشقانہ جوش و خروش ہے کہین خط و خال کی تعریف ہے۔ کہین سراپائے حسن و جمال کی توصیف ہے۔ کہین شماتت فراق ہے کہین لذت وصال ہے۔
اور آپ کے قصائد مدحیہ کا اور ہی رنگ ہے کہین ممدوح کی سیرت و صورت کی بہار ہے کہین شجاعت و سخاوت کا گلزار ہے۔ کہین مضامین واقعہ کا مرقع۔ کہین لطافت و نزاکت کا تماشا دکہایا ہے۔ غرض کہ آپ جامع الکمال ہین۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع ہین سلیم المزاج و حلیم الخصال ہین۔ آپکی عمر قریب ستر برس کی ہوگی۔ ماشاء اللہ چشم بددور روشن دل تازہ دماغ ہین۔ ابہی تک طبیعت مین جوانی کا ولولہ و ترقی کا حوصلہ موجود ہے حسن اتفاق و اشفاق مین شہرۂ آفاق ہین۔ آپکو خلائق کے ساتہہ کیا خاص کیا عام اتفاق ہے۔ پیشتر بندگان عالی متعالی حضور پرنور کی مقرب تہے۔ رات دن مورد عنایت و مرحمت تہے۔ بعد ازان نظم جمعیت مین عہدۂ جلیلہ سررشتہ داری پر مامور ہوئے صاحب التالیف والتصنیف تہے۔ کلیات یادگار باقی۔ کنوز التاریخ۔ دیوان بقائی قصائد باقی۔ سیاق باقی۔ پیرایۂ عروض۔ آئینۂ سخن وغیرہ ہین
آخر آپنے سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

شبی اے ترک ابواب طرب بر روی ما بکشا
گلہ از سر بنہ بنشین کمر واکن قبا بکشا

بہ بستان نرگس شہلا بہ شوخی دیدہ می بازد
تو نیز از خواب شو بیدار و چشم سرسا بکشا

بس اے صیاد رحمی کن بہار آمد رہائی دہ
چنین تا بے قفس بند داری تا کجا بکشا

بیا در بادہ در بند خمارم تا کجا داری
در میخانہ اے پیر مغان بہر خدا بکشا

نگہ در دست پیرم از شیشہ و ساغر تو اے ساقی
سر رطل و سبو واکن خم سر بستہ را بکشا

به محشر تا حساب دیگران را فرصتی باشد — تو باقی دفتر آوارهٔ خود را جدا بکشا
بنازان زلف را بر بند و کاکل از ادا بکشا — آن بست و کشا و این خاطر وابسته را بکشا
همه فانیست الا الحق زبان در بحث لا بکشا — بجز او کیست باقی چشم عبرت انتها بکشا
به بند از نقش چشم و صنعت نقاش را بنگر — مکن صورت پرستی دیدهٔ معنی نما بکشا
تماشائے دو عالم دیدنی دارد چو آئینه — به بین از پائے تا سر دیدهٔ حیرت نما بکشا

من اشعاره الهندی

جلوہ فرما جو کبھی وہ مہ انور ہوتا — شرف منزل خورشید میرا گھر ہوتا
بلبل آتش نفس ہون ڈر ہی کیا صیاد کا — شعلۂ آواز سے پھونکوں قفس فولاد کا

ولہ

ملے گا خضر کو اپنا پتا کب — رواں ہیں صورت ریگ رواں ہم

ولہ

آگ دیتا ہون جگر کو دل سے — حق ہمسایہ ادا کرتا ہون

ولہ

شور گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے — مردک دیدۂ تر ابر سے کیا بدلی ہے
ایک گل میں بھی نہیں بوئے وفا باقی — اندنوں گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

ردیف بائے فارسی

پروانہ ۔ شاہ ضیاء الدین برہانپوری

پروانہ تخلص۔ شاہ ضیاء الدین نام آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے اور آپکے بزرگان سلف اورنگ آباد آئے اور سکونت پذیر ہوئے۔ آپ بھی بزرگان سلف کے ساتھ ایام طفلگی میں آئے۔ اور اسی شہر میں نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کو پہنچکے کتب درسیہ متداولہ اساتذہ کرام سے حاصل کیں۔ اور شعر و شاعری میں حضرت آزاد بلگرامی سے

اصلاح لیتے رہے۔ آزاد کی اصلاح سے درجہ کمال کو پہنچے۔ چنانچہ میر کی خدمت میں اپنی نیازمندی کا اظہار کرتا ہے ؎

پیشت اے نسیم صبح عرض مطلبی دارم　　رسانی حضرت آزاد را از من زمین بوسی را

پروانہ صوفی مشرب فقیر دوست تھا۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کا مرید و خلیفہ تھا تا بزندگی پیر اورنگ آباد میں قیام پذیر رہا۔ پیر کی رحلت کے بعد سیر و سیاحت کا عزم کیا پیر و مرشد کی قبر و مکان کی عمدہ تعمیر کی۔ تعمیر کے بعد بیدر گیا۔ اور وہان اپنے لئے ایک تکیہ تعمیر کیا۔ وہان کے حکام و اعزہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ گل رعنا کا مؤلف لکھتا ہے ایک زمانہ میں ہم دوستان موافق یعنی میر اولاد محمد ذکا و میر عبدالقادر مہربان و میرزا عطا ضیا۔ و شاہ پروانہ صاحب ترجمہ وغیرہم کا مجمع ہوتا تھا۔ باہم حسن صحبت و اخلاق سے لطف و حظ حاصل ہوتا تھا۔ شعر و شاعری کا مذاکرہ و مباحثہ رہتا تھا انتہی کلامہ۔ پروانہ صاحب ترجمہ ہندی فارسی دونون زبانون میں کلام موزون کرتا تھا۔ لیکن شعر گوئی ہندی کیطرف زیادہ مائل تھا۔ کبھی کبھی اعزہ و احباب کی خواہش سے فارسی بھی موزون کرتا تھا۔ دونون زبانون میں آپکا کلام نگین خوش ادا ہے آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں بطور سیر احمد نگر میں رونق افزا ہوئے تھے۔ بمقتضائے آب و خوش ہوا چند مدت تک وہان سکونت پذیر رہے۔ اس سکونت کی وجہ سے بعض نے آپکو احمد نگری اور بعض نے بیدری لکھا۔ واقع میں آپ مولد برہانپوری نشو و نما کی وجہ سے اورنگ آبادی تھے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکا سنہ وفات نہین لکھا۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں رحلت کی۔ والعلم عنداللہ

من اشعارہ الفارسی

در حباب خویش زبس تنها تو لائیم ما — بر سر غیر خدا تیغ تبرائیم ما
کی شناسد هستی ما چشم پوچ هر حباب — در نظرها قطره‌ایم و عین دریائیم ما

وله
درمیان ما حجابی نیست جز پندار ما — آئینه شد حد فاصل شاهد و مشهود ما

وله
که می فهمد بجز عشاق قدر کم نگاهی را — تغافلهای صیاد است دام مرغ ماهی را
بدست خنجر و در دست دیگر تیغ می آید — خدا حافظ دل خود داده‌ام طفل سپاهی را
بمن پروانه دیروز حرم این حرف میگوید — که در هر شمع دیدم شعلهٔ نور الهی را

وله
روز عید از دست خود فرمود قربانی مرا — خلعت بسیار رنگین کرد ارزانی مرا
رنگ دامن کرد رسوا قاتل بیرحم را — آه گشت از خون خود حاصل پشیمانی مرا

وله
چه بخت سبز دارد هر که می بوسد دهانش را — بمن هم لطف کن یارب نصیب برگ پانش را

وله
اگرت بود بدل اینچنین که تخلصم شود یقین — پر و بال سوخته را ببین بطواف شمع لگن درا

وله
انحرافی از هوا دارد مزاج عندلیب — می توان از قرص گل کردن علاج عندلیب

وله
کیست از سلسله جویان که گرفتار تو نیست — نیست در مصر عزیزی که خریدار تو نیست

وله
سینه هم دل نگاری که وفائی دارد — پا زده آئینهٔ من که ز سرکار تو نیست
دوش پروانه با شمع خود آرائی گفت — که بجز من سببی گرمی بازار تو نیست

وله
ندارد بر کف ساقی این پیاله عبث — نکرده‌ایم باو نقد جان حواله عبث

وله
پای من وقت خزان گشت بدامان محتاج — فصل گل دست جنون شد بگریبان محتاج

وله
نه از تراوش می دوش شور قلقل بود — که خواند شیشه اوراد خوان دعای قدح

وله
ز شمع گریه ز پروانه ماند خاکستر — آب چشم صراحی بخاک پای قدح

وله
هست در بستان اگر صحن و در و دیوار سرخ — در بیابان از کف پایم بود هر خار سرخ

چون شمع مرا شعلهٔ آتش بسر افتاد	وله	همتا نفهمیم سوخته در چشم تر افتاد
زند دم بوالهوس گه بر رخم از روی نادانی	وله	چو شمع گشته از سوز درونم دود برخیزد
ز شوخی بسکه داری در دل من آمد و رفتی		غبارے کز تو بر خاطر نشیند زود برخیزد
دید چون نقش مرا پرسید این مقتول کیست	وله	دیده و دانسته میدانم تجاهل می کند
غنچه سان خوابیده گانرا کیسه زر می نهند	وله	هوشیاران را چو شبنم دیدهٔ تر می دهند
فغانم غفلت آسودگان خاک بر هم زد	وله	دل بیتابے الله الهی چنین باشد
نمی ماند ز رفتن شمع گر آتش بسر بارد		رسے سالکے اورا جان آگهی چنین باشد
خیالت در دل تنگم هر آنکس بیند می گوید		که تاریکی چنین یوسف چنین چاهی چنین باشد
تا حال دل خود بدلارام نویسم	وله	اے اشک می باش مشو دشمن کاغذ
خدا بیرون آورد از گلدام آزادم نکرد	وله	مرغ دست آموز تمکین رشته بر پایم هنوز
با زبان تیغ خواهم گفت حرفت را جواب	وله	بوالهوس از جوهر شمشیر عریانم مپرس
جز دل آگه خدا را کی توانی یافتن	وله	قبله گر میجوئی از قبله نما غافل مباش
هر بلبلے که زاغ شود هم نوائے او		باشد با و چو غنچه خموشی هزار فرض
کی کند با سرو یاد گل به بستان خیال		گر کند قمری بان سرو خرامان اختلاط
لاله و سنبل نگر در کوه و صحرا کرد گل		دست سر دیوانه دارد با گریبان اختلاط
خیال روے تو از دل نمی شود زائل		برنگ آتش خار است در وطن محفوظ
سوختن در محفل عشاق چون سر کرد شمع		دیده را اول ز اشک آتشین تر کرد شمع
موسم خط در بساط زلف و یکدل نماند		کهنه دولتمند یا رب تو به پریشان شد دریغ
جان داد و در رهش دل امیدوار حیف		آن طفل نے سوار نیامد هزار حیف

یکروز ہم نکرد گذار ان سیاہ چشم — وله — چشم سفید شد بره انتظار حیف

ریخت ہر شب شور ہا در دیدہ لیلی نمک — وله — گرد پیدا در جہان یارب جنون ما نمک

در ہیچ گاہ یار ہیات جو نمیخرند — وله — آرد اگرچه یوسف مصری ہزار دل

بیاد سرو دلجوئے قیامت تماشا کردم — وله — چو قمری مشت خاک خویش را اندر ہوا کردم

بگوش گل رسان پیغام درد آلود مشتاقان — به پیشت عرض احوال خود ای باد صبا کردم

نقش تصویرم سراپا انتظار کیستم — وله — کیست داند تا مرا جز خود دو چار کیستم

ہمین که فال شہادت گذشت در دل من — وله — رسید خنجر عریان بدست قاتل من

عشقبازان دیدہ ہا سازند پا انداز او — رخصت تشریف فرمودن دہد گر ناز او

زکات بود فرض بر لبت امشب — کہ ماہ حسن رخت صاحب نصاب شده

باواز حزین در کوی او میگفت پابوسی — زنم بر سنگ سر تا چند مالم دست افسوسے

پناہ۔ محمد پناہ اورنگ آبادی

پناہ تخلص۔ محمد پناہ نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ لچھمی نرائن شفیق کے رفیقون مین سے تہا۔ شاعر خوش سلیقہ تہا۔ فارسی و ہندی دونو زبانون مین موزون کرتا تہا کلام پاکیزہ وصاف ہے جو کچہہ کہتا ہے خوب کہتا ہے۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین زندہ تہا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

من اشعار الہندی

تری رو زلف سیہ کی قسم ہے ای دلبر — علاج جلد مرا کر لگا ہے کالا ناگ

حسن کے دریا مین تیری حلقہ در کی قسم — اہی دلکو مری نہہ زلف جالا ہو گیا

پنچھی نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآبادی

پنچھی تخلص نجم الدین نام۔ سادات بلگرام سے ہے۔ پیشتر عاجز تخلص کرتا تہا۔ عارف الدینخان عاجز کا شہرہ سنکر بجائے عاجز پنچھی تخلص اختیار کیا۔ ۱۱۷۵ہجری مین حیدرآباد مین آیا محلہ حسینی علم حیدرآباد کے قریب سکونت اختیار کی۔ قناعت و توکل مین زندگی بسر کرتا تہا۔ مستغنی المزاج تہا کسی امیر فقیر سے کچھہ غرض و واسطہ نہین رکھتا تہا نجھمی نرائن لکھتے ہین کہ مین ۱۱۸۰ھ مین میان پنچھی سے حیدرآباد مین ملا خوش مزاج و خوش خلق پایا۔ مجھہ سے نہایت محبت سے ملے۔ طرفین مین خوشی حاصل ہوئی۔ اور مجکو اپنے چند اجزا جنمین آپکے اشعار طبع زاد مرقوم تہے عنایت کئے۔ ہم اپکے چند اشعار آبدار چمنستان شعرا سے نقل کرتے ہین۔

جناب نجم الدین صاحب نے حیدرآباد مین بلگرام کی براق کی نقل یہان حسینی علم کے قریب قائم کی۔ ابتک ہرسال ۱۱ محرم مین وہ براق قائم ہوتی ہے۔ اکثر اہل دکن نیاز گل و چراغ چڑہاتے ہین۔ شہر مین آپکے نام پر مشہور ہے۔ لوگ پنچھی کی براق سے نامزد کرتے ہین۔ یہہ خاص میری تحقیق ہے۔ اسکو کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہین لکھا آپ ۱۲۰۰ہجری کے قریب اسی شہر مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

کفر و اسلام کی کچھہ بات نہ پوچھو ہمین
دربدر نالہ و فریاد کیا ہسم ہرچند
اسقدر نادان نہین ہم بن کہہ دل پانو نہین دون

بت عیارہ کو ہم اپنا خدا کہتے ہین
یہہ کبھو نے نہین پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہین
عمر گذری ہی سجن تمھین عیارون کے بیچ

ابرو کمان چڑہا کے کہتے ہو بات اگر کی	وله	جی تو لیا ہمارا اب کیا کرو گے لڑکے
شاید کہ آج آوے پنچہی ترا تماشا		پہڑکے ہے آنکہہ ہر دم دلکو لگے ہے دہڑکے
صنم بتا تو خدائیکا تجہکو کیا نہوا	وله	ہزار شکر کہ تو بت ہوا خدا نہوا
کہان آتا ہے رحم اوسکو ستم کا جو مزا جانے	وله	مری کوئی نا جنے صیاد ظالم کی بلا جانے
چہپی نہین ہی حقیقت داغ دل میری گلشن مین		وہ لالہ جانتا ہی باغبان جانے صبا جانے
تنگ آیا ہے ایسی قید کے جینی سے جی میرا		قفس مین کب تلک قسمت ہماری ہی خدا جانے
قیامت ہے ترا گہونگٹ کے اوٹہو مین لٹک جانا	وله	بلا انکہیان سو انکہیان ملاکر ہنسکر مٹک جانا
نئی تم سے چلی ہے ناز کی یہہ طرح دنیا مین		کہ دکہلا دور سے چہپاکے ٹہلنا اور ٹہٹک جانا

حرف التاء

تجلی۔ محمد حسین کاشی

تجلی تخلص۔ محمد حسین نام۔ کاشانی المولد ہے۔ استعداد ضروری حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق ہوا سخن سنجی و نکتہ پردازی مین عدیم الشان تہا۔ طبیعت مین بلند پروازی تہی مضامین رنگین و معانی دلنشین کی شیرازہ بندی کرتا تہا۔ آپکے کلام سے نزاکت نمایان ہے ہر فقرہ سے لطافت عیان ہے۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوا گجرات مین سکونت اختیار کی مولانا نظیری کا معاصر تہا مشاعرہ مین مولانا کے ساتہہ ہم طرح ہوتا تہا۔ بطور سیاحت حیدرآباد دکن مین بہی آیا تہا اور قطب شاہیہ سلاطین سے انعام و اکرام پاکر پہر دکن سے گجرات مین مراجعت کی آخر سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین فوت ہوا خاک گجرات مین مدفون ہوا۔

من اشعارہ

برجائے خدنگِ تو دہد بوسہ شادی	ولہ	صیدِ تو کہ آرد بسوئے زخم دہن را
تو کشتی بادہ و تجلی آہ	ولہ	آتش آنجا بلند و دود اینجا
چہ شد کہ رخ ننمودی و دین و دل بردی	ولہ	کہ روئے بستہ حریفان زنند قافلہ ہا
دمی در بزم میخواران ز خون خالی نخواہد شد	"	اگر ساغر کند دوران پس از مردن گلِ ما را
بر مزار ما شہیدان نے چراغ و نے گلے	"	ہر طرف پروانہ در طوف است و ہر سو بلبلے

تابع خلیفہ اسد اللہ ٹہٹوی نزیل برہانپوری

تابع تخلص - خلیفہ اسد اللہ نام - آپکا اصلی وطن ٹہٹہ سندہ ہے - وہان سے شہر برہانپور مین آکے مدت تک متوطن رہے - پہر وہان سے بندر سورت مین پہنچے علی نواز خان جو سورت کے متصدی تہے اُن کے مصاحب ہوے - تا مرگ معز الیہ کی خدمت مین زندگی بسر کرتے رہے - آخر سورت مین سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوے - شعر گوئی کے عاشق و شائق تہے - کبہی کبہی موزون کرتے تہے - دو شعر آپکے طبعزاد ہمکو تذکرہ مردم دیدہ سے ملے ہین لکہے جاتے ہین ؎

راہ سفر وصل تو تا سر شود ای دوست   پیش از قدمم در رہ شوقت سرم افتاد
ای دل تو پرواز بر من یکدو قدم پیش   راہے بسر کوچہ آن دلبرم افتاد

تسلیم محمد قلی برہانپوری

تسلیم تخلص - محمد قلی نام - برہانپوری المولد ہے - آپکے بزرگ ہمدانی الاصل تہے - آپ صوفی المشرب حنفی المذہب تہے - گوشہ نشین و تارک دنیا تہے زندگی آزادانہ گذارتے تہے

توکل وقناعت کا سہارا تہا۔ راتدن زبان پر صبر وشکر کا نعرہ تہا۔ جوش محبت وعشق آلہی مین جگر پارہ پارہ تہا۔ دل شیفتہ مجنون کی طرح جنگل وصحرا مین آوارہ تہا۔ نواب منور خان خویشگی المتوفی ۱۱۵۶ھ ہجری آپکے معتقد تہے ہمیشہ آپکی خبر گیری کرتے تہے تسلیم نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین زندہ تہے۔ نواب شہید کی شہادت کے بعد برہانپور مین فوت ہوئے۔ تقریبًا ۱۱۷۹ھ ہجری مین وفات واقع ہوئی۔

سخنوری وسخن گوئی مین لائق تہے۔ ہمعصرون مین فائق تہے۔ ذی علم وفہم تہے۔ آپکے اشعار دلکش ودلاویز۔ شورانگیز وشکر ریز ہین۔ صاحب دیوان تہے آپنے ایک مثنوی ایک لڑکے برہمن زاد کی تعریف مین لکہی تہی ہم اشعار کے ساتہہ مثنوی کے بہی چند شعر گذارش کرتے ہین تاکہ ناظرین محظوظ ہووین۔

من اشعارہ

فکر خود در فکر بالائے تو عالی کردہ ام	زان کمر باریکتر نازک خیالی کردہ ام
در فراقت نیست غیر از سرگرانی با نسیم	داغ پہلوئی تو گلہائے نہالی کردہ ام
این غزل را مصرع نواب برکرسی نشاند	من بقدر رم درین صحرا غزالی کردہ ام
حرف حرفم خوش نگاہا بر زبان ناخن بدل	بسکہ تعریف ابروئے ہلالی کردہ ام

من المثنوی

کرساند بگوش صاحب رام	وحشئی تازہ اوفتادہ بدام
دل من مہر نقش روی تو بست	گو بگوئید آفتاب پرست

ولہ

شعلۂ سر زدہ تسلیم زدل حرف کلیم	می کشد خار درین بادیہ دامان از من

نواب نورالدینخان بہادر فوجدار سیکاکول نے ایک عرضی نواب نظام الدولہ ناصر جنگ

شہید کی خدمت مین لکہی عرضی مین جوش شوق ملازمت ظاہر کیا ہے۔ اور عنوان نامہ پر یہہ ایک بیت تہی ؎

ہر دم از شوق آستان بوسی میشوم محو بیقرار یہا

جس زمانہ مین نواب صوفی کے پاس عرضی آئی آپ اسوقت نواب شہید کے مہمان تہے۔ آپنے بہی اسی بیت کی طرح مین غزل لکہی۔ غزل یہہ ہے ؎

چہ نگارم بر بیقرار یہا	بیقرارم بانتظار یہا
چہ گلہ از تغافل یارست	چون زخود نیست چشم یاریہا
سوخت کز بہر شمع پروانہ	شمع را بہر کیست زار یہا

تجلی ۔ شاہ تجلی علی حیدرآبادی

تجلی تخلص ۔ شاہ تجلی علی نام ۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپنے نشو ونما کے بعد عالم شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین مستعد و لائق ہوئے ۔ تحریر و تقریر مین فائق شمار کئے گئے ۔ شہر مین سب لوگ کیا عام کیا خاص آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے ۔ جامع علوم و فنون تہے ۔ فن زرگری و آہنگری و نجاری مین ہوشیار تہے ۔ اور ان فنون مین عمدہ قدرت رکہتے تہے اور تصویر کشی مین مصور بےمثل تہے ۔ آپکے ہات کی قلمی تصویر اسطرح صاف شفاف ہوتی تہی کہ ناظرین کو عکسی معلوم ہوتی تہی ذرہ برابر بہی فرق نہین ہوتا تہا ۔ آپنے نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی تصویر خاکہ پر برابر قد مبارک کہینچی تہی ۔ اور جواہر قیمتی جو بندگان عالی سے عنایت ہوے تہے اُسپر مزین کئے ۔ اور اقسام اقسام کے رنگون اور طرح طرح کی بیل بوٹون سے اُسکو سجایا

تیار ہونیکے بعد حضور پرنور مین پیش ہوئی۔ بندگان عالی و اہل دربار نے پسند فرمایا
آپکو پانچہزار روپئے انعام ملا۔ آپ فن خطاطی مین بھی اُستاد کامل تھے۔ انواع انواع
کے خطوط لکھتے تھے۔ آپنے اس فن مین حضرت شاہ معین تجلی قدس سرہ ایرانی سے
جو شہر حیدرآباد مین نزیل تھے کمال حاصل کیا۔ اور آپ درویشی مین شاہ صاحب موصوف
کے مرید و خلیفہ تھے۔ حسن ارادت کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے تھے۔ آپکے مرشد اسی
شہر مین فوت ہوئے۔ اولاً آپکو بیرون دروازۂ علی آباد مدفون کیا۔ آپ نے چار مہینہ
کے بعد محمد جلیل اللہ خان کو جو آپکے مرید خاص اور بندگان عالی حضور آصفجاہ ثانی کے
اُستاد زادے تھے خواب مین خبر دی کہ مجکو غضبی زمین سے نکالو دوسرے مقام مین دفن کرو
خانموصوف اُسیوقت قریب نصف شب سو دو سو ملازم سپاہیان ہمراہ لیکر قبر پر حاضر ہوے
اور قبر کو کہولا سب نے دیکہا کہ نعش مبارک مع کفن بجنسہ موجود ہے۔ ہڈی نہ گلی۔ گویا
آج ہی کی میت تازہ ہے۔ اُسیوقت نعش کو پلنگ پر ڈالکر اپنے دولتخانہ پر جو یاقوت پورہ
مین تہا لیگئے اور اپنے خاص باغ مین مدفون کیا۔

آپ شعرگوئی و تاریخ دانی مین عدیم المثال تھے۔ صاحب تالیف و تصنیف تھے۔ فارسی
مین ناظم و ناثر کامل تھے۔ اہل زبان کے ساتھہ فارسی مین اسطرح مکالمہ کرتے تھے کہ اہل زبان
آپکی تقریر و لہجہ کو دیکھکر کہتے تھے کہ یہہ شخص ہندی نژاد نہین ہے ضرور فارسی الاصل ہوگا
خوش گفتار و خوش کردار تھے۔ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کے سامنے کسر نفسی سے جہکے جاتے
تھے۔ نہایت عاجزی و خاکساری سے ملتے تھے۔ شاعری مین خوش مذاق و ظریف تھے
تازہ تازہ مضامین کو بیان کے سانچے مین ڈہالتے تھے۔ معانی رنگین و شیرین بیانی کا فوٹو
کہینچتے تھے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے تھے۔ کلام سے لطافت

و نزاکت ٹپکتی تھی۔ سامعین لذت و حلاوت پاتے تھے۔ ہم آپکے کلام سے ذیل مین ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

آپ کو بسبب جامع الفنون و العلوم ہونیکی وجہ سے حضور پرنور آصفجاہ ثانی۔ و اعظم الامرا ارسطو جاہ و نواب شمس الامرا بہادر ہر وقت یاد فرماتے تھے۔ آپنے روزانہ اوقات تقسیم کر دئے تھے۔ ہر ایک مقام مین وقت معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور آپکو ہزارہا روپئے اور خلعتین عنایت کرتے تھے۔ آپ حقیقت مین فقیر امیر تھے آپنے تزک آصفیہ تالیف کر کے اعظم الامرا ارسطو جاہ کے توسل سے بندگان عالی آصف جاہ ثانی کی خدمت مین پیش کی حضور کے پسند ہوئی۔ ارسطو جاہ نے امرا ریاست سے نقد پچاس ہزار روپیہ لوایا اور حضرت بندگانعالی شاہ تجلی کی لڑکی کی شادی مین اون کے مکان پر رونق افزا ہوئے اُسروز پچاس ہزار روپیہ کا سلوک فرمایا گویا یہہ صلہ تزک آصفیہ کا تھا۔ راجہ راجندر رگھوتم راو پیشکار سرکار عالی نے تزک آصفیہ کو با تصویر نستعلیق خط مین لکھوایا۔ اور اُسکی جداول طلائی۔ اور رنگ آمیزی تصاویر مین تین ہزار روپئے خرچ کئے۔ تیاری کے بعد حضوری کتبخانہ مین داخل کیگئی صاحب گلزار آصفی لکھتا ہے کہ اب تک حضوری کتبخانہ مین موجود ہے۔ صاحب گلزار آصفی بزمانہ حضرت بندگانعالی ناصر الدولہ مرحوم زندہ تھا سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کتاب مذکور تالیف کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ فی الحال بھی حضوری کتبخانہ مین نسخہ مذکورہ موجود ہوگا سردار الملک کہانسی میان شاہ تجلی علی سے بہت محبت و اتحاد رکھتے تھے۔ شاہ صاحب کے ساتھہ عزیزانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا باہم یکدگر قرابتدار قریبہ ہین۔ واہ رے حسن محبت و اتفاق۔ فی زمانہ باپ بیٹون مین محبت و اخلاص عجیب معلوم ہوتا ہے یہی بدبختی و پھٹکار ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہین۔

شاہ تجلی آخر ۱۲۱۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون آپکے خلف الصدق مرزا محمد متخلص بمرزا یادگار تہے - مرحوم الیہ بہر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوئے -

من نتائج طبعہ

تاریخ فیروزی سریرنگ پٹن

مشیر الملک از تائید حیدر
بہمراہ سکندر جاہ غازی
خرد تاریخ این سال نکو گفت
شاہ دین پرور سلیمان حشمت و آصف لقب
چشم امید جہان روشن ز گرد راہ او
میشود غلطان بخون لعل گران از اشک او
خاک راہ رہگذش در بوتہ چشم ہوس
سینہ میگردد در اندوہ دو اگر ز نشاط
بہر دفع چشم حاسد میکند ورد دعا

ولہ

باسم اعظم و عقل ارسطو
روان شد از پے تنبیہ بد خو
بدست آمد سرنگ پٹن و ٹیپو
ماہ اوج سلطنت عالی نسب والا حسب
یک نگاہ فیض عامش جاہ و عزت را سبب
گر گہر پاشی کند وقت تکلم از دو لب
می سزد گر میکند فغفور چین کسب ادب
میکشاید ہر کہ پیش باب او دست طلب
انس و جان صبح و مساء ہم ملک در روز و شب

حرف الثاء مثلثہ

ثاقب - محمد احسان اسد خان بدایونی

ثاقب تخلص - محمد احسان اسد خان نام - مولوی نصر اسد خان بہادر صدر الصدور آگرہ کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن بدایون ہے - آپنے عربی فارسی وانگریزی مدارس

انگریزی مین تحصیل کی۔ مدراس کے سند یافتہ ہین فہیم و ذہین ہین۔ موزون الطبع وخوش فکر ہین۔ شعر گوئی شروع کی متفرق استادون سے مشق کرتے رہے۔ اولاً حافظ خان محمد خان نزیل بھوپال سے۔ ثانیاً محمد محسن کاکوروی سے۔ ثالثاً مولوی فضل رب عرشی نزیل حیدرآباد سے اصلاح لیتے رہے۔ اوستادون کی توجہ سے شاعر بنگئے۔ کلام پاکیزہ وشایستہ ہوتا ہے۔ فارسی اور اردو دونون زبان مین کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

ہشدار اے سپہر کہ شست کمان من دردا کہ ماندہ است دروجز نفسے چند زودست کہ جا گرم کنم بر سر شاخش ناصح چہ و زاہد کہ و کے آمد و کے رفت	وله	تیر فغان و ناوک آہ رسا گرفت بشنو زلب کشتہ خود ملتمسے چند الحمد للہ کہ شکستم قفسے چند مارا چہ چیز از ین گاو خسے چند

من اشعارہ الہندی

تیری نمود ہے کف ہر ذرہ سے عیان اک لطف ہے شراب ہے ساقی ہی شوخ و شنگ	وله	جلوہ ہے تیرا ہر رگ سنگ شرار مین ثاقب سا ہمنشین ہے روز بہار مین

حرف الجیم

جانی۔ میرزا جانی ترخانی

جانی تخلص۔ میرزا جانی نام۔ ساکن بھکر ہے۔ قبیلہ ترخانیان سے تہا۔ اسکا جد میرزا عیسی ترخان المتوفی ۹۷۵ھ ہجری بھکر من اعمال سندہ کا بادشاہ تہا۔ اسکے بعد محمد باقی میرزا پدر میرزا جانی قائم مقام ہوا۔ اور اکبر بادشاہ کا تابع تہا۔ ہمیشہ فیما بین

سلطان محمود بہکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبہی جنگ کبہی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تہا۔ آخر ۹۸۲ سنہ ہجری مین اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بہکر کی تسخیر کیلئے بہیجا۔ انہین ایام مین سلطان محمود بہکری فوت ہوا۔ اور بہکر اکبری تصرف مین آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی بہی ۹۹۳ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب ٹہٹہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پہر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو ٹہٹہ کی تسخیر کے لئے ۹۹۹ سنہ ہجری مین روانہ کیا۔ اولاً میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تہا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور ۱۰۰۱ سنہ ہجری مین خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری مین حاضر ہوا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا۔ اکبر نے ٹہٹہ کو اسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ انہین ایام مین بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بہی ہمرکاب برہانپور مین آیا۔ اور وہان ۱۰۰۸ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ تاریخ طاہری[۵] مین لکہا ہے کہ بہادرپورہ مین فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تہا۔ شعر گوئی کرتا تہا۔

من کلامہ

عشق خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ کہ دہر نمناک کند
پائے کہ بیابان اجل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرأت ۔ میر محمد ہاشم

جرأت تخلص ۔ میر محمد ہاشم نام ۔ موسوی خان خطاب ۔ اورنگ آبادی المولد مین آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے ۔ ابتدا مین آپکے جد سید علی

[۵] تاریخ طاہری ۱۲

زمین گیلان سے ہند مین وارد ہوئے - اور آپکے والد میر محمد شفیع بہی ہمراہ تہے - علوم و فنون مین مہارت کامل رکہتے تہے - عالمگیری زمانہ تہا علم و فضل کا بازار گرم تہا جد و والد بادشاہی ملازم ہوئے - بحسب کشش آب و دانہ اورنگ آباد متعین ہوئے - اور اس شہر مین سکونت اختیار کر لی سنہ ۱۰۸۸ ہجری مین موسوی خان پیدا ہوئے - والد کے سایۂ رحمت مین تربیت و تعلیم پائی - تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کی ملازمت مین پہنچکر بارور ضلع اورنگ آباد کی قلعداری پر مامور ہوئے - جب ۱۱۳۱ ہجری مین جب دکن سے ہند کو روانہ ہوئے تب موسوی خانصاحب بہی ہمرکاب ہوئے - دلی مین پہنچکر علمای معصر مثلاً میرزا عبد القادر بیدل و میر عبد الجلیل بلگرامی وغیرہ سے ملے - ہر ایک سے استفادہ کیا - سادات بارہہ کی خرابی کے بعد حضور بندگان عالی آصفجاہ کی خدمت مین آئے غفران پناہ نے عنایت و مرحمت سے ممتاز و سرفراز فرمایا - اور منصب ڈہائی ہزاری اور دار الانشا کی میر منشی گری سے سرفراز کیا - غفران پناہ کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کے زمانہ مین بہی بدستور دار الانشا کی میر منشی گری پر بحال رہے منصب چار ہزاری اور معز الدولہ کے خطاب سے سربلند ہوئے - امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ مرحوم کے زمانہ مین بسبب ضعیفی خانہ نشین ہوئے - اور اپنے فرزند مسعود خان کو ۲۷ برس کی عمر مین دار الانشا کی خدمت پر قائم مقام فرمایا - آخر سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے - اور اورنگ آباد کے غربی جانب مین دفن کئے گئے - جناب میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ۵

موسوی خان زکلک گوہر بار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را
	۱۱۷۵ ھ

۵ سرو آزاد و گل رعنا ۱۲

سلطان محمود بہکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبہی جنگ و کبہی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تہا۔ آخر سنہ ۹۸۲ ہجری مین اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بہکر کی تسخیر کیلئے بہیجا۔ انہین ایام مین سلطان محمود بہکری فوت ہوا۔ اور بہکر اکبری تصرف مین آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی بہی سنہ ۹۹۳ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب تتہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پہر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو تتہ کی تسخیر کے لئے سنہ ۹۹۹ ہجری مین روانہ کیا۔ اولاً میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تہا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری مین حاضر ہوا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا۔ اکبر نے تتہہ کو اُسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ انہین ایام مین بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بہی ہمرکاب برہانپور مین آیا۔ اور وہان سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین فوت ہوا۔ تاریخ طاہری مین لکہا ہے کہ بہادر پورہ مین فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تہا۔ شعر گوئی کرتا تہا۔

من کلامہ

عشقی خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ کہ دہر نمناک کند
پائے کہ بیابان امل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرأت - میر محمد ہاشم

جرأت تخلص - میر محمد ہاشم نام - موسوی خان خطاب - اورنگ آبادی المولد ہین آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے - ابتدا مین آپکے جد سید علی

خلق عالم گر مسافر نیستند | خیمهٔ گردون چرا برپا بود

وله

کاش دنیا با جوانمردی سپهری پیدا کند | باده است این بیوفا شاید زری پیدا کند

وله

شب که در بزم چمن طرب آماده بود | دانهٔ انگور قندیل چراغ باده بود

وله

قرب شاهان مجو که تنک مایه می شود | با آفتاب ماه چو همسایه می شود

وله

فارغ از هر دو جهان بندهٔ جانان توام | سرو آزادم و پابند گلستان توام

وله

نه بهر آنکه منزل دور و پا لنگست می نالم | دلم را چون جرس جای طپش تنگست می نالم

وله

بسملم کردی و بر می طلبم آزرده مشو | میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام

وله

شد صرف سوز عشق بپایه که یافتم | مانند شمع سوختن بانی که یافتم

منظور از نظارهٔ جنت شهادتست | از فعل بد ترستن مانی که یافتم

وله

راز جانان بهر معشوقست باید پاس داشت | بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محملی

وله

پاس دل گر بینوائی داشت سلطانی بینوی | این نگین را گر بدست آری سلیمانی بینوی

بی غبار کینه نتوان زیستن ای ساده لوح | از صفای سینه چون آئینه حیران می شود

تا شنیدم پند ناصح می گریزم از شراب | چون گزد کس را سگ دیوانه می ترسد ز آب

دل چون گشته زچشم چه بتا خیر چکید | وانمی شد گره الفت او دهر چکید

جویا۔ محمد فاضل سرہندی

جویا تخلص۔ محمد فاضل نام۔ آپکا اصلی وطن سہرند ہے۔ اوسط عمر میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے۔ خواجہ کامگار خان اورنگ آبادی کے ہمصحبت تھے مزاج میں دیوانگی تھی۔ عزلت نشین رہتے تھے۔ اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ گذر اوقات کا مدار

اطفال ہنود کی تعلیم پر تہا۔ آپ سرکاری ملازمت سے متنفر تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ درویشانہ رنگ رہتے تہے۔ شعرگوئی مین ذہین و فہیم تہے۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے تازہ تازہ مضامین ایجاد کرتے تہے۔ اور اشعار مین نئے نئے رنگ دکہلاتے تہے۔ خواجہ موصوف آپکی مدح مین کہتے ہین ؎

سخن فہمی بجو یا ختم شد چون حسن بر یوسف　　کہ پیش از جنبش لب یافت معنی طبع چالاکش

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے تذکرہ گل رعنا مین لکہا کہ آپ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ بیرون شہر اورنگ آباد مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بسکہ لبریز ست گلشن از بہار جلوہ ات　　بال بلبل آشیان گردید از پرواز ماند

ولہ

سرکشان از من حیرانی من یاد کنید　　آب گردید دلم آئینہ ایجاد کنید

پیش سرو قد رعنای کسے از قمری　　مشت خاکی بسر نخوت شمشاد کنید

ولہ

ز غیرت عشق چشمی غیر می بندد تماشا کن　　غبار پیر کنعان سرمہ چشم زلیخا شد

ولہ

شوخی رنگ شکستہ است صد ورق چون گل　　فکر نقاش ہم رسید کہ تصویر کہ بود

ولہ

غم ندارد کشتۂ چشم تو از خورشید حشر　　بر مزارش سایہ از شاخ غزالان می شود

ولہ

شب بیاد غیرت او شمع این کاشانہ بود　　تا سحر از شمع نے ورنا خن پروانہ بود

ولہ

ہلال آسا پئے بیداری دل مژگان جو یا　　خبر از صبح محشر میدہد حال بنا گوشش

ولہ

ندانم تا چہ سازد با نقاب آن شوخی قدر گان　　کہ دل شد پردۂ زنبور از بانش چو غربالم

چنان از خانمان آوارگی دارم بہ بیتابی　　کہ نتوان دید اندر خانہ آئینہ تمثالم

موی را کہ از خضاب سیہ فام کردہ ایم　　خوبان برق جلوہ درین دام کردہ ایم

جو یاد شبنم ست کہ از اشک عندلیب	تعویذ بستہ ست صبا ور گلوئے گل
زفیض عشق سیہ آہنگ حیرت نالہ دارم	کہ موئے چینی افلاک گردیدہ ست افغانش

جولان ۔ میر حسن علی خان حیدرآبادی

جولان تخلص ۔ میر حسن علی خان نام حیدرآبادی المولد ہین ۔ شہر کے مشاہیر شرفا مین سے تھے ۔ سرکار عالی نظام کے منصبدار تھے ۔ ذی استعداد و لائق آپکو عالم جوانی مین شعرگوئی کا شوق ہوا طبیعت کی تیزی و چالاکی سے موزون کرنے لگے ۔ کلام سنجیدہ و بامحاورہ ہوتا تھا ۔ ملاحت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا ہمکو نہین معلوم ہوا کہ آپ کس شاعر سے اصلاح لیتے تھے ۔ میرا گمان ہے کہ آپ بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن ؛ فیض الہی سے فیض پاتے تھے ۔ آپ سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین زندہ تھے ۔ رحلت کی تاریخ کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی ۔

من کلامہ الہندی

اب ایسی جام ساقی شراب ارغوانی بھر	کہ جسکو دیکھہ کے زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جوش ۔ مرزا غلام حسین مدراسی

جوش تخلص ۔ مرزا غلام حسین نام ۔ مدراسی الاصل ہین ۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین سکونت پذیر ہین ۔ فارسی مین مستعد و لائق ۔ شعرگوئی کے شائق میر محمد زکی لکھنوی سے اس فن مین مشق کی ہے ۔ استاد کی اصلاح سے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و درست ہوگیا پختگی و شستگی کلام سے نمودار ہے ۔ آپ

نیک کردار و پسندیدہ گفتار و حمیدہ رفتار ہین فی الحال تخمیناً آپکی عمر چالیس سن کی ہوگی

من اشعارہ الہندی

یہ یکتائی ہے اونکا روی زیبا دلکی صورت ہے	ہمارے قلب روشن کا سویدا تل کی صورت ہے
ہوے ہم محو حیران ہے لب مہر خاموشی	یہ رخ کی یہ دہان یار کی یہ تل کی صورت ہے
جگر ہو سنبر داغون سے ہمنے دل آتش غم سے	ہوائے لالہ رویان مین یہی حاصل کی صورت ہے
نہون دریا دلون کے قرب سے کم ظرف مستغنی	صدف کے کف مین یکسر کاسہ سائل کی صورت ہے
مگر یہہ ہی تہونکی چہرہ سیمین کا ہے کشتہ	عیان آئینہ سیماب مین بسمل کی صورت ہے

جرأت ـ سید رضوی خان

جرأت تخلص ـ سید رضوی خان نام ـ سادات صحیح النسب سے تہے ـ عالم فاضل ونشی کامل تہے ـ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل ـ انشا پردازی مین نشی بے مثل وشعر گوئی مین شاعر بے بدل تہے ـ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی سرکار مین ملازم تہے دار الانشا کے میر منشی تہے ـ نواب شہید کے مقربین مین داخل ـ میر آزاد بلگرامی سے نہایت محبت رکہتے تہے ـ جب ملاقات کرتے تو نہایت خلوص واخلاص سے کرتے تہے لچہمی نرائن گلرعنا مین لکہتے ہین کہ میرے حال پر بہت ہی مہربان تہے ـ آخر آپ بمقتضائے قضا وقدر ارکاٹ گئے ـ نواب سراج الدولہ بہادر محمد علیخان بن نواب انور الدینخان شہامت جنگ گویا موہی سے ملے ـ نواب نے آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی دیوانی کی خدمت پر مامور فرمایا ـ دو تین سال تک دیوانی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ـ آخر ۱۱۸۱ ہجری مین ارکاٹ مین فوت ہوئے ـ اُسی مقام مین مدفون ہوئے

جناب میر آزاد بلگرامی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکہی ہے

رضوی خان منشی ہمیشہ بیقلم طبع زاد او سامی

سال تاریخ فوت او جستم گفت دل رفت منشی نامی
۱۳۱۸ھ

چونکہ آپ کے نتائج طبع ہمکو دستیاب نہین ہوئے اسوجہ سے گذارش نہین کیے گئے

جلیل۔ مولوی حافظ جلیل حسن صاحب اُستاد اعلیحضرت خلد ﷲ ملکہ

جلیل تخلص۔ جلیل حسن نام ہے۔ آپ مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی مانک پور ضلع لکہنو ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۸۳ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور آپ کی نشو ونما بہی وطن ہی کی آب و ہوا مین ہوئی۔ آپ ابتدا سے ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت چست و چالاک تہی۔ ذکاوت و فطنت کے میدان مین جولانی کرہی تہا۔ اولاً آپنے دہ سالہ کی عمر مین حفظ قرآن سے فراغت پائی۔ بعد ازان طالب علمی شروع کی۔ لکہنو مین آئے متعدد اساتذہ سے کتب متداولہ درسیہ عربی و فارسی حاصل کین۔ اور آپ کو تحصیل علم کے بعد شاعری و سخن گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مولوی امیر احمد مینائی کی خدمت مین آئے اور آپکے سلسلۂ تلمذ مین وابستہ ہوئے۔ اور آپکے دامن خدمت کو ایسا تہاما کہ تا مرگ امیر مرحوم کے ساتہہ سایہ کی طرح رہے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوا کہ آپ حضرت مرحوم سے دور ہوئے ہون۔ آپ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ مرحوم آپکو اپنے فرزندون سے زیادہ چاہتے تہے۔ جلیل کے کلام کو اصلاح دیتے وقت فرماتے تہے کہ (کلام الجلیل جلیل الکلام ہے) آپکی طبیعت سخن سنجی و شاعری کی بلندی

عروج کررہی تھی۔ شعلۂ جوالہ کیطرح آسمان نہم کیطرف مرتفع ہورہی تھی اور طبیعت مین
قوت مستحضرہ ایسی تھی جس مضمون کو چاہتے نہایت خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھہ نمایان کرتے
تھے۔ اور استاد کے ملاحظہ مین پیش کرتے تھے۔ اُستاد کی پیرائش وآرائش سے آپکے
شاہد سخن کا حسن دوبالا ہو جاتا تھا۔ آپکی نازک خیالی وشیرین مقالی کے زیور سے شاہد
سخن کی وہ حالت ہوتی تھی کہ شعرائے وقت فریفتہ وشیفتہ ہوتے تھے آپکے کلام کی
نزاکت ولطافت کیا ہے گویا کرامت وخرق عادت ہے۔ معترضین میرے کلام
پر قہقہہ لگائینگے۔ اور کہینگے کہ جلیل کی تعریف حضوری تعلق کی وجہ سے تملقاً
کررہا ہے۔ بخدا مین کسیکی تعریف تملقاً ومذمت عداوتاً نہین کرتا ہون بلکہ واقعہ کو
واقع کے مطابق بیان کرتا ہون۔ اگر کسی نکتہ چین کو ہمارے کلام کی تصدیق وتکذیب
مطلوب ہو تو حضرت جلیل صاحب ترجمہ کا دیوان مسمّیٰ تاج سخن جو فی الحال مطبوع ہوکے
شایع ہوا ہے مطالعہ کرے۔ ہمارے کلام کی تصدیق وتکذیب صراحتہً ہو جائیگی عجب
نہین کہ معترض نکتہ چین کلام کی کرامت کے اثر سے اسبات سے توبہ کرے گا کہ
مین نے مولوی صاحب پر بیجا اعتراض کیا۔ اور انکو تملق کے طرف منسوب کیا
مین فی زماننا حضرت جلیل کے دیوان کو دیکھہ رہا ہون۔ آپکا کلام مجھپر جادو کا اثر
کررہا ہے ہر وقت میرے دل وزبان سے یہی آواز برآمد ہوتی ہے واہ واہ کلام جلیل
جل جلالہٗ۔ جلیل شاگرد۔ اور امیر استاد مین تمیز کرنا امر دشوار ہے۔ اگر کوئی ناواقف
شخص کے سامنے دونون بزرگون کے کلام کو پیش کرین۔ اور حَکَم بنائین کہ دونون
مین باہمدگر کیا نسبت ہے تو غور وفکر کے بعد یہی کہیگا کہ دونون استاد جلیل الاستعداد
ہین یہہ نہین بتلا سکیگا کہ ایک استاد ودیگر شاگرد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امیر مینائی

جو نقاد سخن تھے جلیل کو مثل لخت جگر سمجھتے تھے۔ اور جلیل کی شاگردی پر ناز کرتے تھے۔ مین نے دونون بزرگون کے کلام کو خوب غور و فکر سے دیکھا ہے اور میزان عقل مین دونون کے کلام کو تولا ہے تو دونون مین عام خاص من وجہ کی نسبت پائی۔ اگر مین بمصداق پسر از پدر کہون تو میرا قول بیجا ہوگا۔ لیکن بعض نکتہ چین میرے قول کو مبالغہ پر محمول کرین گے یا سخن فہمی مین ناقص کہین گے۔ جو اہل سخن منصف مزاج ہون گے وہ تسلیم کرین گے اور کہین گے جلیل صاحب ترجمہ کی تعریف واقع مین حضرت امیر مرحوم کی ہی تعریف ہے۔ پہلے مین لکھ چکا ہون کہ آپ اُستاد مرحوم کے رکاب مین ہر وقت سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب ہمراہ رہتے تھے۔ جب امیر مینائی مرحوم حسب الطلب نواب والی رامپور۔ رامپور گئے۔ تب آپ بھی ہمراہ تھے۔ چند مدت رامپور مین خوشی و خرمی سے بسر کئے جب ۱۳۱۸ سنہ ہجری مین اعلیحضرت کلکتہ سے واپس ہوتے وقت بنارس مین فروکش ہوے تب امیر مینائی رامپور سے بنارس آئے آپ سے ملے اور مسدس مولفہ کو پیش کیا۔ اعلیحضرت مسدس کے ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور امیر مرحوم کو حیدرآباد ہمراہ لائے۔ سوء اتفاق سے حیدرآباد مین پہنچتے ہی ہیضہ سے بیمار ہوگئے ہیضہ کیا تھی گویا موت کا سفیر تھی۔ ایک مہینہ تک ہیضہ کا سلسلہ جاری رہا آخر اُسی مرض مین واصل بحق ہوئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۸ سنہ ہجری مین واقع ہوا۔ پس حضرت جلیل صاحب صاحب ترجمہ بھی آپکے ہمرکاب تھے۔ امیر مرحوم کے فوت ہونے ہی افسوس و حسرت مین مبتلا ہوئے۔ اور حیدرآباد مین اپنی امید کے سہارے پر استقلال کیسا تھا کہ اعلیحضرت قدر قدرت اپنی فیضان کرم سے سرفراز فرمائین گے سنہ مذکورہ سے ۱۳۲۷ ہجری تک بسر کئے آخر اعلیحضرت نے آپکو عزازاً و اکراماً

پانسو روپیہ ماہانہ کے تقرر سے سرفراز فرمایا - اور آپکو استاد کے لقب سے ممتاز کیا اعلیحضرت کبھی کبھی آپکو اپنا کلام دکھلاتے ہین - حضرت جلیل صاحب ترجمہ بمصداق اِنَّ مع العسر یسراً صبر و قناعت و استقلال کی برکت سے فائز المرام ہوئے - اب فراغت سے زندگی بسر کرتے ہین - آپ خوش خلاق و مقبول آفاق ہین سیرتاً فرشتہ و صورتاً انسان برگزیدہ ہین - متقی و پرہیزگار صوم و صلوٰۃ کے پابند امر معروف و نہی منکر پر پورے کاربند ہین -

الحمد للہ فی الحال ظاہراً آپ کی شان و عظمت درجہ عروج پر ہے مگر آپکو اس شان پر غرور ہے نہ ناز ہے - آپکے مزاج مین وہی خاکساری و کسر نفسی ثابت و قائم ہے آپ بظاہر امیر ہین لیکن بباطن درویش - آپ اکثر اوقات ورد و ظائف و قرأت قرآن مین صرف کرتے ہین - اور شائقین شعر و شاعری کے کلام کو اصلاح سے درست فرماتے ہین - آپکا دربار دربار عام ہے - غربا و فقرا اعزہ و امرا سے شگفتہ جبین و خندان روئی سے ملتے ہین - ہر ایک خواہ امیر ہو یا فقیر ہو برابر حسن اخلاق سے ملاقات فرماتے ہین - چند مہینے گذرے کہ فقیر مولف کو بھی آپ سے ملازمت حاصل ہوئی ہے بخدا مجھکو آپ کی ملازمت سے بہت لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپنے اپنا خاص دیوان مطبوعہ جو مجھکو ہدیۃً عطا فرمایا ہے اُس کے دیکھنے سے ہر وقت دلکو ایسا سرور و مزہ ہمدست ہوتا ہے کہ مین اس لطف کو زبان قلم و قلم زبان سے ادا نہین کر سکتا ہون آپکا کلام نہایت شستہ و پاکیزہ - شگفتہ و تازہ ہے - حشو و زوائد سے پاک و صاف تعقید لفظی و معنوی سے مبرا ہے -

اب مین آپ کے نتائج طبع سے چند اشعار گزارش کرتا ہون -

کلام الجلیل جلیل الکلام ہے

شکریۂ سرفرازی

جو دن پھرتے ہیں تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے — شب غم لاکھ طولانی ہو تڑکا ہو ہی جاتا ہے
چمن میں پھول نے پھلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے — دکن میں بارور نخل تمنا ہو ہی جاتا ہے
رہا جو شہ کی نظروں میں ترقی اسکو لازم ہے — ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے
چمک ذرے میں سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے — در شہ کا گدا ادنی سے اعلی ہو ہی جاتا ہے
توجہ چاہیے تھوڑی سی شاہ بندہ پرور کی — فقیروں کا جہاں میں بول بالا ہو ہی جاتا ہے
جو دل سے ہو رہا حضرت کا پھر اسکو کمی کیا ہے — موافق آسمان تابع زمانا ہو ہی جاتا ہے
مرے گلزار میں تک خزان کب تک جما رہتا — کہ اک دن فصل گل کا دور دورا ہو ہی جاتا ہے
توقع شاہ سے رکھنا کبھی خالی نہیں جاتا — یہ دیکھا ہے کہ فضل حق تعالی ہو ہی جاتا ہے
اشارہ چاہیے پھر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے — سہارا چاہیے پھر بوجھ ہلکا ہو ہی جاتا ہے
کسی کا درد دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے — مریضوں پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے
مسیحا جب کرم فرما ہوا پھر پوچھنا کیا ہے — دوا ہو یا نہ ہو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے
بخشش شاہ مقصود کا ضائع نہیں جاتا — وہ اک دن زیب آغوش تمنا ہو ہی جاتا ہے
عقیدت جب ہوئی پوری تو کیسا بیڑہ دوری — رخ محبوب دلہن جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے
سجا ہے اب عروس شاعری کا دون کی لینا — شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے
گل مضمون جو کل تک خشک تھے اسکا تعجب کیا — خزان کے دور میں پھر پھول کانٹا ہو ہی جاتا ہے
نہیں چھپا نہ میرے شعر چھپے بات اتنی ہے — جسے چاہا کہیں کا راجہ ہو ہی جاتا ہے

جلیل زار کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو ۔ لقب جو شاہ سے ملتا ہے پیا ہو ہی جاتا ہے
تعجب کیون کسی کو ہو ہماری سرفرازی پہ ۔ خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے
یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے ۔ نہ کچھہ کہئے مگر لوگون مین چرچا ہو ہی جاتا ہے
حسد کوئی کرے کسواسطے سب پہ یہ ظاہر ہے ۔ کہ جو قسمت کا لکہا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے
لکھون اب یے کیسا تہہ کچھہ مدح شہ والا ۔ کہ اس موقع پہ لبین جو شن پیدا ہو ہی جاتا ہے
یہ مدح شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا ۔ ارادہ مین نہین کرتا ارادا ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمال شاہ پر نسان شیدا ہو ہی جاتا ہے ۔ جمال شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے
نظر جسکی پڑی آئینہ روئے مبارک پر ۔ نصیب اسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے
سواری کا سمان سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی ۔ سلیمان کا شہ آصف پہ دہوکا ہو ہی جاتا ہے
زہے ہر لعزیزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہین ۔ تمہین جو دیکھہ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے
خدا رکھتے شہ جمجاہ کا ہے رعب و داب ایسا ۔ کسی کا بخت بیٹھا ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے
تجلی محو کر دیتی ہے ایوان معلے کی ۔ در شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے
کسی آزاد کی اس در پہ آزادی نہین چلتی ۔ کرم کا خلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے
بہت دور آپکو کھینچے جو کوئی فائدہ کیا ہے ۔ خدنگ لطف شاہی کا نشانا ہو ہی جاتا ہے
دلون پر کیون نہ ہو قبضہ کہ دلکو شاہ دکری مین ۔ یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے
مثال ماہ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہین ۔ تو شاہان جہان کا حلقہ ہالا ہو ہی جاتا ہے
کمال شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے ۔ کوئی ارمان ہو دم بھر مین پورا ہو ہی جاتا ہے
جہان مجرم کوئی پہنچکر ہوا سائل رہائی کا ۔ مروت آ ہی جاتی ہی اشارا ہو ہی جاتا ہے

عتاب شاہ بھی خالی نہین شان ترحم سے
ہوا جو برطرف اُسکا وظیفا ہو ہی جاتا ہے

نکل جاتی ہے خدمت ہاتھ سے گو زیست نہین جاتی
یہی وہ بات ہے دل جس پہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

سفر کیواسطے ولیمن کوئی پہلو نہین آتا
عطا کیواسطے کوئی بہانا ہو ہی جاتا ہے

مرے شہ کی سخاوت شک کی تاثیر رکھتی ہے
چھپا کر لاکھ دین عالم مین شہرا ہو ہی جاتا ہے

ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے
لٹاتا ہے جو موتی دل کا دریا ہو ہی جاتا ہے

عجب عہد مبارک ہے کہ جب چاہو جہان چاہو
خوشی کا عیش کا سامان مہیا ہو ہی جاتا ہے

مسافر کو سفر مین دھوپ کی ایذا نہین ہوتی
کہ ہر پر دامن دولت کا سایا ہو ہی جاتا ہے

اسی در پر تو پھل ملتا ہے نخل خاکساری کا
جو قدمون پر جھکا اُسکا سر اونچا ہو ہی جاتا ہے

دل آئینہ ہے اور اُسمین خواص جام خسرو ہے
کسی کا راز دل ہو آشکارا ہو ہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطون زمان ہو کر
ہوا جو بندہ بیدام دانا ہو ہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے
دل حُساد مین خون تمنا ہو ہی جاتا ہے

کلام خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو
نشہ یکتا کا ہر مضمون یکتا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھے جہان دو گل کھلائے طبع رنگین نے
گلستان بوستان انکا رنگ پھیکا ہو ہی جاتا ہے

زبان پر طوطی ہندوستان کو وجد آتا ہے
بیان پر بلبل شیراز شیدا ہو ہی جاتا ہے

قلق کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی
صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا مثل قمری نعرہ زن ہونا
کہ اک اک شعر موزون سرو رعنا ہو ہی جاتا ہے

زمین سخت مین بھی معنی سوسن نکلتے ہین
صدف مین در حجر مین لعل پیدا ہو ہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی ہے حاجت کیا
طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہو ہی جاتا ہے

دئے مین شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند کے ٹکڑے
قمر جب یکتا ہے گھٹ کے آدھا ہو ہی جاتا ہے

نہ کیون روشن ہون سب کے دیدۂ دل شاہ نزدون سے
کہ وہ مہر ماہ سے گھر اُجالا ہو ہی جاتا ہے

مجھے دعویٰ نہیں لیکن ثنا جب شہ کی لکھتا ہون
سخن کو اپنی یکتائی کا دعویٰ ہو ہی جاتا ہے

کوئی مانے نہ مانے مین تو ہون اس فیض کا قائل
زمین مشکل سے مشکل ہو قصیدہ ہو ہی جاتا ہے

جلیل آصف کے حق مین جو دعا دل سے نکلتی ہے
اثر فضل خدا سے اُس مین پیدا ہو ہی جاتا ہے

اشعار منتخبہ دیوان

ہے لاکھہ لاکھہ شکر خدائے جلیل کا
جس نے دُرِ سخن سے بھرا منہ جلیل کا

خود فرش خاک پر ہے نظر عرش پاک پر
اللہ رے حوصلہ ترے عبد ذلیل کا

ولہ

ناوک اُسکا کبہی خطا نہوا
طائر سدرہ تک نشانہ ہوا

تیرے قدمون سے کیون رہتا
ہائے پامال دل حنا نہ ہوا

دل سے صبر و قرار سب بہاگے
مگر اک داغ دل جدا نہ ہوا

ولہ

نہ ملا یار سرو قد افسوس
شجر آرزو ہرا نہ ہوا

ولہ

مرے جذب دل کا اثر دیکھہ لینا
تم آؤ گے تہامے سے آوا ادہر دیکھہ لینا

ابہی ہے تڑپنے کا ارمان باقی
ذرا پہر ادا سے ادہر دیکھہ لینا

ولہ

ابہی باقی ہے آنا قبر پر اس فتنہ قامت کا
قیامت ہو چکی پہر بہی رہا دہڑکا قیامت کا

فلک اسمین تڑپ اسمین الم اسمین ہے غم اسمین
مرے پہلو مین دل کیا ہے خزانہ ہی محبت کا

ولہ

مرے وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا
سننے والون کو بہی دیوانہ بنایا ہوتا

مرکے بہی روح نہ پینے کو ترستی ساقی
مری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

ولہ

پردہ نہ تہا وہ صرف نظر کا قصور تہا
دیکہا تو ذرے ذرے مین اُسکا ظہور تہا

ولہ

نہ وہ شمع دیکہین نہ پروانہ دیکہین
کوئی ہو اُنہین دل جلانے سے مطلب

آہی جائیگا محبت مین اثر آپسے آپ
ہوئی جائیگی اُنہین میری خبر آپ ہی آپ

وله
پہلو سے وہ اُٹھے سو کہا دل نے ہائے دوست
آباد ہوکے لٹ گئی دولت سرائے دوست

وله
اُنسے ملنے کا ہے سوال عبث
جان بچنے کا ہے خیال عبث

وله
چمک کر بولی وہ برق نظر آج
کہ لونگی خرمن دلکی خبر آج
کہو انسے بچا بین دامن اپنا
کہ ہے شعلہ فگن داغ جگر آج

وله
یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح
پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح
گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر سے اُڑی
ہو نہ دشمن کا یارب آشیانہ میری طرح

وله
موسم گل ہے پھول پھولے مین
دیکھنا باغ کیا ہے سرخا سُرخ

وله
ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہوکر
ہماری باغ ہستی مین بہار آئی خزان ہوکر

وله
نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر
خدا شاہد ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

وله
توکل کا یہہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر
نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر

وله
صیاد کو ہے بلبل ناشاد کی تلاش
بلبل ہین ہم کہ ہے صیاد کی تلاش
قسمت نے دی نجات نہ مجھکو تلاش سے
دلبر ملا تو ہے دل ناشاد کی تلاش
اللہ رے تیری زلف سیہ فام کے خواص
اک مرغ جان کے حق مین ہین سو دام کے خواص
کیا نصیبے کے زبردست ہین خال عارض
جنکو حاصل ہے شب و روز وصال عارض
کہان ہم اور کہان اب شرابخانۂ عشق
نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانۂ عشق
غلط ہے صاحب دولت کو گر غنی کہئے
غنی وہ ہے جسے اللہ دے خزانۂ عشق
کیا کیا شب غم ہمنے مصیبت نہین دیکھی
آئی ہے کبھی صبح قیامت نہین دیکھی
دیکھے ہین طرحدار جلیبل آنکھہ سے لاکھون
دل جسکا ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

جعفر - مرزا جعفر بیگ قزوینی

جعفر تخلص - مرزا جعفر بیگ نام - آپ بدیع الزمان قزوینی کے خلف الصدق ہین - اکبر و جہانگیر کے عہد مین معزز و ممتاز رہا - فن شاعری مین استاد کلام تہا مثنوی شیرین خسرو اسکے کلام شیرین کی یادگار ہے - اپنے عم بزرگوار کے فوت ہونے کے بعد مخاطب بہ آصفخان ہوا تہا - سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بلدہ دار السرور برہانپور مین فوت ہوا کسی شاعر نے تاریخ وفات اس فقرہ سے نکالی ہے صد حیف از آصفخان -

من اشعارہ

در باد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب
ہزار بلبل شوریدہ خاک شد جعفر
درسنی ہمہ کس در شکست بیداری
ای صبا در شکم اما دل ما این جوش میکنم
شہر گنجائش غمہائے دل ما چو ندشت است
ز شوق آنچہ آنجا دید فرہاد

ولہ

چشمے کہ ندارد برہ قافلہ وارد
ہنوز رسم خود آرائی چمن باقیست
شکست زلف کجا و دل شکستہ کجا
کہ این گلستانست نتوان درے رو بادبست
آفریدند برائے دل ما صحرا را
مرا اینجا قلم از دست افتاد

حرف الحاء حطی

حفظی - نواب حفظ اللہ خان

حفظی تخلص - حفظ اللہ خان نام - آپ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے فرزند ہین - آپکی ولادت ہند مین واقع ہوی سن شعور کے بعد علمائے وقت سے

کتب درسیہ تحصیل کین - لائق وفائق ہوئے - بادشاہی منصب سے سرفراز تہے
آپ خوش خلق وباخیر نیک طینت ونیک صورت تہے - علما وشعرا وفقرا سے نہایت
اخلاص ومحبت رکہتے تہے - ماہ ربیع الاول مین میلاد شریف کی مجلس نہایت عظمت
وشان سے کرتے تہے - ایکہزار سے زیادہ اہل دعوت ہوتے تہے - کہانے سے اول وآخر
وقت خود بدانہ آفتابہ وسیلابچی ہاتہہ مین لیکر تمام اہل دعوت کے ہاتہہ دہلاتے تہے
اس فعل خیر سے ثواب اخروی حاصل کرتے تہے - عالمگیری زمانہ مین ٹہٹہ وسیوستان
کے صوبہ دار تہے - صوبہ داری کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے - آپکے زمانہ مین
تمام رعایا امن وامان مین تہی - آخر سنہ ۱۱۱۲ ہجری مین سیوستان مین آخرت کا سفر
اختیار کیا - جناب میر غلام آزاد بلگرامی نے آپکی وفات کی تاریخ کا مادہ آیہ کریمہ سے پایا
فلہم جنات الماوی نزلاً کانوا یعملون - خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ
آپ موزون الطبع تہے کبہی کبہی رباعی یا غزل موزون کرتے تہے - ایکوقت آپ کی
مجلس مین کسی میر نے ناصر علی سرہندی کی رباعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نعت مین پڑہی ~

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

آپ رباعی کو سنکر حسرت کرنے لگے اور فرمایا کاش یہہ رباعی میرا حصہ ہوتی تو
بروز قیامت باعث نجات ہوتی - پہر فکر کرکے ایک رباعی کہی وہ یہہ ہے ~

در انجمن دہر نخست آمدہ	زانگونہ کہ شائستہ نشست آمدہ
اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود	دیر آمدہ ولے درست آمدہ + انتہی .

من اشعارہ الفارسی

پائے شوقت را مگر رنگ حنا زنجیر یافت	ولہ	اے کہ می گوئی کہ می آئم نمی آئی چرا
بر برگ گل تازہ چکیدہ نمکی		اے آنکہ سراپا ہمہ لطف نمکی
پیغمبر خوبانی و اما نمکی		جز شیرہ پستان حلاوت نمکی

فائدہ نواب متوسل خان بہادر بندگانعالی حضور آصفجاہ کے داماد اور رضائی ترجبہ کے لخت جگر تہے اور ہدایت محی الدین مظفر جنگ بن متوسل خان آپکے پوتے تہے۔ ان دونون بزرگون کو دکن سے خاص تعلق تہا۔ اسی تعلق کی وجہ سے دکنی شمار کئے گئے تہے۔ ہم نے بہی انہی بزرگون کے وجہ سے نواب حفیظ اللہ خان کا ذکر اہل دکن مین شامل کیا فتامل ولا تکن من الغافلین۔

ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ حفیظ اللہ خان ذی استعداد کمال دوست تہا علوم عقلی و نقلی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ عالمگیری عہد مین صوبہ داری لاہور پر مقرر تہا۔ ناظم و ناثر تہا۔ من کلامہ

نزدماغی می کند پروانہ در پرواز شوقے ✤ روغن بادام گویا در چراغ عشق کردہ اند۔ انتہی کلامہ

حشمت محتشم علی خان

حشمت تخلص میر محتشم علیخان نام۔ سادات بدخشان سے تہے۔ آپکے اجداد مین ایک بزرگ وارد ہند ہوئے۔ آپکے والد میر باقی محمد یار خان صوبہ دار دہلی کی رفاقت مین مدت تک رہے صوبہ دار عالمگیری امرامین تہے۔ میر حشمت کی ولادت دہلی مین ہوئی۔ سن شعور کی بعد دہلی مین علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ پہر آپکو

شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا شعرگوئی شروع کی خوب شعر کہنے لگے ہندی فارسی دونو زبانون مین
کلام موزون کرتے تھے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین پاکیزہ و صاف ہے۔ ہر ایک شعر کی عبارت
سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپ فن سخنوری مین ممتاز تھے مدت تک میر محمد افضل ثابت و شیخ عبدالرضا
متین و مرزا عبدالقادر بیدل و آزاد کے مصاحبت و مجالست مین رہے اکثر یاران معاصر کے ساتھ
مشاعرہ مین شریک ہوتے تھے۔ ہم طرحی غزلون پر مشاعرہ کا بازار گرم ہوتے تھے۔ آپ کی وفات
سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ علی قلی خان والہ ریاض الشعرا مین لکھتا ہے کہ مین ایکروز
حشمت کے دیوان کو دیکھہ رہا تھا کہ یہہ بیت میری نظر سے گذری ؎

نہ ہر ایرانی ہم طرح حشمت می تواند ‌‌‌‌ ‌ ‌ نہ ہر چینی فروشش ہم سر فغفور می گردد

چون چند کس از مردم ایران بعنوان سوداگری دلی مین چینی فروشی کرتے ہین
ہندوستان مین ایرانیون کے لئے دوکانداری کرنا ننگ ہے۔ اس لئے ہندی نژاد
کل ایرانیون پر یہہ چینی فروشی کا طعن کرتے ہین۔ مثلاً کسی اور ہندی نے کہا ؎

تا زبان اہل ایران را ہوئی بستہ ایم ‌ ‌ ‌ دست این چینی فروشان را ہموئی بستہ ایم

ان ابیات کے دیکھنے سے میرے دلمین حمیت و غیرت نے جوش پیدا کیا حشمت کے
دیوان کے حاشیہ پر یہہ دو بیتین لکھین اور حشمت کے نزدیک دیوان کو بھیجدیا ؎

باستادان ایران ہندی ہمطرح میگردد ‌ ‌ ‌ بچینی میزند پہلو سفالین کاسہ بنگی

حریف نالہ و لہائے زار مانہ حشمت ‌ ‌ ‌ مزن انگشت بر لب چینی فغفور ما را

پس حشمت صاحب ترجمہ ابیات کو دیکھکر پشیمان ہوا معذرت کی انتہی کلامہ۔
آپکے صاحب دیوان مین تقریباً سات ہزار اشعار ہین۔

	من کلامہ	

کشته شمع را چو سحر اهل بزم گفت	وله	این روز بود اول شب در نظر مرا
رونق از دیوانه کشور سودا گرفت	وله	دشت از ما بود کو مجنون دو روزی جا گرفت
گر چنین شهر بسودائی تو دیوانه شود	وله	همچو زنجیر ز هر کوچه فغان برخیزد
با رقیبان نکنم سجده خاک در دوست	وله	این نماز نیست که بی شرط جماعت باشد
سر رشته نقش هستی عقده کار دل من شد	وله	خط پینا نیم چون قفل ابجد مشکل من شد
نگاه گرم چه سان در بغل کشد تنگش	وله	که از فروغ در آغوش خود پرد رنگش
صبر و بیطاقتی آن روز که قسمت شد	وله	بیقراری بمن و صبر بایوب رسید
جان بقربان کمان تو که زد آخر کار	وله	تیر صافی که بدادد دل ما خوب رسید
پیر گردیدم و سر می گردد	وله	آسیا وقت سحر میگردد
از رنگ لاله و داغش عیان است	وله	که حسن و عشق باهم توامان است
قشقه از بالای ابروی تو آفت می شود	وله	آفتاب از قبله سر زد قیامت می شود
بیا که از اشک سوزانیم باهم بلبل و گل را	وله	تو گل را کن خجل در حسن و من در عشق بلبل را
زین پیش که دل ناله و آهی میکرد	وله	چشمش بمن التفات گاهی میکرد
گریان گریان زدور میدارم داد		خندان خندان بمن نگاهی میکرد

مستزاد

آئینه ببزم دلکشائی تو رسا ؛ این جا نگاه	هم شانه بزلف مشک سائی تو رسا ؛ ما از گناه
ما خاک شویم و سر منظور فتد ؛ دائم زرشک	دل خون نشود و حنا بپائی تو رسید ؛ سبحان الله

میر درد نے نکات الشعرا میں لکھا کہ مخنتنم شعراء ہندوستان سے ہے۔ سید صحیح النسب
سپاہی عمدہ تہا فارسی ہندی میں سخن گوئی کرتا تہا۔ خوش خلاق و خاکسار تہا

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ ۔ دوزن مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان لعل و گہر آمدہ زکان عمان

باروئے جہان فروز در روز ن خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہ بل ھو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دو تین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا ۔ شاید تلف ہو گیا ہو ۔ تحفہ الشعرا مین مرزا افضل ثابت قشالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین ۔ شاید میان حامد بیرحمانت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون ۔

حفیظ ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص ۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے ۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تہے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے ۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے ۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کر کے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے ۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تہی طبع والا فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے ۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تہے ۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچ گئے ۔ سب شعرا معاصرین آپکی استادی کے قائل ہوئے ۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین ۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و بامحاورہ ہوتا ہے ۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ راجہ مہپت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے ۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بھی مقرر کردی۔ چند مدت راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم وبرہم ہوگیا۔ تب راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بھی مجبور ا وہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر سے ملے ایک آدھ قصیدہ بھی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقاد سخن تھے اُسوقت آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی وجادوبیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تہا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ وشیفتہ تھے آپ خوش اخلاق ونیک طبینت تھے۔ نازک دماغ وپاکیزہ خیال تھے۔ ہرروز دربار مین تازہ ونیا لباس پہنکر آتے تھے۔ باوجود جاہ وحشمت فقرادوست وغربا پرور تھے۔ مہمان نواز وفیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تھے۔ ہرایک کی سفارش کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا وبیگانہ مساوی تھے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا وفقرا مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تہا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ہ ہجری مین جنت کو روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اُداس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون

ولہ

ہمکو آب بقا نہ راس آیا
کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین
خانہ باغ آئینۂ رخ کو بنا دیتے ہین

ولہ

ہمارے دل مین ہجوم دردوالم کا جوش رہا
کہ سینہ داغون سے دوکان گلفروش رہا

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ ۔ روز مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان لعل و گہر آمدہ ز کان عمان
بار وی جہان فروز در روز ن خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہٗ بل ھو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دو تین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا ۔ شاید تلف ہو گیا ہو ۔ تحفۃ الشعرا مین مرزا افضل قاقشالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین ۔ شاید میان حامد ہیر کی قناعت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون ۔

حفیظ ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص ۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے ۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تھے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے ۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے ۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کر کے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے ۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تھی طبع والا و فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے ۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تھے ۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچ گئے سب شعرا معاصرین آپکی استادی کے قائل ہوئے ۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین ۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و بامحاورہ ہوتا ہے ۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ راجہ ہمپت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے ۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بہی مقرر کردی۔ چند مدت راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم وبرہم ہوگیا۔ تب سبب راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بہی مجبور ًوہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر سے ملے ایک آدھ قصیدہ بہی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقاد سخن تہے اُسوقت آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پہر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی وجادوبیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تہا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ وشیفتہ تہے آپ خوش اخلاق ونیک طینت تہے۔ نازک دماغ وپاکیزہ خیال تہے۔ ہر روز دربار مین تازہ ونیا لباس پہنکر آتے تہے۔ باوجود جاہ وحشمت فقرا دوست وغربا پرور تہے۔ مہمان نواز وفیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تہے۔ ہر ایک کی سفارش کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا وبیگانہ مساوی تہے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا وفقرا مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تہا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اداس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون

ولہ

ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین
ہمارے دل مین بہیہ درد والم کا جوش رہا

ولہ

ہمکو آب بقا نہ راس آیا
کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

خانہ باغ آئینۂ رخ کو بنادیتے ہین
کہ سینہ داغون سے دوکان گل فروش رہا

خیال کاکل مشکین یہ مجکو دوش رہا | کہ مثل کعبہ مرا دل سیاہ پوش رہا
ہزار نالہ محشر تما نہ لب تھے | کسیکا پاس ادب تہا خموش رہا

ولہ

خط مین کچھہ حسن طلب تہا نہ سوا اسکے جسمے | ما بخیر و سلامت بشما کہتے ہین
تسپہ تشہیر کیا قاتل بیچارے کو | آپ فرمائے قبلہ اسے کیا کہتے ہین

ولہ

چاک سینہ ہو گیا دسے صدا آنے لگی | کہلتے ہی اس در کی جنت کی ہوا آنے لگی
لڑکون نے لیکے مارے جون ہی سنتے سنگ | دیوانگون کی خون سے ہوا رستے رنگ

آپنے ایک رباعی حضور سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کی نذر کی تہی - **رباعی**

کوئی نام خدا لے کے حرم تک پہنچا | کوئی پوچتے ہی دیر صنم تک پہنچا
خوش طالعی میری ہے کہ لیکر یہ مین نذر | تجہہ سکندر کے قدم تک پہنچا

ولہ

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکہاتی ہے | اگر یکدم ہنسانی ہے تو پہر پہرون رلاتی ہے
روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپکا | ہو رہینگی پہر کہو باتین ہماری آپکی

حنا - مہدی حسین خان لکہنوی

حنا تخلص - مہدی حسین خان نام آپ محمد حسین خان لکہنوی کے فرزند ہین - آپکی ولادت شہر لکہنو مین ہوئی - تعلیم و تربیت بہی اُسی شہر مین پائی - استعداد علمی کے بعد شعرگوئی شروع کی - مومن خان مومن دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کی خدمت مین سخن کی مشق کی - اُستاد کی توجہ کی برکت سے لائق و ممتاز ہوئے - دس گیارہ برس سے حیدرآباد دکن مین کسی سرکاری خدمت پر ہو مین - چست و چالاک ہوشیار بیباک ہین خوش سیرت و نیک عادت ہین محبت و دوستی کے لائق ہین شگفتہ جبین و خوش خو ہین

بارک اللہ فی بقائہ

من اشعارہ

قلم ہے کیا جو ہے عرض مدعا کے لئے | زبان ہی نہین صرف التجا کے لئے

تمہارے لب جو کرین دعوی مسیحائی	مرض ملے نہ کہین نام کو دوا کے لئے

حبیب ۔ محمد کاظم صاحب کنتوری

حبیب تخلص۔ محمد کاظم نام۔ آپکا مولد ومنشا قصبۂ کنتور ضلع لکھنؤ ہے آپکے نسب کا سلسلہ جناب سید حمزہ بن حضرت امام موسی کاظم سے ملتا ہے۔ آپکے بزرگ سادات نیشاپور سے تھے۔ زمانۂ سلف مین وطن اصلی سے ہند مین وارد ہوئے ملک اودھ قصبۂ کنتور نارکور مین فروکش ہوئے۔ اُسوقت کنتور مین فضلاء بہت سکونت پذیر تھے۔ آپکے جد اعلی نے بھی وہین سکونت اختیار کرلی۔ آپکے بزرگون مین اکثر علما گذرے ہین۔ علوم عقلی ونقلی مین بے نظیر ہوئے ہین۔ زمانۂ حال تک بھی اُسی موروثی علم کا خاندان مین اثر باقی ہے۔ آپنے ابتداء شعور مین کسیقدر فارسی وعربی کتب پڑہی تہین۔ زمانہ طالب علمی مین آپکو شعروشاعری کا شوق پیدا ہوگیا آپکی طبیعت کا میلان شعرگوئی کے طرف رجوع ہوا۔ اور طالب علمی حالت مین خلل واقع ہوا۔ آپ تحصیل علوم وکسب فنون سے محروم رہے۔ مگر شاعری مین اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپنے سخن کی مشق جناب سید لطف اللہ قدر مرحوم سے جو آپکے نانا تھے کی۔ آپکا کلام نزاکت ولطافت مین ڈوبا ہوا ہے۔ آپ خوش وضع بھی خوش فکر ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً پینتالیس برس کی ہے۔ چندسال سے اس ریاست مین ملازم ہین معتمد مدار المہام سرکار عالی نظام کے میر منشی ہین۔

من اشعارہ الہندی

دلسوز کون تہا ہمین روتا جو بعد مرگ	ہان بیکسی کا رہتی ہے شمع مزار غم

اسیری مین بلا نازان ہوئی وحشت کے پر نکلے	وله	چلے صحرا سے زندان کو گریبان پہاڑ کر نکلے
ہمارے ساتہہ جاتے ہین عالم کو حسرت و ارمان		یہہ حسن اتفاق اسوقت اچہے ہم سفر نکلے
لے چلی ہین دلکو سوئے کوئے قاتل حسرتین	وله	کس دہن میں ہے مہر کاروان شام و سحر
عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوئے عشق		آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر
عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ	وله	دیکہئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ
خط تقدیر ہے مہر جسے سمجہے ہین شب جوہر		بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

حشمت میر حشمت علی حیدرآبادی

حشمت تخلص حشمت تخلص۔ میر حشمت علی نام۔ آپکا مولد و منشا حیدرآباد دکن ہے۔ آپ میر حیدر علی مرحوم کے فرزند ہین۔ مرحوم لیہ سرکار عالی نظام کے صدر ثبیہ خانہ کے میر منشی تہے۔ آپنے سن تمیز کے بعد علما حیدرآباد سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی۔ انشاء پردازی و عبارت نویسی مین خوب مہارت پیدا کی۔ مزاج مین سخن سنجی و شعرگوئی کا ولولہ تہا۔ اور طبیعت بہی سنجیدہ تہی۔ شعرگوئی مین بہت سبقت کرکے خوب جولانی کرنے لگے۔ حیدر حسین خان حیدر المتوفی ۱۲۸۵ ہجری سے کلام کی اصلاح لیتے رہے۔ کلام سے نزاکت و ملاحت نمود ہوتی ہے۔ آپکی عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی۔ متوسط قد۔ گندمی رنگ مائل بہ سیاہی۔ خداتعالے آپکو دیرہ گاہ زندہ رکہے

من اشعارہ الہندی

مرگ عاشق پر بہی اسطرح غم کہاتے نہین	صبر کی جا ہے مرے ساتہہ مرجاتے نہین
ہوگئے ہین جاکے شاید کوئے جانان مین مقیم	حضرت دل آج پہلو مین نظر آتے نہین

بخشش حیدر کا دربار معلا عام ہے گورے ہاتہوں سے جو دفناؤ گے منت ہوگی چیخنا شور مچانا سر مدفن کیسا	ولہ	اس جگہ حشمت سخندان فیض کب پاتی نہین گو زمین مین نہ پھر شمع کی حاجت ہوگی روح عاشق پہ اجی اور قیامت ہوگی

حبیب - محمد حبیب حیدرآبادی

حبیب تخلص - محمد حبیب نام منشا ہے شعراء حیدرآباد سے ہے۔ تذکرہ نویسون نے آپکی پوری کیفیت نہین لکہی سنہ ولادت وفات کا بہی کچہہ ذکر نہین کیا ہے۔ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر لائق وفائق تہے۔ مضامین تازہ خوب تلاش کرتے تہے۔ خوش فکر وخوش خیال تہے۔ تقریباً آپکا بہی انتقال ۱۳۰۵ ہجری مین واقع ہوا ہے۔

من اشعارہ الہندی

نہ گئی چشم سے آنسو کی روانی آخر ہنس پڑا باغ مین مینا بی بلبل کی دیکہہ موند کر آنکہہ کو کیا ذوق سے سویا تہا حبیب دل بیدل کی یک تسلی کو گلبدن پہول کی مت توڑ تو ڈالی آری	ولہ	رہ گئی صرف یہی یار کی نشانی آخر کہل گئی یار تری غنچہ دہانی آخر نہ سنی حیف مری پیم کہانی آخر کچہہ تو ہی نشانی دو جانان دیکہہ ابہی شور کرین بلبل و نالی آری

حسن - امیر حسن دہلوی

حسن تخلص - امیر حسن نام - نجم الدین لقب ہے۔ آپ میر علا سنجری کے فرزند ہین - آپکا مسقط الراس شہر دلی ہے - آپکی نشوونما و تربیت و تعلیم بہی وطن ہی مین آپ کی ہوئی

ہوئی۔ عالم شباب کے ابتدا مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ شعر و شاعری کے
میدان مین سبقت کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین سخن سنجی کی قوت خداداد تھی۔ آپکا کلام
تصوف و تجرد و وحدت الوجود اور دنیاوی اسباب کی بے ثباتی پر شامل ہوتا ہے۔ صاحبدلان
کامل و بزرگان صاحب دل آپ کے کلام کے سننے سے وجد کرتے ہین اور نیم بسمل کی طرح
تڑپتے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر و مست ہوتے ہین و مقام الست و بلی کے طرف
رجوع ہوتے ہین۔ آپ فطرۃً رندانہ مشرب و فقر طلب تھے۔ مرات الخیال کے مولف نے
تاریخ ہند سے نقل کیا کہ آپ مکارم اخلاق و لطافت و ظرافت و استقامت عقل مین
بے نظیر تھے۔ اور روش صوفیہ و تجرید و تفرید و بے تعلقی دنیا مین بے مثل تھے۔ رندانہ
ستغنیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکی توبہ کا سبب یہہ لکھا کہ آپ ایکروز ایک نانبائی کی
دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اُسروز قدوۃ السالکین حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ
مع مریدین بازار سے گذر رہے تھے اور امیر خسرو بھی ہمراہ تھے۔ یکایک امیر کی نظر فقیر یعنے
حسن صاحب ترجمہ پر پڑی۔ امیر نے دیکھا کہ صورت زیبا لائق و قابل سلوک ہے۔ آگے
بڑھ کے خواجہ حسن صاحب ترجمہ سے سوال کیا کہ نان و کلچہ کسطرح بیچتا ہے۔ حسن نے جواب دیا کہ
روٹی کو ترازو کے پلڑے مین رکھتا ہون اور خریدار سے کہتا ہون کہ دوسرے پلڑے
مین زر قیمت رکھے۔ جب خریدار پلڑے مین زر رکھتا ہے اُسوقت اُسکو روٹی دیکر روانہ
کرتا ہون۔ امیر قدس سرہ نے کہا اگر خریدار مفلس ہو تو کیا صورت ہوگی۔ حسن نے
جواب دیا کہ اُس سے درد و نیاز قیمت لیتا ہون۔ امیر قدس سرہ آپکے جواب سے متعجب
ہوئے۔ واقعہ کی پوری کیفیت حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت مین گزارش کی۔ شیخ
قدس سرہ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ لیکن حضرت کی توجہ باطن نے حسن کے دل پر وہ اثر کیا کہ

اُسیوقت حسن کا حال متغیر ہوا - اور درد طلب دامنگیر ہوا - فوراً نان بائی کی دوکان سے اُٹھکر حضرت کی خانقاہ مین آیا اور توبہ کی اور حضرت کی بیعت سے سرفراز ہوا - دیکھو حضرت کی توجہ تیر بہدف تھی - بزرگان دین واہل اللہ کی نظر بے اثر نہین ہوتی ہے پیر ہون تو ایسے ہون - خدائے تعالی ہمکو ایسے بزرگون سے ملائے کہ ہم دنیا و مافیہا سے سبکدوش ہو جائین - فی زماننا پیری مریدی کی نسبت اگر گویم مشکل و گر نگویم مشکل با مرلاچاری شق ثانی کو اختیار کرتا ہون - اور دم نجود رہتا ہون خدا ہم تمام کو نیک ہدایت کرے - بزرگان دین کی توجہ موثرہ کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آنرا کہ بدا نیم کہ او قابل عشق ست　　رمزے بنما ئیم و دلش را بربائیم

آپ امیر خسرو کے معاصرین گویا دونون بزرگ سخنوری مین برادران توام ہین - اور دونون بمصداق ہذان لساحران فن شاعری مین جادوگر ہین -

بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ امیر خسرو و امیر حسن مین باہم الفت و محبت برادرانہ تھی - دونون شاہزادے سلطان محمد بن غیاث الدین بلبن کی ملازمت مین ملتان گئے - امیر خسرو شاہزادے کی مصحف داری پر خواجہ حسن دوات داری پر مامور تہے - شاہزادے کی شہادت کے بعد دہلی مین آئے - ملازمت کے زمانہ مین دونون ہم نوالہ و ہم پیالہ رہتے تہے - لیکن امیر حسن امیر خسرو پر تقدم رکھتا تہا - تقدم کے مختلف اسباب ہین - امیر حسن کے قطعات و قصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح مین زائد ہین - اور امیر خسرو کے قصائد سلطان کی مدح مین کم ہین -

اور مولف مذکور نے یہہ بہی لکھا کہ خواجہ بعمر ۵۶ سالہ حوض شمسی کے کنارے شرب و کباب مین مصروف تہا کہ یکایک اسطرف حضرت شیخ نظام الدین ولیا کا گذر ہوا

خواجہ حسن نے آپکو دیکھکے یہہ دو بیتین پڑہین ؎

سالہا باشد کہ با ہم صحبتیم | گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد نان فسق از دل ما دور نکرد | فسق ما یان بہتر از زہد شماست

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا صحبت مؤثر ہے۔ اگر حسن نیت سے ہو۔ کامیابی کا وقت پہنچ گیا تہا۔ فوراً شیخ کے قدمون پر گرا اور تمام گناہون سے توبہ کی۔ اور حضرت کے حلقۂ ارادت مین داخل ہوا۔ اور ایک غزل کہی اسکا مطلع یہہ ہے ؎

یک سر موئے دلت سفید نشد | ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ انگہی کردی | کہ ترا قوت گناہ نماند

آپکی غزلین و قصائد درد آمیز و شور انگیز ہوتے ہین فصاحت و بلاغت کی خوبیان مضامین و معانی کی موشگافیان کلام سے ظاہر ہوتی ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپنے ایک کتاب مسمی فوائد الفواد جو حضرت شیخ کے احوال و اقوال پر شامل ہے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے لکہی ہے۔ رسالہ متانت الفاظ و لطافت معانی سے مرکب و مرتب ہے۔ نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو رسالہ کی نسبت فرماتے تہے کاشکے اگر میری تمام تصانیف حسن کے نام ہوتین اور یہ کتاب میرے نام پر ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اور مین اس سعادت ابدی سے مشرف ہوتا۔ اور دارین مین اس سعادت پر فخر کرتا۔ امیر خسرو کا یہہ کلام محبت و اتحاد کی وجہ سے ہے۔ خواجہ حسن صاحب ترجمہ شعر گوئی و روش شاعری مین سعدی شیرازی کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردست | کہ اہل معنی گل چین ازان گلستانند

سعدی شیرازی کی پیروی کرنے سے آپکو سعدی ہندوستان کہتے تہے مولانا عبدالرحمن جامی نے

بہارستان مین لکہا کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی مین طرز خاص اختیار کیا ہے۔ اکثر قوافی تنگ و ردیفین نادر اختیار کین۔ آپکے کلام کی حالت مجتمعہ اگرچہ ظاہر نظر مین آسان معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا کلام کہنے مین دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ بناءً علیہ آپکے کلام کو سہل ممتنع کہتے ہین۔ ملک الشعرا شیخ فیضی کہتا تہا۔ امیر حسن آنکہ دارد کہ عاشق آن نوا سند گو امیر خسرو یوسف زمان بود چنانچہ خود میفرماید ؎

اے حسن بر آستین نظم خود نوکن طراز ۔۔۔ خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

انتہی کلامہ۔ لطائف اشرفی کے مولف نے لکہا کہ آپ ظریف الطبع و لطیف المزاج تہے۔ آپ جب مجلس احباب مین جلوہ افروز ہوتے تہے تب احباب کا جلسہ آپکے وجود سے رونق پذیر ہوتا تہا۔ آپکے لطائف و ظرائف سے احباب کو لطف مزہ حاصل ہوتا تہا۔ حسب اتفاق خواجہ حسن کو بیماری لاحق ہوئی۔ عارضہ کی شدت سے بیہوش ہو گئے۔ چند احباب مثلاً امیر خسرو و منصور وغیرہم عیادت کے گئے اور آپکو آواز دے کہ خواجہ صاحب ؛ یار می شناسید ما کیانیم ؛ و آخر گفتند ما چہ کسانیم۔ خواجہ نے آنکہہ کہولکر کہا کہ ؛ ما بندہ سخن او لئیم ؛ تمام آپکے کلام ظرافت انجام سے محظوظ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے وقت مین بہی ظرافت کو ترک نہین کیا۔ تاریخ فیروز شاہی کے مولف نے لکہا کہ مین نے لطیف المزاج و سلیم الطبع و خوش اخلاق مثل خواجہ حسن کسیکو نہین دیکہا۔ لطافت مزاج و خوش خلقی مین بے نظیر تہا سلاطین و امرا آپکے ساتہہ خاص توجہ کرتے تہے یعنے آپکے کمال و حسن لیاقت کے خریدار ہوتے تہے۔ آخر عمر مین جب سلطان محمد تغلق شاہ نے دہلی کو خراب کرکے دیوگڈہ دکن کو دار السلطنت بناکے دولت آباد نام سے موسوم کیا۔ تب تمام باشندگان دہلی حسب الحکم دیوگڈہ مین آئے۔ آپ بہی تمام کے ساتہہ آئے۔ چند روز کے بعد خلد برین کو روانہ ہوئے

(مخدوم اولیا) کی تاریخ رحلت ہے۔ بحساب سال تہہ سو اڑتیس ہوتے ہیں۔ اخبار الاصفیا ۸۳۷ھ کے مولف نے لکہا کہ ۸۳۷ ہجری۔ اور مرات الخیال کے مولف نے ۸۳۸ہجری لکہا۔ سنہ رحلت بقول مرات الخیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ والعلم عند اللہ۔
روضہ خلد آباد مین قریب مقبرہ شاہ برہان الدین غریب وغیرہم مدفون ہوئے ہین۔ دکن مین حسن شہیر نام سے مشہور ہین۔ یہہ خرابی و تصحیف حسن شاعر کی ہے۔ آپ صاحب دیوان تہے آپکا دیوان ہند و دکن و عرب و عجم کے کتبخانون مین موجود ہے۔ اب مین آپکے گلزار ہمیشہ بہار دیوان سے گلہائے رنگین و شگوفہائے شیرین انتخاب کرکے بطور گلدستہ ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ اسکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر و تازہ کرین

ھو ھذہ

باز دل سوئے سفر می بینم آن دلدار را — نیست از یار یکہ تنہا می گزارد یار را

گر ہمہ شب تا کہ طالع نشوی چون مہ — بگذر چو نسیم گل وقت سحرے بر پا

باز در زنجیر زلف دلبران آویختیم — چون کنم جائے نمی یابم دل دیوانہ را

صبر من بیگانہ تر شد چون تو برگشتی ز من — آشنا ہر کہ بر گردد چہ غم بیگانہ را

خوبان اگر بدست رقیبان گرویند — گرد چمن برائے چہ بندند خار ہا

طرہ از رویت نمیگردد جدا — کافران را نیست از آتش نجات

جرعہ کز دست افتاد بر زمین — خون او ہفت آسمان را خونبہاست

یارب منجمے برسان تا بپرسمش — کان آفتاب شب روم از آسمان گذشت

زلف تو شفیع محشرم باد — ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

ساقی دم صبح سبکبار است — غائب نشوی کہ با تو کار است

چشمت سوئے من نمی شود باز	وله	جانان مگر از منتِ غبار است
باری باری کند اگر خواہد	وله	قصۂ من ہنوز برا گر است
بوسم نامۂ خود روز محشر	وله	کز خط سیاہش یادگار است
عشقبازان دیگر ند و عیش سازان دگرند	وله	آنچه در فرہاد می بینم در پرویز نیست
از خط خونریز و از رخسار خویش گویا	وله	محضر ظالم بہ پیش پادشاہ عادل است
سنگ را بر روئے خود زن آتشے در خرمن خویش		اے حسن این سنت دیوانگان عاقل است
روئے گل مین صفت روئے کسے با او ہست	وله	بوئے حلقۂ گیسوئے با وی ہست
دوش چشم ہمہ کس در مہ نو حیران بود		چاشنئی خم ابروی کسے با وی ہست
گفتم ز باغ وصل تو بوئے بمن رسد	وله	آواز از در تو برآمد کہ بار نیست
خال تو بر رخ جہان افروز	وله	ہندوی آمد آفتاب پرست
آب مژہ ما گذران شد ز سر ما	وله	نیکو مثل است نیکہ ہم زہ ماست کہ بر ماست
خط کشیدی من شدم عاشق	وله	راستی مشک و عشق پنہان نیست
مرا بزور گرفتی برحمت بگذار	وله	کہ پادشاہ بسے صید را گرفت و گذاشت
یار آوار کی ہمی خواہد	وله	رفتن حج بہانہ افتادہ است
بیشتر خواہم شنوم کان لفٹ را تابی ہم	وله	زان مثل ترسم کہ در باب سخن تاب آمدہ است
ما گناہے نکردہ ایم	وله	خوئے بد را بہانہ بسیار است
دلم بردی و نتواختی ہزار افسوس	وله	چنانکہ دلبریت ہست دلنوازی نیست
مگر بتو نرسیدہ است کان بزرگ چہ گفت	وله	میان ما و شما عشق ہست و بازی نیست

فائدہ اس بیت مین شیخ فریدالدین کے کلام کی طرف تلمیح ہے یعنے ایکوقت

شیخ بہاءالدین کے طرف سے شیخ فریدالدین کی خدمت مین ایسی بات پہنچائی گئی کہ شیخ فریدالدین کے موافق نہ تہی ۔ بعد مین شیخ بہاءالدین نے آپکی خدمت مین ایک معذرت نامہ بہیجا ۔ اسمین یہہ ایک فقرہ تہا کہ میان ما و شما عشق بازی ہست کہ شیخ فریدالدین نے جواب مین لکہا کہ میان ما و شما عشق ہست بازی نیست کہ الخ

وله
رو بہشت در بہشت بود حظ چہ میکشی — اے ظلم پیشہ خار نہ بر در بہشت

وله
سہروردے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت — صبح سعادتست کہ دم از من دریغ داشت
یارب ہمیشہ بر سر من پایدار باد — آن ابر رحمتی کہ نم از من دریغ داشت
گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چون رکاب — زان شہسوار من قدم از من دریغ داشت

وله
گر شبے خوانی سگ کوئے خودم — واللہ آن شب روز بازار من است

وله
دلم گم شد درین مجلس بجان رفت — لبش گیرم کہ پنہان کردہ اوست

وله
روزم تو بر فروز شبم را تو نور بخش — این کار تست کار مہ و آفتاب نیست
گفتی ترا چہ سود و چہ سوداست در سماع — این آن سوالہاست کہ آنرا جواب نیست

وله
شب آمد و شنید کلام حسن ز دور — گفتم پری مگر بفسون آمدن گرفت

وله
نازکر با خندہ شیرین تو لافی زند — در دہانش باز نگذاریم دندانی درست

وله
چشم بر ناظر بمنظوری تو کردہ اند — توتیائے گرگ گرد راہ مستان بس بود

وله
جان پیش کشیم چو تو در آئی — در خلوت دوست جان نگنجد

وله
ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ ہمیکنی بلب — چشم تو جور میکند لعل تو داد می دہد
شیرین لبان کشند و نوازند یار ما — اندک تری نوازد و بسیار می کشد
حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج — ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند

وله
شیرین لبان کشند و نوازند یار ما — اندک نوازد و بسیار می کشد

وله
دلرا نسیم زلف تو مدهوش آورد — جانرا شمائل تو به بیهوشی آورد
لعل تو ای نگار چه معجون حکمت است — گرچه خوانده ایم فراموشی آورد
گفتی چرا سخن نکنی چون بمن رسی — حیران جمال تو مدهوشی آورد

وله
دل ربودی دگر چه خواهد شد — راضی ام من بهر چه خواهد شد
دل بشد جان بسوخت این گم شد — شد نی شد دگر چه خواهد شد
بخت برگشت یار بر گردید — ای حسن زین بتر چه خواهد شد

وله
سیر من برزمین باشد همیشه پیش رهروان — مگر آنروز معذورم که در زیر زمین باشد

وله
تحفهٔ هر دو جهان بر در او می آرند — از من خسته سلامی و دعا هم برسد

وله
ای چو گل خاستهٔ خار لبت بکام مرساد — قرة العین منی عین کمالت مرساد

وله
ای خضر یکبار دگر محمل بسوی روم کن — روح اسکندر را بگو کان آب حیوان میبرد

وله
بمکتبی که ازو میبردی همه طفلان — بغیر سورهٔ یوسف دگر نمی خوانند

وله
مصلحت نیست که بیمارم هی انجوا چه حکیم — هر کسی مصلحت خویش نکو میداند

وله
خواهم که بهم باشم با تو چندان که دارم دسترس — ای صبح دولت یکدمی با دوستان شو همنفس

وله
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم — مگر لباس حیاتی که هست پاره کنم
گرفتم اینکه نه بیمارم من ز نالیدن — طبیب دل بیچاره را چه چاره کنم

وله
اگر گوئی بمیر اندر غم من — عجب نبود که از شادی بمیرم

وله
لب شیرین و غمزهٔ شوخت — نسخهٔ صلح و جنگ می بینیم
صلح کردم ببوسهٔ دهنت — چکنیم وقت تنگ می بینیم

چگونہ آدمی حیران نماند — پری پیدا شدہ از نسل آدم

وله

گفتم بغا خنہ کہ چہ می نالی اینچنین — گفتا کہ درس عشق تو تکرار می کنم

وله

اے از شب گیسوی تو هر شب مرا تب دیگر — پردہ ز رخ بگیسو فگن روز مرا نور کن

وله

جا نخواہم جز بخاک کوی تو — جانِ من نشنیدہ حب وطن

وله

خون شد دل دیوانہ ام لعب بیا زہی اینچنین — آخر رسید افسانہ ام شب دراز زہی ہجران

وله

بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت — دوزخ فراق تست بہشتم وصال تو

وله

کباب گشت جگر بے مئے جگر گویم — مرا جگر بدہ آن بادہ جگر گون دہ

وله

گفتی بداغ خاص مکرّم کنم ترا — این وعدہ را امید وفاست گر کنی

وله

داغ گشتم از دیر رفتن تو — داغ دیگر کہ دیر می آئی

وله

سگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم — غلام حکم توام تا چہ حکم فرمائی

وله

بیا کہ بر ہمہ خوبان شہنشاہ توئی — چو غنچہ در صف گل صاحب کلاہ توئی

ز دست تو بکہ نالم ز نام حکم تراست — ز تو سوی کہ گریزم گریزگاہ توئی

امیر حسن صاحب نے ایک مختصر مثنوی سلطان علاء الدین کی مدح مین لکھی تھی

من ابیاتہ

بیا اے گہر جوئے دریائے غیب — ز در ہر چہ داری برون کن ز جیب

چو آئی درین بندگی بندہ وش — ز ہر در چہ باشد ترا پیشکش

طبق از ورق در از نظم خواہ — درے در طبق نہ بیا پیش شاہ

زہے گلشن ملک را نونہال — برآوردہ حضرت ذوالجلال

روان کردہ از بہر میدان خویش — روان کردہ از بہر احسان خویش

زخورشید بر آسمان گوئے زر	ز از رہ یختن در زمین جوئے زر
برائے وہ رایت برافراشتن	تراختم شد مملکت داشتن
توئی بر خلافت بحق دستیاب	یمین الخلافہ ازان شد خطاب
فریدون اگر کین کشید از دو مار	تو از صد فریدون برآری دمار

حاکم - حکیم بیگ خان لاہوری

حاکم تخلص - حکیم بیگ خان نام ہے - آپ شادمان خان اوزبک کے فرزند ہین - قاضی میر یوسف ہراتی کے دختر زادے - شادمان خان عالمگیری زمانہ مین بلخ سے ہند مین آئے - بادشاہی منصبداروں کے زمرہ مین شریک کئے گئے منصب یکصدی سے پنجہزاری تک ترقی کی - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد مین منصب پنجہزاری و نوبت و نقارہ سے سربلند و ممتاز تھے - اور لاہور مین سکونت پذیر تھے حکیم بیگخان بھی فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے ابتدائے عہد مین منصب و خانی سے ممتاز ہوئے آخر آپ تارک الدنیا ہوئے اور فقیری کا دامن تھام لیا - کشمیر و دہلی مین سیاحی کی - اور حرمین شریفین کی زیارت کا مصمم ارادہ کیا - اولاً خود صاحب ترجمہ و شیخ نور العین واقف بٹالوی باہم ملکے دکن کو روانہ ہوئے - ۲۹ تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - میر غلام علی آزاد بلگرامی کے پاس فروکش ہوئے - آزاد آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے - مہمانداری بطور شائستہ ادا کی - ایک ہفتہ تک دونون عزیز آزاد کے پاس مہمان رہے - ایک ہفتہ کے بعد دونون بزرگ بندر سورت روانہ ہوئے - واقف بندر سورت مین بسبب بیماری لاحقہ

سکونت پذیر ہوا۔ اور حاکم صاحب جمعہ جہاز مین سوار ہوکے روانہ ہوگیا مع الخیر والعافیہ حرمین شریفین مین پہنچ کے حج وزیارت سے فائزالمرام ہوکے سورت مین مراجعت کی پہر بتاریخ ۵ اجمادی الاولی ۱۱۷۵ھ ہجری مین حاکم واقف اورنگ آباد مین داخل ہوئے آزاد دونون اعزہ کے ملنے سے بہت خوش ہوئے۔ اُسوقت حاکم نے ایک مختصر تذکرہ شعرا لکہا۔ اور اس تذکرہ مین اُن شعراکو درج کیا جنکو دیکہا۔ تذکرہ کا نام تحفۃ المجالس تجویز کیا۔ آزاد بلگرامی نے کہا کہ اسکا نام مردم دیدہ رکہنا چاہئے۔ تاکہ اسم با مسمّیٰ ہوجائے۔ اور اسمین ایہام بہی ہے حاکم نے پسند کیا۔ اور یہی نام قرارداد ہوا۔ حاکم نے تکملہ نسخہ مین یہہ قطعہ منظوم کیا ؎

نسخۂ تازہ کردہ ام تالیف — کہ ازو تازہ شد روانِ سخن
نام او کردہ مردم دیدہ — آنکہ بودہ است رازدانِ سخن
اسم سامی او غلام علی است — سرو آزاد بوستانِ سخن
غیر او دیگرے بملک دکن — نیست باللہ قدردانِ سخن
او وہد داد معنی و لفظم — او بود رمزدانِ سخن

جب حاکم تارک الدنیا ہوا تب سے بشاہ عبد الحکیم ملقب ہوا۔ بتاریخ ۹ اشوال ۱۱۷۵ھ ہجری مین اورنگ آباد سے بطریق سیر حیدرآباد گیا۔ سیر کرکے ۹ اتاریخ ماہ صفر کو اورنگ آباد پہنچا اور ہمری تاریخ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ ہجری مین حاکم وواقف ہند کو روانہ ہوئے۔ چونکہ مالوہ کا راستہ خوفناک تہا۔ احتیاطًا برار وچنرپور کا راستہ اختیار کیا۔ اتفاقًا راستہ مین ایک واقعہ پیش آیا اورنگ آباد وبالاپور کے درمیان رہزنون نے دونون اعزہ کا مال واسباب لوٹ لئے۔ خیر گذری کہ

جان سلامت رہی۔ آخر دونوں اعزہ بمصیبت تمام بالاپور برار میں پہنچے۔ وہاں سے
ایک خط قاصد کے ہاتھہ سے آزاد بلگرامی کے پاس بھیجا اور اپنا تمام واقعہ لکھا۔
آزاد نے تھوڑا روپیہ بذریعہ ہنڈوی روانہ کیا۔ لیکن خرچ کافی نہیں تھا۔ بالاپور سے
کھولاپور پہنچ گئے۔ پھر آزاد کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ آزاد نے اسوقت خرچ
کافی بھیجدیا۔ دونوں کھولاپور سے منازل قطع کرتے ہوئے مع الخیر والعافیہ
وطن مالوفہ پہنچے۔ حاکم نے خانپور ضلع ہوشیارپور نواح لاہور سے ایک خط آزاد کی خدمت
میں بھیجا۔ اور لکھا کہ ہم بتاریخ دوم شوال سنہ حال مع الخیر وطن مالوفہ پہنچے۔
اعزہ واقارب عیال واطفال کو مع الخیر والعافیہ پائے۔ تمام کے دیکھنے سے دل کو سرور
اور دیدہ کو نور حاصل ہوا اسیطرح اعزہ نے بھی ہمارے دیکھنے کی بہت خوشی منائی۔ اور حضرت
واقف بھی خیر وخوبی کیساتھہ اپنے وطن مالوفہ بٹالہ میں پہنچ گئے۔ تم کلامہ۔

حاکم کو تلمذ شاہ آفرین لاہوری سے تھا۔ خود شاگردی کا اظہار کرتا ہے

حاکم نداشتم سر وسامان فکر و شعر　　از فیض آفرین بسخن آشنا شدم

حاکم خوش طبع وخوش مزاج وظریف تھا۔ ملا حامد لاہوری کے لڑکے کی ختنہ کی
تاریخ کہی۔ ﴿ختنہ ملا زادہ﴾ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حاکم نے مجھہ سے
مکرر ذکر کیا کہ میں اپنا دیوان سراج الدین علیخان آرزو کے پاس اس غرض سے لیگیا
کہ نظر اصلاح سے مطالعہ کریں اور کلام کے حسن وقبح سے مطلع فرمائیں۔ اولاً انکار
فرمایا لیکن میرے اصرار سے نگہداشت کیا۔ اور دو مہینے کے بعد واپس بھیجا۔ جو
کچھہ خیال میں آیا حاشیہ پر لکھدیا۔ وارستہ سیالکوٹی نے اعتراضات کو دیکھا اور
ایک رسالہ مسمی بہ جواب شافی لکھا۔ آرزو کے اعتراضات فضول تھے۔ آرزو وحاکم کی

خوش اخلاصی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ باوجود منافشۂ شاعری دونون مین بدستور اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم تہا۔ آرزو مجمع النفائس مین حاکم کی تعریف کرتا ہے اور حاکم بہی مردم دیدہ مین آرزو کو نیکی کے ساتھہ یاد کرتا ہے۔ شعرا مین اس قسم کا خلوص کم دیکہا گیا۔ متقدمین علما و فضلا مین بہی باہم مسائل حکمیہ و فقہیہ مین مناظرے و مباحثے ہوتے تھے بابا یکدیگر بحث و تکرار رسانا و قلما کرتے تھے۔ لیکن ان کے قلوب کدورت و کینہ سے صاف پاک ہوتے تھے باہم برادرانہ تعلق رکھتے تھے کبہی ایک دوسرے کی مذمت نہین کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی۔ و علامہ سعد الدین تفتازانی امیر تیمور گورگان کے پاس تھے ایکروز دونون تقریب شکار بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے۔ سید کا عالم شباب تہا۔ اور تفتازانی کا عالم پیری و ضعیفی بادشاہ نے سید کے لئے گہوڑا تیز و چالاک و پیر بزرگ کے لئے لاغر و ضعیف تجویز کیا الغصہ امیر و دونون بزرگ گہوڑون پر سوار ہوکے سمرقند کے میدان پر فضا و صحرائے راحت افزا مین جولانی کرنے لگے۔ سید کا بار پا آگے بڑہتا تہا نہایت خوشی سے اُچہلتا کودتا تہا۔ اور ملائے ضعیف کا سست قدم آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا تہا۔ پیچہے پیچہے چلتا تہا۔ تیمور کبہی گہوڑا دوڑاتے ہوئے سید کے پاس جاتا تہا کبہی عقب مین تفتازانی کے پاس آتا تہا۔ تیمور نے امتحانا کہ دونون بزرگون مین باہم خلوص ہے یا کینہ کم اولا تفتازانی سے آہستہ کہا دیکہو کہ جرجانی کسقدر غرور و تکبر سے گہوڑا دوڑا رہا ہے۔ تقدم و تاخر مین پاس ادب نہین کرتا ہے۔ تفتازانی نے امیر سے کہا غرور ہے نہ تکبر۔ سید جرجانی عالم و فاضل و بہتر ہے۔ فرمانا جبکا نظیر نادر ہے گہوڑا خوش ہورہا ہے جوش خوشی سے کود رہا ہے کہ مجہہ پر ایسا عالم فاضل جبکا مثل معدوم ہے

سوار ہے۔ اے بادشاہ گھوڑا جسقدر فخر کرے اُسکا فخر بجا ہے۔ پھر میر تیمور سید کے پاس آیا۔ اور آہستہ سے کہا دیکھیے تفتازانی سُست قدم و پست دم یابو پر آہستہ آہستہ بروبا با بروبا با کہتے ہوے آرہا ہے۔ سید نے فرمایا اے بادشاہ علاّمہ کا یابو سُست قدم نہیں ہے نہ علاّمہ سست ہیں۔ اس آہستگی و سستی کا اور ہی سبب ہے امیر نے کہا وہ کیا ہے سید نے کہا علاّمہ جامع العلوم و الفنون حاوی الحواشی و المتون ہے۔ علوم و فضائل کے ذخائر سے علاّمہ کی ذات گران بار ہو گئی ہے گران باری ایسی کہ اسپ قوی متحمل نہیں ہو سکتا ہے بناءً علیہ آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ امیر تیمور دونوں فاضلوں کے خلوص و صفائے قلب سے واقف ہو کے بہت خوش ہوا۔ دونوں کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور خدا کا شکریہ نہایت عاجزی و نیازمندی سے ادا کیا۔ کہ میرے زمانہ میں ایسے علما باصفا ہیں۔ فی زماننا علما و مشائخ کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے گزارش کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک انا ولا غیری کا دم مارتا ہے۔ اور مدعی بنکے دوسرونکو ذلیل کرتا ہے۔ اور اپنی نمائش کا علم بلند کرتا ہے۔ اور اپنی گرم بازاری چاہتا ہے۔ میرے نزدیک علما کی یہہ حالت کس وجہ سے ہو رہی ہے؟ وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک ناقص العلم ہوتا ہے اگر کامل العلم ہوتا تو کبھی نمائش کی پیروی نکرتا۔ اور انا و لا غیری کا مدعی نبنتا اللہ جلشانہ ہم تمام کو اخلاص و اخلاق کے رستہ پر لائے۔

اب میں جواب شافی سے دو ایک مثالیں گزارش کرتا ہوں

مثال اول۔ حاکم کہتا ہے سے

غلط سازند مردم بعد ازین از روزن گلخن	چنین گر بینوا از چشم حیران دود میخیزد

خان آرزو اعتراض کرتا ہے از روزن گلخن سے اگر در گلخن مراد ہے تو گلخن دروازہ

کو جاک رکھتی ہے اسکو روزن نہین کہہ سکتے۔ اگر اس سے دودکش ہندی مراد ہے تو وہ بھی بمعنی روزن گلخن نہین آیا ہے۔

وارستہ جواب دیتا ہے کہ اہل زبان کے محاورہ مین آیا ہے چنانچہ طاہر وحید کا قول شاہد حال ہے ؎

چو لالہ روزن گلخن بود گریبانم	ازین چہ سود کہ در باغ کشتہ اند مرا

دودکش کو محاورہ ہند کہنا۔ زبان دانی پر خاک ڈالنا ہے۔ اس لئے کہ وہ لفظ فارسی ہے۔ طاہر نصیر آبادی جو کبھی ہند مین نہین آیا۔ اُس نے اپنی نثر مسمی خواب و خیال مین لکھا ہے۔ از دود عود دماغش پریشان می شد؛ و در دودکش حمام مقامش دارم صاحب براہیم شاہی نے لکھا کہ دودکش۔ باورچیخانہ و حمام کے روزن کو کہتے ہین

مثال ثانی حاکم ؎

گل کردہ تا ز مشرق دل مطلع دگر	خورشید شد ز شرم برنگ سہا گرہ

خان آرزو کہتا ہے۔ خورشید گرہ شدہ۔ غیر مانوس ہے۔ وارستہ جواب دیتا ہے کہ مانوس ہے اس لئے کہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

طوفان گرہ شدہ است مرا در دل تنور	تا مہر شرم بر لب اظہار ماندہ است

طوفان را گرہ زدہ کہنا غیر مانوس نہین ہے۔ گل رعنا کے مولف نے اس مقام مین دو شعر دیوان صائب سے نظیراً پیش کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے گرہ زدن آفتاب مانوس ہے ؎

آہ سردے از لب سرکس می گردد بلند	آفتابے در تہ دل چون سحر دارد گرہ

اسی طرح کے متعدد اعتراضات مع جوابات مذکور ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے اسی قدر پر اکتفا کیا۔

شاہ عبدالحکیم حاکم صاحب ترجمہ آزاد سے بہت صحبت و اتحاد رکھتا تھا۔ مردم دیدہ میں آزاد کو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

زرسد صحبت و غربت نمود آزادم
در غلام علی شد مرا علی قاپی

علی قاپی صفاہان میں دولتخانہ صوفیہ کے سامنے ایک دروازہ کا نام ہے۔ قاپ ترکی میں دروازہ کو کہتے ہیں۔ یہہ دروازہ امیرالمومنین علی علیہ السلام کے نام پر بنوایا گیا۔ اور قرارداد ہوا تھا کہ جو کوئی اس دروازہ سے داخل ہو جائے آزاد و مامون ہوتا ہے۔ اگرچہ گناہگار واجب القتل ہو۔ گویا یہہ دروازہ دارالامن تھا۔ دروازہ مذکور کو کعبہ کا حکم دئے۔ گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ نورالعین واقف لاہوری کا خط بنام آزاد مورخہ اوائل محرم ۱۱۸۲ھ ہجری ملتان سے آیا اُس سے معلوم ہوا کہ حاکم و واقف کشمیر میں نواب سربلند خان بہادر صوبہ کے پاس گئے مراجعت کے وقت مقام ٹھٹھہ میں حاکم بعارضہ ہیچش فوت ہوئے وہاں دفن کیا گیا یہہ واقعہ ۱۱۷۵ھ ہجری میں واقع ہوا۔ اب آپکے بوارق طبع گزارش کئے جاتے ہیں۔

من اشعارہ

با بروی نماید ترک چشمش کج کلاہیہا
کہ می نازند دائم بر بروت خود سپاہیہا

ولہ

ہر کہ با دیوانگان پیوست ایمن از بلاست
نیست بیم دزد ہرگز خانۂ زنجیر را

ولہ

نمایم گر با سکندر کتاب سینۂ خود را
شمارد فرد باطل صفحۂ آئینۂ خود را

ولہ

بود در فقر لب بستن ز حرف مدعا واجب
کنم از موئے چینی خرقۂ پشمینۂ خود را

ولہ

بر نام نان ببازند از حرص نقد جان را
دو نا سہ نان شمارند بینند چو سنان را

صاحب سخن نہ بیند عیب از ضرر ز کثرت
افزونی نقطہ شد آرے زیان زبان را

کار من تنها ز درد دل نه می سوزد سپان گذشت
نیست معلوم که جا داد ز ما دل شدگان
مجنون چو مرد چاک گریبان بگل گذاشت
شد نقد عمر صرف در بند آن شکر فروش
نی بخار آتش و نی باد خزان کرد بگل
به گلستان ندهم گوشهٔ زندانی را
ملائمت کند ار سختی فلک با من
تا نگردد کهنه داغ عشق کی بخشد فروغ
بی تعلق تر بود چالاک تر در راه دوست
نه بدرد آشنائی نه بعشق راه دارد
ز من باشد بعالم خاندان کفر روشن
زنده در گور بیتو می سوزم
ناقهٔ لیلی بصحرا رفت هان ای گرد باد
خاکم نساخت سوختگان را هوای ابر
هلاک چشم تو با منکر و نکیر از ناز
اهل دولت نیز اظهار پریشانی کنند
در دل خیال چشم تو دائم بگردشی است
در شادی و غم همدم تو با تو شریک است
تبان نه شکر بوسی نه زهر دشنامی

درد اگر این است می باید مرا از جان گذشت
اینقدر هست که در کوی تو غوغائی هست
داغش بلاله دامن صحرا بما رسید
در کیسه زر نماند چه سودا بما رسید
آنچه با بلبل من حسرت بیباکی کرد
مکن ز دام برای خدا مرا آزاد
زری که آب شود کی غم محک دارد
شمع کم پرتو دهد چون تازه روشن میشود
پا برهنه هر که گردیده است بهتر می دود
بچکار آید این دل که کسی نگاه دارد
دلم شمعی است کاندر کعبه و بتخانه می سوزد
همچو اخگر بر سر خاکستر
می برد گر مشت خاک ما هم از پی زود باش
حالم ز یک نسیم دگرگون شود چو شمع
دهد بگوشهٔ ابرو جواب در ته خاک
با وجود زر لباس پاره در بر داشت گل
مانند آن مریض که جا می کند بدل
کی خنده بیک لب کنی دگریه بیک چشم
هزار شکر که شرمندهٔ شما نشدم

سوخت برق جلوۂ آن شعلہ قد تا پیکرم
دل دیوانہ ام شاید بتقریبی بیاساید
بزیر خون مرا یا ز دام کن آزاد
ظہور کون ز نیرنگ وحدت ذات است

چشم قمری می شود آئینہ از خاکسترم
بیا و زلف و شبہا بخود افسانہ دارم
بیا برائے خدا کن ازین دو کار یکی
ہزار رنگ برآید گل و بہار یکی

حیاتی۔ کاشی مرزا حیاتی

حیاتی تخلص۔ مرزا حیاتی نام کاشانی الاصل تھا۔ میر غلام آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکھا کہ شاعر شیرین ابیات و میر آب چشمۂ حیات ہے۔ ابتدا مین سقائی تخلص کرتا تھا۔ الحاد و زندقہ کیطرف مائل رہتا تھا ملاحدہ و زنادیق کی مصاحبت مین ایسی ترقی کی تھی کہ ملاحدہ کا افسر مانا جاتا تھا۔ عاشقانہ مزاج رکھتا تھا۔ ایک صراف کے لڑکے حسین پر فریفتہ ہو کے اُسکے ہمراہ کاشان سے قزوین کو گیا۔ مدت دراز تک وہان ملاحدہ کے ساتھہ ہم نوالہ و ہم پیالہ رہا۔ اہل کاشان نے اس فرقہ کی ایک جماعت کو مع چند ارباب زندقہ والحاد شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین لیگئے۔ تمام حسب الحکم شاہی ہنرایاب و مقید ہوئے۔ تقریبًا دو سال تک شکنجہ حبس و عذاب مین گرفتار رہے۔ حیاتی بھی انکے ساتھہ رنج و بلا مین مبتلا رہا۔ دو سال کے بعد شکنجہ قید سے رہائی پاکے شیراز گیا دو سال تک وہان بسر کیا۔ پھر سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین اپنے وطن مالوفہ کاشان مین پہنچا۔ الحاد و زندقہ سے توبہ کی۔ دین نبوی کا حلقہ بگوش بنا۔ تھوڑے زمانہ کے بعد کاشان سے بطریق سیر دکن مین آیا۔ اور احمدنگر مین نظام بحری کی ملازمت مین رہا۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کر رہا تھا کہ کسی مقرب مصاحب نے جہانگیر بادشاہ ہند کے

حضور مین حیاتی کی تعریف کی۔ بادشاہ اسکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور اسکی طلبی کا حکم صادر فرمایا۔ حیاتی احمدنگر سے حسب الحکم درگاہ بادشاہ مین حاضر ہوا۔ شاہانہ عواطف سے سرفراز۔ و خلعت و انعام سے سربلند۔ سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین تغلق نامہ مولفہ امیر خسرو بادشاہ کی خدمت مین پیش ہوا۔ بادشاہ مثنوی مذکور کے دیکھنے سے بہت محظوظ ہوا۔ لیکن کتاب ناقص تہی ایک داستان اسمین سے مفقود تہا۔ بادشاہی شعرا اس داستان مفقود کے نظم کرنے پر مامور کئے گئے۔ ہر ایک نے اپنے نتائج طبع کو پیش کیا۔ ان تمام سے حیاتی کی نظم زیادہ مقبول ہوئی۔ بادشاہی حکم ہوا کہ حیاتی کو زر سُرخ و سفید مین وزن کرین۔ حیاتی تولا گیا وزن و سنگ مین چہہ خریطہ ترازو کے پلڑے مین آئے ہر ایک خریطہ ہزار اشرفی و روپیہ پر شامل تہا۔ یہ تمام زر سفید و سُرخ حیاتی کو دیا گیا۔ حیاتی مالامال ہوگیا سعیدائے گیلانی نے اس واقعہ کی تاریخ کہی ہو ہذہ ؎

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر	بادشاہ عادل گستر شاہ گردون اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ	آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بروئے کفۂ میزان چرخ	شاعر سنجیدہ شاہی رقم زد روزگار

کسی تذکرہ مین آپکا سنہ وفات کا ذکر نہین دیکہا گیا۔ تقریباً آپکا انتقال سنہ ۱۰۵۳ ہجری مین ہوا۔ و العلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

من بوارق طبعه

فغان کہ رنجش جانان بآن مقام رسید	کہ ہر کہ کرد گنہ از من انتقام کشید
خاک کوئے تو ز سیل قطرہ پر نم کردیم	تا غبار تو از رہگذر ما نرسید
در بلائے عاشقی دل یاری من میکند	جان فدائے او کہ جانب داری من میکند

در دل من درد فرودی بگوئی منال — آتشے در جانم افگندی می گوئی مسوز
می نمایم شاد خود را گرچه می میرم ز جور — تا نیاید رحم در خاطر جفا کار مرا
بہر شوخی کو نداند دوستی در اصل حکایت — خلق را با خود جیاتی از چه دشمن کردهٔ
بے لعل تو گر خون رود از چشم تر من — شادم کہ نیاید دگرے در نظر من
ترسم کہ شود یار غمین غیر شود شاد — اے باد مکن جانب آن کو خبر من

حافظ۔ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی

تمہید ذکر خواجہ حافظ

چونکہ خواجہ حافظ شیرازی حسب الطلب محمود شاہ بہمنی دکن مین آنیکے لئے مستعد ہوے تہے بہمنی نے زاد وراحلہ کے لئے دس ہزار ہُن جو مساوی پینتیس ہزار روپیہ سکۂ انگریزی ہوتے ہین بہیجدیا تہا اور آپ جہاز پر سوار ہوئے کہ یکایک باد مخالف شروع ہوئی آپ بندر ہرمز مین جہاز سے اُترکے بہ بہانہ ملاقات یاران مقام لارمین چلے گئے۔ اور دکن کا ارادہ فسخ کردیا اور ایک غزل لکہہ کے میر فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ چنانچہ تمام واقعہ ذیل مین مذکور کیا جاتا ہے بناءً علیہ ایسا ہی مولانا جلال الدین دوانی و مولانا عبد الرحمن جامی کو بہی خواجہ محمود گاوان نے مدرسۂ بیدر کی تدریس کے لئے طلب کیا تہا لیکن یہہ بزرگ بسبب ضعیفی و فاصلہ بعیدہ نہین آئے۔ معذرت نامہ بہیجدیا اور خواجہ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکہا۔ دوانی نے ہیاکل النور کی شرح لکہی اور اسکا دیباچہ خواجہ کے نام سے معنون کیا۔ اگرچہ علمائے ثلاثہ دکن مین نہین آئے لیکن آنے کے لئے مستعد ہوگئے تہے۔ موانع ایسے ہوئے کہ آنے سے معذور ہوگئے

دکن کے سلاطین سے انکا تعلق رہا۔ بنائے علیہ انکا ذکر تذکرہ شعرائے دکن مین کرنا واجب ہوا

ھو ھذہ

حافظ تخلص۔ خواجہ حافظ نام شمس الدین لقب ہے۔ آپکے والد خواجہ بہاء الدین تاجر پیشہ تہے۔ تاجرون مین بزرگ تاجر شمار کئے جاتے تہے۔ آپکے والد نے جب اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تب کئے فرزند لڑکے اور لڑکیان وارث چہوڑ گئے بعد ازان تمام مال و اسباب باہم وارثون مین تقسیم ہوگیا۔ جو کچہہ مال و اسباب وارثین کو ملا تہا تہوڑی ہی مدت مین خورد و برد ہوگیا۔ اور تمام اعزہ پراگندہ ہوگئے۔ صرف خواجہ صاحب کی والدہ رہگئی۔ اور خواجہ صاحب بوجہ خوردسالی مان کے سایۂ آغوش مین رہگئے۔ جو کچہہ ذخیرہ موروثی پاس تہا اُس سے گذراوقات کرتے رہے۔ چند روز مین پاس کا سرمایہ صرف ہوگیا درجۂ مفلسی کو پہنچ گئے۔ فاقون کی نوبت آئی۔ مان نے آپ کو کسی صاحب مال کے پاس رکہدیا کہ وہ آپسے اپنا کام لیتا رہے اور آپکو کہانا و پارچہ دیتا رہے۔ آپ چند روز کے بعد وہان سے ترک تعلق کرکے کسی نان بائی کے پاس خمیر بنانے وغیرہ کامون پر مقرر رہے رات کو خمیر بنانیکا کام کرتے تہے صبح اپنی اجرت لیکے چلتے ہوتے تہے۔ آپ سن شعور کو پہنچ گئے تہے کہ آپکے دل مین پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا۔ مدرسہ مین داخل ہوکے پڑہنے لگے۔ آپ کو جو کچہہ اجرت ملتی تہی اُسکے تین حصے کرتے تہے۔ ایک حصہ والدہ کو دوسرا اُستاد کو تیسرا فقرا کو دیتے تہے۔ چند مدت مین کتب عربیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی۔ اور قرآن شریف کو بہی حفظ کر لیا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تہی۔ سخن سنجی سے مناسبت واقع ہوی تہی۔ جوش طبیعت سے کلام موزون کرنے لگے۔ مگر آپکے اشعار بعض درست و بعض نا درست ہوتے تہے۔ آپ لیرانہ مشاعرون مین جاتے تہے بید طرک

اپنے کلام کو سُناتے تھے ۔ ارباب مجلس سنجیدہ کی داد دیتے اور غیر سنجیدہ پر قہقہہ لگاتے تھے ۔ آپ کچھہ پروا نہین کرتے تھے ۔ لوگ آپکو جلسون مین بلاتے خوش طبعی و دل لگی سے لطف و مزہ اُٹھاتے تھے ۔ رفتہ رفتہ آپ کی لیاقت و استعداد ایسی بڑہگئی کہ لوگ آپکے کلام کو سنکے حیران ہوتے تھے ۔ پہر آپکی شاعری و سخن سنجی کا تذکرہ اطراف آفاق مین پہیل گیا ۔ امرا و سلاطین آپ کی ملاقات و دیدار کے مشتاق ہوئے اور خطوط طلب بہیجنے لگے اُسوقت شاہ ابو اسحٰق انجو شیراز مین حکمرانی کرتا تہا ۔ عالم فاضل تہا ۔ علما و شعرا کا بڑا قدردان تہا ۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا ۔ آپ بہی اُسکے احسان مند تہے ۔ اکثر اشعار مین اسکی مدح سرائی فرماتے ہین ۔ اسیطرح اور بہی بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کی قدر کرتے رہے ۔ جب تیمور نے سلطان منصور حاکم شیراز پر فتح پائی ۔ اور منصور قتل ہو گیا تو اُسوقت تیمور نے خواجہ حافظ صاحب ترجمہ کو بلایا ۔ اور کہا کہ مین نے سمرقند و بخارا کو بزور شمشیر مسخر کیا ۔ اور ہزارہا بنی آدم کو تسخیر کے معرکون مین تہ تیغ کیا ۔ آپ میرے ملک مفتوحہ معمورہ کو معشوق کے خال سیاہ کو عطا کرتے ہین ۔ آپنے فوراً جواب مین کہا کہ نہین بیجا و فضول اخراجات کی وجہ سے تہیدست و مفلس ہو گیا ہون فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہون تیمور آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا ۔ اور آپکو شاہانہ عطا سے سرفراز فرمایا سلطان احمد بن اویس جو جامع کمالات تہا آپکو بغداد مین بلایا آپکو شیراز کی سیر اور شادمانے شیراز سے نکلنے نہین دیا ۔ آپ سیرگاہ مصلی و رکنا آباد کی پر فضا میدان پر فریفتہ تہے ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

نمی دہند اجازت مرا بسر و سفر ✦ نسیم باد مُصلّے و آب رکنا باد

آخر آپ بغداد نہین گئے ۔ ایک غزل سلطان کے پاس بہیجدی ۔ جسکا مطلع یہہ ہے

؎ احمد اللہ علی معدلۃ السلطان ✦ احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ✦ الخ

اسیطرح سلطان محمود شاہ بہمنی جو دکن مین حکمرانی کر رہا تہا۔ عالم فاضل تہا۔ شعر و شاعری
کا فریفتہ۔ شعرائے عرب و عجم کے لئے مزد قدم و شست بسر حسب دستور بہمنیہ مقرر کیا تہا
کہ جو شاعر عرب یا عجم سے آئے ایک ہزار ہن دیا جائے۔ ہفت اقلیم وغیرہ تذکرہ نویسون نے
لکہا کہ آپکے بہی دکن کی سیر کا شوق ہوا۔ مگر یہہ شوق خیالی تہا۔ میر فضل اللہ انجو شاگرد
علامہ سعد الدین تفتازانی کو جو محمود کے دربار کا صدر تہا آپکے خیال کی خبر پہنچی تو
میر نے ایک ہزار ہن آپکے لئے زاد و راحلہ بہیجکر آپ کو تشریف آوری کے بابت لکہا
آپنے زر مرسلہ سے کچہہ رقم ادائے قرض مین صرف کی۔ اور کچہہ اعزہ و اقربا کو دی۔ اور باقی
رقم سے زاد و راحلہ کا سامان مہیا کر کے شیراز سے نکلے۔ اور مقام لاہور مین پہنچے۔ وہان
ایک دوست سے ملاقات ہوئی جسکا مال و اسباب رہزنون نے لوٹ لیا تہا۔ آپنے بقیہ زاد و راحلہ
اسکو دیدیا۔ اور خود تہیدست ہوگئے۔ اور متردد ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ وہان اتفاقاً
خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی تاجرون سے ملاقات ہوئی۔ دونون
ہندوستان آرہے تہے۔ دونون از روئے ہمدردی آپکے اخراجات کے کفیل ہوئے
آپ محمود شاہی جہاز پر جو ہرمز مین آیا تہا سوار ہوئے۔ سوء اتفاق سے طوفانی ہوا
چلنے لگی۔ آپ گہبرائے۔ اور جہاز سے اتر گئے۔ اور اہل جہاز سے کہا کہ مین لار مین بعض
احباب سے ملکر آتا ہون۔ چلدئے۔ اور یہہ غزل لکہکے شاہ فضل اللہ انجو کے پاس
بہیجدی۔ غزل یہہ ہے ؎

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است	کلاہ دلکش است اما بدرد سر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامے در نمی گیرند	زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد

بسس آسان می نمود اول غم دریا بہ بوی سود غلط کردم کہ یک موجش بہ صد من زر نمی ارزد

فضل اللہ نے آپکی یہہ غزل محمود شاہ کی خدمت مین پیش کی اور تمام واقعہ مذکورہ الصدر کا ماجرا بیان کیا۔ بہمنی نے سنکے فرمایا کہ اگرچہ حضرت یہان تشریف نہین لائے لیکن دکن کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہو چکے تہے موانع کی وجہ سے نہین آئے ہم کو حضرت کی خدمت کرنی چاہئیے۔ حکم دیا کہ ایک ہزار ہن نقد و دیگر مصنوعات ہند خرید کے ملا محمد قاسم مشہدی کے ہمراہ روانہ کرین حسب الحکم میر فضل اللہ انجو نے ملا مشہدی کو مع زر نقد و تحفہائے ہندی حضرت خواجہ کی خدمت مین روانہ فرمایا۔

سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر حاکم بنگالہ نے بہی خواجہ صاحب کو بلایا تہا اور ایک مصرع طرح کا بہیجا تہا۔ وہ یہہ ہے ؎ ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود آپ نے اسطرح پر غزل لکہکر بہیجی۔

ساقی حدیث سرو گل و لالہ می رود	وین بحث با ثلاثہ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین	غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

خواجہ صاحب نے ۷۹۲ھ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپکو زندگی مین مصلی و رکن آباد کی آب ہوا و میدان پر فضا مرغوب و محبوب تہا۔ اسلئے مصلی کے ایک ٹیلہ پر دفن کئے گئے۔ اور کسی ادیب مورخ نے آپ کی وفات کی تاریخ (خاک مصلی) ۷۹۲ کہی اسمین از روئے حساب جمل ایک عدد کی کمی ہے۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ میرزا محمد معمائی صدر بابری نے آپکا مقبرہ بنوایا۔ اور اسپر بیشمار زر خرچ کیا۔ چنانچہ ابتک موجود ہے زائرین تبرک آپکے مقبرہ کی وجہ سے اس مقام کا نام حافظیہ مشہور ہوگیا ہے

ہفتہ مین بروز پنجشنبہ لوگ زیارت و سیر کے لئے وہان جاتے ہین۔ آپکی زیارت کرتے
ہین قبر پر حسن اعتقاد سے چادر و پھول چڑہاتے ہین۔ عمدہ عمدہ کہانے پکاتے ہین۔ کہاتے
پیتے ہین اور غربا کو بھی کھلاتے پلاتے ہین۔ دن تمام وہان بسر کرتے ہین ہمیشہ ہر پنجشنبہ
کو آپکے مرقد مقدس پر خلائق کا ہجوم ہوتا ہے۔ ارباب حاجت حسن ارادت سے اعانت
کرتے ہین۔ آپ کو خدا تعالی نے حیات و ممات مین قبولیت عامہ نصیب کی مشائخ
برہانپور کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے شاہ نعمان
بہاء الدین ہندوستان آئے۔ اور مقام برہانپور و اسیر مین سکونت پذیر رہے
آخر مقام برہانپور مین فوت ہوئے۔ مقام نعلچہ جو اسیر و برہانپور کے درمیان واقع ہے
مدفون ہوئے۔ خواجہ ہاشم مجددی نقشبندی آپکا مرید تہا۔ آپ جب کبھی آگرہ یا دہلی
جاتے تھے تب خواجہ کو اپنا جانشین کرکے جاتے تھے۔ انتہی کلامہ

آپ کی علمی لیاقت کی کیفیت اگرچہ تذکرہ نویسون نے مفصل نہین لکھی۔ لیکن آپکے
کلام بلاغت نظام سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم فاضل و ادیب کامل تھے۔ نظم و نثر عربی
و فارسی لکھنے پر قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ دیوان مین اکثر اشعار عربی موجود ہین
اور جابجا عربی جملے مذکور ہین۔ حافظ قرآن تھے۔ اور قرآن کو خوب سمجھتے تھے۔ عربی
و فارسی کے محاورات سے خوب واقف تھے۔ آزادانہ رہتے تھے۔ رند مشرب تھے دنیا و مافیہا
سے دور۔ متوکل علی اللہ تھے اور ما حضر و ما حصل پر قانع و صابر تھے۔ آزر پرست و
فقر فروش نہین تھے۔ تونگرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سرو ہی کی طرح آزاد رہتے تھے سلاطین
و امرا سے کم ملتے تھے۔ لیکن امرا و سلاطین آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے اور آپکی ملازمت
و خدمت کے مستدعی ہوتے تھے۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی وغیرہ کی استدعائے قدوم کا ذکر

صدر مین مذکور ہو چکا ہے اب اعادہ کی ضرورت نہین۔ آپ غزل گوئی مین استاد مانے جاتے ہین۔ بیشک آپکی غزلین سوز و گداز۔ و فراق و وصال اور معشوق کے خد و خال۔ و شراب و کباب و نغمہ رباب اور حسن و عشق و مستی و رندی و دنیا کی بیوفائی اور زمانہ کی بے اعتباری وغیرہا مضامین پر شامل ہوتی ہین۔ اور آپ ان مضامین کو غزلون مین ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب و ترکیب دیتے ہین کہ سامعین وجد کرتے ہین۔ اور حال سے بیحال و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔

آپ حسن اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ ظریف الطبع و سلیم المزاج رند مشرب صوفی مذہب تھے۔ صلح کل کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ شراب محبت کی نشہ مین ہمیشہ مست رہتے تھے مدت العمر کسی حاکم یا رئیس کی نوکری اختیار نہین کی ہمیشہ آزادانہ بے نیازانہ رہے سلاطین وقت آپکی خدمت مین ہزارہا روپئے اعانتہً بھیجتے تھے۔ آپ تمام نائے نوش مین صرف کر دیتے تھے۔ فقرا و احباب و اعزہ کو بھی عطا فرماتے تھے۔ چونکہ آپکا کلام جامع اسرار ہے۔ لوگ اکثر آپ کے کلام سے فال لیتے ہین۔ حسب اتفاق و موقع فال مین ایسا شعر بر آمد ہو جاتا ہے کہ صاحب فال کو شعر کے مضمون سے تسلی ہوتی ہے۔ غالبًا صاحب فال کو کامیابی حسب خواہش ہو جاتی ہے۔ بناءً علیہ آپکا لقب لسان الغیب مشہور ہوا۔ خزانہ عامرہ و بہارستان سخن وغیرہ مین بھی وجہ تسمیہ بتلایا گیا ہے۔

آپکا دیوان متداول ہے۔ ہر ایک جوان و پیر و نو آموز ان صغیر و کبیر واقف ہین یہان زیادہ اشعار کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ مگر دیوان و تذکرون سے چند اشعار بطور نمونہ گذارش کرتا ہون۔ تاکہ یہ تذکرہ کلام سراسر الہام سے محروم نہو جائے۔

من اشعاره الفارسی

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
ده روزه مهر گردون افسانه ایست و افسون — نیکی بجائے یاران فرصت شمار یارا
ایصاحب کرامت شکرانه سلامت — روزے تفقدی کن درویش بینوا را
در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را
آئینه سکندر جام جم ست بنگر — تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا
گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیران پارسا را
هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیائے هستی قارون کند گدا را
خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بده بشارت پیران پارسا را

ولہ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت — کنار آب کناباد و گلگشت مصلا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو — که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست‌تر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی — جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ — که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

ولہ

شب از مطرب که دل خوش باد وی را — شنیدم ناله جانسوز نے را
چنان در جان من سوزش اثر کرد — که بے رقت ندیدم هیچ شے را
حریفی بد مرا ساقی که هر دم — ز زلف و رخ نمودی شمس و فی را
حماک الله من شر النوائب — جزاک الله فی الدارین خیرا

چو بیخود گشت حافظ کی شمارد — بیک جو مملکت کاوس کی را

وله

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را — که سر بکوه و بیابان تو داده ما را

شکر فروش که عمرش دراز باد چرا — تفقدی نکند طوطی شکرخا را

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل — که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر — به بند و دام نگیرند مرغ دانا را

ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست — سهی قدان سیه چشم ماه سیما را

در آسمان چه عجب گر ز گفته حافظ — سماع زهره برقص آورد مسیحا را

وله

می دمد صبح و کله بست سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب

می چکد ژاله بر رخ لاله — المدام المدام یا احباب

چون سکندر حیات اگر طلبی — لب لعل نگار را دریاب

وله

اگر بلطف بخوانی مزید الطاف است — وگر بقهر برانی درون ما صاف است

بیان وصف تو گفتن نه حد امکانست — چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصاف است

وله

حسن تو همیشه در فزون باد — رویت همه سال لاله گون باد

هر کس که بهجر تو نازد — از حلقهٔ وصل تو برون باد

وله

این چه شوریست که در دور قمر می بینم — همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

هر کسی روز بهی می طلبد از ایام — مشکل آنست که هر روز بتر می بینم

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است — قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسب تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خر می بینم

وله

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من

ازلب جانان من زنده شود جان من		زنده شود جان من ازلب جانان من
ازخون دل نوشتم نزدیک یار نامه	وله	اِنّی رَاَیتُ دَهراً من هجرکَ القیامهٔ
هرچند کازموده ام ازوے نبود سودم		مَنْ جَرَّبَ المجرّبَ حلّتْ به الندامهٔ
عاشق مخور غم وصل خواهی		خون بایدت خورد درگاه و بیگاه

ردیف خا

خلیل - مرزا خلیل خان لاری

خلیل تخلص - مرزا خلیل خان نام - آپ عبدالرزاق خان لاری بادشاہی کے فرزند ہین - عبدالرزاق رکن السلطنت ورکن اعظم بادشاہی تھے - یہہ ہی عبدالرزاق ہین جو گولکنڈہ کے معرکہ مین شمشیر بکف ہوکے عالمگیری فوج کو درہم برہم کرتا تھا - بڑا بہادر ودلیر تھا - عالمگیر آپکی دلیری وبہادری دیکھکے فریفتہ ہوتا تھا - سپہ سالارون کو تاکید کی جسطرح ممکن ہو لاری کو زندہ گرفتار کرکے لاؤ - لاری معرکہ مین بہا اپنے زخمون سے خستہ شکستہ ہو رہا تھا - آخر عالمگیری سپاہ نے اسکو زندہ گرفتار کرکے لائے۔

عالمگیر نے لاری سے اپنی ملازمت کی درخواست کی - لاری نے قبول نہین کیا. کہا مین بادشاہ کا نمک خوار ہون نوکری کرونگا تو اُسکی کرونگا - ہرچند کہ کہا گیا قبول نہین کیا عالمگیر نے اسکا علاج جراحان ہوشیار سے کرایا، زخمون سے صحت پائی - عالمگیر سے وطن جانیکی رخصت طلب کی عالمگیر نے رخصت منظور کی - اور جاتے وقت یہہ کہا کہ آپ وطن سے ایکہزار لاری سپہ مقرر کرکے بہیجدو - لاری نے وطن سے اپنے فرزند عبدالکریم خان کو مع ایکہزار لاری ملازم کرکے بہیجدئے - خلیل خان صاحب ترجمہ اسی بزرگ کی اولاد مین ہین - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ فی زماننا خلیل خان زمانہ کی گردش سے

نہایت پریشان حال تھے مشکل سے زندگی بسر کرتے رہے ۔ حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے انتہائی کلامہ ۔ آپکو شعر و شاعری سے مناسبت ہے ۔ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی مین اشعار موزون فرماتے تھے ۔

من اشعاره

خوش آمدے و خوش آمد مرا خوش آمد تو — ہزار بار بمنت کنم خوش آمد تو
بدان خوش آمد لہائے ما ہمہ این ست — خدا نصیب کند انچہ ہست خوش آمد تو
ز دل خوشی تو ما دل خوشیم و خرم و شاد — خوش آمد ہمہ لہا ست در خوشامد تو
ترا ہر انچہ خوش آمد ہمان خوش آمد ما — خوشیم ما و خوش آمد ہمان خوش آمد تو
خلیل سگ خوش آمد خوش آمد تو مرا — خوش آمدم بود ہر لحظہ در خوش آمد تو

آخر آپنے حیدرآباد مین اس جہان فانی سے دار عقبیٰ کیطرف رحلت کی ۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا ۔

سید مظفر مدارالمہام ابوالحسن تاناشاہ کے فرزند کا نام بہی خلیل خان تہا ۔ بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا ۔ واقع مین خلیل خان دونون تہے ۔ ایک خلیل خان لاری دوسرا خلیل خان ماثر ندرانی ہے ۔

ماثر ندرانی عالمگیری منصبدارون مین ملازم ہوگیا اور لاری حیدرآباد ہی مین رہا ۔ عالمگیر کی ملازمت مثل جد و پدر پسند نہین کی ۔ اور یہی کہتا تہا کہ ہم مدت العمر تاناشاہ کے نمکخوار رہے ۔ اب ہماری ہمت و غیرت اسبات کو قبول نہین کرتی کہ ہمارا آقا قید خانہ مین رہے اور ہم آقا کے مخالف کی نوکری کرین ۔ ہمارے نزدیک ایسی نوکری سے بیکاری مین بسر کرنا ہزار درجہ بہتر ہے ۔ سوائے غزل مرقوم الصدر کے کچہہ اشعار دستیاب نہین ہوئے ۔

زمانہ آصفیہ میں اہل دکن وضعداری و وفاشعاری۔ دلیری و دلاوری میں مشہور و معروف تھے۔ اور خود کو آقائے نامدار کے خانہ زاد سمجھتے تھے۔ جان نثاری میں سر مو فرق نہیں کرتے تھے۔ میدان معرکہ میں پس پا ہونیکو ننگ و عار جانتے تھے۔ عہد و پیمان و قول و قرار میں راست باز و ثابت قدم ہوتے تھے۔ اُن کے قول و قرار کی ایسی قدر تھی جہاں مخالف سرکش کی درخواست پر قول بھیجا۔ فوراً قول پہنچتے ہی سرکش مخالف دست بستہ مع عیال و اطفال حاضر ہو جاتا تھا۔

خواجگی۔ خواجہ باباخان بخاری

خواجگی تخلص۔ خواجہ باباخان نام۔ آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم اور آپکے حسب کا رشتہ خواجہ احرار قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف ولایت ماوراء النہر میں مشہور تھے۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان میں جاری تھا۔ بخارا و بلخ وغیرہ بلاد کے حکام و غیر حکام آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ قبائل اُزبک و ترک آپکے غلام درم ناخریدہ تھے۔ آپ کی تربیت و تعلیم بخارا کے مدارس میں علمائے کرام سے ہوئی۔ جب آپ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تب آپ کو بخارا میں شیخ الاسلامی کا خطاب ملا۔ آپ جامع فضائل و کمالات تھے۔ بتقریب حج و زیارت حرمین شریفین بخارا سے برآمد ہوئے حرمین شریفین میں پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ مراجعت کر رہے تھے۔ کہ آپ بطریق سیر دکن میں آئے۔ عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن سے ملے۔ نواب صاحب نے آپکی بہت خاطر و مدارات کی اور آپکی مہمانی و دلداری میں ایک دقیقہ فرو گذاشت نہیں فرمایا۔ مہمان عزیز کو

تعو(۱) مولف

عزت وشان سے رکہا۔ اور آپکے خاندانی اعزاز وعظمت کالحاظ کرکے خاص ہی دختر نیک اختر کو جو نواب ناصر جنگ شہید کی ہمشیرہ حقیقی تہی۔ آپ سے منسوب کرکے شان وتجمل کے ساتہہ شادی کردی۔ اور آپ کو منصب مناسب جاگیر سے سرفراز فرمایا چونکہ آپ دنیاوی امور سے متنفر وتارک تہے۔ کوئی خدمت سرکاری نہین لی۔ جامع العلوم تہے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تہے۔ اور طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے باوجود علوم وفنون آپکے دل مین شعروشاعری کا ولولہ بہی موجزن تہا۔ کبہی کبہی شاعری کے میدان مین بہی سبقت فرماتے تہے۔ جوکچہہ موزون فرماتے تہے۔ سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا تہا۔ صاحب دیوان تہے۔ اب مین آپکے اشعار تحفۃ الشعرا سے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون

من اشعارہ

از نقطہ چو خال عنبرین دادہ نشان — زیر وزبرش ز دو صف مژگانست

ولہ

دل راکہ بجز عشق سروکارے نیست — ہیچ است کہ در غم رخ یارے نیست

چون دیدہ اعمی است تہی از بینش — آن دیدہ کہ در حیرت داری نیست

ولہ

اے ہرزہ تلاش عافیت دادہ دست — اے بیہودہ گفت وگوئے آرام پرست

از خوان فلک عبث چہ روزی طلبی — کز عیب سانند ترا دست بدست

ولہ

بر صفحہ رویش کہ خط ریحانش — از مشک نوشتہ آیت قرآنست

ولہ

برق آہم گر چنین انجم فشانی میکند — گردش موج ہوا را چرخ ثانی میکند

سینئہ آن خم ابرو باسانی نیافت — ماہ نو عمریست مشق ناتوانی میکند

ہر سحر گہ از گل خورشید جامش بکف است — ہر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

در عدم از قرب بعارض خوش فراغی داشتم	وله	مرگ را نزدیک با ما زندگانی می کند
اشک عنا را نمی ساز دریا دل از کنار		ورنہ صد جوش بہار از گل فشانی می کند
خواجگی کج طینتان را نیست انصاف سخن		خامشی اینجا چارہ نا بیزبانی می کند
شور عشق و شکر حسن بہم بیختہ اند	وله	قرص خورشید رخت را نمکین بیختہ اند
نازم آن گوہر دندان و لب شیرین را		شکر و شیر لطافت بہم آمیختہ اند
خواجگی گشتم غبار از نا توانیہای عشق	وله	می کند خالی نسیمی گرد و زوار جام را
اے از گل رخسار تو آئینہ در چمن	وله	گل بردہ طراوت از رخت در گلشن
خورشید زمہر عارضت تاب گرفت		چندانکہ زرے تو شد جہان سندر روشن

آخر آپنے حیدرآباد دکن مین انتقال حقیقی فرمایا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی تاریخ وفات نہین لکہی۔ نہ آپکے مدفن کا پتا بتلایا۔ آپ حیدرآباد کی زمین مین مدفون ہین۔ یہہ تمام تذکرہ متفرق تذکرون سے لکہا گیا ہے۔ جہانتک پتا ملتا ہے اس کی تلاش مین کوشش کی جاتی ہے۔

خوبن۔ شیخ غلام حسین رباہنوری

خوبن تخلص۔ شیخ غلام حسین نام۔ آپ گہاسی میان رباہنوری کے ہمشیرزادہ ہین۔ فضائل و کمالات کے زیور سے آراستہ تہے۔ خوش خلق و نیک محضر تہے۔ فارسی و عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکہتے تہے۔ نظم و نثر لکہنے پر قادر تہے۔ آپکو شعر و شاعری کے ساتہہ بہی دلچسپی تہی۔ کبہی کبہی موزون کرتے تہے۔ عالیجناب نواب ناصر جنگ شہید کے منصبدارون مین ملازم تہے۔ نواب کی شہادت کے بعد نوکری و منصب سے دست بردار ہوکے

وطن مالوفہ برہانپور چلے گئے تھے۔ تا بمرگ وطن ہی مین سکونت پذیر رہے تحفۃ الشعرا وغیرہ تذکرہ نویسون نے آپکے وفات کی تاریخ و سنہ نہین لکھا۔ آپکا عرف نام میان خوب تھا۔ لوگ خوبن کہنے لگے۔ اسیطرح آپکا تخلص بھی خوبن ہو گیا۔ فقیر مولف نے بھی تذکرہ نویسون کیطرح خوبن ہی لکھدیا جیساکہ شیخ کو شیخن و کلو کو کلن کہتے ہین

من اشعارہ

موج داری در طپش از آب میخواہیم ما — پارۂ بینائی از سیماب میخواہیم ما
عذر مجنون خواست زنجیر کہ در پایم فتاد — آہ از دیوانگان آداب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان متوجہ نیست — نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما
مدعا وابستہ چشم عنایات شما است — حیف آن امرکہ از اسباب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد با پیرانہ سر — بادۂ گلرنگ در مہتاب می خواہیم ما

وله
در لباس سلطنت خواہیم رنگ فقر ہم — راحت بیخوابی از گرداب میخواہیم ما
بے تو در شہر دل ما عشرت آئینے بہ بست — نور را ز مہرت بود شمع شبستان مرا
با لباس سرمہ در چشم خوبان میرم — تا بود برمن نگہ برگشتہ مژگان مرا

وله
از دلش کن محو یارب یاد نسیان مرا — نشکن از خاطر شکستیہائے پیمان مرا

وله
آنہا کہ زلف یار مکرر نوشتہ اند — ہر سطر این مسودہ ابتر نوشتہ اند

وله
گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد — شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ شبے گر دہمر دربان دارد — دارو ہم گرد سر ما بہ تمنا گردد

وله
اگر گویم کہ چنین ابروست ابرو کمان من — رسد گر سر چشمش بشود خاطر نشان من

وله
چو موشد ناتوان دیوانہ زلف گرہ گیرش — توان از سایہ سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چہ سان از پردۂ حسنش چہرہ بکشاید ... بتان چون کلک مانی یکقلم شد حرف تصویرش

مستزاد

سازی تو حنا بہانہ در خون لطیم ✤ اے داغ نگاہ
بر سبزی گلے و ما داغ شویم ✤ خورشید پناہ
این مسئلہ از کرام ملت یا رب ✤ از بر کردی
تسبیح رقیب و ما زیاد تو رویم ✤ سبحان اللہ

خواجہ - خواجہ ایوب مخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی

خواجہ تخلص - خواجہ ایوب نام - جمیل بیگ خان خطاب - آپ جمیل بیگ خان مرحوم عالمگیری کے پوتے ہین - مرحوم میر عالمگیری عہد مین خان جہان بہادر کوکلتاش کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - چہاونی کی وجہ سے متوطن ہو گئے - اورنگ آباد مین جمیل پورہ آپکا آباد کیا ہوا یادگار باقی ہے اور ایک مسجد بزرگ بہی آپکی بنائی ہوئی موجود ہے - مرحوم کے والد خان خواجہ محمد ذاکر مشائخ کابل سے تہے - پیری مریدی کا خاندانی موروثی پیشہ تہا - اکثر قوم مغل کلنہ تاری آپکے مرید و معتقد تہے -

خواجہ ایوب انقلاب زمانہ کی وجہ سے عالم بیکاری مین نہایت پریشانی و بیقراری سے زندگی بسر کرتے تہے - گذر اوقات کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہین تہا - بزرگون کا جو ساز و ذخیرہ تہا وہ سب رفتہ رفتہ صرف ہو گیا تہا - تلاش معاش کے جویا تہے کہ نواب عضد الدولہ عوض خان بہادر صوبہ دکن نے صوبہ داری دکن کی نیابت و بیضاپور کی قلعداری پر مامور فرمایا - منصب و جاگیر بہی عطا کیا - آپ دونون خدمتون کا انجام

واہتمام عمدہ طرح سے کرتے تھے ۔ ملک کی بہبودی مین سعی وکوشش فرماتے رہے سرکاری کام دیانت و امانت سے ادا کرتے رہے ۔ آخر بندگان حضور آصفجاہ نے قدردانی وجوہر شناسی سے آپکو برار کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا ۔ مدت تک برار مین رہے ۔ آپ شجاع وبہادر تھے مستقل مزاج و ثابت قدم و تجربہ کار خوش کردار و خوش رفتار ۔ اور ارباب دوست نواز تھے ۔ رقص و سرود ومجالس سماع کے شائق تھے ۔ مجلس سرود ورقص مین کثرت رقت و درد سے زار زار روتے تھے ۔ گھنٹون عالم سکوت مین مستغرق ہوتے تھے نواب عضدالدولہ بہادر وحضور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ آپ سلف کے یادگار ہین آخر آپنے خدمت ملازمت ترک کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی ۔ آپکی زندگی کا آخر حصہ بخیر ہوا ۔ آپ موزون الطبع وذہین وفہیم تھے ۔ شعر فارسی مین کبھی کبھی فکر کرتے تھے کلام بلاغت و فصاحت سے خالی نہین ہے ہم اشعار ذیل ہدیہ سامعین کرتے ہین ۔

من اشعارہ

دل می طپد از ذوق ندانم خبری کیست ‌ ‌ رنگم پرواز چہرہ درین رہگذری کیست
مد نظر سیرکنان قبلہ نما گشت ‌ ‌ پرواز نگہ از اثر بال و پری کیست

ولہ

بسوخت ز آتش شوق تو جان و تن باقیست ‌ ‌ بسان شمع بسوزند و پیرہن باقیست
ہلاک گشتن مجنون ہزار سال گذشت ‌ ‌ ہنوز در کفنش بوی سوختن باقیست
چراغ راہ ندارم ببزم سوختگان ‌ ‌ مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست
رسید تیر نگاہت بدل شتابک شد ‌ ‌ ہزار ریختہ کردند و دوختن باقیست
بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم ببین ‌ ‌ کہ بکفنش ز آہ زیستن باقیست

ولہ

ز شبنم نگہم دادہ آب بر رخ گل ‌ ‌ بہار گشتم در برگ گل چو بو رفتم

گہر فشان شدہ اشکم بہ چشم بہر نثار		بپائے بوس تو ہر دم بآبرو رفتم
ز گرمی نگہت چون خویش آب شدم		برائے آن لب لعل تو در سبو رفتم
صدائے قلقل مینا شنیدہ مست شدند	ولہ	کسے چگونہ چشد قطرۂ ایاغ ترا
از بیخودی زمانہ مرا درد سر شدہ	ولہ	صندل موافقت بسر من نمی کند

آخر آپ نے ۱۱۷۹ سنہ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا مین رحلت کی اور شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔

خاکی۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل

خاکی تخلص۔ حیدر بیگ نام بدخشانی الاصل ہے۔ آپکے بزرگ بدخشان سے عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی لشکر مین ملازم ہوئے۔ خاکی کی ولادت ہند مین واقع ہوئی نشو نما بھی ہند کی آب ہوا مین پایا۔ بقدر ضرورت فارسی و عربی مین استعداد حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ سپاہ پیشہ تھے ہند سے نواب نظام علیخان آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین دکن مین وارد ہوکے محمد وفادار خان داروغہ باورچیخانہ سرکار فیض آثار بخشی بیگم صاحبہ کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ داروغہ صاحب کے فرمانے سے ملکہ علیم النسا بادشاہ زادی مصر کا قصہ جو فارسی مین تھا اوسکو اردو زبان مین نظم کیا۔ قصہ مذکور ہمکو ۱۲۱۶ سنہ ہجری کا لکھا ہوا دستخطی سید عبد النبی خان مرتبہ خان دکنی ملا ہے۔ ہم اسمین سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ خاکی کا انتقال ۱۲۵۷ سنہ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ

ہم عشق بہی سیکہین اگر اُستاد ہو کوئی | دل تو ہی بتا دے مجہے گر ہو کوئی

من قصہ علیم النسا

آلہی ترا مجہکو کون دیدار دے | مجہے دین اسلام کا پیار دے
تری ذات عالی ہے حیّ قدیم | جو تیری کرے یاد ہے مستقیم
محمد نبی صاحب تخت و تاج | رکہا اُنکے سر پر شفاعت کا تاج
نبی و علی دونون ہین پاک ذات | اُنہی کی شفاعت سے سبکی نجات
یہ قصہ جو تہا فارسی مین سب | لکہا فارسی کو مین ہندی مین اب
اگر کوئی پڑہیگا یہہ قصہ کو لا | وے ایک ہے عرض سب سے مرا
تو کچہہ نا کہے اُسکو خامی پر جا | بہر حال خاکی کو دیوے دعا

اس قصہ مین اکیسو سوال ہے۔ سوالات عالم عناصر وغیرہ اشیا کی حقائق کی نسبت مین ایک فاضل عبد العلیم ہندی کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے قصہ عجیب و غریب ہے رسالہ ہزار مسائل کی طرح ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔

خلیل اصالت خان حیدر آبادی

خلیل تخلص۔ اصالت خان نام۔ آپ سید مظفر مازندرانی کے جو ابو الحسن بادشاہ والی دکن کے وزیر تہے فرزند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدر آباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو نما بہی دکن ہی کی زمین مین ہوا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تحصیل کین۔ جامع فضائل و فواضل ہوئے۔ ہمعصرون مین لائق و فائق شمار کئے گئے۔ سرکاری خدمات پر مقرر تہے۔ مدت تک والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین

سرکاری کاموں کو اچھی طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر سنہ ۱۰۹۳ ہجری میں والد ماجد کے ہمراہ عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں پہنچے۔ بادشاہی منصبداروں میں شریک ہوئے۔ موزون الطبع خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ سنہ وفات کا ذکر کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا۔ لیکن آپ کی رحلت سنہ ۱۱۱۵ ہجری میں واقع ہوئی۔ خدا غریق رحمت کرے۔ آپ کے نتائج طبع سے صرف ایک شعر ملا لکھا گیا۔

من اشعارہ

قطرۂ خورشید را حلم چکیدن ندہم	تشنہ لب عشق را ذوق چشیدن ندہم

خان۔ محمدی خان دکنی

خان تخلص۔ محمدی خان نام۔ آپکا اصلی وطن و مولد حیدر آباد دکن ہے۔ آپ عالم شباب میں فارسی میں بقدر ضرورت لیاقت حاصل کر کے شہر میں کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ وطن سے دل برخاستہ ہو کر دلّی میں گئے۔ سپاہ پیشہ تھے وہاں کسی محکمہ میں ملازم ہو گئے۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور دلّی ہی میں سکونت اختیار کر لی۔ شعرگوئی کا شوق تھا وہاں نواب سعادت یار خان رنگین المتوفی سنہ ۱۲۵۱ ہجری کے شاگرد ہوئے۔ شعر خوب کہنے لگے۔ کلام درست و صاف و بامحاورہ ہوتا ہے۔ آپکے انتقال کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھی۔ مگر تقریباً سنہ ۱۲۶۵ میں راہی عالم ہوئے

من اشعارہ

یاد جسوقت تری آتی ہے	مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

خاص۔ شاہ خاص حیدر آبادی

خاص تخلص - شاہ خاص نام - آپ حیدرآبادی المولد ہیں آپکے والد شاہ خاموش صاحب اول جو آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں اندرون شہر چادرگھاٹ کے متصل سکونت پذیر تھے - درویش فانی و فقیر حقانی تھے - متوکل علی اللہ و قانع آپ بھی بدستور قدیم بزرگان سلف کے طریقہ پر قائم تھے - والد ماجد کے مرید و خلیفہ - آپ کی شکل و صورت درویشانہ تھی - جُبّہ و دستار مشائخانہ پہنتے تھے خوش مزاج و پاکیزہ طینت تھے - مزاج میں محبت الٰہی کا جوش اور دل میں شعر گوئی کا خروش تھا - شعر عمدہ کہتے تھے - نازک مزاج و عالی دماغ تھے - آپ سنہ ۱۲۷۴ ہجری کے قریب فوت ہوئے - آپکے دوسرے بھائی مسمی طہٰ بھی شاعر تھے - ہجوگوئی میں کمال رکھتے تھے - مہاراجہ بہادر نے دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا تھا

من اشعارہ

گلاب ہے تازہ گال اُسکے کلی نازک دہن گلابی	تمام قد نوبہال رنگین قبا سراپا چمن گلابی

ردیف الدال

درگاہ - درگاہ قلیخان سالارجنگ

درگاہ تخلص - درگاہ قلیخان سالارجنگ نام - آپکے کان نور نورالہی الوس مشہدی سے تھے - آپکے جد اعلیٰ خاندان قلیخان شاہ صفی کے زمانہ میں علی مردان خان گورنر قندہار کے ہمراہ تھے - علی مردان خان نے شاہ صفی کی ناقدردانی کی وجہ سے نوکری ترک کرکے شاہ جہان بادشاہ ہند کی خدمت میں آنیکا ارادہ کیا - تشریف آوری سے پہلے خاندان قلیخان کو درگاہ بادشاہ میں بھیجا - خاندان قلیخان غرہ جمادی الآخر

سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین درگاہ بادشاہی مین آیا علی مردان خان کی عرضداشت پیش کی
خلعت و انعام ہزار روپیہ سے سرفراز ہوا۔ علی مردان خان پندرہ تاریخ رجب سنہ مذکور
کو بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے نہایت قدردانی سے صوبہ داری
کشمیر پر مقرر فرمایا۔ اور خاندان قلیخان کو اپنے پاس رکھا۔ خاندان قلیخان کے انتقال
کے بعد اُن کے خلف الصدق درگاہ قلیخان کو بذریعہ علی مردان خان منصب و جاگیر
ضلع ٹھٹھہ مین مقرر فرمایا۔ سرکار علی مردان خان کی میر سامانی بھی منصب جاگیر کا
ضمیمہ ہوئی۔ علی مردان خان کے بعد درگاہ قلیخان شاہزادہ اورنگ زیب کے
منصبدارون مین شریک کیا گیا۔ شاہزادہ کے ہمراہ دکن مین آیا۔ پھر چند روز کے بعد
ہند مین مراجعت کی اور وہان فوت ہوا۔ پھر اُنکا خلف الصدق نوروز قلیخان
دار و ار ضلع بیجاپور کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ مدت تک قلعداری کا اہتمام
کرتا رہا۔ پھر وہین فوت ہوا آپکا خلف الصدق خاندان قلیخان ثانی منصب و جاگیر
سے سرفراز ہوکر منصبداران متعینہ اورنگ آباد مین شریک ہوا۔ شاہ عالم خلد منزل
کے زمانہ مین سنگمنیر کی وقایع نگاری اور اضلاع کی فوجداری پر سربلند ہوا۔
نواب آصفجاہ نے اپنے زمانہ مین اپنی خاص سرکاری خدمات پر مامور فرمایا۔ نظام آباد
بالائے کتل فردا پور جو اورنگ آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اُسکی تعمیر و آبادی
آپکے اہتمام سے ہوئی۔ آپ اُسوقت میر عمارت تھے۔ آپکے خلف الصدق نواب
درگاہ قلیخان ثانی سالار جنگ صاحب ترجمہ کی ولادت اُنیسوین تاریخ رجب سنہ ۱۱۲۳ ہجری
سنگمنیر مین واقع ہوئی چنانچہ خود سالار جنگ تاریخ تولد مین کہتا ہے ؎

شد سال ولادتش ز روئے الہام　　　درگاہ قلی ز خاندان والا

نشو نما کے بعد جب آپنے چودوین سال مین قدم رکہا سرکار آصفجاہ نے منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بیس برس کی عمر مین اپنا ہمرکاب کیا اکثر حضوری خدمتین آپکے تفویض تہین۔ آپ خدمات کا اہتمام نہایت دیانت و امانت سے فرماتے رہے جب تک زندہ رہے حضور آصفجاہ کی عنایات و مراحم سے خوشحال و سرفراز رہے حضور کے سفر دلی مین جو ہنگامہ نادرشاہی مین ہوا تہا آپ ہمرکاب تہے۔ مدۃ العمر سرکاری خدمات و آقا کی تابعداری مین جانفشانی و عرق ریزی کرتے رہے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے عہد مین بہی ممتاز اقران و محسود جہان رہے نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے زمانہ مین منصب شش ہزاری اور موتمن الدولہ خطاب اورنگ آباد کی صوبہ داری سے سربلند و نامور ہوئے۔ خوب انتظام بندوبست کرتے رہے۔ جب ریاست دکن کا انتظام نواب آصفجاہ ثانی کے متعلق ہوا اسوقت آپ ہفت ہزاری منصب و ماہی مراتب و موتمن الملک خطاب سے معزز ہوئے۔ اور سواری عماری ہاتی دو جہالر کی اجازت ملی۔ اُسوقت حضوری دستور تہا کہ کوئی امیر بغیر اجازت حضور عماری پر سوار نہین ہوسکتا تہا۔ اب بہی دکن مین وہی دستور جاری ہے چند مدت کے بعد حسن خدمات کے صلہ مین خان دوران خطاب سے مخاطب ہوئے آصفجاہ ثانی آپکو بہت چاہتے تہے۔ اور نہایت عزیز رکہتے تہے جس زمانہ مین کہ راجہ بہادر دریائے گنگا کے کنارے مقتول ہوا آصفجاہ ثانی اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ اور چہاونی کے لئے خجستہ بنیاد ہی کو تجویز فرمایا۔ حضور بہی شہر مین مقیم ہوئے۔ بندگان عالی کثرت عنایت و رحمت سے آپکے محلات مین رونق افروز ہوئے۔ چند روز رہے۔ آپنے آقائے نامدار کی نہایت شان

وشوکت سے مہمانداری کی ہر روز جشن نوروز تہا۔ سامان عیش جلوہ افروز تہا۔
علی ہذا القیاس رات کی بہی یہی کیفیت تہی تہی رات کیا تہی شب برات تہی
جب حضور بندگانعالی رخصت ہوئے۔ اکثر تحائف بے بہا نذر گذرانے
حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔

بعد ازان گردش تقدیر سے کوئی ایسا سبب پیدا ہوا کہ آپ غرہ رجب ۱۱۷۹ ہجری
مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ عزیز خلائق تہے آپکی معزولی
سے عام شہر مین رنج والم تہا گہر گہر شور و ماتم تہا۔ اس حالت مین عام کا آپکے ساتہہ
ہمدردی و افسوس کرنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ دیانتدار اور امانت دار
ومنصف تہے اور یہہ قبولیت عام اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ آپ خلق مجسم وصلح کل
تہے۔ نہین تو ایسی حالت معزولی مین عرف عام رواج کے موافق کوئی ہمدردی نہین کرتا
بلکہ لعن وطعن کرتے ہین۔ آپ پنجم ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نظام آباد
جاگیر مین تجمل وشان کے ساتہہ روانہ ہوئے۔ روانگی کیوقت مجمع عام تہا
عمائد شہر ومشائخ وفضلا بیرون شہر تک ہمراہ آئے آپکو نہایت حسرت و رنج
سے رخصت فرمایا۔ فقرا وغربا کا ہجوم تہا شور وغل تہا۔ آپکے احسانات یاد کرتے
تہے اور کہتے تہے کہ شہر سے اگر ہزار آدمی چلے جائین تو کچہہ غم نہین ہوتا اور نہ شہر کی
آبادی مین بہی کمی ہوتی مگر اس مربی دانا کے جانے سے شہر ویران نظر آتا ہے
آپ خوش مزاج وخوش خلق تہے منصف وعادل۔ کریم باذل تہے۔ شگفتہ طبع
وزندہ دل۔ دلاوری مین دلیر وبیدل تہے۔ رعیت پروری وغربا نوازی مین بے نظیر
تہے۔ ملکی ومالی تدابیر مین روشن ضمیر تہے۔ طلاقت بیانی وسخندانی مین بے مثل

انشا پردازی و تاریخ دانی مین بے بدل۔ آپکی حاضر جوابی اور بداہتہ بیانی مشہور تہی۔ طبیعت کی تیزی نور علی نور تہی۔ آپ وقت کے پابند تہے آپکا وقت کاموں سے معمور رہتا تہا۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکی ظاہری شان وشوکت وحشمت کی شان بہی قابل دید تہی اور آپکی سواری بڑی تکلف وتجمل سے نکلتی تہی۔ دو تین سو سوار حبشی و عرب و دکنی جلو مین ہمرکاب ہوتے تہے۔ سواری کے آگے چند عرب و حبشی الغوزہ بجاتے ہوئے گاتے تہے۔ اچہلتے کودتے تہے۔ سواری کے دیکہنے سے لطف آتا تہا۔ امارت و ریاست کا تماشا نظر آتا تہا۔ اور رعایا کے دلون مین رعب و خوف ہوتا تہا۔ کوئی مفسد و باغی فساد و بغاوت نہین کرنے پاتا تہا۔

آپ لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی مین یکتا تہے۔ آپکے لطائف و ظرائف اکثر مشہور ہین منجملہ ہم چند لطیفے شائقین کے مطالعہ کے لئے لکہتے ہین کہ اون کے دیکہنے سے لطف اوٹہائین۔ کہتے ہین کہ جناب شاہ علی صاحب کے صاحبزادہ کی شادی تہی مجلس منعقد مین شہر کے تمام امرا و مشائخ حاضر تہے۔ اور اس مجمع مین جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی و شاہ محمود صاحب و نواب خاندوران صاحب جمہ و نواب اشجع الدولہ مجتمع تہے۔ اسوقت حسب دستور طرفین یعنی داماد و عروس کے وکلا قاضی صاحب کے سامنے آئے۔ خواجہ دکہنو نامی بنات فروش عروس کی طرف سے وکیل ہو کر آیا۔ خاندوران درگاہ قلیخان نے کہا۔ آج ہمکو معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہین۔ حاضرین مجلس اس لطیفہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ لفظ بنات جمع بنت یعنی بیٹی۔ و بمعنی پارچہ پشمی۔

لطیفہ دیگر۔ ایک روز شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیرون کیلئے فقط دنیا کی دعا کرتے ہین مگر آپکے لئے دین و دنیا دونون کی دعا چاہتے ہین۔

دین کی دعا کا محل مسجد مقرر کیا ہون اور دنیا کی دعا کا مقام بیت الخلا۔ کیونکہ وہ مقام قضاء حاجت ہے۔ نواب نے کہا آپ مسجد مین کئے مرتبہ جاتے ہین۔ شاہ صاحب نے فرمایا پانچ وقت۔ اور بیت الخلا مین کئے بار۔ شاہ صاحب نے کہا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ نواب صاحب نے کہا مین جناب الٰہی مین دعا کرتا ہون کہ حضرت کو پیچش ہو تاکہ آپ بیت الخلا مین بار بار جائین اور دنیا کی دعا بہت کرین شاہ صاحب و حاضرین قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

لطیفہ دیگر چند نوملازمین کی درخواستین نواب صاحب کی خدمت مین پیش ہوئین نواب صاحب نے ہر ایک شخص کو بالمشافہ بلا کر اُسکی حیثیت کے لائق تنخواہ مقرر کر کے دستخط فرماتے تھے۔ اونمین دو لڑکے کم سن تھے۔ نواب صاحب نے ایک کی درخواست پر لفظ باموزد لکھا اور دوسرے کی درخواست پر لفظ دیگر لکھا۔ وہ دونون کم سن لڑکے اچھی نرائین پیشکار کی خدمت مین گئے۔ پیشکار نے دونون درخواستونکا تنخّے لکھوایا۔ اور نواب صاحب کی خدمت مین دونون کو پیش کیا۔ فرمایا کہ کل یہہ دونون منظور ہوئے۔ پیشکار نے عرض کیا جسکی فرد پر آموزد دستخط تھا وہ آج سیکھکر آیا ہے۔ اور دوسرا جسکی فرد پر دیگر ہے مین نہین سمجھتا ہون کہ دیگر سے وقت مراد ہے یا کوئی دوسرا شخص۔ نواب صاحب نے پیشکار کی تقریر سے تبسم فرمایا اور دونون کو نوکر رکھہ لیا۔

لطیفہ دیگر دلّی مین آپ نواب آصفجاہ کے ہمراہ تھے۔ دربار مین نادر شاہ نے محمد شاہ سے کہا کہ ہم کل جائین گے اُسوقت آپ نے یعنی درگاہ قلیخان نے آہستہ نواب کے کان مین کہا کہ النادر کالمعدوم۔ نواب آصفجاہ بہادر آپ کے

لطیفۂ نادر سے بہت خوش ہوئے۔

آپ شعرا دوست و علما پرست تھے۔ قدردان و جوہر شناس۔ ہر مہینہ مین دونین عام جلسے اپنے باغ دلکشا مین منعقد فرماتے تھے۔ اور اُن بزرگون کو جو لائق صحبت ہوتے تھے بلاتے تھے۔ اور ہر روز آپکے دولتخانہ پر ہم شربان خاص کا جلسہ رہتا تھا۔ اور آپکی مجلس مین تکلف نہین ہوتا تھا۔ آپ حاضرین مجلس سے خندہ رو و شگفتہ جبین ملتے تھے۔ آپ تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے شائق تھے اور نگ آباد مین اکثر عمارات آپکی یادگار رہین۔ باغ دلکشا اور نگ آباد مین جنوبی جانب آپکا بنایا ہوا ہے ۱۱۶۷ھ ہجری مین ایک نہر کھدوائے اور باغ مین لائے۔ اور باغ مین ایک کشادہ حوض بنوایا۔ حوض کی وجہ سے باغ سیراب و تازہ رہتا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اُسکی تاریخ لکھی۔

تاریخ بنائے نہر

خاندوران مہر عالیجاہ
مورد عاطفات ربّانی

نہر آب حیات جاری کرد
خضر آنرا کند نگہبانی

کامیاب زلال احسانش
مردم شہر دبیا بانی

کرد این نہر را روان در باغ
تازہ شد آب رنگ بستانی

کند حوض وسیع در بستان
کہ توان گفت کوثر ثانی

این عمل امتیاز خاصی یافت
از قبول جناب سبحانی

سال تاریخ او طلب کردم
گفت دل نہر خاندورانی

آپ موزون الطبع تھے۔ سخن فہم و سخندان تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

اور ہندی مین مراثی حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے مراثی بہت ہی خوب کہتے تہے۔ چند اشعار مندرجہ ذیل آپکے طبعزاد ہین۔ ایکروز میرزا دلگیرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی غزل پر ✦ صبا بلطف بگو آن غزال رعنارا ✦ کہ سر بکوہ وبیابان تو دادہ مارا ✦ طرح کی اور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن بہار رعنارا	کہ داد بوئے تو سرمایہ جنون مارا

اُسیوقت نواب جانبدوران خان بہادر نے بہی فی الفور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن جنون تمنارا	بہار آمد و سرسبز کرد صحرا را

لچھمی نرائن مولف گل رعنا نے بہی حسب خواہش نواب صاحب عرض موزون کیا ؎

فزود جلوۂ او سیل گریہ مارا	طلوع ماہ کند بیش آب دریارا

نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور تحسین و تعریف کی۔ آپکی بحالی کا سامان موجود ہوگیا تہا۔ یکایک آپ ۱۰ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ مین مرض برسام سے نظام آباد مین فوت ہوئے۔ وہان سے نعش مبارک کو اورنگ آباد مین لائے آپکے والد ماجد کے مقبرہ مین جو شہر کے جنوبی جانب ہے دفن کئے۔ دفن کیوقت عمائد شہر و مشائخ و فقرا جمع ہوئے۔ شور و غوغا برپا تہا قیامت تہی۔ میر علی رضا جینی نے مادۂ تاریخ مین ایک مصرع لکہا ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ ✦ اور کسی دوسرے شاعر نے ایک مصرع مین تاریخ صوری و معنوی لکہی ؎

یکہزار و یکصد و ہشتاد سال

۱۱۸۰ ہجری

مین آپ کی اولاد و شجرۂ خاندان کو گزارش کرتا ہون

اولاد نواب موصوف

خنیف الدینخان بانی سرائے اورنگ آباد کی لڑکی کے بطن سے

ایک دختر
بنکاح محمد صفدر خان
غیور جنگ بن شیر جنگ
تہی

دو فرزند

امام قلیخان مؤتمن الدولہ
سالار جنگ جاگیردار
بر او خجستہ بنیاد

وصی قلیخان مخاطب
بہ درگاہ قلیخان
جاگیردار برار

شجرۂ نسب

المتوفی بہ ... سنہ ۱۰۱۵ ہجری

خاندان قلیخان ذوالقدر از ترکان بور بور الوس خانان سیاہ خیمہ نواحی مشہد مقدس

درگاہ قلی خان اوّل

نوروز قلیخان قلعدار دہارواڑ بیجا پور المتوفی

خاندان قلیخان دوم نظام آباد کی تعمیر آپ کے اہتمام سے ہوئی

درگاہ قلیخان ثانی المتولد سنہ ۱۱۲۲ ہجری بمقام سینکلمیز دکن

دختر

دو پسر

نواب سالار جنگ مرحوم اول کی نہنیال کا سلسلہ آپ سے منتہی ہوتا ہے۔

جب سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین وزارت خان اورنگ آباد کی غفران پناہ عالیجناب آصفجاہ اول نے دوبارہ دیوانی سے سرفراز فرمایا۔ احباب نے جوش خوشی سے تاریخین کہین۔ آپ نے بہی دو بیتین تاریخی موزون کی۔ ہرایک مصرع سے سنہ سرفرازی دیوانی برآمد ہوتا ہے لیکن مصرع آخرین ایک عدد زائد ہے۔ **ہو ہذا**

شد بحکم تو بزم نورانی (۱۱۴۶) — با مصابیح فضل یزدانی

از برائے صلاح خلق اللہ (۱۱۴۶) — بازرونق گرفت دیوانی (۱۱۴۶)

گل رعنا کے مولف نے آپکے اوصاف حمیدہ اسطرح لکہے واقعی آپ جامع الصفات والکمالات تہے مولف کا قول مبالغہ سے مبرا ہے خوشامد و تملق کے دہبے سے معرا ہے

ہو ہذا درگاہ قلیخان بہادر مخاطب بہ موتمن الدولہ خاندوران سالار جنگ امیرے بود عالیجاہ دانش نگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچۂ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش صفیر را از بیان شیرینش منقار در شکر بلبل ہزار داستان مستفید طلاقت زبانش۔ و گل شگفتہ جبین دریوزہ گر چہرہ خندانش۔ چرب نرمی او دل سنگ را موم می ساخت۔ و تالیف قلوبی او احبا و اعدا را در دام می انداخت۔ ضمیر منیرش در بدیہہ بیانی بازار آئینہ می شکست و ذات والا صفاتش در بزم افروزی بالا دست شمع می نشست۔ صولتش شیر نرزہ را آب می نمود۔ و شجاعتش گوئے سبقت از رستم و دستان می ربود الخ انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شرک محض ست گمان من و تو — من و تو نیست میان من و تو

معاشرا نہ سوائے بد و ستان داریم — برائے ما و شما این ہوا چہ میخواہد

نگاهش دیده صهبا آفریدند ‌‌ ‌ قدش دیدند طوبی آفریدند
بعالم ریخت اشکم رنگ طوفان ‌ ‌ ز جیب قطره دریا آفریدند

وله
می چکد رنگ بهار از خامه‌ام ‌ ‌ وصف رخسار که انشا می کند
حکم آصف این غزل را تازه کرد ‌ ‌ کارها را کارفرما می کند

وله
کسیکه در صدد وصف آن دهن باشد ‌ ‌ چو شخص هیچمدان در پی سخن باشد

وله
باغوش آید آن دلدار افواهی چنین باشد ‌ ‌ خدا اگر راست آرد دولت و جاهی چنین باشد
چه نقشهاست بر دل از صبا گر نکهت زلفش ‌ ‌ حیات تازه می بخشد هواهای چنین باشد
مصفا ساختم بهر قدومش حضرت دل را ‌ ‌ برای شاه والاجاه درگاهی چنین باشد

وله
سوای حیدر کرار شاه مردان کیست ‌ ‌ که ذوالفقار باو داد حق بهنی دختر

وله
دلم را فرقت آن نامسلمان ساخت سیپاره ‌ ‌ نمود از هم جدا اجزای قرآنی که من دارم

وله
کردیم نثار هجر طاقت ‌ ‌ ای صبر بما چه کار داری
باکی نبود ز تیغ اعدا ‌ ‌ گر صاحب ذوالفقار داری

وله
نوروز که روز سعد عشرت افزاست ‌ ‌ مولای جهان تخت خلافت آراست
از مقدم گل نماند آثار خزان ‌ ‌ سالی که نکوست از بهارش پیداست

وله
کونین شد ایجاد برای ایشان ‌ ‌ حاشا که کسی رسد بجای ایشان
اسرار نبوت اند اولاد علی ‌ ‌ درگاه فلک است خاکپای ایشان

دانش میر رضی مشهدی

دانش تخلص - میر رضی رضوی نام ہے - آپ میر ابوتراب مشہدی کے فرزند ہیں

آپکے والد عالم فاضل تھے۔ دانش بہی بمصداق الولد سر لابیہ ہوشیار و ہونہار تھا۔ کتب ابتدائی والد ماجد سے پڑہین اور باقی کتب مختلف اساتذہ سے تمام کین۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد حرمین شریفین کی زیارت و حج کا ارادہ کیا جب حرمین پہنچا تو ایک مثنوی کعبہ کی تعریف مین لکہی۔ من ۲ شعار ہ

ز خوبی کعبہ معشوق جہانست	نشاط دلربائی در جہانست
برویٔ تو نیازان در گشادہ	چہ معشوقانہ خود را جلوہ دادہ
جمالش عذر خواہ زحمت دشت	بگرد آن تواضع میتوان گشت

ایسا ہی روضۂ منورہ کی وصف مین بہی کہتا ہے۔

ہمایون قبۂ سرکوب افلاک	بہشت بے گمان عالم خاک
زحق بیگانگان را آشنا ساز	چو ابرو طاق محرابش خدا ساز
ز دیوارش فلک را دست کوتاہ	نمایان تا بعرش از سایہ اش راہ

حج و زیارت سے مشرف ہو کے مشہد مین آیا۔ ہندوستان مین باپ سے ملنے کا شوق دل مین شعلہ زن تھا۔ چنانچہ ہند کے شوق مین کہتا ہے ؎

راہ دور ہند پابست وطن دارد مرا چون حنا شب در میان رفتن بہندوستان خوش ست

آخر مقامات متبرکات کی زیارت سے فارغ ہوتے ہی ایران و ہند کے جانے مین تردد کا فیصلہ کیا کہ سفر ہند کو ایران پر ترجیح دی چنانچہ کہتا ہے ؎

پریشان خاطرے باہم بگل داشت	میان ہند و ایرانم دو دل داشت
حجر را در بغل پنہان کشیدم	در آن آئینہ روئے کار دیدم
جلا چون از سوادش دیدہ دادم	سیہ رنگی ہند آمد بیادم

پدر کز من روانش تازہ بادا | دران گلشن بلند آوازہ بادا
نشاط آباد غربت بود جاش | فضائے ہند باغ دلکشایش
شد از تحریک آن سرگشتہ بلبل | سواد ہند بر من سایۂ گل
حقیقت را بلند آوازہ کردم | نمک با لعل سبزان تازہ کردم
نگہ را حسن گندم گون نصیبست | چو طوطی سبز در ایران غریبست
گہر را قدر در خاک مرادش | محک بخت آزمایان را سوادش
سوادے دیدنش سرمایۂ نور | بمردم پروری چون دیدہ مشہور
ز بس سبزست نخل بوستانش | پر طوطی بود برگ خزانش
رسیدم فصل خوبہائے ایام | ہوا بردار از سرم فکر سرانجام

پہر دانش صاحب ترجمہ شاہجہان کے عہد مین وارد ہند ہوا۔ اور پدر بزرگوار کی ملازمت سے کامیاب۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ در عہد شاہجہان با والد خود عازم ہند گردید الخ اور خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ در عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بہند آمد و بدولت ملاقات والد کامیاب گردید الخ تحریر اول سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند مین باپ کے ہمراہ آیا۔ تحریر دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہانی عہد مین آیا۔ اور باپ سے ملا یعنے اسکا باپ پہلے سے ہند مین موجود تہا۔ تحریر ثانی درست و صحیح۔ تحریر اول مین تردد ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی۔ والا میر صاحب سے ایسا تضاد واقع نہین ہوتا والعلم عند اللہ۔ ماہ شعبان ۱۰۶۵ھ ہجری مین ایک قصیدہ مدحیہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎

بخوان بلند کہ تفسیر آیۂ کرم ست — خطے کہ از کف دست مبارکش پیداست

چند روز شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کی عنایت و الطاف سے مخصوص ہوا۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ شاہزادے نے میر رضی کو غزل کے ایک شعر کا صلہ ایک لاکہہ روپیہ عطا کیا۔ وہ شعر یہہ ہے ؎

تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار — قطرہ تا مے میتواند شد چرا گوہر شود

اور شعر کے مضمون سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور غزل مذکور یہہ ہے ؎

موسم آن کہ ابر تر چمن پرور شود — نکہت گل مایۂ شور جنون در سر شود
تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار — قطرہ تا مے میتواند شد چرا گوہر شود
نالۂ بلبل نہان در پردۂ برگ گل است — بیدماغم کاش ازین یک پردہ نازکتر شود
تا بذوق گریۂ مستی درین بزم آمدیم — مے بدہ ساقی بقدر آنکہ چشمی تر شود
راز پوشیدن نیاید دانش از بیتاب عشق — درمیان انجمن پروانہ خاکستر شود

دار الخلافہ مین جب اس غزل کی شہرت ہوئی تب شعرائے وقت نے اسکے جواب مین موزون کئے۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے یہہ بیت موزون کی ؎

سلطنت سہل است خود را آشنائی فقر کن — قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود

انتہی کلامہ۔ میر دانش صاحب ترجمہ چند مدت بنگالہ مین شاہزادہ شجاع بن شاہجہان کے ساتہہ رہا۔ اور وہان سے ابتدائے جلوس عالمگیری حیدر آباد دکن مین آیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین اعزاز و اکرام سے باریاب ہوا۔ قطب شاہ کے نزدیک معتبر و معتمد علیہ ہوا۔ قطب شاہ آپکے ملنے سے بہت خوش ہوتا تہا۔ آپکی تقریر و تحریر کو پسند کرتا تہا۔ آپ دربار قطب شاہی کے

ا؎ از بہارستان سخن ۱۲

رونق تھے۔ تذکرہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے والد ماجد میر ابوتراب فطرت تخلص جو حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے۔ اور قطب شاہی سلاطین سے سایہ پرورده تھے۔ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوئے اور میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ آپکی لوح مزار پر یہہ رباعی جو مرحوم نے رحلت کیوقت موزون کی تھی لکھی ہوی ہے۔ خود مولف نقیر نے بھی سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین دیکھا تھا

رباعی فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	ننواخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد	اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

اور اسی رباعی کے تحت مین میر رضی دانش کی رباعی جو والد ماجد کے فراق مین کہی مرقوم ہے ؎

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز	کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم کہ چو عیسی بفلک بر شده	آید بچہ کار بے پدر عمر دراز

آخر الامر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے میر رضی دانش صاحب حجہ کو اپنے طرف سے نائب مقرر کرکے سنہ ۱۰۷۰ ہجری مین مشہد مقدس کو روانہ کیا۔ تاکہ روضہ رضویہ مین بادشاہ کے طرف سے زیارت کے مراسم ادا کرے اور اس کے لئے سالانہ دو ہزار تبریزی وظیفہ مقرر کر دیا تا بزندگی سلطان اسکو پہنچتا رہا۔ نقیر مولف نے تقرر سالیانہ کا فرمان عبد العلی طالقانی میر منشی قطب شاہی کی انشا طالقانی مین جو میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تھی دیکھا تھا۔ افسوس صد افسوس کہ وہ انشا موسنی ندی حیدرآباد کی طغیانی واقع سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوئی کاش اگر موجود ہوتی تو بجنسہ یہان فرمان کو نقل کرتا۔ آخر میر رضی دانش نے سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین

رحلت کی۔ اب مین متفرق تذکرون سے آپکے بوارق طبع کو گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین **ھو ھذہ**

زبسکه مشق سخن ساخت ناتوان ما را — گداخت همچو قلم مغز استخوان ما را

نشد که بوسه ربائے ہدف چو تیر رہیم — گذشت عمر بخمیازهٔ کمان ما را

وله ذخیرهٔ بدل از چشم اشکبار نماند — شکست شیشهٔ سیماب در کنار مرا

وله غنیمت دان بهشت روئے گندم گون که در محشر — که فرد طاعت محراب ابرو میدهد ما را

وله بوئے گل شد فیض بخش ہوش اے وقت بیخودیست — یکنفس بگذار در سیر چمن تنہا مرا

وله چون سر زلفش بدستم افتد از خود میروم — همچو طفلان اول شب خواب می آید مرا

وله لب تشنه تیغم بگو قاتل ما را — کو آب که شیرینی جان زد دل ما را

وله وعده ہم صحبتان رفته روز محشر است — دیر می آید قیامت گشت تنہائی مرا

فصل گل است جوش بهار سخن مرا — گل کرد همچو غنچه زبان در دهن مرا

تا بساز درین بزم نسبتے داریم — خوش اند اہل نشاط از ضعیف نالیها

عینکے باید مرا از شیشهٔ می ساختن — تا توانم خواند در پیری خط پیمانه را

در راه انتظار چو مژگان نشسته ایم — بر آستان خانهٔ ما جائے ما بس است

بر دیدهٔ آلوده بخونم صف مژگان — چون حلقهٔ ماتم بدور شهید است

گر زابرو جبین کشاید در دم بسمل بس است — خون بهائے کشتهٔ ما خندهٔ قاتل بس است

دست گلچین قتل عام لاله و گل میکند — باغبان در پائے گلچین خواب افتاده است

مردم رنجور را روز وصل — گریهٔ شادی عرق صحت است

وصل یاران چون رهد دلتنگی بدنماست — گریهٔ شادی کم از باران روز عید نیست

مرا که خندهٔ گل سر بدر می آرد	وله	دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست
آبروی دودمان تاک هم برباد رفت	وله	دختر رز را عسس صد بار با مستان گرفت
ما و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش	وله	ناز پروردِ گلستان زخم خاری هم نداشت
صفحهٔ دشت با مدادِ رفیقان طی کند	وله	چون قلم بی دو سه یاری سفر نتوان رفت
کشاده روی خوبان در آخر حسن است	وله	در چمن همه جا موسم خزان باز است
سینه صافان را غم محبت کشان بیش از خود است	وله	آب می بالد ازان بازی که بر روش پل است
هر روز کامیاب ز روی چو ماه دوست	وله	آئینه وز نامهٔ چرخ نگاه اوست
گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست	وله	از خاک برگرفتهٔ چشم سیاه اوست
در بزم کنم سیر که جائی دگرم نیست	وله	از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست
رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت	وله	روز بر گل چون چراغان شب باران گذشت
چسان بینم که می را محتسب بر خاک میریزد	وله	که می لرزد دلم بر برگ اگر از تاک میریزد
در آن وادی که من باشم آبادی نمی باشد	وله	سیاهی میکند از دور کاهی چشم آهوئی
بر سرم آمد ولی بسیار زود از من گذشت	وله	دولت تیزی که می گویند شمشیر تو بود
کسی در عاشقی هم پیشه را چون من نمیخواهد	وله	خورم گر آب شیرینی بیادم کوه کن آمد
نو بهارست هوا مایهٔ عشرت دارد	وله	مفت رندی ست که می دارد و فرصت دارد
ای هما از سر ما خاک نشینان مگذر		سایهٔ بال تو بدنامی دولت دارد
چسان از قدر این صیاد آزادی هوس باشد	وله	که پرواز بلندم تا لب بام قفس باشد
پرده بر عیب خود از دامن صحرا پوشد	وله	هر که از سلسلهٔ اهل جنون رسوا شد
دلت فصل خزان گر خار خار جوش گل دارد	وله	بگیر آئینه در کف تا بهار رفته برگردد

چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک … وله … که رهزنی بکمین همچو آستین باشد

تا به پیغام زبانی از تو حرفی نشنود … وله … مُهر باید بر لب قاصد بجای نامه زد

درد دلی بکاغذ ابری رقم نمیکنم … شاید که پی بدیدهٔ گریان ما برد

نمیدانم چه صیادی که زتیغت آهو را … وله … چو چشم دلبران در زیر ابرو خواب می آید

دل از حسن جوانی داشت آرامی ندانستم … وله … که این یوسف چو پیری کهنه گرگی در کمین دارد

مرد دانا به هنر زبدهٔ اقران گردد … وله … میوهٔ رنگین چو شد از برگ نمایان گردد

نیستم ایمن اگر زحشمت مرا دل میدهد … صید را صیاد آب وقت بسمل میدهد

دگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد … نگه کز رهزنی افتد سیاهی چون پریشان شد

شاخ رنگینی ز گلبن بر زمین افتاده است … بلبلان شیون بگیرد کشتهٔ گلچین کنید

گر آه ندارم بجگر شکر که از من … بر دامن آئینه غباری ننشیند

بی تکلف فیض بخش از خاکساران بگذرد … گو بتعظیم نسیم گل غباری بر نخیز

میتوان در پرتو روشندلانم یافتن … جلوه گاه من چو عکس آئینه آبست و بس

پس از وفات که یاد کند بجز غم خویش … چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش

تنگ بر بی هنران دور فلک کی گردد … از قفس زود شود بلبل خاموش خلاص

باغبان پیدا چو شد خاطر پریشان میشوم … جا اگر باهم چو بو در غنچه پنهان میشوم

صبح دیدم شبنمی بر برگ گل غلطان بناز … یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختم

زساقی باده میگیرم بپای تاک میریزم … ندارم فکر خود میخانه را آباد می سازم

در کفم از بادوستی ار نمیگیرد قرار … جامهٔ در نیکنامی پاره چون گل میکنم

قلم سنبل شود گر حرف گیسوی تو بنویسم … خطم صورت کند پیدا اگر روی تو بنویسم

غم و شادی ہمہ وہی دان و ما گردن و مدارا کن | نمی کم از قدح عادت بار دردو صافی میناکن
نشان آب حیاتم چہ مہدہی اے خضر | کجاست سرمہ ز دیدہ ہا نہان گشتن
شنیدہ بختم از مژگان سیاہان | ندیدم راستی زین کج کلاہان
بامید وصالت در شب ہجر | نمی خواہم چو خون بیگناہان
اگر میخواہی مراد از چمن حاصل شود | بلبلے را از قفس در جوش گل آزاد کن
درین رنگین چمن چون لالہ زار | غریبم در میان ہمنشینان
بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنم | گلگشت باغ آئینہ تنہا چہ می کنی

دانش ۔ میر دلاور علی

دانش تخلص ۔ میر دلاور علی نام ۔ آپ آقا سید علی رشتی کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے والد ماجد علم و فضل کے زیور سے آراستہ ۔ خوش اخلاقی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے ۔ شعر و شاعری کے میدان مین بھی سابق قدم ۔ سید تخلص فرماتے تھے عجم سے مہاراجہ چندو لال کے عہد وزارت مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے ۔ مہاراج کے شعرائے درباری مین ملازم ہو گئے ۔ نواب سراج الملک بہادر مرحوم کی دیوانی تک شعرا کے زمرے مین منصب مناسب پاتے رہے ۔ نواب مرحوم نے آپکو بلحاظ لیاقت وفضیلت اپنے برادرزادے یعنی نواب سالار جنگ مرحوم اول کی تعلیم و تکلم فارسی کیلیے مقرر فرمایا ۔ علاوہ منصب حسن سلوک بیحد فرماتے تھے ۔ پس دانش صاحب مترجمہ کے والد نواب کے دولتخانہ پر مدۃ العمر وابستہ رہے ۔ نواب مختار الملک بہادر بھی استاد کا بہت اعزاز کرتے تھے ۔ آخر سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین کربلائے معلی گئے ۔ چند روز کے بعد وہان سے

بہشت برین روانہ ہوئے۔ دانش صاحب ترجمہ حیدرآبادی المولد ہے اُنکی ولادت ۱۲۴۴ ہجری
مین ہوئی۔ لیکن آپنے تربیت و تعلیم والد ماجد کی توجہ و سرپرستی سے پائی۔ بمصداق
الولد سر لابیہ۔ آپکی فارسی زبان و لہجہ و تکلم مثل اہل زبان ہے۔ سیرت و صورت سے
شان اہل زبان عیان ہے۔ آپ منشی ذی استعداد ہین۔ انشا پردازی مین ملکہ کاملہ
رکہتے ہین ناظم و ناثر ہین۔ شعر و شاعری کے فریفتہ۔ آپکو تلمذ جناب ناجی صاحب سے
ہے آپکا کلام شستہ و شائستہ ہوتا ہے۔ لطافت و حلاوت سے بہرا ہوا۔ آپ فارسی
و اردو دونون زبانون مین کلام موزون فرماتے ہین۔ جو کچہہ آپکا طبع زاد ہوتا ہے لطف و
مزہ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ ان فضائل کے سوا آپ خطاط و شمشیرباز ہین۔ خط نستعلیق
و شفیعائی مین جواہر رقم و عطارد قلم ہین۔ خوب لکہتے ہین اور خطاطی کے فن کو علماً
و عملاً جانتے ہین۔ شمشیربازی یعنے بنوٹ مین بہی مشہور ہین اس فن مین آپ کو
محمد وزارت علی صاحب بن محمد مراد علی شاہ سے تلمذ ہے۔ فی زماننا شہر مین اُستاد کے
قائم مقام ہین۔ اکثر شائقین فن آپسے مستفید ہوتے ہین۔ آپ سرکار عالی نظام الملک خلد اللہ ملکہ
کے منصبدارون مین ایکسو تین روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ نواب سالارجنگ بہادر حال کے
ادب موزون مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور کتبخانہ سالارجنگی کی نگرانی بہی آپ ہی کے
متعلق ہے۔ آپنے کتبخانہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے رکہا ہے۔ اور کتبخانہ کی
فہرست بہی مرتب کی ہے غرض موصوف الیہ کتبخانہ کی درستی و نگرانی عمدہ طرح سے
کرتے ہین۔ فقیر مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز ہے۔ نہایت محبت و اخلاص سے
ملتے ہین خدائے تعالی آپکو خوش و خرم رکہے۔ اب مین آپکے نتائج طبع ہفت بند
نعتیہ و قصیدہ مدحیہ اردو سے چند اشعار ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکہتا ہون۔

اسلام اے بارگاہت مہبط روح الامین — خسرو کون و مکان محبوب العالمین
بانی بنیاد عرفان دار حکمت شہر علم — قبلۂ ارباب ایمان کعبۂ اہل یقین
چیست خور آسمان و کیست خور آئے جہان — آن ز مہر تو بہتین واین ز مہر تو حسین
ہر سر انگشت تو ابردہ از ید بیضا سبق — چہ خورشید داری گوئیا در آستین
لب کشاید چون بہ نعت و لگشن روح القدس — آیدش از پردۂ قدرت صدائے آفرین

وله

ہمایون دولت و اقبال ہوائے ظل سبحانی — جہان کی ہے بنا جبتک ہے قائم جہانبانی
نظام الملک محبوب علیخان آصف دوران — رئیس خسرو ملک دکن اسکندر ثانی
امیرونکا سر تسلیم جہکجاتا ہے یہان دائم — ادب سے آکے رکہتے ہین در اقدس پہ پیشانی
ہوا وہ سرور دوران جسے حضرت نے دی عزت — بنا وہ ہمسر شاہان عطا کی جسکو دیوانی
امیری کبیری کا تفاخر ملگیا اسکو — رہا ہے جس کو آپنے حکم ملکی رانی

داغ - نواب مرزا خان دہلوی

داغ تخلص - مرزا خان نام - آپ نواب شمس الدینخان برادر نواب ضیاء الدین بہادر والی لوہارو کے خلف الصدق ہین - آپ کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - ابہی آپ خورد سال تہے کہ سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین والد کا انتقال ہوگیا - آپ یتیم ہوگئے - چونکہ آپکی والدہ صاحبہ کو صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد بادشاہ دہلی کی ہم آغوشی کا شرف حاصل تہا - اس لئے آپکی والدہ صاحبہ بادشاہی محل مین رہتی تہین - اور آپ بہی والدہ کے ساتہہ محل مین پرورش پاتے تہے - رسم تسمیہ کے بعد

والدہ نے آپکی تعلیم شروع کرائی - دس بارہ برس کی عمر مین بقدر ضرورت فارسی
و اردو مین استعداد حاصل کرلی - عالم شباب کا ابتدا تہا - طبیعت مین چستی و چالاکی
موجزن تہی شعر و شاعری کے ساتہہ دلچسپی تہی آپ شاعری کے میدان مین بڑہنے لگے
جناب محمد ابراہیم ذوق کی خدمت مین اصلاح سخن کے لئے حاضر ہونے لگے - ولیعہد بہادر
نے دیکہا کہ لڑکا شاعری کی طرف زیادہ مائل ہے اور ہونہار معلوم ہوتا ہے - جناب ذوق
سے آپکی سفارش کی - ولیعہد کی سفارش کی وجہ سے ذوق شوق سے آپکے کلام کی
اصلاح فرماتے تہے - استاد کی اصلاح سے روز بروز آپ ترقی کرنے لگے - چند ہی روز
مین استاد کے تلامذہ مین ممتاز ہوئے - دہلی کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے
اہل مشاعرہ مثلاً شیفتہ و غالب صہبائی و صابر وغیرہم سے داد سخن و تحسین پاتے تہے
ولیعہد بہادر کے فوت ہونیکے بعد آپ بہت پریشان ہوئے - اسی پریشانی کے زمانہ مین
ہند کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا - آپ دلی سے رام پور آئے - نواب یوسف علیخان والی
رام پور کے پاس رہے - نواب آپکے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے - نواب کے فوت ہونیکے بعد
نواب کلب علیخان بہادر نے بہی آپکے ساتہہ والد مرحوم کی طرح حسن سلوک جاری رکہا
اور آپکو کارخانجات کا معتمد و مہتمم کیا - آپ تا بزندگی نواب کی خدمت مین نہایت آرام و آسایش
سے بسر کرتے رہے - آپ نواب صاحب کی زندگی مین حرمین شریفین کی زیارت و حج سے
بہی مشرف ہوکر آئے اور وطن مالوف گئے - پہر وہان رام پور واپس آئے - نواب صاحب بہی
اسی زمانہ مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوئے - آپ وہان سے برداشتہ خاطر
ہوکے دلی آئے - پہر ۱۳۰۵ھ ہجری مین حیدرآباد دکن آئے - بذریعہ راجہ گردہاری پرشاد
باقی تخلص حضور مین باریاب ہوئے - آپنے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا - اعلیحضرت بندگانعالی

خلد اللہ ملکہ سنکے بہت خوش ہوئے۔ چند روز امیدوارانہ گوشہ مین پڑے رہے۔ بلحاظ
ضرورت چند روز کے لئے دہلی چلے گئے تہے۔ غیبت کے زمانہ مین اعلیحضرت نے یاد فرمایا۔
نواب داور الملک کے ذریعہ سے آپکو اطلاع ہوئی آپ فوراً حیدرآباد آئے۔ اور استقلال کے
ساتہہ سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین ایک فرمان واجب الاذعان
مع ایک غزل مہر شدہ آپکے پاس پہنچا۔ آپنے اُسیوقت غزل کو دیکہہ کے
واپس بہیجدی اور حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکے نذر دی۔ اعلیحضرت نے آپکی
بڑی قدر و منزلت کی۔ اور آپکی عظمت و شان زیادہ رتبہ بلند فرمایا۔ اور آپکے لئے
سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین چار سو پچاس روپیہ ماہوار بلا خدمت بصیغہ منصب مقرر فرمایا
اور ساتہہ ہی حکم بہی صادر فرمایا کہ آپ کو ابتدائے تشریف آوری سے آج تک کی
کل تنخواہ دیجائے۔ دو تین سال کی کل تنخواہ بحساب چار سو پچاس روپیہ ماہانہ چھکڑون
پر لدی ہوئی داغ کے مکان پر پہنچی۔ حضرت داغ رقم کے دیکہتے ہی فارغ البال
ہوئے۔ پہر سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین جشن سالگرہ کی تقریب مین خانی و بہادری و جنگ
و دولہ و ملک کے خطاب سے یعنے ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان
و منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۳۱۲ ہجری
مین ایکہزار روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا۔ علاوہ تنخواہ آپکو وقتاً فوقتاً صلات
و انعامات ملتے رہے ہین۔ آخر آپنے سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی
مین رحلت کی۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تہی۔ اعضا قوی درست تہے۔ صورت
و شکل سے معلوم ہوتا تہا کہ چہل سالہ ہین۔ آپکا کلام روزمرہ کی بول چال ہے
مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کا چشمۂ زلال ہے۔ سامعین کو سننے سے لطف وغیرہ

آپکی عمر متوسط تھی لیکن طبیعت مین جوانی کا ولولہ موجود تھا۔ زندہ دل و پاکیزہ منزل تھے۔ کلمۃ الخیر کے گویا۔ صلح کے جویا تھے۔ درویش دوست غریب پرور آپ کی تصانیف متعدد دواوین ہین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ یہہ تینون مطبوع ہوچکے ہین۔ آپکے یہان ہزارہا شاگرد ہین۔ اکثر آپکے چشمہ فیض سے سیراب فیضیاب ہوئے ہین اب مین چند ہی اشعار آپکے دواوین سے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الہندی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

ولہ

ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر
اُٹھتے ہین انگلیان وہ نشانہ اُڑا دیا

ولہ

ہے سارا خون کے چھینٹون سے پیرہن گلزار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اُٹھا

ولہ

غضب ہے جذبہ دل آیا کہین انجان ہو بنکر
کہان آیا کدہر آیا کیون آیا یہہ کب آیا

ولہ

یون آنکھہ اُنکی کہہ گئے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب سے ہوکے کچھہ ارشاد رہگیا

ولہ

کبھی فلک کو پڑا دل جلون سے کام نہین
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

ولہ

داغ کو چین ہی نہین آتا
جب تک اُس سے بُرا بھلا نہ سنے

ولہ

یہہ بہی طرز خرام ہوتی ہے
ساری دنیا تمام ہوتی ہے

دم آخر تو کچھہ مری سنلو
آج صحبت تمام ہوتی ہے

ملانے ہوا سبکو خاک مین جو دل سے ملتا ہے
مری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان
ہم آج خوب روئے گلے ملکے داغ سے

میری فریاد دوسرا نہ سنے
تم سنواسے تو خدا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین		آشنا کی جو آشنا نہ سمجھے

دولت - میر دولت علی آسیری

دولت تخلص - میر دولت علی نام - مظہر علیشاہ خطاب - آپکا مولد آسیر ہے بمقتضائے آب و خورش سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوا - مدت تک شہر مین سکونت پذیر رہا - شعرا و علما سے ملتا رہا - بچھمی نرائن صاحب تخلص اورنگ آبادی سے نہایت ربط و اتحاد پیدا کیا تہا - اکثر اوقات اپنی فرودگاہ سے صاحب کے دولتخانہ پر آمد و رفت کرتا تہا - ریختہ مین اکثر صاحب کا تتبع کرتا ہے - چنانچہ ایک مقام مین کہتا ہے ؎ نقش ہے دل پہ میرے مصرعہ صاحب + کیا ہوا بات ہماری جو زمانے بہرا + پہر اورنگ آباد سے برہانپور مین آیا - رخصت کیوقت بداہتہً صاحب کے حق مین ایک مصرعہ موزون کیا ؎ دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بہول جانا وطن مین پہنچکر مدت تک زندہ رہا آخر سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین فوت ہوا -

شاعر زمین و خوش فکر تہا - نازک خیال و رنگین مزاج تہا - احباب کے ساتھہ خوش صحبت و خوش اخلاق تہا - آپکا کلام ریختہ صاف و شستہ ہے - ایہام و تلازم شعریہ سے پاک - سیدہا سادہ کلام ہے -

من اشعارہ الہندی

ہر آن گریہ کرنا ہردم آہ بہرنا سب بلبلون سے اول ہمکو تو ذبح کرنا یارو قسم ہے تمکو کہین جستجو کرو	ولہ	گر صبح ہے تو یہہ ہے اور شام ہی تو یہہ ہے صیاد سے ہمارا پیغام ہے تو یہہ ہے قاتل مرے کو مجہہ سے ذرہ روبرو کرو

چاہو نماز حضرت گل کی ادا کرو ‏ — ‏ اے بلبلو تم اشک سے اول وضو کرو

اس چشم می پرست کا مارا گیا ہے جو ‏ — ‏ لازم ہے اسکو خاک سے خم یا سبو کرو

ہمکو ہمارے یار کے جلوہ سے کام ہے ‏ — ‏ اے زاہدو بہشت کی تم آرزو کرو

وله

لب و رخسار اور قد و قامت ‏ — ‏ دیکہہ سب غنچے مسکراتے ہین

وله

مجلس مین نہ جا پیارے تجہ رخ کی تجلی سے ‏ — ‏ ہوئیگی شمع پانی جل جائیگا پروانہ

اسلام سے نہین مقصد اور کفر سے نہین مطلب ‏ — ‏ منظور مرے دلکو ہے جلوۂ جانانہ

سوتا تہا مست ناز اسے کوئی جگا دیا ‏ — ‏ کیا عالم بہار خدا نے دکہا دیا

خوف ہے مجکو مبادا کہ دیوانے ہوئے ‏ — ‏ صورت اسکی نہ زلیخا کو دکہانا بہزاد

جائے نامی کی ہین اس بالکتین ہیجونگا ‏ — ‏ کہینچ تصویر کو دولت کے لے آنا بہزاد

اس غم کی کشمکش مین روتے ہی عمر گذری ‏ — ‏ کیا یاد مین کرونگا خوبی سے اس جہان کو

دانا نصیر الدین خان

دانا تخلص۔ نصیر الدین خان نام۔ آپ جمال الدین کے بہائی ہین۔ بہادر بادشاہ کے زمانہ مین آپ منعم خان خانخانان کے مصاحب تہے۔ صحیح النسب تہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد تہا۔ آپ فضائل و فواضل سے آراستہ تہے۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے۔ شعر گوئی کا شوق تہا۔ خوب مرغوب فرماتے تہے۔ اشعار کے دیکہنے سے آپکی لیاقت و استعداد معلوم ہوتی ہے۔ آپکا کلام آپکی لیاقت و استعداد کا محضر ہے۔ آپکو سرکار سے صوبہ برار مین تہوڑی جاگیر تہی۔ آپ جاگیر کے تعلق کی وجہ سے بلدہ ایلچپور برار مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور جاگیر سے جو کچہہ محاصل

اُس مین زندگی بسر کرتے تہے - افسوس کہ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و خاندان کا حال اور آپکی ولادت و وفات کی بہی تاریخ نہین لکہی -

من اشعارہ

صراحی سجدہ ام ساغر پرستم تا چہ پیش آید
بہر سو میروم از خویش مستم تا چہ پیش آید

وله
حسن نشاط اگر دگل ہمچو بہار ہر طرف
چون گل شہر میدمد شیشہ و جام و نای و دف

وله
حیرت برق حسن یار بسکہ زگریہ جوش زد
قطرۂ اشک شدہ بر مژہ چون دُرِ نجف

پیر مغان باعتقاد میکدہ را چو در کشاد
ساغر می بکف نہاد و گفت بنوش و لاتخف

ور نہ کسے کہ نیست نیست نقاش جاودان
غیر تو ہر کہ ہست ہست بمعرض تلف

با تو مراست آرزو خواب فراموش خود
سینہ بسینہ و بر دو دست بدست کف بکف

آصف عہد اے نصیر یافت ز روح خواجہ فیض
طالع اگر یاد کند دامنش آرم بکف

نمیرسد بخدا نشہ بجاے شراب
چہ جائے تنباکو چہ افیون شراب وائے شراب

آپکا انتقال بہی تقریبا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین ہوا -

درسی - سید محمد درویش براری

درسی تخلص - سید محمد درویش نام - آپکا اصلی وطن سورجی انجن گانون ضلع برار ہے - آپکے اشعار شاہد حال ہین - ؎ مکانست من عرصۂ سورجی ؛ کہ ہرگز ندانم طریقہ کجی - دیارست موزون بصوبہ برار ؛ چو آب و ہوایش طراوت دیار ؛ بہشت است ثانی بآب و ہوا ؛ ہوا روز در روز خوش ہینوا ؛ آپ سید صحیح النسب والحسب تہے آپکا نشو و نما برار کی آب و ہوا مین ہوا - تربیت و پرورش ہین کی غذا سے ہوئی آپنے

نشو و نما کے بعد وہان کے علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد
شعر گوئی و عبارت نویسی کا شوق ہوا۔ طبیعت کی تیزی چالاکی سے انشا پردازی
و سخن طرازی شروع کی۔ رفتہ رفتہ دونون فن مین کامل ہوئے۔ ہمعصرون مین
منشئ بےمثل و شاعر بےبدل شمار کیے گئے۔ آپ فارسی کی نظم و نثر لکھنے مین اسقدر
قدرت رکھتے تھے۔ بغیر سوچے سمجھے مضامین تازہ موزون کرتے تھے۔ آپ بادشاہی
منصب پر ممتاز تھے۔ نواب عوض خان بہادر عضد الدولہ صوبہ برار کے مصاحب
تھے اور گلندار خان اسد خانی کے مقرب۔ آپ عالمگیری زمانہ مین زندہ تھے۔ آپ نے
ایک کتاب مسمی نادر پسند نواب صاحب ممدوح کے فرمانے سے لکھی۔ کتاب مین
وزیرزادہ اور شاہزادی ملکہ کا عشق و محبت بیان کیا ہے۔ کتاب عجیب و غریب ہے
تالیف کتاب کی تاریخ سنہ ۱۱۳۳ ہجری ہے سے

بسن یکہزار و صد و سہ سی	ہمایون در آن روزہائے بسے
مرتب شد این نامۂ نامور	چنین کاخ پرداختم در دہر

آپ صاحب دیوان ہین۔ دیوان مختصر ہے۔ کلام بامحاورہ و سلیس ہے۔ عبارت صاف
و شستہ ہے۔ استعارہ و کنایہ سے خالی ہے۔ خط و خال و حسن جمال کے بیان مین
مبالغہ و تشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ کلام مین تشبیہ و مبالغہ کا ہونا ضرور ہے۔ یہہ کلام کا
نمک ہے۔ کسی شاعر کا کلام اس رنگ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ نواب صاحب ممدوح اور
خانصاحب آپکے حال پر زیادہ مہربان تھے۔ اور ہمیشہ حسن سلوک سے دستگیری کرتے
تھے۔ آپ خوشحال و فارغ البال تھے۔ آپ اکثر اوقات نواب صاحب اور خانصاحب
کی مدح مین صرف فرماتے تھے۔ چنانچہ آپنے دونون کی تعریف مین دو غزلین لکھی وہ ہم

ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ آخر آپکا انتقال سنہ ۸۵ ہجری مین ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ بمدح نواب عیوض خان بہادر

خدا شناس رحم دل نواب عیوض خان
ہمیشہ مد نظر بر صواب عیوض خان

دلیل شرح حدیث ہدبرہ انصاف
مراد حاجتیان از حساب عیوض خان

امیر نور رتبہ دارد جلوس چون خورشید
منیر روز ازل شد شہاب عیوض خان

کہ فیض بخش ہر فریاد رس ستم بابان
خدا نگہبان باشد آب عیوض خان

سخن کاہی ز آگاہ دل بگو درسی
کہ برتر ست بجہان جناب عیوض خان

بمدح گلذار خان

از کمال بندگی مطلوب شد گلزار خان
شد رقم روز ازل طالع اسد گلزار خان

در سخن ہائے کہن دارد بلاغت بیگمان
در طریقہ دین شناسی میرسد گلزار خان

زین شمیم پاکیزہ ہا مقبول در داربن شد
حسن خوبی خود بعالم می کند گلزار خان

از سحاب ابر الطاف الٰہی سبز تر
این نہال تازہ دانم بشگفد گلزار خان

عالی ہمت چنان چون ثانی حاتم زمان
بیکس و محتاج را ملجائے شد گلزار خان

یا الٰہی در دو عالم نام آوازش بلند
برتر از اوصاف کن ابد آباد گلزار خان

از دعائے جملہ یاران ہم بحق آن رسول
اسم در ہر دو جہان بالا شود گلزار خان

درسیا شیرین سخن در ہر مکان آگاہ دل
ایزد از غیب استعانت باشد مدد گلزار خان

من اشعارہ الفارسی

ساغرم پر نور کن ساقی بیا ساقی بیا
پردہ رہ را دور کن ساقی بیا ساقی بیا

کشور سے شیرین سخن آباد حمدش درسیا
در سخن منصور کن ساقی بیا ساقی بیا

بردیم دل تمام براہ خیال دوست	حاصل شود بہ نغمہ خاصہ کمال دوست
الہٰا عیش نمایند نثار زر دارند	ہم غذا را اہل دلان غم بفکر می بینیم
ساقی بیار جام پر از بادہ مستی	بادہ مستی تو بدہ بادہ مستی

داؤد - میرزا داؤد اورنگ آبادی

داؤد تخلص - میرزا داؤد نام - آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین بلخ سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ بادشاہی منصب سے معزز و مکرم ہوئے - آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی - اسی سرزمین مین نشو و نما پایا - علما و فضلا کی صحبت مین لیاقت و قابلیت پیدا کی - شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا - چندے ہی زور مین ہمعصرون سے بڑھ گیا ریختہ مین ولی کا تتبع کرتا ہے - آپکے کلام سے شکربیانی و نازک خیالی ظاہر ہے آپ غزل کو مشاعرہ مین خوش الحانی سے پڑھتے تھے - آپکی لحن داؤدی سے مشاعرہ مین ایک لطف و مزہ ہوتا تھا یاران ہم صحبت کو سرور ہوتا تھا - آپ ولی کی کرامت کے قائل تھے اور اسکو اپنا استاد سمجھتے تھے - چنانچہ کہتا ہے ؎

سند بو بس ہے تجھے مصرع ولی داؤد ۔۔۔ کہ تجکو شور قیامت سے بے نیاز کیا

اور دوسرے مقام مین لکھتا ہے ؎

کہتے ہین سب اہل سخن اس شعر کو سنکر ۔۔۔ تجہ طبع مین داؤد کا اثر آیا

لچھمی نراین صاحب اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو آپکے صاحبزادہ میرزا جمال اللہ عشق تخلص سے معلوم ہوا کہ آپکی وفات ۱۱۶۸ھ ہجری مین واقع ہوئی - فقیر نے آپکی تاریخ لکھی ؎ بلبل گلزار معنی طوطی رنگین زبان

ازغم آباد جہان بگذشت چون تیر از کمان + مصرع تاریخ فوتش گفت بامن ہاتفے۔ گو برفتہ میرزا داؤد فانی از جہان۔ انتہی کلامہ آپ صاحب دیوان ہین آپکی دیوان ہین کم و بیش تخمیناً پانسو اشعار ہین۔ ہم آپ کے چند اشعار آبدار ذیل مین لکھے ہین۔

جناب میر محمد تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا کہ میرزا داؤد تخلص شاگرد سید یعنی مولوی سید عبد العلی عزلت۔ اور صرف ایک شعر آپکا طبعزاد لکھا باقی حال کی نسبت فرمایا کہ تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ میر صاحب نے جسقدر لکھا یہ بہی پایۂ تحقیق سے دور ہے۔ داؤد عزلت کا شاگرد نہین تہا۔ اور صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ داؤد شعرا متقدمین سے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ تذکرہ نویس سابق زمانہ مین تحقیقات کی طرف توجہ نہین کرتے تہے جو کچہہ سنتے تہے اُسکو لکہہ دیتے تہے۔ اسی بے توجہی کی وجہ سے اکثر غلطیان کرتے ہین۔ اور تذکرہ مین صرف شاعر کے نام یا محض تخلص پر اکتفا کرتے ہین۔ ولادت و وفات اور اُن کی طرز معاشرت کی نسبت ایک فقرہ بہی نہین لکتے۔ واقع مین انہین چیزون کی ضرورت ہے۔ ہم نے حتی الامکان اپنے اس تذکرہ مین انہین باتون پر زیادہ زور دیا ہے۔ کتب قدیمہ اور بیاضہائے دیرینہ سے ان باتون کو جمع کیا ہے اور ہر ایک شاعر کے حال مین لکہا ہے۔ فانظروا وانصفوا لاتکن من المکابرین۔

من اشعارہ الہندی

عزیزان خواب مین دیکھا ہون آج اس رشک قامت کو
ہوا معلوم وقت آیا ہے میری سرفرازی کا

ولہ

سند ہے اہل دل کو بساط زمین کا فرش
ہے بے ریا کو بوسے ریا نقش بوریا

ولہ

مجھے طومار لکھنا ہے دو زلف عنبرین مو کا
قلم کیون نا کرون اے باغبان شاخ شبو کا

قانونِ شفا نطق مین ہے یار کے موجود	وله	اے دل نہو محتاج طبیبان کی دوا کا
ہوا ہے ابر گریان دیکھہ میری چشم گریان کو	وله	پڑا ہے شور دریا مین مرے اشک جاری کا
لالہ رو کو دیکھکر لالہ کا پہول	وله	داغ دل کے ہات دکہلانے لگا
عاقبت اُس سنگدل کے جور سے		دل کا مینا پر شکست آنے لگا
ہجر مین دلبر کے ابر چشم آج		اشک کا برسات برسانے لگا
تجہ خیال زلف کے ہو پیچ مین		مو بمو دل آج بل کہانے لگا
سرمہ لگانے مین کہتا ہے یون وہ دلبر	وله	عشاق بیچ طاپر اب تو تیا کرونگا
مجہ بزم مین رقیب عبث سرکشی نکر	وله	شعلہ پڑا ہے شمع پہ مجہ سوز آہ کا
جس بوستان مین وہ گل رخسار ہوئیگا	وله	بلبل بہار گل ستی بیزار ہوئیگا
سجا ہے محتسب کے سر اُپر آج	وله	مجہے اب پہوڑنا پہر ہیگا مٹکا
اُس صنم کے خیال ابرو نی	وله	ناتوان مجکو جیون ہلال کیا
یہ جام چشم مست جسے دکہاؤگے	وله	تا حشر اُسکو ہوش سے اُسکے بہلاؤگے
دانہ دکہاکے خال کا جسکو دیو چاٹ		آخر کو دام زلف مین اُسکو پہنساؤگے
دیکھہ تجہ چشم کا بیکدور	وله	دل کے تئین نشہ شراب ہوا
لکہتا ہون جب سے تجہ لب شیرین کی صفت مون		مجہہ ہاتہہ مین نہان سے قلم نیشکر ہوا
آیا ہے بر مین جب ستی وہ صندلی قبا		داؤ دسون رفع مرا دردسر ہوا
نین سینلا کے داغ تیرے مکہہ پر اے صنم	وله	آئینہ تجہ جمال کا جوہر ہوا
دیکھہ کر خط سبز کو تیرے	وله	تہا شرابی تو سبز پوش ہوا
کاش ہم جوئے خون مین ہوتے غرق	وله	جب حسین علی شہید ہوا

جب سوں کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا — وله — یکبارگی دکھا کے جھپا عاشق کا من ہرا

آتش عشق سوں تری جل جل — وله — دل ہوا دل ہوا کباب ہوا

رنگ گلنار ہوا ہے فاختہ — وله — جب لکھوں سرو قد کی تیں مکتوب

دیکھ تیرے لبوں پہ رنگ مسی — وله — چشمۂ خضر پر پڑا ظلمات

دل پہ خون میرا برنگ حنا — لیگیا گلبدن ہاتوں ہات

دست رنگین کو دیکھکر تیرے — رنگ مہندی چھپا ہے پاتوں پات

برجا ہے برگ گل سوں کفن اسکو ہو نصیب — جو کوئی ہوا شہید وہ گلگوں قبا کے ہات

کہتے ہیں عاشقاں مرا حال دیکھ کر — شاید تو دل دیا ہے کسی بیوفا کے ہات

کیونکر سہے چاندنی کر نکو نکلے وہ صنم — وله — دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں

مجھ پر سوں ہوئے ہیں اگر آوے عجب نہیں — وله — اس چشم پر خمار کو دیکھا ہوں خواب میں

کرامت ہوں وہ گل جان من عشاق ہیکل سے — وله — جو اپنی گل سے ہیکل ہے اسے کیا کام ہے گل سے

مرا احوال چشم یار سے پوچھ — وله — حقیقت درد کی بیمار سے پوچھ

میرے حال پریشان کی حقیقت — صنم کے زلف کے ہر تار سے پوچھ

میرے ہر یک صدائے آہ کا پیچ — وله — سجن کے چہرۂ بلدار سے پوچھ

تیمم اسکا اون کے وضو کرنے سے افضل ہے — کیا ہے جن نے حاصل خاکساری کی عبادت کو

محمد مصطفی کی یاد ستی — مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے

زور دیتا ہے تا وسونے کو — شوخ زرگر پسر میں کیا فن ہے

ہوا ہوں چار چشم اب عاشقی میں — مجھے اس چار ابرو کی قسم ہے

اے زاہدان اٹھاؤ جبین کو زمین سے — جو سر نوشت ہے اسے کاتلک مٹا رو گے

گلبدن ہنستا ہے مجھ رونے کو دیکھ | خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا
آیا کیونہ یاد علی مین رہون مدام | روز ازل سے دل ہے مرتضی نگر
شاہ خیبر کشا کی یاد ستی | دل مرا شاہ گڈھ ہوا یارو
یاد کرنے سے گلرخان کے سدا | گلشن آباد دل ہوا میرا
ہے شراب و کباب و فصل بہار | کوئی اسوقت مین پیالا دو
زرگر اب مجھ سے زرگری مت کر | بہاؤ بتلا شتاب سونے کا
زلف دلبر سے مجھکو سودا ہے | لوگ کہتے ہین تجکو سودا ہے

یہہ آخر کا شعر میر تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا ہے۔

دردمند۔ محمد فقیہ اودگیری

دردمند تخلص۔ محمد فقیہ نام۔ آپ شرفائے اودگیر سے ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین مقام اودگیر توابع محمد آباد بیدر مین واقع ہوئی۔ آپ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچے۔ سن شعور کے زمانہ مین علما و فضلا کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہنے لگے۔ آپنے شاہ ولی اللہ بہیرہ شاہ گل وحدت تخلص سہرندی کے ظل عاطفت مین سکونت اختیار کی۔ اور آپکی خدمت بابرکت مین مستفید ہونے لگے شاہ گل آپ کو ہونہار دیکھکے توجہ و دلدہی سے تعلیم فرماتے تہے۔ وتہذیب اخلاق و صفائے باطن کے طرف بہی راغب کرتے تہے۔ آپ استاد شفیق و پیر رہنما کی برکت سے روز بروز درجۂ اوج پر عروج کر رہے تہے۔ کہ آپکے والد ماجد نے دنیائے سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کو باپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

حضرت میرزا جان جاناں مظہر قدس سرہ نے آپکو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا۔ تربیت
وتعلیم کرنے لگے۔ آپ حضرت کی عنایت وتربیت سے مجموعہ کمالات ہوئے۔ اور فن
سخن مین بھی درجہ کمال کو پہنچے۔ شعراو صوفیہ مین مشہور ہوئے۔ چنانچہ میرزا صاحب
آپکے حق مین فرماتے ہین ؎

مظہر مباش غافل از احوال دردمند — لعلے ست این کہ در گرہ روزگار نیست

آپ فارسی اردو مین کلام موزون فرماتے ہین آپکا کلام درد آمیز وشوق انگیز ہوتا ہے
صاحب دل آپکے کلام کو سنکر وجد و حال مین مست ہوتے ہین۔ آپکا ساقی نامہ
ریختہ مین مشہور ہے۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ فقیر و فقیہ دردمند
کے درمیان غائبانہ محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم ہے۔ باہم مراسلات کا سلسلہ جاری ہے
فی الحال بنگالہ تشریف لیجا گئے ہین۔ ناظم نگارکے پاس بیٹھے ہین آپکے اشعار فقیر آزاد کو
دستیاب ہوئے۔ تم کلامہ۔ تحفۃ الشعرا و گل رعنا کے مولفین کے قول سے ثابت ہوتا ہے
کہ آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان فی زماننا نادر الوجود ہے۔ آپکا سنہ وفات
تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ آپ تقریباً معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۹۷ھ ہجری مین فوت ہوئے
یا ۱۲۰۵ھ ہجری مین۔ مدفن دہلی ہے۔

من اشعارہ الفارسی

بزخم خویش ازان کو بکن نمک پرست — کہ شور خندۂ شیرین بکام پرویز ست
در کوے می فروش نماند آبرو مرا — لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا
جان ہیکسانہ دادم و شادم کہ عمر ہا — بودہ است بر مراد تو مرگ آرزو مرا
از فیض تو اے شافع روز محشر — ہر روز بود عید غدیر دیگر

چون جام بود چشم امیدم در حشر — بر دوست ای ساقیٔ حوض کوثر
یکچند عتاب و ناز ظاهر کردی — وین عمر دو روزہ بار خاطر کردی
بعد از مردن رحمت بحالم افتاد — اول بائست انچہ آخر کردی

(رباعی)

داغ - لالہ نہالکرن اورنگ آبادی

داغ تخلص - لالہ نہالکرن نام - اورنگ آبادی المولد ہے - لچھمی نراین چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ مین لالہ صاحب سے متوسل محمد ایوب اورنگ آبادی کے ملا خوش مزاج ورنگین طبع پایا - خوش صحبت و خوش اخلاق ہین - ملاقات کے بعد وہ بہی میرے غریب خانہ پر آئے - پہر تو فیما بین مین رابطہ محبت و اتحاد قائم ہوا - وہ میرے پاس آتے تہے - اور مین اُن کے پاس جاتا تہا - لالہ صاحب پیشتر رفعت تخلص کرتے تہے - اور اُن کے والد کا تخلص لالہ تہا - مین نے اُن سے بمناسبت لالہ کہا کہ رفعت تخلص مناسب نہین آپ داغ تخلص اختیار کیجئے - داغ لالہ کے مناسب ہے - میرے کہنے سے داغ تخلص اختیار کیا - ع لالہ را نازم کہ او با داغ میرو یدز خاک ؛ خاک ما را بہر عشقی کہ ما در مزار نیست - انتہیٰ کلامہ - داغ نازک خیال و شیرین مقال ہے تازہ تازہ مضامین موزون اور نئے نئے معانی ایجاد کرتا ہے ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہا - سنہ ۱۲ ہجری مین فوت ہوا - آپکا کلام اکثر ریختہ مین دیکہا گیا - فارسی کلام کہین دستیاب نہین ہوا - شاید آپ کو زیادہ دلچسپی ریختہ سے ہوگی -

من اشعارہ الہندی

دوڑ نے تجہہ رہ مین میرے متوالے — دانہ تاک سے پاؤن مین پڑے ہین چہالے

انتظار ہی سے تیری اے پر کیفیت		دیدۂ نرگس فتّان میں بھر ہیں جالے

بعضے ناقد کہتے ہیں کہ بجائے پر کیفیت نسرین رخسار اگر کہتا تو خوب ہوتا۔

ہات مت ڈال میان پاؤں نہیں اپنے ہیں سر کے	ولہ	تاک بیٹھی ہیں ہٹائے ہیں سر کے پالے
دیکھکر داغ سیہ دست حنائی ہیں سجن		لالہ رویوں کی جہاں بیچ ہوئے دل کالے
دل موج درد سر سے پژمردہ جیون کلی ہے	ولہ	شاید سجن کے سر پر دستار صندلی ہے

دارا۔ خواجہ بہاء الدین حیدر آبادی

دارا تخلص۔ خواجہ بہاء الدین خان نام۔ عظام جنگ بہادر خطاب۔ آپ خواجہ یسین علیخان بہادر مرحوم کے خلف الصدق ہیں مشاہیر امراء حیدر آباد دکن سے ہیں۔ سن شعور کے بعد فارسی عربی میں ضروری استعداد و لیاقت حاصل کر کے شعر گوئی کی طرف توجہ کی۔ خواجہ محمد مرتضیٰ خان بقا لکھنوی سے سخن کی اصلاح لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے آپکے کلام میں درستی و شستگی آگئی۔ اور آپکی قوت ناطقہ بڑہ گئی کلام پختہ و شائستہ ہو گیا۔ ۱۳۰۰ہجری میں استاد کا انتقال ہو گیا۔ آپکو سخت رنج و ملال ہوا۔ اُسوقت سے آپنے کسی سے اصلاح نہیں لی۔ اصلاح کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ خود ہی زور طبیعت و فکر رسا سے کہتے ہیں۔ سنجیدہ و برجستہ کلام ہوتا ہے طرز کلام سے خوبی نمایاں ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان مطبوع ہو گیا ہے فقیر مولف کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ ہم کو چند اشعار متفرق گلدستوں سے ملے ہیں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ اسوقت آپکی عمر قریب چالیس ہو گی۔ شگفتہ جبین و خوش خلق ہیں۔ خاندانی شرافت چہرہ سے عیاں ہے۔ آپ جناب قابور الدولہ

نور الحسنین صاحب مرحوم کے قرابنداروں میں سے ہین۔ اللہ تعالے آفات آسمانی سے انکو محفوظ رکھے

من اشعارہ الہندی

فراق مین تیرے یہہ حال ہوگیا دل کا
کہ لوگ روتے ہین سُن سُنکے ماجرا دلکا

بہرے ہین سینۂ عاشق مین جسقدر تیر کیا کیا
صنم برائے خدا اُسنے مدعا دلکا

بہڑک ہی جاتے ہین دلبر شعر وار اسے
کلام اُسکا بڑہا تا ہے ولولا دلکا

یون کہو کسدن نکالیگا خدا اُس پینچ سے
دل ہمارا شانۂ زلف معنبر ہو گیا

تم تو ہو مشہور وار جہانمین پارسا
دل تمہارا مائل اُس کافر پہ کیون کر ہوگیا

نغمہ سرائی وان تو رہی بزم غیر مین
اور یان رہا زبان پہ نالا تمام شب

شب جان پر بنی رہی گیسو کی یاد مین
چہاتی پہ لوٹتا رہا کالا تمام شب

دبیر۔ لالہ دولہ رائے برہانپوری

دبیر تخلص۔ دولہ رائے نام۔ وطن اصلی برہانپور ہے۔ لالہ خوشحال چند تخلص فرحت کا برادرزادہ ہے۔ دفتر انشا پردازی کا فرد فرید۔ و جریدۂ سخن دانی کا دبیر بے نظیر تہا۔ ناظم و ناثر شاعر خوش کلام تہا۔ تاریخ دانی مین استاد۔ تاریخ آصفی نہایت عمدہ تالیف کی۔ خاندان آصفیہ و امراء عالیہ کا احوال شرح و بسط کے ساتھہ لکہا ہے صاحب گل رعنا مین لکہتا ہے کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین وطن سے اورنگ آباد مین آیا ہے۔ مجہہ سے ملاقات کی لائق و خوش اخلاق ہے۔ تم کلامہ۔
آخر سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

نہ ہر انسان ہنر دارد ندارد
میانش را نشانی نیست پیدا
وقت جولان جنون ست بیابان مددے
می طپد زخمی تیر نگہش بر سر خاک
سینہ ام سوخت ز داغ تپ مہجوری دوست

ولہ

نہ ہر دریا گہر دارد ندارد
کہ می گوید کمر دارد ندارد
نہ فلک تنگ بود وسعت امکان مددے
تیغ ابرو مددے خنجر مژگان مددے
آہ سردے مددے دیدہ گریان مددے

دوست سید خواجہ حیدر آبادی

دوست تخلص۔ سید خواجہ نام۔ آپ سید حیات حیدر آبادی کے فرزند ہیں۔ زیرک وذکی الطبع ہیں خلیق و لئیق خوش باش واہل معاش ہیں۔ شعر وشاعری کے میدان میں چست وچالاک ہیں۔ شیخ فدا حسین مشہور لکھنوی کے شاگرد۔ آپکی عمر تقریباً پینتالیس برس کی ہوگی۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ آپکا دیوان مسمی گلزار حیات مطبوع ہوگیا ہے۔ آپکا کلام مطبوع خاص وعام ہے۔ سلیس با محاورہ ہے اللہ تعالےٰ آپ کو صحیح وسالم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خال مشکین نہیں اُس ابروئے خمدار کے پاس
قبلہ سے کبھی قبلہ نما پھر نہیں سکتا
ناصح سنی ہوئیں ہیں جہاں کی حکایتیں
منعم عبث ہے دولت دنیا پہ یہہ غرور

ڈھال بھی کبھی ہے سفاک نے تلوار کے پاس
پھرتی ہے اُدھر آنکھ پھرتے ہیں جدھر آپ
جاتا ہے کون کوچہ جانان کو چھوڑ کر
جاتا ہے ایکدن سر و سامان کو چھوڑ کر

خوب رخسار ولب لعلین کا نظارہ رہا	ہم حلب ہوتے ہوئے آئے بدخشانکی طرف

ردیف ذال

ذکا۔ میر اولاد محمد خان

ذکا تخلص۔ میر اولاد محمد خان نام۔ میر غلام امام برادر میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ۲۷ رجب سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین بلگرام مین واقع ہوئی۔ خود ذکا نے عالم جوانی مین اپنی تاریخ ولادت کہی ہے

روزے کہ نمود بندہ را خلق ایجاد	اولاد محمد پدرم نام نہاد
گفتم تاریخ خویشتن را من خود	در ماہ رجب تولد ما رو داد

نشو ونما وابتدائے تعلیم کے بعد عالم شباب مین سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین بلگرام سے اورنگ آباد مین جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین آئے۔ جس روز آپ اورنگ آباد مین پہنچے اُس روز غرہ شعبان سنہ مذکور تہا۔ پانچ برس کامل میر صاحب کے سایۂ عاطفت مین رہے علوم عربیہ وفنون ادبیہ مین کمال استعداد حاصل کرکے عازم بلگرام ہوئے بلگرام مین دو برس گذرے پہر حسب الطلب میر آزاد مع سید امیر حیدر بن میر نور الحسنین بن میر آزاد اورنگ آباد مین آئے۔ نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب ہوئے منصب وخطاب خانی سے سرفراز ہوئے سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین گل زمین دکن مین رونق افزا تہے۔ اور میر آزاد کی خدمت مین رہتے تہے۔ چنانچہ ایک مقطع مین فرماتے ہین ہے

باشد جناب حضرت آزاد اے ذکا	اُستاد ما وقبلۂ ما افتخار ما

جناب میر آزاد نے آپکی خواہش سے تذکرہ خزانہ عامرہ تالیف کیا۔ پچیسویں تاریخ
ماہ محرم ۱۱۸۲ھ ہجری مین تقریب سیر عازم حیدر آباد ہوئے۔ لچھمی نرائن شفیق
اورنگ آبادی جو حیدر آباد مین تہے اون کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔

لچھمی نرائن گل رعنا مین لکہتے ہین کہ میرزا ذکا و میر عزلت و فقیر وغیرہ شعرا کا باہم خوب جلسہ
رہتا تہا سب یاران ہمصحبت خوشی خرمی سے باہم ملتے تہے۔ ایکروز میر عبد الولی
عزلت نے آپکے نام پر اعتراض کیا کہ لفظ اولاد کا اطلاق ایک ذات پر درست نہین ہے
اولاد محمد کی جگہہ ولد محمد ہونا چاہئے۔ مین نے ایک عرضی میر صاحب کی جناب مین بہیجی
اور آپ سے اس امر کی تحقیق طلب کی میر صاحب نے اوسکے جواب مین لکہا کہ علم بدیع
مین ایک صنعت جسکا نام الحاق الجزئی بالکلی ہے۔ اور یہہ صنعت شرح بدیعیہ ابن حجہ
اور انوار الربیع فی انواع البدیع مولفہ سید علی المدنی مین مذکور ہے صنعت کا
مطلب یہہ ہے کہ کل کا اطلاق جزپر تعظیما کرنے مین اسی قسم سے ہے۔ آیہ کریمہ
اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً اس آیہ مین مفسرین کہتے ہین کہ ابراہیم اکیلا تہا۔ مگر
اُمّت کا اطلاق اسوجہ سے ہے کہ وہ جملہ صفات خیر پر جامع تہا۔ اور متنبی
شاعر ایک شعر مین ممدوح کو باعتبار اوصاف کثیرہ اَنْتَ الْخَلَائِق کہتا ہے۔ اور فارسی
مین بہی ضرب المثل ہے۔ یک آشنائے بامزہ یک عالم آشنا ہے۔ ایسا ہی اولاد محمد
کے نام مین کہ ایک ولد بمنزلہ اولاد کثیرہ ہے انتہی کلامہ۔ میان عزلت حضرت
کا جواب سنکے اعتراض سے باز آئے۔

جناب ذکا شاعر خوش فکر و باریک نظر تہے مجلس سخن کے جلوہ افروز تہے
آپکے مضامین رنگین دل افروز تہے آپ حسن خلق کے گلستان۔ سیر نیکو کے

بوستان تھے۔ جوان صالح خوش وضع و خوش طبع مزاج مین خاکساری زیادہ تھی۔ ملنے والون سے نہایت انکساری و عاجزی اور حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ عقیل و فہیم تھے۔ سخن فہمی نیز ذہنی مین مشہور تھے۔ تاریخ گوئی مین بے نظیر تھے۔ آخر آپ کی رحلت سنہ بارہ سو ہجری کے اوائل مین باختلاف روایات ۱۲۰۵ھ یا ۱۲۰۸ھ ہجری مین ہوئی۔

قدرت اللہ خان قدرت نے نتائج الافکار مین لکھا کہ میر کا سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے اوائل مین فوت ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

نام عالم آفرین سر حلقۂ عنوان ما	وله	مد بسم اللہ خط پیشانیٔ دیوان ما
دید چون زاہد صد سالہ دبستان ترا	〃	دل و جان کرد فدا خواندن قرآن ترا
خواست از شیوۂ بیداد دہد یاد مرا	〃	خبر قتل کسے گفتہ فرستاد مرا
طفل صیاد کہ استاد فن خود شدہ است		رشتہ بستہ بپامے گذارد مرا
چون خوردہ کہ ہیچ نیاید بکار گل	وله	مال بخیل سود نہ بخشد بخیل را
داوند ضامنی بفلان نو بلا زمان		من ہم ز دل باو گذراندم کفیل را
نمی گردد میسر رو سفیدی سیاہان را	وله	کہ از سرخی نیاید کسے کلک سیاہی را
تمنا می کند اقلیم دل فرمان روایان را	وله	مسلم باد یارب این ولایت میرزایا ترا
اگر شمشیر خون آشام او بسمل نفرماید		کہ سازد در دو عالم سرخرو بیدو بابا ترا
رقم بر تربت فرہاد شیرین کرد ہمعنی		کہ آفت میرسد از دست خود روز آزما یا ترا
تمنا خاطر مجنون ہندستان ہمین دارد	وله	کہ لیلائے عرب آباد سازد محمل ما را

میبرد در بزم خود هر گاه یار آئینه را — وله — دور نتواند نمودن از کنار آئینه را

معلوم شد که حسن بود مهربان عشق — وله — هر ذره را بزور کشد در بر آفتاب

پنجه از شوخی بدامانت زدن منظور نیست — وله — ورنه دست ما ضعیفان اینقدر کمزور نیست

بر شکست دل کمر بستن نمیزیبد ترا — وله — جام من ظرف سفال و چینی فغفور نیست

سایهٔ زلف بتان یارب نصیب او مباد — گل زمین هند را هر کس که گوید خوب نیست

وادی عشق ز اشک و آه هم — وله — طرفه خوش آب و هوا افتاده است

دیدهٔ رفتن پروانه میان آتش — وله — حال واسوخته محتاج بیان این همه نیست

در طرّه ات ز دل بفلک شور میرود — وله — آواز را نالی شب دور میرود

ز جلّاد از برای عبرت بدخواه میبرزد — وله — بفقر بانگاه خوشم فی سبیل الله میبرزد

آلهی نفاق ما و او امشب بهم افتد — وله — فدای زلف مشکین دل شود هر سر قدم افتد

کار دل مجروح سرانجام توان کرد — وله — قابل و نیستم دگر انعام توان کرد

همین خیال بدل بار بار می آید — وله — که بی تو زندگی من چکار می آید

چو آن نسیم که از لاله زار می آید — وله — نفس برون ز دل داغدار می آید

از پی برون دل آمده یکدم باش — وله — باز تقریب چنین کار کجا می افتد

بر سر تربتم از دست مبارک جانان — وله — گل فشاندن چون میسر نشود خاری چند

بدست کج کلاهان چون زمام ما افتد — وله — هزار طشت خرابی ز بام ما افتد

ز لطف طبع زکا شاد میشوی بالله — بسهو گر گذرے از نو بر بلگرام ما افتد

چه قدر خانهٔ چشم و دلم بلند افتاده — وله — مباد طفل سرشکم ازین دو منزل افتد

نگاه نرگس مخمور را غباری نیست — وله — چو رفت نشئه ز سر این کرم نخواهد ماند

وله
نمی گویم که شمعی با چراغ زیر دامان بر
بجای هر دو خاری بر مزارم ز بیابان در
وله
کشید آخر مرا هم جذبهٔ گل جانب گلشن
صبا این مژده دلخواه سوی عندلیبان بر
وله
خیال یار بدل رنج می کشد صد رنگ
فراخ حوصلهٔ عاجز بود ز خانهٔ تنگ
وله
چنین که کشور دل فتح کرده می آید
مسلم است بدانش خطاب نصرت جنگ
وله
گرفت موی سیاه مرا سفید بها
رسید بر سر هندوستان سپاه فرنگ
وله
تا ز عیسی نفسان نتوانم برداشت
به که از مرگ کنم چارهٔ بیماری دل
وله
گر رسی تیغ بکف از سر جانان برخیزم
پیش پای نشینم ز جهان برخیزم
وله
نه من اوج فلک از عالم ایجاد میخواهم
فضای پشت بامم ز جهان آباد میخواهم
چو قفل بسته که ز نوک سوزن باز میگردد
گشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم
حریف وحشیم چون گردباد در هن صحرا
غبار هستی موهوم را برباد میخواهم
وله
شبی که یاد تو ای شوخ ماه پاره کنم
برون ز دیده گریبان خود ستاره کنم
وله
سپهر سلطنت و ظل هما بقدر میدانم
ز بینی گر میسر می شود در سایهٔ تاکم
وله
نسیم جانفزا از جانب آن گل نمی آید
نمیدانم چرا از خاطر عاطر فراموشم
وله
چه ضرور بنده پرور برقیب ساز کردن
لب خود ز شکوهٔ من شب و روز باز کردن
وله
تا دهد آب بگل اشک روان من و تو
بلبل اخلاص ضرور است میان من و تو
وله
تا بسوزد کشتهٔ خود را بداغ تازه
بر مزار عنبر افزوده چراغ تازه
وله
محبت در دل او کرد جا آهسته آهسته
نشست آخر بکرسی کار ما آهسته آهسته
زبان تیشهٔ فرهاد شیرین کار میگوید
توان برکند از جا کوه را آهسته آهسته
چو زلف او تمنا از خدای خود همین دارم
که طالع در شب تارم شود صبح بناگوشی

کجا آن طفل با خیل کبوتر سر کند بازی	ولہ	کہ بیرحمانہ با مرغ دل بے پر کند بازی
با بیضے کہ ریزد گرد بر بالائے خود فیلے		سیہ مست جنون با خاک راہش سر کند بازی

من اشعارہ الہندی

یاقوت لب سے ہر گھڑی موج تبسم مین نمایان		بسملونکا خون ہے یا رنگ پان بیچ کہہ
جنون کے ہات کیا مین کہون دل سخت حیران ہے	ولہ	گریبان کر چکا ہون ندر آگے اب یہ دامان ہے
تجھے واجب ہے جانا عرس مین اپنی شہیدونکے		سنا ہون مین کہ انکا آج صندل کل چراغان ہے
رہا گر آستان پر آکے مین عقیدت سے		تکلف برطرف سرکار کا کیا ہمین نقصان ہے
لگے کیونکر نہ دل کنج قفس مین عندلیبونکا		جہان مین آج کل آباد کر کچھہ ہی تو زندان ہے
نہین لازم ہے دینا ہات سے شیوہ ترحم کا		ہوئی واقع ذکا سے کچھہ اگر تقصیر انسان ہے
کہیو آہستہ صبا جاکے تو ار کان بیچ	ولہ	بسمل ناز گذرتا ہے کوئی آن کے بیچ
نہ کچھہ بے طاقتی پر دل کی ظالم صبح و شام آیا	ولہ	خدا جانے اُسے منظور کیا تہا جو بدام آیا
فغان سے ایکدم تو باغ مین خاموش رہ بلبل	ولہ	نہین سنتی کہا کیا زور آیا ہے خرابی کا
محبت یہ بنجا دل ہر کسو کے	ولہ	کہ ہے یہہ آشنا سب برو کے
رہا برنگ نگین قید نام مین پابند	ولہ	جہان مین گیا ہو عنقا دا گرنشان سے گیا
ضرر پہنچے اوسکو بیطرح کا آہ بلبل سے	ولہ	کہو جا گل کو اب ہنسنے گئے سے باز آوے
غم اب منتخار ہے دل چھوڑ دیو خواہ لیجاو		پر اتنا چاہتا ہون پھر خدا یہ تن نہ کہلاوے
نرم ہو جاویگا آخر ابرونکا پیچ و تاب		قہر کے آتش سے ہر دم ان کمانونکو نہ چھیڑ
کام آوینگے کسی دن صدقے جاینگے ترے		خانہ دولت سے اپنے جانون کو نہ چھیڑ
کیون نہ دیوے طالع شہرت خدا مجھکو زکا		عالم ایجاد مین جون کیمیا نایاب ہون

جہان کے میکدے مین ہاتہ دن ہم بزم ساقی ہو
ٹہرتا نہین دل مرا ہے یار نرے خمون کے
خدا کے واسطے مت چوکنا دلکی نشانی پر
مبادا دوست دشمن کچھہ زبان سے اپنی کہہ بیٹھے
کھلے بندون نکل آیا تہا گہر سے آج کہتے ہین
مجھے اُس سایہ گستر کی تواضع یاد آتی ہے
بے طرح گل کے جگر کو چاک کرتی ہے شبنم

ولہ
زبان پر اُسکے نکلے آبلے جن نے کہ مے پی ہو
جو کچھہ کہ گل اُسکے حق مین حکم فرمایا ہے جی ہو
ولہ
بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑی ہے کمان تونے
ولہ
نہین ہے خوشنما بات مین ہندوستان پائی
نہ تہا مین ورنہ ہوتا دیکھہ خوابِ قد موزون کی
جہان خم دیکھتا ہون مین چمن مین بید مجنون کی
کھینچتا ہے کسقدر قمریاں آخر پابی زرکے سات

مِن چمنستانِ شعرا

دیوانہ ہو چلا ہون شہر سے صحرا کو سے لڑکو
دل ہے بدمجھہ سے دو تنخواہ فرمان بر سات
چاہتا ہون مین کہ دیو جیو بیان شمع حال اپنی کہتین
دو پتھر جسکے لگتے پھوٹ جا ہمرن خون نکل آوے
خدا کیواسطے مت چوکنا دل کی نشانی کو
ذکا فرمانبری امر مین ہبعد ربندہ ہے

کبھی ہرگز نگر نا جسکو جو نا بہر آتی ہو
حنیف ہے آقا ہو خوش جہان ان شانو کرکے سات
یہہ بہی کچھہ ہے زندگی گذری جو در در ہمر کے سات
نہان رکھا ہی پھر حق مین سنگ آستان تو نے
بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑے ہے کمان تونے
مگر اس سحن کا کرلیا ہے امتحان تو نے

ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری

ذکا تخلص - دوارکا پرشاد نام - آپکا وطن فتح پور حسوہ ہے - آپکے آبا و اجداد سرکار انگریزی مین خدمات لائقہ پر ممتاز رہے ہین - آپ انگریزی فارسی مین لائق ہین - ذکی الطبع اور خوش فکر ہین - مزاج مین بردباری خاکساری ہے - ہر خاص عام سے

نہایت نرمی و فروتنی سے ملتے ہین - ملنے والون کو آپ کی ملاقات سے حظ و لطف آتا ہے - انسانیت و آدمیت کی مصداق ہین - فی الحال آپکی عمر تخمینًا چالیس برس کی ہوگی - آپ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے - مطبع ہزار داستان کے اڈیٹر ہوئے - جب تک آپ مطبع مین رہے اخبار رونق پر تہا - عمدہ عمدہ مضامین آپکے طبعزاد مطبوع ہوتے تہے - ناظرین حظ و لطف اوٹہاتے تہے - پہر کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ آپ مطبع سے علیحدہ ہوگئے - آپکے جدا ہونے کے بعد اخبار بہی موقوف ہوگیا - گویا آپ اخبار کی زندگی کا باعث تہے - اب ہمکو معلوم نہین کہ آپ یہان ہین یا وطن مالوفہ گئے - آدمی لائق ہین جہان ہین اللہ تعالی اُن کو خوش رکہے - آپ شاعری مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین - آپکا کلام رنگین و شیرین ہے -

من اشعارہ الہندی

بے رنگ گل ہے رشک گلستان کو دیکہکر
سکتے مین سرو ہے قد جانانکو دیکہکر

یہ چار دن بہار کے ہین پہر ہے خزان
اترا نہ عندلیب گلستان کو دیکہکر

سکتا اگر ہمین ہے تو اسکا عجب نہین
حیران ہے آئینہ رخ جانان کو دیکہکر

گہبرا نہ کیون ہو دلمین جو کرتا ہون تہا مین
یوسف کو خوف کچہہ نہو زندان کو دیکہکر

ولہ

وہان تو غیر سے شغل شراب ہوتا ہے
تب الم سے یہان دل کباب ہوتا ہے

شب وصال بہی باقی نہین ہے لذت وصل
ادہر حجاب ادہر اضطراب ہوتا ہے

ذکا - محمد حبیب اللہ مدراسی

ذکا تخلص محمد حبیب اللہ نام - آپ مدراسی الاصل ہین - آپکا مسقط الراس مدراس ہے

آپکی ولادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی۔ نشو و نما کے زمانہ مین اعزہ و اقارب آپ کی
صورت و سیرت کو دیکہکے کہتے کہ یہہ لڑکا ہونہار ہے۔ آپکے چہرے مہرے سے ہوشمندی
و چستی و بیباکی و چالاکی عیان ہوتی تہی۔ واقع مین جسطرح آپکو قیافہ سے گمان
کرتے تہے۔ اُسیطرح برآمد ہوئے۔ اعزہ کا گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچا۔ آپ نے
سن شعور کے زمانہ مین مدارس کے علما سے فارسی و عربی مین کتب متداولہ ختم کین
عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکہتے تہے۔ فارسی کے منشی بیمثل تہے۔ آپکی فارسی
اہل زبان کی طرح بامحاورہ تہی۔ تلفظ و لہجہ مین خاص اہل پارس معلوم ہوتے تہے۔
آپکی تحریر فاضلانہ بامحاورہ ہوتی تہی۔ نظم و نثر خوب لکہتے تہے۔ شاعری مین
استاد سخن مانے جاتے تہے۔ ابتدائے شاعری مین سید مہدی ثاقب سے اصلاح لیتے
تہے۔ ثاقب کے بعد اپنا کلام سید مرتضی بینش کو دکہلاتے تہے۔ جب حیدرآباد مین
آئے حافظ میر شمس الدین فیض سے مشورہ لیتے رہے۔ آخر مین اسد اللہ خان غالب
دہلوی کی خدمت مین اپنا کلام بہیجتے تہے۔ اور اصلاح کلام کے مستدعی ہوتے تہے۔
غالب آپکی لیاقت و شاعری کی تعریف کرتا تہا۔ آپکے کلام دلآویز و نزاکت آمیز کو
دیکہکے بہیجدیتا تہا۔ آپ بذلہ گو تہے۔ ہجو کہنے مین فرد فرید تہے۔ جب کسی امیر یا فقیر سے
ناخوش ہوتے تو فوراً اسکی ہجو کہدیتے۔ کسی سے خوف و خطر نہین کرتے تہے۔ آپ
ظریف الطبع و لطیف المزاج تہے۔ محفل احباب مین آفتاب کی طرح جلوہ افروز رہتے تہے
آپ کی ذات سے محفل کو رونق ہوتی تہی۔ آپکا کلام بامحاورہ ہے۔ قدما کے کلام سے
مساوی ہوتا ہے۔ آپکی لیاقت و استعداد کا اندازہ کلام سے ہوتا ہے۔ آپکی نظم و نثر اگر
دیکہنا مطلوب ہو تو خاتش و خماش مین دیکہو۔ اسی کتاب کی تقریظ خود غالب نے

لکھی ہے۔ آپکا کلام سامعین کے دلون پر جادو کا اثر کرتا ہے۔ آپ ۱۲۷۲ سنہ ہجری مین
مدراس سے شہر حیدرآباد مین آئے۔ تلاش معاش مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ منشی خانہ مین
مددگار ہوئے۔ پھر صدر محاسب کی خدمت مین میر منشی ہوئے۔ بعد ازان نواب سالار جنگ بہادر
کی جاگیرات مین عامل ہوئے۔ آخر عمر مین ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہوکے گئے۔
اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے۔ آخر آپنے ۱۲۹۱ سنہ ہجری مین اس دنیائے ناپائدار سے
عالم بقا رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی ظرافت و خوش طبعی و بذلہ سنجی
و ہجوگوئی دکن مین مشہور ہے۔ آپکے اشعار ہجویہ اکثر زبان زد عوام و خواص ہین
مین اس قسم کے اشعار کو بلحاظ ادب تہذیب کتاب مین نقل کرنا پسند نہین کرتا ہون
اور اپنی زبان کو فضول و لغویات سے آلودہ کرنا مکروہ جانتا ہون۔ آپکے دو صاحبزادے
یادگار پدر بزرگوار ہین۔ ایک مولوی محمد میران صاحب دوم مولوی محمد اسد اللہ صاحب
دونون بزرگ لائق و فائق ہین۔ ہر ایک عربی و فارسی مین مہارت کاملہ رکھتا ہے
اور ہر ایک کی طبیعت شعر و شاعری موزونی کے ساتھہ مناسب ہے کبھی کبھی موزون
فرماتے ہین۔ دلچسپی خوبی سے خالی نہین ہوتا ہے۔ جناب مولوی محمد میران صاحب سے
مجھکو نیاز حاصل ہے۔ خوش خلق و محبت پرور ہین۔ اکثر اوقات غریب خانہ پر تشریف لاتے
تھے اور ملاقات سے مسرور کرتے تھے۔ زمانہ دراز گذرا کہ ملاقات نہین ہوئی۔ دونون بھائی
صدر دفتر محاسبی مین ملازم ہین۔ مین نے سنا کہ مولوی میران صاحب ملازمت سے الگ ہوگئے
ہین اور وظیفہ پا رہے ہین۔ دونو بھائی نکوکار خدمت گزار سرکار ہین۔

اب مین حضرت ذکا کے بوارق طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ اسوقت میرے پاس
آپکا دیوان موجود نہین ہے لیکن گلدستون و مختصر تذکرون سے ماخوذ کرکے نقل کرتا ہون

تاکہ میرا تذکرہ صاحب ترجمہ کے کلام سے خالی نہ رہے۔

من اشعارہ الفارسی

زکوے او بہمت قاصد انشانے چند ہمی تپند بہر گوشہ نیم جانے چند
نشستہ اند بکوبیت بلاکشانے چند کہ میکشند بجائے نفس فغانے چند
دماغ کار ندارم بعشق ورنہ زکا زدود دل فکنم طرح آسمانے چند

وله

دل ہر کہ برد دستان برد دل بود از آن او از آن برد
ہجران تو طاقت و توان برد فریاد کہ مایۂ فغان برد
دست تو زہر کہ خواست جان برد از دست تو جان نمی توان برد
صبر و دل و دین کہ جمع کردیم عشقت آمد یگان یگان برد
دل در خور نقد بوسہ اش بود صد حیف کہ این ندادو آن برد

وله

غم نیست گز دیدۂ دشمن فتادہ ام گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام
برخاستن بہ جستجو ہم آسان نبودہ است با این فتادنے کہ ز کا من فتادہ ام

وله

نہ پائے آن کہ بکوئیت سفر توان کردن نہ رائے اینکہ ازان در گذر توان کردن
خدا نکردہ خدا گر شوی چہ خواہی کرد تو آن نۂ کہ زقہرت حذر توان کردن

وله

میخورم سیلئے دربان کسے می برم نالہ برایوان کسے

ذہنی - ملا حیدر کاشانی

ذہنی تخلص - ملا حیدر نام - کاشانی الاصل ہے - سیادہ شریف النسب اور جامع علم و ادب شاعر خوش فکر و شیرین کلام تہا - وطن مالوفہ سے بطور سیر ہندوستان میں آیا

بیجاپور دکن میں علی عادل شاہ کے زمانہ میں آیا بادشاہ کی قدردانی سے اہل مناصب
میں مقرر ہوا۔ مدت العمر عادل شاہ کی ملازمت میں رہا۔ بیجاپور کو وطن بنا لیا تھا
ہمیشہ بادشاہ کے دربار سے انعام واکرام پاتا رہا۔ قمار بازی میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا
تمام اپنے ذاتی سرمایہ کو اسی قمار بازی میں برباد کر دیا۔ باوجود منصب و آمدنی انعام
وصلہ مفلس و تہیدست رہتا تھا۔ آخر بیجاپور ہی میں فوت ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے
سنہ وفات نہیں لکھا۔ ہر چند کہ تذکروں میں تلاش کیا گیا پتا نہیں ملا۔
اب چند اشعار جو دستیاب ہوئے میں گزارش کرتا ہوں۔ **ھو ھذہ**

غم چہ شد سایہ فلک سایہ نشین من بودم	ہر کجا پائے ستم رفت زمین من بودم
دست در داماں شغف زن گریبانی بدر	خجلت عشق ست بے چاک گریبان بستن

ذہین - روپ نرائن

ذہین تخلص - روپ نرائن نام۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا حقیقی بھائی
ہے۔ چوتھی تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۲ ہجری شہر اورنگ آباد میں پیدا ہوا۔ نشو و نما کے بعد
شہر میں علما و فضلا کی صحبت میں تعلیم پائی۔ فارسی عربی میں لیاقت پیدا کی
موزون الطبع تھا شاعری کا شوق دل میں پرجوش تھا۔ شعر کی مشق شروع کی
حضرت آزاد و میر دکا سے اصلاح لینے لگا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی۔ امیر الممالک آصف الدولہ
مرحوم نے منصب سے سرفراز فرمایا۔ صیغہ منصب میں دولے چند نام سے مشہور ہوا
آخر سنہ ۱۲۳۲ ہجری میں فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

جو دستش کند رنگین حنا آہستہ آہستہ	کند پرواز رنگ از روئے ما آہستہ آہستہ

خداوندا مگر بیمار شد از دوری این رہ ۔۔۔ کہ از کویش رسد باد صبا آہستہ آہستہ

ولہ

ہمچو قمری در جہان شادیم ما ۔۔۔ با وجود طوق آزادیم ما

یاد ما تصویر جانان می کشد ۔۔۔ عشق می داند کہ بہزادیم ما

ولہ

چہرۂ زیبای یار خویش شب دیدم بخواب ۔۔۔ صبحدم چون چشم وا کردم برآمد آفتاب

اشتیاق دیدن رویت جگر خون کردہ است ۔۔۔ ای بقربانت روم یکدم برون آ از نقاب

انتظارت میکشد امشب ہمین از حد فزون ۔۔۔ گر تو فرمائی کرم بہتر بود ای ماہتاب

افسوس از دولت دیدار تو دورم ۔۔۔ تقدیر چنین بود قضا را چکند کس

حرف الراء المہملہ

رازی میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی

رازی تخلص۔ میر عسکری نام عاقل خان خطاب۔ سادات خواف عالمگیری امراسے ہین بادشاہی عنایت سے دلّی کی صوبہ داری پر متفرد و ممتاز تہا۔ دیر تک خدمت صوبہ داری پر مامور رہا۔ عمدہ طرح سے انتظام کرتا تہا۔ خوش مزاج و خلیق تہا۔ امیر دادگستر و رعیت پرور تہا۔ صوفی المشرب زندہ دل تہا۔ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مرزا بیدل نے رازی کی صحبت مین تمام سامان تصوف حاصل کیا۔ مرزا جب شعر پڑہتا تہا تب رازی احسنت و تحسین کرتا تہا۔ مرزا اٹہکر تسلیم بجالاتا تہا۔ یہہ تسلیم از روے بزرگی تہی نہ بوجہ مہارت رازی انتہی کلامہ۔

رازی برہانپور مین آیا اور حضرت شیخ برہان الدین شطاری راز الٰہی برہانپوری المتوفی ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۱۰۸۳ ہجری کا مرید ہوا۔ مرشد کے نام کی مناسبت سے رازی تخلص

اختیار کیا۔ موزون الطبع وخوش فکر وخوش خیال وصاحب تصانیف تھا۔ ثمرات الحیات ملفوظات شیخ کو جمع کیا۔ مثنوی مہر و ماہ ہم وزن مثنوی مولانا روم۔ و رسالۂ امواج خوبی وقصۂ راجہ رتن سین پدماوت مسمی شمع و پروانہ و مثنوی عشق راجہ منوہر۔ آخر سنہ ۱۱۰۸ ہجری دہلی مین فوت ہوا۔ میرزا بیدل نے ایک غزل اس کے مرثیہ مین لکھی غزل کے ہر ایک مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ بہارستان کے مولف نے تاریخ وفات سنہ ۱۱۰۷ ہجری لکھی۔ اول روایت صحیح ہے ثانی کو سہو کاتب پر محمول سمجھنا چاہیے۔ ۵

وای پیوند سخنجان نماند — تکیه گاه صاحب عرفان نماند
مجمع استاد بی شیرازه ماند — مهد ای جمجاه عاقلجان نماند

من اشعاره الفارسی از مثنوی شمع پروانه

رازها در جهان بروی زمین — نی زتن ماند و نی علاء الدین
نی پدم ماند نی جمال پدم — برد با خود زتن خیال پدم
لیکن از عشق داستانی ماند — زان وفا پیشگان نشانی چند
ای بسا چون زتن بهندوستان — آمد و رفت نیست نام و نشان
هشتصد سال شد ز عشق رتن — لیکن این داستان نگشت کهن
در همه حال نغمهٔ عشاق — سخت پیچیده است در نه طاق
بلکه نه طاق پردهٔ عشق ست — زانکه بنیاد کردهٔ عشق است

من مثنوی عشق منوهر

زان کردم من این هنگامه بنیاد — که دل شاگرد بود و عشق استاد
ز لوح هندوی این نسخهٔ راز — بنقش فارسی شد جلوه پرداز

شنیدم نالهٔ چند از دل ریش — بود در عہدهٔ ہندی کم و بیش
نباشد این مثل پوشیده از عقل — که کفرے نیست ہرگز کفر را نقل
اگر نیک و بد آوردم فراہم — نه در گلبن گل و خارست باہم
گلم در دست یاران باد دسته — بجانم باد خار من شکسته
ز طبعم راست گر خارست و گر گل — بباغ خویش گویا نم چو بلبل

ولہ

تنہا نشسته ایم و طلبگار چون خودیم — مکتوب اشتیاق بعنقا نوشته ایم

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ رازی صاحب ترجمہ کے اشعار پر کلمات الشعرا کا مولف افضل خان اکثر اعتراضات کرتا ہے۔ بلکہ بعض اشعار مین کمی بیشی کرکے درست کردیتا ہے چنانچہ رازی کے شعر کو ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود * ہجر کہ دشوار بود آہ چہ آسان گرفت * سرخوش اسطرح درست کرتا ہے ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر کہ دشوار بود بارچہ آسان گرفت * انتہی کلامہ

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ میر عسکری سادات خواف وعمدہ خوانین عالمگیری سے تہا۔ عالمگیر کے شاہزادگی کے زمانہ مین ایک خاص پرستار فوت ہوئی تہی۔ متوفیہ کی جدائی کا شاہزادہ کے دل پر سخت صدمہ گذر رہا تہا۔ پس شاہزادہ اس عرصہ رو گداز مین دوسرے دن شکار کے لئے برآمد ہوا۔ رازی صاحب ترجمہ نے خلوت مین عرض کیا کہ باوجود رنج وملال شکار کو جانا کیا حکمت ہے۔ شاہزادہ نے اس بیت کی طرف اشارہ کیا ؎

نالہای خانگی دل را تسلی بخش نیست — در بیابان می توان فریاد خاطرخواہ کرد

اسیوقت عاقل خان نے اپنی طبع زاد یہ بیت پڑہی۔

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود — ہجر تو دشوار بود بارچہ آسان گرفت

بیت کے سننے سے بادشاہ کے دل مین بہت رقت ہوئی۔ چند مرتبہ بیت کو پڑھوا کے سنا
اور یاد کر لیا۔ اور پوچھا کہ یہہ کسکی طبع زاد ہے۔ عرض کیا کہ یہہ ایسے شخص کی ہے
کہ وہ حضور کے سامنے شاعری کے نام سے مشہور ہونا پسند نہین کرتا ہے بسکرایا۔ اور
راز ہی کی تربیت و ترقی کو مد نظر رکھا چند ہی روز مین منصب چار ہزاری کو پہنچا دیا۔
سفر دکن کے وقت صوبہ داری شاہجہان آباد پر مامور فرمایا۔
آپکا دیوان شگوفہائے معانی دلنشین و گلہائے مضامین رنگین سے نمونہ گلزار پر بہار ہے
ہر ایک شعر لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے
کہین عاشق کا سوز و گداز ہے۔ کہین معشوق کا ناز و انداز ہے۔ کہین صوفیائے کرام کا
وجد و حال ہے۔ کہین حدت الوجود ماہیت ہو بیت کی قیل و قال ہے۔ آپکے اشعار سے
ثابت ہوتا ہے کہ آپ صوفی المشرب تھے۔ آپکو خاص فن تصوف سے دلچسپی تھی۔ درویشن سے
و فقرا دوست تھے۔ اکثر طلبہ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے تھے۔ آپ طلبہ کے ساتھہ حسن
سلوک فرماتے تھے۔ آپکے شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلاویزی تھی۔ بنائے علیہ کلیہ آپکا
علما و شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ آپ شعرا و علما کے انجمن کے آفتاب روشن تھے۔ اور تمام
شعرا و علما بھی آپکی محفل کی رونق تھے۔ آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ
اسقدر بیشمار ہین کہ زبان قلم و قلم زبان سے ادا کرنا محال ہے۔ اب مین آپکے بوارق
طبع کو بطور نمونہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ مثنوی سے محروم نرہین

من اشعارہ الفارسی

خشک کنم ز سوز دل دیدۂ اشکبار را	چند در آب افکنم آئینہ نگار را
قبلۂ مست میکند خانۂ میفروش را	آنکہ بکعبہ می برد سالک ہوشیار را

وله

چند غم جهان خوری دل چه نهی بدین چمن — باد خزان در پی ست جلوهٔ این بهار را

بست گره ز خون دل نافهٔ آهوی یمن — تا بگشاد آن غزال طرهٔ مشکبار را

وله

هر ست جام نیست دل جرعه نوش ما — مستی ماست ز نرگس می فروش ما

وله

هر چو کشیدم ز جیب عشق گرفت — پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت

هر که بکف جام دید دولت جمشید یافت — هر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت

وله

سالها شد که دلم معتکف روی تو بود — روی چون قبله نما از همه سو سوی تو بود

در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند — مگر آن دل که اسیر خم گیسوی تو بود

هر گل تازه که بشگفت سحر رنگ تو داشت — غنچهٔ نافه چو بشگفت پر از بوی تو بود

سامری کیست که جان در تن گوساله دهد — ساحری چیست همه فتنهٔ جادوی تو بود

کشتهٔ غمزهٔ تو نیست همین رازی بس — بس مسلمان که بتیغ کشتهٔ هندوی تو بود

وله

ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر — صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر

درد تو مرا در سر چون روح بود در تن — سوز تو در اشک من چون بوی گلاب اندر

تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان — می پیچم و می کاهم چون رشتهٔ تاب اندر

احوال دل رازی گفتند درین مصرع — در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر

وله

عشق از معموره میخواند بویرانی مرا — عاشق ویرانه کرد این گنج پنهانی مرا

من همی سازم بتو هر چند میسوزی دلم — دل همی رنجد ز تو هر چند رنجانی مرا

از نظر پنهانی و در دل تو در آشکار — آشکارا می کند این درد پنهانی مرا

راز - میر میران اصفهانی اورنگ آبادی

راز تخلص - میر میران نام - آپ علی مردان خان اصفهانی کے خلف الصدق ہیں

سلطان حسین مرزا شاہ ایران کے طرف سے فرخ سیر والی ہند کی خدمت مین ایلچی ہوکر آئے ۔ مراتب اعلی پر پہنچے ۔ چند روز دلی مین رہے پھر نواب آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت مین دکن مین وارد ہوئے ۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدردانی کی ۔ منصب و خطاب سے سرفراز فرمایا آپ نوابصاحب کے سایہ عاطفت مین زندگی نہایت خوشحالی و فارغبالی سے بسر کرتے رہے ۔ دکن کے امرا مین معزز و مکرم تھے ۔ پھر تمام شہر اورنگ آباد کے داروغہ ہوئے ۔ تازندگی نوابصاحب بدستور کام پر مامور فرماتے رہے ۔ نواب آصفجاہ کی وفات کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرلی ۔ عاقبۃ الامر نواب انور سراج الدولہ بہادر حاکم ارکاٹ نے آپکو بلایا ۔ آپ انکار کرتے رہے مگر نواب کے اصرار سے ارکاٹ کی طرف عازم ہوئے ۔ یکایک اجل پہنچ گئی چھبیس ۲۶ تاریخ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۰ھ مچھلی بندر مین جہان فانی سے عالم بقا کیطرف روانہ ہوئے آپ کی نعش مچھلی بندر سے اورنگ آباد لائے ۔ بیرون شہر آپکے باغ خاص مین دفن کئے لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

نوازش خان را زآن نکتہ پرداز　　چو نام خود ازین عالم نہان شد
طلب کردم ز ہاتف سال تاریخ　　ندا آمد بگلگشت جہان رفت

گل رعنا مین لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ آپ سخن سنج و شعرفہم تھے ۔ آپنے ایکروز غائبانہ نواب خاندوران خان بہادر سالار جنگ کی مجلس مین فقیر کی اس بیت پر

رسید بادشان را نوید خوشحالی　　کہ آمد ابر سیہ مد ظلہ العالی

اعتراض کیا کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے بلکہ ابر سفید ترشح کرتا ہے ۔ شعرا بخوار ابر سفید کو چاہتے ہین کہ اس سے ترشح ہوتا ہے اور یہی انکا مقصود ہے ۔ پس لفظ ابر سیہ شراب خوارون کی خواہش کے مخالف ہے ۔ اور ابر سیاہ کی سند چاہی ۔ فقیر نے

کلام ہے - انتہی کلامہ - جب اس اعتراض کی خبر مجھکو معلوم ہوئی - مین نے جواب مین لکھا - ابر کو لفظ سیہ سے مقید کرنا بلحاظ رعایت و مناسبت طل ہے - اور جو لوگ اس بات کے قائل مین کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے محض غلط ہے - دیکھو سکندرنامہ مین نظامی گنجوی لکھتا ہے ؎ بہنگام سختی مشو نا امید - کہ ابر سیہ بارد آب سفید - از مرزا صائب

طاعت کند رشک ندامت گناہ را   ریزش سفید می کند ابر سیاہ را

صائب کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابر سفید نہین برستا ہے ؎

گرچہ می گویند باران نیست در ابر سفید   از طراوت می چکد از پرتو مہتاب آب

یہہ بات کیونکر ثابت ہوتی ہے کہ ابر سیاہ شرابخوارون کے خلاف مزاج ہے - بلکہ شرابخوار مطلق ابر کے خواہان ہوتے ہین سفید ہو یا سیاہ + انتہی ما فی تذکرۃ عندنا -

آپ خوش مزاج و لائق تھے - اشعار موزون کرتے تھے مگر اصلاح طلب ہوتے تھے - لیاقت سے زیادہ کے مدعی تھے تا بزندگی اصلاح نہین لی - میر آزاد بلگرامی کے دوستون مین سے تھے راز کے فوت ہونیکے بعد چند اجزا جنمین راز کے اشعار تھے میر صاحب کو ملے میر صاحب نے اکثر اشعار کو قلم اصلاح سے درست کر دئے - مرحوم کی محبت و آشنائی کا حق مرنیکے بعد ادا فرمایا - اور ریختہ بھی کہتے تھے - ریختہ مین تخلص یہہ کرتے تھے - مگر بہت ہی کم کہتے تھے

من اشعارہ الفارسی

صفحہ آئینہ دارد ہر نفس نیرنگہا   بسکہ می بارد ز رخ او از نزاکت رنگہا

آرد اگر با آئینہ رو خود پرست   داند درست حال دل پر شکست ما

ز خاک کربلا پوشان لباس فاخری یارب   برنگ رشتہ تسبیح چشم ناتوانم را

اے عزیزان نقد جان حاضر کنید   یوسفی در کاروان داریم ما

مگر آمد برون از کان حیا امشب | وله | که چون آئینه لبریزست از حیرت هوا امشب
بدانکه روز و شب بجهان دار رسیده است | وله | فانوس آسمان چو تو شمعی ندیده است
باد صبا شمرده بکویش قدم گزارد | وله | انجا ز طبع گل دل هر خار نازک است
اگرچه روز ما تیره ساخت گیسویت | وله | تمام عمر خودش همچو من پریشان است
عقیق دل چو مر انگشت مهر نام علی | | هزار بار به از خاتم سلیمان است
صبح بی گل رو نتوانے نماید داغ گل سرخ | وله | خار گردید بچشم همه باغ گل سرخ
فصل گل شد بچمن چشم تو بلبل روشن | | که برافروخته شد باز چراغ گل سرخ
بکوی یار ندانم چسان رسیده شود | وله | مگر چو اشک براهش ز سر دویده شود
ز گریه های بافراط خویش می ترسم | | مباد رفته داغ تو آب دیده شود
اگر از پردهٔ آن شور قیامت سر برون آرد | وله | ز محشر بیشتر هنگامهٔ محشر برون آرد
ز غفلت عمرها باشد که با عشرت هم آغوشم | وله | بیا ای غم که گردد بستر راحت فراموشم
از سوز نوای شمع بتان سوخت دماغم | وله | بر گیر ز خاکستر پروانه سراغم
چون کمان رفته ام بقربانت | وله | وقت پیری جوانی کردم
تا خیال قامت آن سرو رعنا کرده ایم | وله | عالم بالا بزیر پا تماشا کرده ایم
غیر نرگس کی برون آید گلی از خاک ما | | بسکه یاد ساغران چشم شهلا بوده ایم
بسکه برداشت لاله داغ ز من | | گشت هر لاله باغ باغ ز من
چنین که روز من از داغ هجر تیره تر است | | بجز غم گذرد شام من چسان بی تو
محرمان شوق را ابروی طاقت قبله گاه | | دیدهٔ قربانیان را کوی نازت عیدگاه
کیم من تو آن صید بدام غم گرفتاری | | بدرد و داغ شادیهای حیات خویش بیزاری

خواہد بہ بزم یار را اگر جا کند کسے	رباعی	مانند شمع گریہ شبہا کند کسے
آنرا کہ خیال زلف خوبان باشد		روز و شب او ہمیشہ یکسان باشد
آشفتگیش چو مو بود عین مراد		از جمع شدن دلش پریشان باشد

لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ جناب نواب میر میران المخاطب بنوازش خان۔ فارسی ہندی دونون زبان مین شعرگوئی کرتے ہین۔ میر تقی میر نے لکہا کہ آپکا تخلص ہیبد ہے۔ اور فتح علیخان نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکا تخلص میر میران ہے۔ فقیر کو شک واقع ہوا۔ رفع شک کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین ایک رقعہ بہیجا۔ اور نواب صاحب نے جواب بہیجا۔

جواب رقعہ۔ کہ اینجانب را صاحب سخنان خواہی نخواہی داخل ریختہ گویان نمودہ و حالانکہ این بے بہرہ را اصلاً بہرہ درین فن نیست۔ وست روزبالا نام این گمنام سید عبد الحسین است والد مرحوم نظر برادب نام ملقب بمیر میران نمودہ۔ تخلص فارسی چون راز قرار یافتہ۔ لہذا دو سہ بیتے کہ بعنوان ریختہ موزون شدہ بود در تخلص ہیبد ترقیم یافت۔ و میر تقی میر دو بیت کہ نوشتہ اند از محبت است۔ خود نوشتہ اند کہ تذکرہ را چمنستان شعرا موسوم نمودہ ام انصاف باید نمود کہ کار خار در چمنستان ہست یا نہ اگر ہست اشعار مرا باید داخل نمود۔ و اگر نیست خیر انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

دیکھی صبا نے شاہد گل کو کا مسکرانا	ولہ	سیکھی ہے ان لبان سے گل کی کلی کہلانا
دیکھا ہے دل نے جب سے بادام سے نین کا	ولہ	ہر صبح و شام کرنا شکر اینکا دوگانا
کوئی گر زلف تیری خواب مین یک شب دیکھے	ولہ	اُس بیچارے کی سبھی عمر پریشان گذری

ملاحت جب سخن کی تجھ لب شور سین ٹپکی | ولہ | بجائے می نمک پر دانہ انگور سے ٹپکی

لگے تجھ شعلہ خو کا تیر کاری جسکو ایظالم | | بجائی خون شرار زخم کے ناسور سین ٹپکی

ازسرکو تو جانا مجھے جانا مشکل | ولہ | جاؤن تو خود سے مگر جان پہر نا مشکل

چڑھا کس مرتبہ پر جگمین منصور | | یہہ ملک عشق کی سرداریان ہین

کرکے کنا بجلی کا تم یہ نہ سمجھو | | جنون کی شوق کے گلکاریان ہین

تمامی عمر دل بیکل رہا ہے | | یہ بیچارہ دکھون مین پل رہا ہے

ہیری اس داغ دلکو دیکھ لالہ | | دل و پر داغ سے کر جل رہا ہے

آہ گر باغ مین وہ سرو خرامان گذرے | | اشک قمری کا گلستان مین طوفان لگ گذرے

ہے آتش غم تیز درونی مین مرے | | ناوک ناز تیرا دل سے ستی سوزان گذرے

رنگین - نورالدین علیخان

رنگین تخلص - نورالدین علیخان نام - آپ ضیاء الدین حسین خان صدر الصدر دکن کے صاحبزادہ تھے - اور قاضی کریم الدینخان قاضی بلدہ اورنگ آباد کے داماد، آپکے والد یا جد کو صدارت کے سوائے سرکار بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خانسامانی کی خدمت بھی تھی - آپ نہایت لائق و مستعد تھے - والد کے فوت ہونیکے بعد اضافہ منصب اور خطاب ضیاء الدین حسین خانی سے سرفراز و ممتاز تھے، شاعر رنگین طبع ظریف المزاج تھے - نیک سیرت ستودہ عادت تھے - حریفان ہم مشرب و یاران ہم مذہب سے خوش اخلاقی و نرمی سے ملتے تھے - عزیز دل تھے - ذکی الطبع و تیز فہم تھے - شعر گوئی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے - آپکے

اشعار رنگین سے تازہ تازہ مضامین عیان نظر آتے ہین - دیکھنے اور سننے سے لطف آتا ہے آپکا انتقال ۱۲۶۲ھ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چہ شد دور م خبرہائے توفے قاصد رسید اینجا
تو با آئینہ گشتی گرم صحبت دل طپید اینجا

ولہ

زما مپرس حال گریبان و آستین
داریم ہمچو دیدہ گریبان و آستین

کم کردہ ام بہ یاد خطش دست و پای خویش
دارم گل بنفشہ بدامان و آستین

ہم رعشہ دست رہ ہوش گشت و ہم نفس
میرانم این مگس بمگس ران و آستین

افشان بخون دل شدہ رنگین قبائی ما
از ما مپرس حال گریبان و آستین

بچہمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتا ہے کہ رنگین کی طبیعت غزل گوئی کے ساتھ مناسب نہین تھی۔ مثنوی مین صاحب کمال تہا۔ روضۃ الشہدا کو بطور وقایع نظم کرنے نہین پایا کہ عین عالم شباب مین ۱۲۶۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ میر عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی نے تاریخ وفات لکھی ہے

از جہان رفت خان رنگینی — نتوان یافت مرزائی چنین
سال فوتش شنیدم از ہاتف — با اجل رفت از جہان رنگین
۱۲۶۲

غرابت تاریخ مرحوم

یہہ بات مسلم ہے کہ کوئی شخص بے اجل نہین مرتا۔ لیکن مرحوم کی رحلت کی تاریخ کے حدوث مین اتفاقاً یہہ ضرورت واقع ہوئی کہ ایکروز سب یاران ہمشرب مجلس مین مجتمع تھے۔ یکایک رنگین کے مرنیکی خبر معلوم ہوئی۔ لوگون نے کہا کہ کسی نے زہر دیا ہے۔ نہین تو ایسے جوان کا یکبیک فوت ہونا تعجبات سے ہے۔ اُس مجلس مین

مہربانان حاضر تھے۔ ایک مصرع فی البدیہہ کہا ع با جل رفت از جہان رنگین؛
جب مصرع کے عدد نکالے تو بے کم و کاست پوری تاریخ برآمد ہوئی۔ پھر مہربانان نے
ایک قطعہ مرتب کیا۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔ اور لچھمی نرائن لکھتا ہے کہ
تذکرہ چمنستان شعرا کے اتمام کے بعد رنگین کے خادمون کی زبانی معلوم ہوا کہ رنگین
۲۴ جمادی الآخر سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین روز جمعہ بلدہ ایلچپور مین فوت ہوا ہے۔ تو
فقیر نے ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے ع

سخن سنج معنی گزین خان رنگین — چو شد بہر گلگشت گلزار عقبے
ندا داد ہاتف پے سال فوتش — بمرگ مفاجات او شد ز دنیا
۱۱۷۰

من اشعار الہندی

نہین ہے آواز سے خالی یہہ بستان میرا — کرتا ہے صدا یہہ سلسلہ نالان میرا
سنتیز نہین جو ترا موسم خط میرے پر — دام مین ہو کے نہین ہے یہہ سلیمان میرا
رشتہ عمر کے نزدیک ہے مقراض اجل — بے سبب چاک نہین ہے یہ گریبان میرا

مناظرہ رنگین و مہربان

میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آباد ابتدا مین رنگین تخلص کرتے تھے
ایک روز مجلس مشاعرہ مین ایک غزل پڑھی جسکا مطلع یہہ ہے ع

خمارم بر نیابد منت صہبا کشیدنہا — ز فیض چشمہ نازم سرخوش بیخود طپیدنہا

یاران ہم مشرب نے غزل مذکور میر ضیاء الدین حسین خان رنگین سے سنی تہی۔ مہربان کو
سرقہ سے منسوب کیا۔ مہربان مع مجموعہ یاران رنگین کے مکان پر گیا دفع سرقہ کے لئے
مباحثہ شروع ہوا۔ رنگین نے فرمایا کہ مین نے اس غزل کو اپنے طرف منسوب کر کے

نہین پڑا۔ اس فساد کا منشا اشتراک تخلص کے سبب تہا۔ مجلس برخاست ہونیکا خان رنگین نے مہربان کی خدمت مین رنگین تخلص ترک کرنیکی نسبت ایک قطعہ منظوم لکہا وہ یہ ہے

برادرا ز تو چشم عنایتی دارم
زبارگاہ تو امید راحتی دارم

کہ یک تخلص رنگین من بمن بگذار
زاشتراک تخلص دلم هست فگار

ترا کہ قدرت چندین ہزار مضمون است
زآب و تاب کلام تو جملہ مشحون است

اگر تو خواستہ باشی تخلصت بسیار
کہ لفظہا بجناب تو می دہند ہزار

شنیدہ ام کہ در ایام سابق استادان
نمودہ اند عنایت تمامی دیوان

عجیب نیست ز اشفاق عام انمخدوم
کہ از تخلص من بر کشی تو دست لزوم

ہمین بس است مرا از رحمت و الطاف
دل مرا کن ازین دغدغہ صاف

مہربان نے خان رنگین کی خاطر سے رنگین تخلص ترک کیا۔ اور ایثار اختیار کیا۔ غزلون کے مقاطع کی تبدیل و تحریف مین سخت محنت پڑی۔ پہر میر آزاد بلگرامی نے براہ مہربانی مہربان تخلص عنایت فرمایا۔ بعض غزلون مین تخلص مہربان کی گنجایش نہین ہوتی ہے تو ایثار کو اختیار کرتے ہین۔

روشن۔ قاضی محمد صالح

روشن تخلص۔ محمد صالح نام۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپکے بزرگان سلف سلاطین گجرات کے عہد سے قصبہ جمبوسر تعلقہ بہروچ مین سکونت پذیر تہے۔ اور خدمت قضا پر مامور تہے۔ آپ کی ولادت اسی قصبہ مین ہوئی۔ اور وہین کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد عالم عقل و شعور مین آپنے طالب علمی شروع کی۔ چند مدت مین

کتب درسیہ سے فارغ ہوکے فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین بندر سورت کی قضا پر مامور ہوئے۔ آپ نہایت ہی لائق و ہوشیار متقی و پرہیزگار تہے۔ چند سال اسی خدمت پر مامور رہے۔ قضاء کا کام عمدہ طرح سے انتظام فرماتے رہے۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ آپ نواب آصفجاہ اول کے آخر عہد مین بنادر کور سے حیدرآباد دکن مین آئے اور حضور کی ملازمت مین باریاب ہوئے۔ امیدوار تہے کہ کوئی خدمت بزرگ پر مامور ہو جائین لیکن اجل موعود نے فرصت و مہلت نہ دی کہ کامیاب ہو جائین آخر آپنے سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ آپکا کلام نہایت متین و شیرین ہوتا تہا

من اشعارہ الفارسی

نیارد دید رنج ہمنشین دل بستہ صحبت	ولہ	اگر بر دف زنی دستے بتو را رد جلاجل را
بہر کہ آئینہ اغبار روئے واد	ولہ	بغیر خویش کسے درمیان نمی بیند
راحت ہیچ جا سراسر رنج بود	ولہ	پائے چون خوابید صاحب بستر است
بادہ چون جان زین شیشہ برون ریختہ		محتسب بگذارید کہ خون ریختہ
احتیاج ہیچ دام نیست در تسخیر ما		وحشی حرفیم و خاموشی بود زنجیر ما
چہ بیخودی چکد امشب سرشک از چشم گریانم		مگر کج کردہ پیمانہ لبریز پیمان را
ز سیر گلشن عشرت کشیدہ دامانم		جو بوئے گل بہوائے کسے پریشانم

رسا - جان مرزا حیدرآبادی

رسا تخلص - جان مرزا نام - مرزا خان حسینی خطاب تہا - سادات حسینی ہمدان سے ہین

آپ کے نسب کا سلسلہ سید علی ہمدانی سے پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد مین میر شاہ طاہر
اکبر بادشاہ کے زمانہ مین وارد ہوئے۔ بادشاہ ہند نے آپکی بڑی قدر و منزلت کی
چند مدت کے بعد دکن مین آئے۔ سلاطین دکن نے بھی آپکی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ
و غنیمت کبریٰ جانکر بڑی عزت و آبرو کی۔ آپکی آل و اولاد گجرات احمد آباد مین متوطن
ہوئے۔ اور ارباب فضل و کمال کے مرجع ہوئے۔ مشائخ کے طریقہ پر قائم تھے۔ اکبر بادشاہ نے
چند مواضع جاگیر مقرر کر دئے تھے۔ اُسکی آمدنی کو محتاجون مین صرف کرتے تھے۔ بادشاہ
اسلام کی دعاگوئی اور خلائق کی ہدایت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

آپکے والد ماجد سید میر جان عالمگیری زمانہ مین ارباب مناصب کے زمرہ مین تھے۔ خدمات
عمدہ پر ممتاز و سرفراز۔ علوم متعارفہ و فنون عربیہ ادبیہ سے واقف و ماہر تھے۔ مرزا جان کا
مولد حیدرآباد دکن ہے۔ اور نشو و نما نواب آصفجاہ بہادر کے لشکر مین پایا۔ کتب درسیہ
کی تحصیل اور علم ادب کی تکمیل والد ماجد کی خدمت مین کی تھی۔ عالم فاضل و ادیب کامل
تھے۔ افضل قاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین کہ ابتدا مین نواب شجاعت خان
بہادر صوبہ دار برار کی ہمرکاب تھے۔ نواب کی عالی ہمتی سے اُس مقام برار مین زندگی
فراغت و آبرو سے بسر کرتے تھے۔ آصفجاہ بہادر کے آخر عہد مین دار الانشا مین
موسوی خان جرات کی جگہ میر منشی ہوئے۔ حضور آصفجاہ کے خاص مقربین مین
داخل ہوئے۔ دلی کے سفر مین حضور آصفجاہ کے ہمرکاب تھے۔ اکابر مشاہیر دلی سے
مستفید ہوئے۔ اور شعرا کی صحبت سے بھی فیضیاب۔ میر آزاد بلگرامی سے نہایت
خلوص و محبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات علمی مباحثے و مناظرے باہم ہوا کرتے تھے
ایکروز میرزا نے میر صاحب کے اس شعر مین ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرو +

صد بار گرز نگہ زدہ بازکن لحاظ + اعتراض کیا کہ نگہ زدن نہین سنا یا گیا۔ سند دیجیے
میر صاحب نے فی الفور نظامی کا شعر شیرین خسرو سے پیش کیا ؎

نگہ چون بر جمال نازنین زد ‌‌ ‌‌ ‌‌ ‌‌ کلہ بر آسمان سر بر زمین زد

فرمایا آج یہہ فائدہ مجکو آپکی برکت سے حاصل ہوا۔ کیا منصف مزاج وحق پسند تھے
کہ سنتے ہی تسلیم کیا اور اپنی لاعلمی کے مقر ومعترف ہوئے۔ فی زماننا کے ملاؤن سے
ہوتے تو کبھی تسلیم کرتے۔ بیفائدہ شور غل مچاتے۔ مقابل کے قول حق کی تسلیم کو
کسر شان سے سمجھتے۔ حالانکہ واقع مین تسلیم حق کی شان ایسی بلند ہے کہ آسمان ہفتم
سے برتر ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خوش سلیقہ وخوش طریقہ ہے سخندان سنجیدہ وشاعر پسندیدہ۔ مودب مہذب
رنگین صحبت وستودہ سیرت ناظم وناثر تھے۔ نثر خوب لکھتے تھے۔ نثر کیا لکھتے تھے
گویا موتی رولتے تھے۔ ونظم بھی خوب کہتے تھے۔ آپکے اشعار لالی آبدار ہین۔
سخن گوئی وشعر فہمی مین یگانہ زمانہ تھے۔ آپ آخر عمر مین دار الانشا سے محکمہ
کروڑگیری بلدہ حیدر آباد مین منتقل ہوئے۔ آپ اس عہدہ پر زمانہ وفات تک مامور
رہے۔ آپ خلق مجسم تھے۔ اسوجہ سے اہل شہر آپکو عزیز دل سمجھتے تھے۔ آپ پاکی کے
ساتھہ نیک خلق ولطف سے ملتے تھے۔ عوام کی تالیف قلوب مین بہت ہی مستعد
وسرگرم رہتے تھے۔ آخر آپ ۱۲۷۴ ہجری مین شہر حیدر آباد مین فوت ہوئے۔ میر زاد
نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

شیرازہ نظم میرزا خان	ہم نثر بفکر او مباہی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الٰہی
	۱۲۷۴ھ

من اشعاره الفارسی

تا جلوهٔ تو مد نظر می شود مرا		تار نگاه سلک گهر می شود مرا
یارا ز نظر رفته زمین گیر می شوم		روز وداع درد کمر می شود مرا
ممنون ناله ام که درین بزم بیکسی		گاہے رفیق دیدهٔ تر می شود مرا
ما را رسا ز خاک محبت سرشته اند		بر جان و دل شکست اثر می شود مرا
خون چکاند از دیده ام نظارهٔ دست حنا	وله	آن کف پا میرود شاید بگلگشت حنا
جرات پا بوسم آخر انتقام خود کشید	وله	رنگ ما نگرفت پایش را بہ شب گشت حنا
از غم ہر کس بدل فریاد می آید مرا	وله	شیشه بر جا شکند دل یاد می آید مرا
رحم کن اے باغبان تقصیر در گلشن	وله	که ما را از رگ گل کرده زنجیر در گلشن
زبیم نازکیها بس قلم چون بید میلرزد		مصور گر کشد بر برگ گل تصویر در گلشن
چه لازم عندلیبان شکوه سنج باغبان بودن		بسر بر د این بہار آخر بتقدیر در گلشن
در رقص آمد آن قیامت ایجاد	وله	چون شعله بلند شد ز دلها فریاد
می آید و میرود خدا خیر کند		این برق بخرمن که خواهد افتاد
در گلشن دہر بسکه تاب داغم	وله	چون لاله اسیر پیچ و تاب داغم
کیفیت حال من تماشا دارد		چون مصرع شمع انتخاب داغم
چشمت سیاه مستی ما را ندیده است	وله	زلفت درازدستی ما را ندیده است
بسیار بلاخطه پیمانه می دہد		ساقی ہنوز مستی ما را ندیده است

از گل رعنا و سرو آزاد

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم	این مشت پر تواضع صیاد می کنم

در سراپردهٔ دل هر نفس آوازے هست	وله	که درین خانه نهان خانه بر اندازے هست
نرسم اگر بنهر مشق ز هجوم نارسائی	وله	بخیال آشنائش من و مشق جبهه سائی
که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان		رقمی نموده آهم دو سه مصرع هوائی
بگلشن دل پر داغ سیرها دارم		معاشران چمن انتظار من مبرید
نمی توان بفلک طرح اختلاط انداخت		مرا ز صحبت این سفله ننگ می آید
خو بعزت کرده را در بیکسی هم عالمی است		بلبل ما در قفس کم میکند یاد وطن

روشن - محمد روشن خان حیدرآبادی

روشن تخلص - محمد روشن خان نام - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے - ذہین و مستعد اور لائق تھے - طبیعت مین چستی و چالاکی تھی - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین اقران و امثال سے سابق و فائق تھے - کلام سے متانت و لطافت نمایان ہے - ہر ایک شعر و مصرع سے ملاحت و عذوبت عیان ہے ہمکو آپکے دیوان کے دو ایک ورق متفرق ملگئے - اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ ناظرین کرتے ہین - آپ سنہ ۱۳۰۰ تیرہ سو ہجری کی ابتدا مین زندہ تھے سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے قریب آپکا انتقال ہوا - ہمکو آپ کی تاریخ مین شک ہے - اور آپکا حال بھی پوری طور سے معلوم نہین ہوا - مگر آپکا اسقدر حال و تخلص کا نشان و پتا آپکے اُسی دیوان کے دو ورق سے جسقدر معلوم ہوا گزارش کیا گیا - چونکہ آپکا نام روشن ہے اُسی کی برکت سے آپنے اُس دیوان کے دو ورق سے یہہ روشنی دکھلائی - **ھو ھذہ**

صلح کو یکدم مین پھر کرتا ہے جنگ		وہ گل رعنا عجایب ہے دو رنگ

اُس کے آگے بلہوس چھوڑے ہوس
دیکھ کر سختی تری روشن اُپر
خدا کیواسطے آئے گل باغ شباب دل
اگر کوئی طفل نوخط اُسکو لے یار یہ تو بر جا ہے
نکوئی رمساز رکھتا ہے نکوئی ہمراز رکھتا ہے
دل سنگین پہ اُسکے جا اثر کر کچھ خدا سے ڈر
جلایا تلملایا تڑپھڑایا بات کیا آیا
دیکھو غماز ترکان کے دیکھو فن ساز چشمان کے
گریبان چاک کر روشن دیوانا ہو کہان جاوے
برنگ گل گریبان چاک ہے دل
ہننگا ہو گیا اُس شمع رو کا
بُرا ہے یا بھلا ہے کچھ تو ہے گا
سدا رہتا ہے مست و لاابالی
علاج اُسکا اے روشن کیا کرون مین
کر مجکو تو نہال رہے نونہال دل
خط دار لب کو دیکھ کے یاقوت رنگ ہے
ہے چلبلی مین آج مرا دل اے چنچل
اتنا نہ کم نما ہو سیکا کہان کر
روشن کسے رنجتے کوٹھے مین شمع رو اگر

ولہ
ہر نگہ ظالم کی ہے تیغ فرنگ
ہو گیا رقت سے پارہ پارہ سنگ

ولہ
لے آیا ہون تیری خاطر شراب و کباب دل
چلا ہون آج مکتب کو بغل مین لے کتاب دل
خطاب دل جواب دل جواب دل خطاب دل
ستم کرتا ہے مجھ کیا آتا اے اضطراب دل
قیامت مین ارے ظالم تو کیا دیگا جواب دل
یہی ہے انتخاب دل یہی ہے انتخاب دل
جگر مژہ زنجیر مین رکھتا ہے اُسکو پیچ تاب دل

ولہ
جیون شبنم دیدۂ نمناک ہے دل
کہ جی دینے مین کیا چالاک ہے دل
میرے پیو کے قدم کا خاک ہے دل
مرا یا بیخود و بیباک ہے دل
کبھو خوش ہے کبھو غمناک ہے دل

ولہ
اپنا غلام تو جو ایصاحب جمال دل
کیا خوشنما ہوا ہے زمرد سے لعل دل
ہین دلبری مین زور ترے خط و خال مین
یک لحظ میرے ساتھ اے ابر ہلال دل
عشاق جیون پتنگ کرین جد و حال دل

تینون کے گہر طرف نہ آد کو لانیکا کیا حاصل
دل حیران حقیقت کو دل حیران کی کیا جانے
لیجا تو جوہر معنی کو کوئی جوہر شناس کے آگے

ولہ

پاس پاتے ہین ترے پہلو نہین ہم
اب قیبون کے اوپر لا حول بہیج
عاقبت ہوتا ہے صحبت کا اثر
ہاتہ سے مژگان کے جا سکتے نہین
تاکہ ہو وین نقش پا اُس شوخ کے

ولہ

پیار نہین پاتے ہین اب پیار و نہین ہم
ملی خلافت عشق کی فرہاد سے
غنچۂ دل کیون نہووے باغ باغ
اب خدا جانے بچین یا نہین بچین
کہین نظر آوے بت جادو فروش

ولہ

مسلمانون کو نجانے مین لیجانیکا کیا حاصل
اے جان آئینہ کو آئینہ دکہلانیکا کیا حاصل
ارے روشن آئینہ نہ ہے کو دکہانیکا کیا حاصل

ولہ

پوچھتے ہین ان کو مقبولون مین ہم
دیکہہ نہین سکتے تجہے غولو نہین ہم
بہول گئے ہین بیٹہہ کر بہولو نہین ہم
کیا کرین اب سول مین سولون مین ہم
روشن اب مل جائنگے دہولو نہین ہم

ولہ

یاریان نہین دیکہتے یارون مین ہم
تکیہ باندہا غم کے کوہسارو نہین ہم
دلبری دیکہین ہین دلدارو نہین ہم
ہین ترے آنکہون کے بیمارو نہین ہم
دہونڈتے پہرتے ہین بازارو نہین ہم

رفیقی آملی

رفیقی تخلص - آپکا اصلی وطن شہر آمل ہے مستعد و لائق طالب علم تہا۔ فارسی انشا پردازی و فن معما و تاریخ مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ وطن سے حج و زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ حج و زیارت سے فارغ ہوکر اکبری زمانہ مین ملک دکن مین آیا چند مدت حیدرآباد و بیجاپور مین بسر کیا۔ قطب شاہیہ و عادلشاہیہ سلاطین کی مدائح مین

قصائد لکھے پھر اکبری دربار مین پہنچا ۔ بارگاہ اکبری مین ملازم ہوا کسی تذکرہ نویس نے
سنہ وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا ۔

من اشعارہ

بستم بر حسرت پردہ چشم نگران را — تا چشم بروئے تو نیفتد دگران را
زخم شمشیر جفائے تو بمرہم بستم — تا از و چاشنی درد تو بیرون نرود

رونق ۔ عارف اللہخان برہانپوری

رونق تخلص ۔ عارف اللہخان نام ۔ آپ حافظ محمد معروف برہانپوری کے فرزند ہین
حافظ صاحب صوف نواب والاجاہ کے عہد مین برہانپور سے مدراس مین آئے ۔ اور
سکونت پذیر ہوئے ۔ نواب کی سرکار مین ملازم ہو گئے ۔ سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین رونق مدراس
مین پیدا ہوئے ۔ اوائل سن شعور مین کتب درسیہ عربیہ مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی حاجی
محمد مقیم صاحب کی خدمت مین تمام کین ۔ کتب متداولہ فارسیہ علام محی الدین المتخلص
بمعجز سے پڑہین ۔ طبع موزون و فکر رسا رکھتے تھے ۔ سخن کی صلاح مولانا آگاہ سے
لیتے تھے ۔ مدت تک میرزا محمد صادق شیرازی المتخلص بکوکب کے ہم صحبت رہے ۔ آپ کو
محاورات فارسی کی تحقیقات مین نہایت ہی دلچسپی تھی رات دن اسی تلاش مین مصروف
رہتے تھے ۔ بیس برس کی عمر مین نواب عمدۃ الامرا بہادر کے ملازم ہوئے ۔ امیر الملک تاج الامرا
کی خدمت مین متعین ہوئے ۔ عمدۃ الامرا کے انتقال کے بعد مدراس سے کڑپا کرنول مین
پہنچے ۔ مدت تک سر طامسن گورنر مدراس کی سرکار مین منشی گری کی خدمت پر مامور رہے
پھر بسبب کشش آب و دانہ حیدرآباد دکن مین آئے ۔ زمانہ دراز تک شہر مین رہے حیدرآباد سے

مدراس مین آمد و رفت فرماتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین عزم جزم کیا کہ غربت کی شام سے جدا ہو کر صبح وطن مین آرام لینا چاہیے۔ پس مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اقسام سخن مین خوب استعداد رکھتے تھے۔ اکثر محافل مین شعر فی البدیہہ کہتے تھے آخر بسبب ضعیفی و کم طاقتی گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الٰہی مین مشغول ہوئے مزاج مین آزادی تھی رندانہ روش مین زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر حیدرآباد مین فوت ہوئے سنہ وفات کو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ ہم بھی مجبوراً انہین تذکرہ نویسونکی پیروی کرتے ہین ھو ھذہ

طبع آزادان شود وارستہ از بند خطر	در گذشتن آتش و آب است یکسان سایہ را
در بیابان ہمسری با کوہ دارد خیر ہست	بر لب دریا نسیمی کرد لرزان سایہ را
بعد قتلم آن ستمگر بیوفائی سنگدل	پا نہد بر سینہ و گوید کہ دشمن زیر پا
نیست کس در جانگدازی مثل آن تا ہست قدم	شمع میداند کہ آخر ہست مدفن زیر پا
رخ تو در نظر آئینہ دار می آید	بہ سادگی چہ قدر از تو کار می آید
شرار آسا دمے فرصت ندارم	کہ آغاز مرا انجام کردند
کریمانرا عجب تسخیر دلہاست	خطوط دست احسان دام کردند
با آتشین نفسان نتوان ہمزبان شدن	کم می کند تجلی خود ماہ در سحر
متاع سود و زیان بار خاطرست اینجا	چو گرد قافلہ اے کاروان ہم برخیز
ہوس سرو قدت بعد فنا ہم نرود	قمری می کنم اینجا ز خاکستر خویش
کے باسانی دہم از دست دامان فراق	بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق
شد بکوی او وطن ما از فیض چشم زار	بار منت ہا بسر داریم از گرداب تنگ

گره شود چو حبابی اشک در مژه ام	اگر بفرقت آن نے سوار گریه کنم
ربطی چو گوهرست مرا با گریستن	هستی من چو اشک بود تا گریستن
شوخی مکن نسیم بزلف نگار من	فهمیده نه قدم بشب تار اندکے

رائے - کنول کشن

رائے تخلص - رائے کنول کشن نام - قوم کایتھ - آپکا اصلی وطن پنجاب ہے
آپکے والد بہرہ مندخان عالمگیری کے دولتخانہ مین عمدہ خدمت پر مامور تھے - آپ
پنجاب سے دکن مین آئے - نواب آصفجاہ مرحوم کی سرکار مین خانسامان کے پیشکار تھے
مدت تک سرکار موصوف کی خدمت مین سرفراز رہے - سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین بمعرفت معز حسین خان
بہادر خانسامان آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیشکاری پر مامور ہوئے - حسب مردم دیدہ
اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین جبتک فقیر اورنگ آباد دکن مین رہا تب تک معزالیہ فقیر سے
محبت و اخلاص کے ساتھہ ملتے تھے - صاحب دانش و خوش خلق و متدین تھے - کبھی کبھی
شعر کی فکر کرتے تھے - باوجود کم فرصتی جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین - نواب نظام علیخان بہادر
آصفجاہ ثانی نے ماہ شوال ۱۱۷۵ ہجری مین قلعہ نلدرگ کو فتح کیا - آپ نے اسکی تاریخ کہی ہے

آورد ہاتف مژدہ از فتح نلدرگ مشترک — دو دہ بود با ہفت و یک از ماہ شوال بزرگ

ثانی مصرع مین سنہ ۱۱۷۵ ہجری برآمد ہوتے ہین - انتہی کلامہ - سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین
آپکی وفات واقع ہوئی - آپکا کلام سوائے اس تاریخ کے ہمکو نہین ملا اسوجہ سے
صرف اسی تاریخ پر اکتفا کیا گیا -

رضا - محمد رضا بیگ اورنگ آبادی

رضا تخلص - محمد رضا بیگ نام - قوم مغل چغتائی برلاس سے تھے - آپکے جد بزرگوار بدخشان سے ہند مین آئے - آپکے والد دلی مین پیدا ہوئے تھے - جد بزرگوار کا انتقال دلی مین ہوا - والد با جد عالمگیر کے آخر عہد مین وارد دکن ہوئے - بادشاہی ملازم ہوئے شہر اورنگ آباد مین متعین تھے - محمد رضا کی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - اور اسی شہر مین تعلیم و تربیت بھی پائی - کتب درسیہ فارسیہ فضلا و علما کے خدمت مین نہایت تحقیق سے حاصل کین مستعد طالب علم ہوئے - طبع موزون و فکر رسا سے موصوف تھے - شعر گوئی شروع کی - شاہ سراج اورنگ آبادی سے کلام کی مشق کرتے تھے آپکا کلام شیرین و رنگین ہے - لچھمی نرائن چمنستان مین لکھتے ہین کہ مین نے تالیف کتاب کیوقت ایک رقعہ اشعار کی طلب مین آپکی خدمت مین بھیجا - آپنے رقعہ کا جواب نظم مین لکھکر بھیجا - ؎ یار کا جور و ستم کیون نہ مین برداشت کرون + اُس سے آئندہ مجھے چشم کرم باقی ہے + بعد مرنے کے رہونگا مین کفن مین بیتاب + بسکہ سینے مین رضا یار کا غم باقی ہے + انتہی کلامہ -

من اشعارہ الہندی

ہے کسقدر میرا خود نما دو رنگ
آئینہ اُس کے سامنے آکر ہوا دو رنگ

چھپاؤ مت دو رخ بے نقاب پردے مین
نہین رہا ہے کہین آفتاب پردے مین

رکھا ہون الفت ساقی کو اسطرح سے نہان
کہ جسطرح سے ہے کوئی شراب پردے مین

کار دنیا کیجیے یا فکر عقبی کیجیے
عمر کا عرصہ نپٹ تنگ اسمین کیا کیجیے

گرچہ ہمکو جلوہ دیدار کی طاقت نہین
ایکدم جو کچھ کہ ہونا ہو تماشا کیجیے

اے رضا انہین تمناؤن سے دل بالکل تھا
عشق کی راہ مین تسلیم و رضا لازم ہے

رنگین۔ لعل چند اورنگ آبادی

رنگین تخلص۔ لعل چند نام۔ قوم کایتھ۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ رنگین مزاج و خوش گفتار تھا۔ شروع جوانی مین لہو و لعب عیش طرب مین مشغول رہتا تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ آخر سنبھل گیا۔ اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے لگا۔ معاش و قوت بسری کی فکر پیدا ہوئی۔ پڑھنے لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ شاہ سامی اورنگ آبادی کے خدمت مین حاضر ہونے لگا۔ چند روز استفادہ کیا۔ طبع موزون و فکر رسا رکھتا تھا۔ ریختہ مین شعر گوئی شروع کی۔ اور شاہ سامی سے اصلاح لینے لگا۔ تھوڑے ہی زمانہ مین شاعر یکتا ہوگیا۔ لچھمی نرائن شفیق کا معاصر ہے۔ آپکا انتقال ۱۱۹۵ھ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الہندی

آج وہ شوخ رنگیلا جو چمن مین آوے
ناصحون کی بہی نصیحت نہین اسکو قبول
زاغ کو کبک کی رفتار نہین آنے کی
جسکے نین ہوویگی خواہش سخن رنگین کی
عشق مین کوئی نہین آج میرے آئے گا
کام مین اپنے ہون سرگرم نہین کسسے کام

سرو چلنے کو لگے غنچہ سخن مین آوے
بات کرتا ہے وہی سکے جو من مین آوے
بوالہوس کو نکہو عشق کے فن مین آوے
ہند سے نہین ہی عجب گروہ دکن مین آوے
کہ گرفتار ہون مین سلسلۂ تمکین کا
ہجو سے ورق نہین مشتاق نہین تحسین کا

راز۔ نوازش خان اورنگ آبادی

راز تخلص۔ نوازش خان نام۔ ایرانی الاصل ہین۔ آپکے والد ماجد علی مردان خان محمد فرخ سیر کے

زمانہ مین شاہ ایران کیطرف سے سفیر ہو کر آئے تھے۔ شاہجہان آباد مین چند روز رہے پھر وہان سے دکن مین رونق افزا ہوئے۔ بندگان آصفجاہ کی خدمت مین پہنچے۔ عنایت و رحمت شاہی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ پھر بعارضہ طبعی فوت ہوئے۔ آپکے خلف الصدق میان راز نوازش خان کا خطاب پا کر تمام بلدہ اورنگ آباد کی خدمت داروغگی پر مامور ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ موزون الطبع و شعر فہم تھے۔ زور طبیعت سے شعر کی فکر کرتے تھے۔ آپکا کلام بامزہ ہے۔ تازہ تازہ مضامین سے شگفتہ و خندان ہے۔ کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام اشعار کا مجموعہ ہو گیا۔ ایک مختصر دیوان بنگیا۔ صاحب دیوان مشہور ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین ہوا۔

من اشعار الفارسی

در بزم تو تا ز پا نشستم — چون نقش بدعا نشستم
چون گرد بشوق پایبوسی — در کوئے تو جا بجا نشستم
از بہارش گلے نچید رقیب — خار شد آن چنان کہ می باید

ربط۔ بالا پرشاد حیدرآبادی

ربط تخلص۔ بالا پرشاد نام۔ آپکے بزرگ مشاہیر لکھنو سے تھے۔ آپکی ولادت بھی شہر لکھنؤ مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب فارسیہ استادون سے تمام کین تحریر و تقریر مین عمدہ لیاقت حاصل کی۔ شعرگوئی کا نہایت ہی شوق تھا طبیعت چستی و چالاکی مین جولانی کر رہی تھی۔ دماغ مین نازک خیالی جوش مار رہی تھی کہ

شعر کہنا شروع کیا۔ آپکے اشعار اوائل ہی مین سنجیدہ و برجستہ ہونے لگے
چند روز کی مشق مین پختگی و شستگی نظر آنے لگی۔ آپ وطن سے حیدر آباد دکن مین
آئے۔ راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے۔ راجہ صاحب
کی وجہ منصب مناسب بہی مقرر ہو گئے۔ آپ شعر و سخن کے شیفتہ تھے۔ حیدر آباد
سے بغرض ملاقات شعرا ہند لکھنو روانہ ہوئے۔ وہان شعرار معاصرین سے ملے
مشاعرہ مین شریک ہوئے۔ شعرا کی طرح پر غزلین موزون کئے۔ مجمع شعرا مین اپنا
کلام پڑہا اور سبکو سنایا۔ سبنے پسند اور آپکو مواہیر سے وثیقہ اسناد کا مرحمت کیا
کہ آپ سنہ شباب مین فرید زمانہ ہین۔ اور آپکے اشعار فرائد ہین۔ آپ خوش کلام
جادو بیان تھے۔ آپکے اشعار مین مضامین دلگداز ہوتے ہین۔ آپ خوش اخلاق
صاحب مروت و سخاوت تھے آخر سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ حیدر آباد
مین ایسے جمے کہ مر کر اٹھے۔

من اشعارہ الہندی

تاب و توان و صبر گئے دلکے ساتھہ ساتھہ
محفل اٹھی ہے صاحب محفل کے ساتھہ ساتھہ

تب مجھکو یار کہتے تھے مرنا سہج نہین
کچھہ دن پھر انکو کیجئے قاتل کے ساتھہ ساتھہ

قاتل سے اب کوئی نہین کہتا کہ دو قدم
تو بھی تو چل جنازہ بسمل کے ساتھہ ساتھہ

سر سے کفن لپیٹے ہوئے پھرتے ہین بط
مرنیکے اشتیاق مین قاتل کے ساتھہ ساتھہ

ولہ

کر نخل تمنا کو ہمارے ثمر آوے
شمشیر کا پہل پہول سپر کا نظر آوے

تصویر اگر شمع رسالت کی لکھون مین
خامہ سے نکل جلوہ شق القمر آوے

طوفان مرے اشکونکا اگر پھر پر آوے
گردون بمثل نوح کی کشتی نظر آوے

یون تو یونہی صحیح منکر ہین مرے قتل سے آپ	سرخی پنجۂ نازک کو حنا کہتے ہین
وہ جو خنجر مرے مژگان کیطرح ہے پر خون	یہہ جو دامن پہ ہین چھینٹے اسے کیا کہتے ہین

رضا۔ محمد رضا خان مدراسی

رضا تخلص۔ محمد رضا خان نام۔ آپ نواب حسین دوست خان رئیس و جاگیردار قلعہ اولکنڈہ مدراس کے فرزند ہین آپکے جد بزرگ نواب شمشیر الدولہ مبارز جنگ چنداصاحب کے فرزند تھے۔ چنداصاحب کرناٹک کے والی و رئیس تھے۔ آپ فن شعر گوئی مین مرزا دبیر لکھنوی کے شاگرد ہین۔ آپ فارسی و اردو دونون زبان مین شعر کہتے ہین۔ اور آپ استاد کی طرح مرثیہ گوئی مین بھی بے نظیر ہین۔ آپکا اکثر کلام گلدستون اور اخبارات مین مطبوع ہوتا ہے۔ مشہور و معروف ہے۔ آپکی عمر بیالیس برس کی ہوگی۔ نیک طینت و پسندیدہ سیرت ہین۔ خاندانی شرافت و نجابت کے یادگار ہین۔ طال اللہ بقاہ۔ ہم کو یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آپ مدراس مین سکونت پذیر ہین یا لکھنو مین۔

من اشعارہ الہندی

دوست دشمن عدو یگانہ ہوا		منقلب کسقدر زمانہ ہوا
ہم اسی بیوفا پہ مرتے ہین		جسکا وعدہ کبھی وفا نہ ہوا
سفاک کی گلی مین تھا خون تا کمر روان	ولہ	تقدیر نے دکھائی نئی کربلا مجھے

من اشعارہ الفارسی

شور و شش محشر فتد گر شبے غوغا کنم	تازہ قیامت شود صبح چو نالا کنم

مشرب من دگر و مشرب مجنون دگر	نیست جنونم چنان خواہش لیلا کنم

راز۔ مولوی احسان الحق دہلوی

راز تخلص۔ مولوی احسان الحق نام۔ دہلوی الاصل ہین۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین متوطن ہین۔ سرکار عالی نظام سے یومیہ مناسب پاتے ہین۔ عالم فاضل ہین شعرگوئی مین بہی ہوشیار و چالاک ہین حکیم نواب مرزا احمدخان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ شعر خوب کہتے ہین۔ کلام سنجیدہ ہوتا ہے۔ آپ خوش طبع و خوش فکر ہین۔ پاکیزہ طبیعت و پسندیدہ سیرت ہین۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر کاربند ہین۔ خدا تعالی آپکو خوش خرم رکہے۔

من اشعارہ الہندی

بلبلو سایہ پڑا کس کے گل رخسار کا	رنگ اڑتا ہے نظر بدلا ہوا گلزار کا
کیا اطبا دم بخود کیون ہون نہ عیسی بہی یہان	ہو نہ جب ممکن علاج اس عشق کے بیمار کا
گرمئے بازار یوسف کی کہان تہی اسقدر	اک جہان دل دیکے طالب ہے ترے دیدار کا
یہ صدا پازیب کی جہنکار سے آتی ہی صاف	فتنہ محشر ہی بندہ ہے تری رفتار کا

رسا۔ محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

رسا تخلص۔ محمد وجیہ الدین نام۔ آپ محمد بہار الدین خان حیدرآبادی کے فرزند ہین۔ فارسی نوشت خواند ہین ہوشیار و مستعد ہین۔ ذہین و فطین ہین سخن سنجی و شعرگوئی مین خوش کلام و شیرین بیان ہین۔ آپنے ڈاکٹر احمد حسین صاحب

مائل ہے مشق کی ہے۔ مزاج مین شاعرانہ شوخی وظرافت ہے۔ شگفتہ جبین خندان روہین۔ یاران ہم مشرب کی مجلس کے رونق ہین بارک اللہ فی عمرہ۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً چھبیس برس کی ہوگی۔ معلوم نہین آپ کس محکمہ مین ملازم ہین

من اشعارہ الہندی

گر تجکو رسا یار کے دیدار کا ہے شوق
وقت آرایش نگہ پڑتے ہی مضطر ہو گیا
ہان جواب وصل کی تکرار دیتی ہے مزا
ذرہ ہائے خاک بہی زنجیر جوہر بنگئے

ولہ

آنکھون مین عینک خود رشید و قمر ہے آج
خود تڑپ کر عکس آئینہ سے باہر ہو گیا
آپکا انکار بہی قند مکرر ہو گیا
نقش پائے یار مرآت سکندر ہو گیا

رشید۔ محمد شکر اللہ خان لکھنوی

رشید تخلص محمد شکر اللہ نام۔ آپ لکھنو کے مشاہیر شرفا سے ہین۔ اما بہ سبب ہین علم و فضل سے آراستہ لیاقت و قابلیت سے پیراستہ ہین۔ شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہین۔ آپکو مرزا دبیر مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپ استاد کے مقام پیرو ہین مرثیہ و سلام نہایت ہی خوب کہتے ہین۔ اور ایسی خوبی سے پڑہتے ہین کہ سننے والے نہایت محظوظ ہوتے ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً ساٹھہ برس کی ہوگی۔ آپ کسی زبردست توسل و ذریعہ کی وجہ سے مدار المہام کے معتمد کے حکم سے بلائے گئے۔ آپ لکھنو سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اورنگ آباد صوبہ دکن مین تحصیلداری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کس ضلع اور تعلقہ مین ہین جہان ہون اللہ تعالے اُن کو خوش حال رکھے۔

من اشعاره الہندی

کیجیے نہ امتحان مرا غیرون کے سامنے
فرمائیے تو رکھدون کلیجہ نکال کے

مارا ہے تیغ ناز نے اک شوخ چشم کے
بہائے ہون زخم دل پہ زبان غزال کے

رفتار ناز سے کہین محشر بپا نہو
او ترک رکھہ زمین پہ قدم دیکھہ بھال کے

وله

بوئے وفا کچھہ آتی ہے اسے غیرت چمن
دل ہے سیکا یا گل تصویر ہاتھہ مین

ساقی کے فیض عام سے ہے دور آفتاب
جام سوال لے فلک پیر ہاتھہ مین

تصویر یار نے مجھے عامل بنا دیا
الفت کا نقش ہے پئے تسخیر ہاتھہ مین

رضا حسین رضا لکھنوی

رضا تخلص۔ رضا حسین نام۔ آپ شیخ مہدی علی لکھنوی کے خلف الصدق ہین آپکے بزرگ شاہان دلی کے زمانہ مین معزز و مکرم رہے۔ عہدہائے جلیلہ پر مامور رہے اور لکھنو مین بھی نواب شجاع الدولہ کے عہد مین عزت و آبرو سے بسر کرتے رہے۔ آپ عالم شباب مین مولوی ہادی علیصاحب اشک مرحوم اور مولوی عبد الغفور سے کتب درسیہ تحصیل کین مستعد و لائق ہین۔ اور شعرگوئی مین جناب اسیر لکھنوی کے شاگرد ہین۔ چندسال سے حیدرآباد مین رونق افزا ہین وکالت کرتے ہین۔ خوش مزاج و ظریف الطبع ہین۔ آپکا کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے۔ اسوقت آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی مجھے اسبات کا پتا نہین ملا کہ صاحب ترجمہ حیدرآباد مین کس محکمہ مین ملازم ہین۔ صرف اسقدر جانتا ہون کہ شاعر لائق ہین اور میرا اسقدر جاننا بھی گلدستون جدیدہ سے معلوم ہوا ہے۔

رہی گرمی نہ باقی نام کو خورشید محشر مین	قیامت کی تری تہی ہکشون کے دامن مین
خیال عارض جانان نہین ہر دیدہ تر مین	حنیہ شعلہ کا پیوند ہے پانیکی چادر مین
وہ مرغ خوشنوا ہون ایک عالم سننے آتا ہے	رہا کرتا ہے جب سے رات دن صیاد کے گہر سے
اُنہین کے منہ کا لقمہ تو غیر ہوتا ہے	جو مثل آسیا آٹھون پہر سینے ہین چکر مین
رضا اب چادر گل بہی نہین ہے اُنکی تربت پر	لدے رہتے تہے جو نازک بدن پہولونکی زیور مین

رائق حکیم باقر حسن خان

رائق تخلص - باقر حسن خان نام - آپکا مسقط الراس قصبہ او دگیر ضلع مدراس ہے - آپ معززین ہنونا عط سے ہین - آپ عربی و فارسی ہین استعداد کامل رکہتے تہے - فارسی کی نظم و نثر لکہنے مین فرد فرید شمار کئے جاتے تہے - آپکو تلمذ مولوی باقر آگاہ سے تہا - آپکا کلام نہایت فصیح و بلیغ ہوتا ہے - نواب اعظم جاہ بہادر کی مصاحبت تہے - نواب صاحب آپکی بہت تعظیم و تکریم فرماتے تہے - آپ نواب صاحب کے عنایت و کرم سے خوشحال و فارغ بال تہے - جب تک زندہ رہے خوش خرم رہے - تذکرہ گلدستہ کرناٹک آپ کی تالیف سے ہے - شعر و شاعری کے فریفتہ تہے - آخر آپ ۱۲۴۷ھ سنہ ہجری مین اس دارفانی سے عالم آخرت مین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بزاری عرض مطلب کن اجابت گر ہوس داری	اثر ہا در گرہ باشد دعائے وقت باران را
ہمین ادائے تو تنہا نہ آفت جان ست	بہ پردہ چشم ترا فتنہ ہائے پنہان ست
از تماشائے جہالت چہ بلا جوشد اشک	حشر طفلان شود آنجا کہ تماشا باشد

گرد بیہوشش ہر اگردش چشم سیہش	من ازین ساغر سرشار سیہ مست شدم

راقم - محمد حسین قادری

راقم تخلص - محمد حسین نام مشرباً قادری - آپ نجم الدین حسن خوشنویس کے صاحبزادے ہین - آپکی ولادت ۱۲۲۲ھ ہجری مین واقع ہوئی - مسقط الراس رائس ہے - آپ سن شعور کے بعد تحصیل علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے - مفتی بدرالدولہ بہادر کی خدمت مین تحصیل تکمیل سے فارغ ہوئے - آپکو شاعری کا شوق ہوا مولوی محی الدین واقف و ابوطیب خان والا وشائق کی خدمت مین مشق کلام کی - اساتذہ کی توجہ و اصلاح سے شاعر کامل ہوئے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے لطافت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - شائقین کو مطالعہ سے لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

گداخت شعلہ رویت دماغ آئینہ را	شکست مستی چشمت ایاغ آئینہ را
زجور چرخ نرستند خوبرویان ہم	نگاہ کن کلف ماہ وداغ آئینہ را
بسان خط شعاعی زتاب مہر رخت	نگہ بدیدۂ من رعشہ وار میگردد

رام - لالہ رام پرشاد

رام تخلص - لالا رام پرشاد نام - قوم کائتھ ساکہ سینہ - ساکن برہانپور - شاعر خوش فکر و سنجیدہ طبع تہا - کلام صاف و پاکیزہ کہتا تہا - معانی تازہ کو ایجاد کرتا تہا - سنہ ۱۲۴۲ھ ہجری مین فوت ہوا - من کلامہ

آہ حسرت می کشد از رشک ما باد صبا	از دم ما غنچۂ تصویر خندان می شود

راغب - میر مبارک اللہ خان

راغب تخلص - میر مبارک اللہ خان نام - بلخی الاصل ہین - آپکے بزرگان سلف قصبۂ امام علاقۂ بلخ مین متوطن تھے - آپکے جد امجد سید معصوم خان دادا سید عبد اللہ خان وطن مالوفہ سے حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے - حضور کی ملازمت سے مشرف ہوئے - حضور آصفجاہ نے آپکو منصب مناسب سے سرفراز کرکے اپنی مصاحبت مین رکہا - حضور کی زندگی تک خوش رہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد سید عاصم خان بہادر مبارز جنگ حیدرآباد سے نواب امیر الہند والاجاہ محمد علیخان بہادر کی خدمت مین مدراس گئے - نواب نے آپکی بہت خاطرداری و مدارات کی اور معزز خدمت پر مامور فرمایا - آپکے والد ماجد حسن خدمت کے ذریعہ سے درجہ مدار المہامی پر پہنچ گئے - بہادری جنگی خطاب سے مخاطب ہوئے - زمین مدراس مین راغب صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۲۰۳ھ ہجری مین واقع ہوئی - آپنے سن شعور کے بعد اساتذہ بزرگ سے کتب علوم و فنون تحصیل کین - تحصیل و تکمیل کے بعد سخن سنجی و شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے - چند روز کی مشق مین کلام سنجیدہ موزون فرمانے لگے - آپکے کلام سے نقادان سخن محظوظ ہوتے تھے - آپکی رنگین بیانی و شیرین معانی کی تعریف کرتے تھے - آپکے کلام سے فصاحت و بلاغت نمایان ہوتی تھی - آپکی سنہ وفات کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - آپکی تالیفات سے ایک ساقی نامہ - دوم فراقنامہ سوم دیوان ہین - اب مین آپکے چند اشعار گزارش کرتا ہون **ھو ھٰذا**

چون گل نرگس نمی آید بہم مژگانِ ما	وله	در تلاش کیست یا رب دیدۂ حیرانِ ما
آتش عشق کہ یا رب شعلہ زد در جان ما		شور ہا دارد کباب آسا دل بریانِ ما
در چمن کردم چو وصف نکہت گفتار او	وله	با زبان لال شد سر در گریبان غنچہ را
ہلالِ عید قربان ناز تیغ ابرویش دیدم	وله	برنگ نیم بسمل میکنم مشق طپیدن ہا
زبس دارم بسر سودائے عشق لاابالی را	وله	رگ برق از طپیدن کردہ ام تار نہانی را
چون شاخ گل پیالہ بکف باش در بہار	وله	دستے کہ بے مے است کم از پنجۂ چنار نیست
راغب اعروزم مجال لب کشائی ہا نماند	وله	من چگویم فکر نقش ہر مہم در کام ریخت
کس نکند ز بیکسی وقفہ پہلوئے من آہ	وله	ناوک او ہم از دلم برق صفت گذار کرد
چسان شہید ترا از طپش امان باشد	وله	تبسم تو نمک پاش زخم جان باشد
حصار عافیت بر مسند و قالین چہ میجوئی	وله	من از عزلت بنقش بوریائے خود زرہ پوشم
آنچہ در یک جام صہبا دیدہ ام در بزم یار	وله	سالہا باید کہ بیند در طلسم جامِ جم
باقیست کار و بار بہار از غبار من	وله	بیہودہ نیست رستنِ گل از مزار من
ز اضطراب خود آرام یافتم راغب	وله	بسان جنبش گہوارہ شد طپیدن من
ذرہ جانگداز عشق چو شمع	وله	گرم رفتار باش تا باشی
گشت از مضمون خط روشن مرا	وله	گلرخان دارند حسن عارضی

حرف السین المہملہ

سراج ۔ سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی

سراج تخلص ۔ سید سراج الدین نام ۔ آپ سادات حسینی خاندان مشائخ سے تھے ۔ تربیت و تعلیم اسی شہر فیض بہر میں پائی ۔ آپنے اپنا حال منتخب دواوین کے

دیباچہ مین لکھا۔ ہم اُسکا ترجمہ بجنسہ لکھتے ہین۔ اور اُس منتخب کا نام ریختی (منتخب دیوانہا) ہے
یہہ فقیر بارہ برس کی عمر مین جوش جذبہ و غلبۂ شوق سے سات برس تک برہنہ تن
و برہنہ سر رہا۔ اکثر اوقات عالم بیخودی مین حضرت شاہ برہان الدین غریب دولت آبادی
کے روضہ کے اطراف مین گھومتا تہا۔ اسی دور و طواف مین رات دن بسر کرتا تہا
اور اسی حالت مستی مین اکثر اشعار فارسی زبان سے برآمد ہوتے تہے۔ مگر تحریر کے
دائرہ مین نہین آتے تہے۔ اگر اتفاقاً کوئی شائق حاضر ہوتا تہا تو لکھہ لیتا تہا
کاش اگر وہ تمام اشعار موجود ہوتے تو ایک ضخیم و بزرگ دیوان مرتب ہو جاتا۔ اور اُنکے
دیکھنے سے عالم کو تعجب ہوتا۔ اور اُن کو الہامات سے تصور کرتے۔ بعد مدت مذکورہ کے
بعد حضرت خواجہ سید شاہ عبد الرحمن چشتی الصوفی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کی خدمت مین
پہنچا۔ حسن ارادت سے مرید ہوا۔ اُن دنون مین بپاس خاطر عزیزی عبد الرسول خانصاحب جنت
جو فقیر کے برادر طریقت تہے اکثر اشعار ریختہ زبان مین لکھے گئے۔ خانصاحب نے
جواہر متفرق کو جو تخمیناً پانچ ہزار اشعار تہے۔ حرف تہجی مین ترتیب دیا۔ اور کامل
دیوان شائقین کی خدمت مین بہیجا۔ شہر مین دیوان کی شہرت ہوئی۔ پہر فقیر نے
بمقتضائے الفقر فخری فقیری اختیار کی۔ اور مرشد کے حکم سے شعر گوئی ترک کی۔
اسوقت سترواں سال ہے کہ ابتک ایک فرد بہی نہین لکہی انتہی کلامہ۔

چمنستان و تحفۃ الشعرا کے مولفین نے لکہا کہ جناب سراج صاحب روزگار کے فقیر باکمال
تہے۔ مقبول درگاہ بے نیاز۔ مسافر دوست و غریب نواز تہے۔ گوشہ نشین و خلوت گزین
پاکیزہ دل و پاکیزہ دین تہے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری اس درجہ تہی کہ ہر کس و ناکس
کے سامنے جہکے جاتے تہے۔ سبکروح و نفس ملکہ تہے۔ بوڑہون مین بوڑہے جوانون مین

جوان بچّون مین بچے بنتے تھے ۔ نہایت خوشی ہنسی سے ملتے تھے ۔ اہل دکن کیا امیر و کیا
فقیر سب آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے ۔ جناب میر صاحب نے نکات الشعرا مین
لکھا کہ سید سراج سید حمزہ کا شاگرد ہے ۔ شاید ہو ۔ مگر مشہور ہے کہ آپکی شاعری خداداد
تھی ۔ آپنے کسی سے اصلاح نہین لی آپ خدا کے شاگرد تھے ۔ آپنے کلام کو اُس خوبی
و خوش اسلوبی سے ترکیب دیا کہ اُستادانہ کلام معلوم ہوتا ہے مضامین پاکیزہ و معانی
تازہ کو اُس انداز سے بیان کیا ہے کہ پڑھنے سے لطف و مزہ آتا ہے ۔ ولی اورنگ آبادی

شاعری

کے بعد شعر ریختہ کا بازار آپہی کی بدولت گرم ہوا ۔ اور شعر و سخن کا افسردہ چمن تازہ دم ہوا
آپ کی سخن کا آوازہ اطراف دکن مین عالم بالا کو پہنچا ۔ اور کلام کی قبولیت نے وہ رتبہ پایا
کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول ہوا ۔ اور آپ فارسی شعرگوئی مین بھی شعرا کی مجلس مین
روشن چراغ ۔ خوش کلام و عالی دماغ تھے ۔ فارسی کلام کی بندش با محاورہ اور
ہر ایک شعر مین لطف و خوبی کا ذخیرہ ۔ کلام کی چستی و زبان کی درستی نے وہ رنگ
دکھایا کہ اہل زبان بول اُٹھتے کہ یہہ ایرانی الاصل ہے ۔ دیکھو کلام بھی زبان حال سے
کہہ رہا ہے کہ یہہ بزرگ ہندی الاصل نہین ہے ۔ آپ دونون زبان مین حسب مذاق دیوان
ہین ۔ فقیر سعودی کو نہایت تلاش و جستجو سے ہندی دیوان کامل ملا ہے ۔ افسوس کہ فارسی
دیوان نہین ملا مگر منتخب اشعار ملے ہین لیکن وہ بھی موسی ندی کی طغیانی مین گل آلود ہوگئے
ہین ہم آپکے احوال کے خاتمہ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھین گے ۔

انداز کلام

آپکا کلام بھی ولی کیطرح ایہام و دو معانی الفاظ سے پاک و صاف ہے ۔ سیدھا سادہ بیان
ہے ۔ تکلف و بناوٹ کا نشان نہین ۔ اکثر غزلون مین حسن و عشق کے کرشمے و معشوق
کے غمزے ہین ۔ خط و خال کے سبزے لب و رخسار کے پھل بوٹے ہین ۔ دیکھنے سے گلزار کی

سیر کا لطف ہوتا ہے۔ اور پڑہنے سے قند و نبات کا مزہ آتا ہے۔ اور بعض اشعار مین توحید و معرفت کا نقشا ور بعض مین محویت کا تماشا ہے۔ جو عارف ہین اُن کے مطالعہ سے بیتاب و بیخود ہوتے ہین۔ ہوش سے بیہوش ہوتے ہین۔

چمنستان کے مولف نے لکہا کہ سراج دکنی ریختہ گوئی مین ولی کا قائم مقام تہا۔ اس ملک مین استادی کے رتبہ کو پہنچا تہا۔ ولی نے اس زمین مین جو کچہہ پودے جمائے تہے، اور جو کچہہ سبزے لگائے تہے۔ سراج نے اُن کو اپنی توجہ کے پانی سے سیراب شاداب کیا خوب پہولے اور پہلے۔ اہل دکن نے کمال رغبت سے چنے اور اُن سے مزے اُٹہائے۔

ولی کے بعد دکن مین سراج کا چراغ روشن ہوا۔ اسی کی روشنی نے دکن کو گہیر لیا اور خاص و عام کو چمکا دیا۔ اطراف و اقطار مین انہین کے اشعار کی چمک دمک تہی اور کوچہ و بازار مین انہی کی خوشبو لپک رہی تہی۔ شہر مین کوئی محفل ایسی نہ تہی جسمین آپ نہون۔ ہر ایک محفل مین آپ ہی صدر ہوتے تہے۔ مشائخ و علما آپکی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپ چشتیہ طریقہ کے پابند تہے۔ ہفتہ مین ایک روز محفل سماع فرماتے تہے۔ اسمین شہر کے اکثر عمائد و مشائخ جمع ہوتے تہے۔ قوال و گوّیے آپکی غزلین سناتے تہے۔ کبہی سامعین کو رُلاتے کبہی لٹاتے تہے۔ کوئی وجد و حال مین تڑپتا تہا۔ کوئی وحدت کی دریا مین ڈوبتا تہا۔ صوفیائے کرام لطف و مزہ پاتے تہے آنکہون سے آنسو بہاتے تہے۔ مجلس مین آپکا وہ رعب و داب تہا کہ سب اہل مجلس با ادب عالم سکوت مین ہوتے تہے۔ سانس لینا بہی خلاف ادب سمجہتے تہے۔ آپکی نظر و توجہ مین وہ جلال و اثر تہا جس پر توجہ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تہا اور جسپر ہاتہہ رکہتے لوٹ پوٹ ہو جاتا تہا۔ بڑے صاحب کمال و صاحب دل اُنکے قوال تہے

جو کچھ پاس ہوتا تھا یا نذرانہ آتا تھا وہ سب قوالون کے نذر ہوتا تھا۔ زندہ دل
خاک سیرت پاک طینت تھے۔ زندگی توکل و قناعت پر بسر کرتے تھے۔ تا بمرگ
کسی سے سائل نہین ہوئے۔ نہ دنیا و ما فیہا کے طرف مائل ہوئے۔ اکثر امرا آپ کی
خدمت کرتے تھے۔ آپ کو کسی کی پروا نہ تھی۔ اُسوقت دکن مین آپکے معاصرین مین سے
میر غلام علی آزاد بلگرامی و عبدالوہاب افتخار دولت آبادی و ظفر بیگ ظفر اورنگ آبادی
محمد فقیہ دردمند اورنگ آبادی۔ مرزا محمد باقر شہید و جان مرزا رسا۔ و موسوی خان جرأت
اورنگ آبادی و عبدالقادر سامی اورنگ آبادی و عارف الدینخان عاجز۔ و موسوی خان
فطرت خافی خان۔ و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی و میر اولاد محمد ذکا بلگرامی وغیرہ
شعرا و علما و مشائخ تھے۔ خوب مشاعرے و جلسے حریفان ہم مشرب کے ہوتے تھے۔ آپ
باوجود گوشہ نشینی بزرگون کے اعراس اور شعرا کے مشاعرون مین ضرور شریک ہوتے تھے
اگرچہ درویشی کے بعد شعرگوئی ترک کردی تھی مگر کبھی کبھی یاران ہم جلسہ کے اصرار سے
کہدیتے تھے۔ شعرا کے کلام کو نہایت شوق سے سنتے تھے۔ غور و فکر کی ترازو
مین خوب تولتے تھے۔ نقاد سخن تھے۔ منصف مزاج و حق پسند تھے۔ سخن سنجیدہ
و کلام پسندہ کی داد دیتے تھے۔ شعرا کے دلون کو باغ باغ کردیتے تھے۔ جناب آزاد
بلگرامی و میر اولاد محمد بلگرامی و لچھمی نرائن اورنگ آبادی سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے۔
آپنے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اساتذہ کے دواوین فارسی کا منتخب بنایا۔ اُسمین متقدمین
و معاصرین کا کلام جمع کیا۔ کتاب مین شعرا کے نام حروف تہجی پر لکھے اور ردیف کی
رعایت بھی کی ہے اور مجموعہ کا تاریخی نام (منتخب دیوانہا) رکھا۔ مجموعہ ضخیم ہے
اُسمین کئی ہزار اشعار ہین۔ منتخب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقاد سخن تھے

معاصرین کے مختصر حال

تاریخ تالیف و تصنیف

کہرے اور کہوٹے کو خوب پرکھتے تھے۔ دواوین مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے ہین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے للہ درہٗ۔ صاحب چمنستان نے لکھا کہ آپنے ۱۲۷۳ ہجری مین ایک مثنوی مسمّی بہ بوستان خیال لکھی اسکی ایکہزار ساٹھہ ابیات مین مثنوی ریختہ زبان مین ہے۔ آپنے اُسمین جوش طبیعت و شوق دل سے خوب ہی عرق ریزی کی۔ مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کے جمع کرنے مین نہایت ہی دلسوزی کی۔ گل و بلبل کا فسانہ ہے۔ گل پہ بلبل دیوانہ ہے۔ ان دونون کا قصہ ہے کہین گل کے ناز و انداز ہین کہین بلبل کے سوز و گداز ہین۔ کہین نالۂ جانخراش کے جولانیان کہین شب فراق کی طولانیان ہین۔ غرض یہہ قصہ شروع سے آخر تک عاشق و معشوق کے حالات کا نقشا ہے۔ خزان و بہار و لیل و نہار کا تماشا ہے۔

عقائد

خوش عقیدہ۔ سنن و فرائض کے پابند تھے۔ ائمۂ دین کے اقوال و افعال پر کاربند پیر و مرشد سے نہایت ہی خلوص ارادت رکھتے تھے۔ فنافی الشیخ کے مرتبہ مین تھے آپکا شعر شاہد حال ہے ؎

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر	شغل جاری رکہہ ہر اکدم مین ہوا رحمان کا
یار کا دیدار پا کر اے سراج	شکر رحمان کر کہ تو واصل ہوا

تعلی و تفاخر

آپنے بہی تعلّی و تفاخر مین غزلون کے مقطعون مین شعراء سلف و خلف کی ہمسری کی ہے ہم دیوان سے چند فخریہ اشعار لکھتے ہین **وھو ہذا**

نہین دہا سخن آبدار کا موتی	سراج طبع کے سب جوہران کو رول چکا

وہ شکرین لب نے گوش دل سون سنا تمام شکر پہ ریختہ کو
کہا یہ میٹھی بچن سے مجکو سراج شیرین کلام دستا

تجھے بنا اے سراج بعد ولی کے
کوئی صاحب سخن نہین دیکھا

اے سراج آرزوئے قند نہین
شعر تیرا ہے جیون نبات لذیذ

شاید کہ بعد مرگ کرین یاد خاص عام
مشہور ہین سراج کا شیرین سخن ہنوز

سراج از بسکہ ہے اشعار رنگین مین
مثال گل ہر ایک طبع کو مرغوب آتا ہے

ایکروز آپ نے پوچھی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے آزاد بلگرامی کے شعر مین سے ؎

صد رنگ وحشت است پری را ز آئینہ
دلہا چرا ارادہ تسخیر می کند

رم کردن پری را ز آئینہ کی سند طلب کی۔ شفیق نے خاقانی کی بیت سند پیش کی ؎

ساقی بزم چون پری جام بکف آئینہ
او نزد جام اگر ز آئینہ می رمد پری

آپ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا آج ہمکو بہہ فائدہ حاصل ہوا۔

آخر چوتھی تاریخ شوال یوم جمعہ ۱۱۷۷ھ گیارہ سے ستہتر ہجری مین آپکی ہستی کا چراغ ہوائے نیستی سے گل ہوا۔ اور چمن بہشت کا رونق افزا ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین کے لیئے شہر کے عمائد و مشائخ آئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مبارک کو اٹہائے عظمت و شان سے چوک کی مسجد مین لائے۔ جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ جنازہ کی نماز مین دو ڈہائی ہزار آدمی تھے۔ مقبرہ مین دفن کیئے گئے۔ شعرا و معاصرین نے آپ کی رحلت کی تاریخین لکہی ہین۔ از آنجملہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہی ؎

شمع شعرا سراج خوش فکر
در ماتم او سخن سیہ پوش

تاریخ وفات او خرد گفت
ہے ہے مصباح بند خاموش
۱۱۷۷

میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نزیل اورنگ آبادی نے کہی ؎

چراغِ دودۂ آلِ عبا سراج الدین
که بود روشن ازو محفلِ سخندانی

نمود چارم شوال و صبح آدینہ
بشمع انجمن عمر دامن افشانی

زتیرہ بزم جہانِ فنا بدار بقا
فروغ ناصیۂ خویش کرد ارزانی

کشید شعلۂ تاریخ سر ز طبعِ ذکا
سراج بزم ارم نمودہ نورانی

طبعزاد لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے

سید حق پرست معنی سنج
که از و یافت شعرِ حسن رواج

سال فوتش شفیق کرد رقم
رو بر آسمان نمود شاہ سراج

اب ہم یہاں سے اُن کے اشعار آبدار لکھتے ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

جلوۂ دوست سراز پردہ کشیدم دیدم
انچہ از نغمۂ عشاق شنیدم دیدم

گل ہر رنگ حقیقت کہ بدامانم بود
ہمچو اشک از مژۂ خویش چکیدم دیدم

دانہ سان ریشۂ سرسبزی من دامن بود
خاک گردیدم از خاک دمیدم دیدم

ولہ

کار خونین جگران قابل تحسین کردند
مژۂ اشک فشان پنجۂ گلچین کردند

تا بدانند کہ حیران پریروئے بود
قبر دیوانہ ام از آئینہ سنگین کردند

بوسۂ چند ہوس دارم ازین لب شکران
کز تبسم دہن آئینہ شیرین کردند

ولہ

شوق من بامہ ہر خار کہ گلبازی کرد
چون قد یار سر شیوۂ طنازی کرد

حیرت دیدہ خبر دارد ز عالم باشد
پریان آئینہ را آئینہ غمازی کرد

ہر کہ از سیر گلستان جمالش گل چید
آفرین بر نگۂ بلبل شیرازی کرد

ولہ

روئے او از مئی گلگون عرق افشان شدہ است
در پری خانۂ آئینہ چراغان شدہ است

گل بسر دارد و از سیر چمن می آید — وله — چشم بد دور که امروز گلستان شده است

از ابروی کج تو دلم کی رها شود — وله — شنیده ام که گوشت ز ناخن جدا شود

رنگ گل بوی سخن دارد و لیکن شعله خوست — وله — لاله سان در سینه دارم داغ نافرمانیش

نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را — قشقه کفرست داغ سجده بر پیشانیش

سبزهٔ صحن چمن خار کف پای من است — وله — سایه پرور در خط پشت لب بام توام

ببینم شرم وصل و محو خیالم می کند — وله — شکر لله نیستم شرمندهٔ روی کسی

طرفه باشد ز خزان شور نواهش خبر باد — دیده در خواب بلبل از گل روی کسی

سخن کز دهن تنگ تو بیرون آید — وله — نکهت غنچهٔ تصویر عدم میدانم

چون چراغ سحر از جان شده ام بی سراج — دامن افشاندن او عین کرم میدانم

سینه صافان در تلاش خم دنیایی نیستند — وله — بغرض رخانه آئینه می آئیم ما

دل چو در وصف دهن تنگ تو می کرد رقم — وله — زیر مشق از ورق دیدهٔ عنقا میکرد

ناز عشق ادا کردنیست عاشق را — وله — خوشم که دست ز جان شستم و وضو کردم

بیگانه است ازین چمن سراسر خزان — وله — هر کس که همچو غنچه بپاس دم آشنا است

هر صید دیده ام ز صیاد دام کند — صیاد ما ز صید بطرز رم آشناست

جان دادن خوش بین جگران بی سببی نیست — وله — از گوشهٔ ابروی تو ایما شده است

شد سراپای من از خط شعاعی روشن — وله — هر سر مو به تنم خامهٔ تصویر که بود

آتشی در دل و افسوخته افتاد سراج — وله — باز سیماب خاکستر اکسیر چکید

ای آنکه بهار گلشن امکانی — رباعی — در پردهٔ نهان بصورت انسانی

با ذات احد توهی صفات احد — جان را بدنی و هم بدن را جانی

اے آنکه بخویشتن گرفتاری تو — وله — بیجاست که در تلاش دیداری تو

کے جلوهٔ مهر پرتو پرتو فکند — تا در کف سایهٔ دیواری تو

تا بوالهوس عشق پریشان شده است — وله — از کردهٔ خویشتن پشیمان شده است

آن شوخ بجز مهرهٔ جمد هر نخرید — بے سودهٔ لخت دل چه ارزان شده است

مردم و دردل تمنائے گل و شمشاد ماند — وله — تا قیامت ستم بر گردن صیاد ماند

جوهری دانسته بودم قدر دل نشناختی — وله — آخر ای لعل گران قیمت نمک انداختی

ترا که آئینه از هر جلوه در کار است — وله — دلم هر آئینه مشکن زیان سرکار است

دلم که تازه اسیر غم تو شد رحمی — جوان قابل و اصلش ز شهر بدار است

من اشعاره الهندی

یاد رکھیو دل خون گشته که جنون تکمه لعل — وله — جامه زیبون کے گریبان کا گلوگیر نهو

ہوا ہے دست بیعت خان وادی مین ترے غم کے — وله — رہیگا سلسله آنسو کا جاری روز محشر تک

مجھ نگین داغ دل پر نقش ہے حرف وفا — وله — عشق کے امت مین ہون مهر نبوت کی قسم

بہار ساقی ہے بزم گلشن مین مطرب نا چمن شیدا ہی — وله — پیاله گل ہے سر شیشه شراب بو اور گل گلابی

شعر رنگین کے غزلون کو کیا صید سراج — وله — رشتهٔ دام ہے تار نگه چشم خیال

کافر ہوا ہون رشتهٔ زنار کی قسم — وله — تجھ زلف حلقه دار کے ہر تار کی قسم

ہرگز مریض ہجر کو بن وصل نین علاج — اسکی ادا کی نرگس بیمار کی قسم

اس گلبدن کی کاکل پر پیچ کا جمال — زنار مجھ گلے کا ہوا ہار کی قسم

تیرے بہون کی یاد نے سگر سے کیا ہے دل — ہے ذو الفقار حیدر کرار کی قسم

دل ہے مثال بلبل و پروانه شوقمند — اس شمع رو کے چہرهٔ گلنار کی قسم

درشن دکھا کے آتش غم کو مرے بجھا
میں تشنہ لب ہوں درشن دیدار کی قسم

دو کار گر ضیا ہے مجھے آنکھوں میں رکھ قدم
ہے تجکو میرے دیدۂ خونبار کی قسم

اس گلبدن کے شوق سے گلشن میں اے سراج
گلزار لالہ زار ہے گلزار کی قسم

اس سبز خط کی یاد اگر دل میں لائے
لخت جگر تراش زمرد بنائے

نین حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

آہ سوزاں ہے میرے دامن صحرا میں سراج
قبر مجنوں پہ چراغاں نہوا تھا سو ہوا

ڈورے نہیں ہیں رخ ترے چشم مست میں
شاید چڑھا ہے خون کسی بیگناہ کا

بیخطی میں عیاں ہے سبزۂ خط
میرے عارض میں بسکہ صافی ہے

تیرے جو لب پہ نمودار ہے سیاہی خط
خبر بھی ہے اثر دود آہ کسکا ہے

زندگانی درد سر ہے یار بن
کوئی بیمار ہے سر کو آکے جھاڑے

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو میں رہا نہ تو تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا مجھے لباس برہنگی کیا
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

بنے ہے بن ہوا تیرے جدائی کی صحرم
گلے میں بلبلوں کے موج رنگ گل کی ہیکلی ہے

سالم - محمد کرم بخش

سالم تخلص - محمد کرم بخش نام ہے۔ آپ فاروقی الاصل ہیں۔ آپکی نسب کا سلسلہ بتیس واسطے سے حضرت عمر فاروق خلیفۂ دوم سے منتہی ہوتا ہے۔ پرگنہ پاتھری پرجو اورنگ آباد سے ساٹھ کوس فاصلہ پر ہے۔ خدمت قضا پر مامور تھے۔ خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں معزول ہوئے۔ بحالی خدمت کیلئے

شہر حیدرآباد مین آئے۔ مقالات غرائب کا مولف لکھتا ہے کہ نواب صمصام الملک بہادر صارم کے دربار مین فقیر سے ملاقات ہوتی ہے مجھہ سے اتحاد دلی رکھتے ہین۔ آپ علم عربی مین مہارت رکھتے ہین فارسی مین بھی لائق ہین۔ خوش خلق کشادہ رو بدیہہ گو سخن شناس معنی رس ہین۔ مین نے تذکرہ مقالات غرائب آپ ہی کی تحریک سے لکھا قاضی صاحب مسودات کے صاف کرنے مین دلدہی فرماتے تھے۔ خداتعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے۔ آپکو تلمذ میر اولاد محمد خان ذکا سے تھا۔ آپکی طبیعت شعر گوئی مین برق تھی۔ کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا اور آپکی ولادت معلوم نہین ہوی نہ سنہ وفات کا پتا ملا

من اشعارہ الفارسی

او نہ از سوئے چمن گلدستہ می آرد بدست
صد دل بلبل شکستہ و بستہ می آرد بدست

بعد مردن ہم توانم گشت دامن گیر او
از مزار من بجائے سبزہ خار آید برون

گدامی شعلہ روزد در دلم یارب قدم رنگین
کہ میریزد سرشک من چو خون از چشم نم رنگین

نہم جائے صدف برگ گل و شنگرف تر سازم
بوصف لالہ روئے گر کنم حرفے رقم رنگین

بہر صید دل بہر نحیکہ می آئی خوش است
رسم شوخی تحفہ طرز حجاب تحفہ

من اشعارہ الہندی

تن شیرین پہ چسپان جسنے دیکھا ہے جوڑا
اُسی دم کوہکن سا تیشہ حسرت سے سر پھوڑا

کنائے زلف کے نزدیک کیا بل کھا کے گرتے ہین
کہ کالے ناگ نے گویا الٹ کر کے چلے چھوڑا

گذر گئی عمر سب جوش قامتوں کے ٹھوکرین کھاتے
ہمارا سر بھی سالم ہے گویا اس بات کا روڑا

خاک میری مست بیابان سے اڑا اے گردباد
ان غزالونکی مجھے پھر نقش پا آوین گے یاد

خوبرویونکو نہین پردے مین ہرگز اعتبار — وله — دُر صدف کے قید سے نکلے پہ پاتا ہے وقار

دیکھیے آتا ہے قاتل کسطرح خنجر بکف — وله — ایک مین ہون سو تو آئے ہے رہا ہو شہر بکف

کس بہت طامع ہے اے خورشید سونے تجھے — ہر سحر دیکھا تو آتا ہے لیئے توزر بکف

مجھے تو ہے عبث کیون نیم بسمل کر دیا قاتل — وله — نہ جیتا ہون نہ پورا مر چکا یہہ کیا قاتل

بچے کسطرح جو دسے ابرو کا ہو مارا — کہین بہی تیغ زہرآلود کا زخمی جیا قاتل

زیب دیتا ہے زری جوڑا سنہری رنگ پر — وله — شعلہ رویون سے مناسب ہے رکہے پاس راہ

اس حنائی دست پر دیکھا ہون سالم دست بند — کر لیا ہے پنجہ مرجان سے کیا الماس راہ

سالک - مرزا سالک یزدی

سالک تخلص - مرزا سالک نام - یزدی الاصل ہے - شاعر خوش مقال و نازک خیال تہا - آزادانہ مشرب تہا درویشانہ زندگی بسر کرتا تہا - مدت تک عراق و فارس مین سفر کرتا رہا - اور وہان سے ہند مین وارد ہوا - حیدرآباد دکن مین عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین پہنچا - قطب شاہ نے سالک کی بڑی عزت کی اور منصب مناسب مقرر کر دیا چند مدت تک خوش خرم رہا - جب قوم مغل بوجہ فساد حیدرآباد سے نکالی گئی - اسوقت بیچارہ سالک بہی بیقصور اپنی قوم کے ساتھہ نکالا گیا - وہان سے نکلا - دلی مین آیا شاہجہانی ملازمت مین شریک ہوا - مدۃ العمر بادشاہ ہند کی مدح کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا - دہلی مین مدفون ہوا -

میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سالک کا کلام شستہ و ہموار ہے لطافت و خوبی سے خالی نہین ہے - اور یہہ بہی نقل کیا کہ حکیم رکنا کاشی کہتا تہا

کہ اگر تمام عالم کے اشعار ایک طرف رکہیں اور سالک کا یہہ شعر مندرجۂ ذیل کو دوسری طرف اور مجکو ممیز قرار دین تو مین سالک کے شعر کو تمام پر ترجیح دونگا وہ یہہ ہے ؎

از بس بدشت کردہ ام آشفتہ نالہا
چون زلف دلبران شدہ شاخ غزالہا

انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شکست شیشۂ خاطر ز ساغرم پیداست — چو لالہ داغ دل از کاسۂ سرم پیداست
جواب نامۂ من غیر ناامیدی نیست — ز دست سودن بال کبوترم پیداست
ولہ — در ہوائے عشق پروردم دل دیوانہ را — چون سپند از بہر آتش سبز کردم دانہ را
ولہ — ناخن توفیق نگشاید گرہ از کار ما — چون رگ سنگست محکم رشتۂ زنار ما
ولہ — آشنائی کہنہ چون گردید بے لذت بود — کوزۂ نو یکدو روزی سرد سازد آب را
ولہ — دشت جنون کوہ بلا را خبر بادہ ام — فہرست برقبالہ من داغ لالہا
ولہ — در دور رخت زلف بصد قیمت جا نیست — دیوانہ زبس پر شدہ زنجیر گرانست
ولہ — ز برق آہ می سوزم سراپا کوہ و صحرا را — باشک تلخ می گویم جواب شور دریا را
ولہ — نوائے نالہ نے میرسد بغارت ہوش — تو برق تازی این نے سوار را دریاب
ولہ — در خور خرج بود دخل دیوان قضا — نرود تا نفسے کے نفسے می آید
ولہ — زبان ہرزہ درایان توان بستن بنرمی — کہ پنبہ سرمۂ خاموشی جرس باشد
ولہ — از دو عالم گوشۂ چشم بتان ما را بس است — نیم بختان را چو داغ لالہ یک گل جا بس است
ولہ — نہ تنہا گردباد از شوق او بیتاب میگردد — کہ مستی می کند بحر و بگرداب می گردد

سبقت - لالہ سکھراج لکھنوی

سبقت تخلص - لالہ سکھراج نام - وطن لکھنو - قوم کایتہ انایہ سے تہا - لالہ صاحب کے بزرگان سلف عمدۃ الملک اسدخان وزیر اعظم عالمگیری کی سرکار مین معزز خدمات پر متقرر تہے - سبقت عالم جوانی مین علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل و کسب علوم مین مشغول ہوا - چند مدت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوکر شاعری کیطرف مائل ہوا - کلام موزون کرتا تہا اور میرزا بیدل سے اصلاح لیتا تہا - میرزا اصلاح کیوقت فرماتے تہے کہ سبقت تمام منوو پر سبقت لیجاتا ہے - رفتہ رفتہ ایسا شاعر ہوا کہ معاصرین نے اُسکو لائق شعرا کے گروہ مین شمار کیا -

سید اسد اللہ خان معروف بہ نواب اولیا عمہ زادہ قطب الملک بارہہ کے سرکار مین ملازم تہا اولا چندروز میر سلطانی کا کام انجام دیتا رہا - بعد بین خدمت دیوانی پر مامور ہوا - دکن کے محاربات مین امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کے لشکر مین تہا - اکثر نمایان کام کئے - جب امیر الامرا نے داؤد خان پنی پر برہانپور مین فتح پائی - فتحنامہ نظم مین منظوم کرکے پیش کیا - تقریبا اُسکی ساٹہہ سوابیات ہون گے - بادشاہ نے پانصدی منصب اور انعام سے سرفراز فرمایا - سادات بارہہ کے برہمی کے بعد صوبہ مالوا مین بصیغہ جمعداری بسر کرتا تہا - اُسکے ماتحت مین سو سوار تہے - لالہ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ فقیر اوائل جوانی سے آپکی خدمت مین نیاز رکہتا ہے - اور آپ سے تلمذ حاصل کیا ہم عمری کیوجہ سے بے تکلفانہ محبت کرتا تہا - انتہی کلامہ

آخر ماہ شعبان ۱۱۳۸ ہجری مین صوبہ مالوا مین راجہ گردہر بہادر ناگر گجراتی کی خدمت

شہر اورنگ آباد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

مرا گنجفہ بازی بود نظر بازی کہ میکند ورق آفتاب آئینہ را

سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی

سخن تخلص۔ سید محمد خان نام۔ اصفہانی المولد ہے۔ شاعر خوش کلام و شیرین بیان تھا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تھا۔ خلیق و لئیق تھا۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ خوش صحبت تھا۔ اصفہان سے شہر مچھلی بندر مین پہنچا۔ تجارت کرنے لگا۔ شہر مذکور سے مدراس مین آیا نواب امیر الامرا بہادر والی مدراس کی ملازمت مین مشرف ہوا اور خطاب خانی سے ممتاز۔ پہر چند روز کے بعد والاجاہی زمانہ مین دیوانخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور بہادری کے خطاب سے سرفراز۔ حیدر آباد دکن مین بطریق سیر آیا ہے۔ صاحب دیوان ہے دیوان مختصر ہے اُسمین چند قصائد و غزلین ہین۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین سخن گوئی سے خاموش ہوا یعنی فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

بدل خارے ز عشق گلعذار کردہ ام پیدا ازین خواری بعالم اعتباری کردہ ام پیدا

اشک خونین ز سراپردۂ دل میرسد موسم گلکاریہاست

در شب ہجر خیال رخ دوست سرمۂ دیدۂ بیداریہاست

آسمان ہرگز دل اہل وفا را خوش نکرد کار او در بیوفائی چون دل آزار من

ساقیا فصل گل آمد عیش بستان خوش است می کشانرا روئی گل با نغمۂ دستان خوش است

حسرت دوریت از دیدۂ من خواب ربود اینقدر شد کہ بخمیازہ ہم آغوشم کرد

بلبل آنکہ ترا نغمہ سرا کرد مرا
نازراز رخصت بیدا دمدہ اے طناز
شکوہ از دست تو ہرجا نتوانم کرد

در چمن قمری آن سرو قبا پوشم کرد
گر دل سوختہ آہنگ میدن دارد
زاری من بسر کو تو دیدن دارد

سعدی

سعدی تخلص ۔ شعراء دکن سے مشہور ہے ۔ اُسکی زبان روزمرہ دکن سے آشنا ۔ دکنی لب و لہجہ اُسکے کلام سے ظاہر ہے ۔ اُسکا مرقد خاندیس مین برہانپور کے قریب جوار مین مشہور ہے ۔ صاحب نکات الشعرا نے اُسکے دو تین اشعار لکھے ہین ۔ انکے سوائے کوئی اور نہین ملے ۔ ہم بہی نکات الشعرا سے انہین اشعار کو نقل کرتے ہین ۔ بعض تذکرہ نویسون نے سعدی دکنی کو سعدی شیرازی لکہدیا ۔ اُنہون نے بڑی غلطی کی

من اشعارہ الهندی

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا ہور دکہہ دیا
روئین کے گہر مین بہرن رو رو بجہو دلکو بہرون
سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ

تم یہہ کیا ہم وہ کیا ایسی بہلی یہہ بہت ہے
پیش سگ کوے ہرن پیا نجاو ہمیت ہے
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

سید ۔ سید علیخان

سید تخلص ۔ سید علیخان نام ۔ جواہر رقم خان خطاب ۔ سید صحیح النسب ایرانی الاصل تہا ۔ فضائل و کمالات سے آراستہ انشا پردازی و نظم و نثر مین بلند پرواز تہا ۔ سخن سنجی و نکتہ گوئی شعر مین نہایت ہی ہوشیار و چالاک تہا ۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا

خوش نویسی مین استاد تہا اکثر خطوط حسن خوبی کے ساتہہ لکہتا تہا۔ عالمگیری زمانہ مین ولایت سے ہند مین وارد ہوا بادشاہ نے کتب خانہ کی داروغگی سے سرفراز فرمایا۔ اکثر مضامین شاہی اسی بزرگ کے قلم سے لکہائے جاتے تہے۔ بادشاہ نے خوشخطی کیوجہ جواہر رقم خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا تہا۔ اکثر اوقات بادشاہی مسوّدات کو مبیضہ کرتا تہا ۱۱۶۸ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اورنگ آباد دکن مین دفن ہوا۔ **من اشعارہ**

من آن مرغم کہ نوحہ در قفس دارم صفیری می کشم تا نعرہ وارئی نفس دارم

سرخوش۔ محمد علیم الزمان

سرخوش تخلص۔ محمد علیم الزمان نام۔ آپ مولوی شیخ وجیہ الزمان مرحوم کے خلف الصدق ہین۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم ہین تکمیل کی فکر کر رہے تہے کہ شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ تکمیل کتب کی فکر جاتی رہی۔ بندش و تلاش معانی کی فکر کرنے لگے۔ آپ امیر احمد امیر لکہنوی سے مشق کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ آپکا کلام باکیزہ و شستہ ہونے لگا۔ آپ جو کچہہ کہتے ہین اُسمین شستگی و پختگی نظر آتی ہے ۱۳۰۰ھ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تہے۔ چند مدت تلاش معاش مین متردد رہے آخر عدالت مالگذاری مین صیغہ دار ہو گئے تہے۔ چند مدت کے بعد عازم ملک بقا ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

قضا بہی ہو گئی مقتل مین مضطرب سرخوش
اگر نہ تہا تو تمہین کو کچہہ اضطراب نہ تہا

ایک پہلو مین پری ایک وہ حور رہے
ایک طرف نار رہے ایکطرف نور رہے

کرینگے دہر ہی مین صنم کو تلاش ہم
لین گے نہ جاکے کعبہ مین احسان خلیل کا

سخی - میر خیرات علیخان حیدر آبادی

سخی تخلص - میر خیرات علیخان نام - آپ میر علیخان حیدر آبادی کے فرزند ہین آپکے بزرگ امراے حیدر آباد سے ہین - نواب روشن الدولہ بہادر مغفور نے آپکو اپنا متبنی کیا تہا - آپ حضور بندگانعالی کے منصبدارون مین شریک ہین - تہوڑی ماہوار بلا احتیاج پاتے ہین - فارغ البال و خوش حال ہین - آپکی عمر پچاس برس کی ہوگی مرزا مستنیابیگ منتہی کے شعر گوئی مین شاگرد ہین - خوش مزاج و خوش کلام ہین -

من اشعاره الہندی

رہے چمن مین نہ بلبل کا نام تک باقی
دیا ہے حکم یہ گلچین نے باغبانون کو

یہ آہ وہ ہے رکے گی کبہی رو کے سے
یہ تیر وہ ہے کہ توڑے گا آسمانون کو

اب آرزوے رہائی نہین رہی صیاد
قفس مین بہول گئے اپنے آشیانون کو

اگر وصال نہین تو خط و پیام سہی
براے صبر دل بیقرار کچہہ تو ہو

مجہے ہے فکر سخن اسلئے سخی دل سے
جہان مین بعد فنا یادگار کچہہ تو ہو

سامی - سید عبد القادر اورنگ آبادی

سامی تخلص - شاہ غلام قادر نام ہے - اورنگ آباد وطن ہے - سادات صحیح النسب سے تہے - آپ کے جد بزرگوار سید فیض اللہ المخاطب بسید ہدایت اسد خان شاہجہان کے عہد مین جلیل القدر خدمات پر مامور تہے - اور عالمگیری زمانہ مین آخر عمر مین

وملازمت مین تہا۔ راجہ اُسکے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ ایکروز سپاہ نے تنخواہ کی بابتہ راجہ سے تکرار کی۔ باہم بحث وتکرار مین تیر وتفنگ کی نوبت پہنچی۔ چنانچہ سبقت کا تیر راجہ کے ہاتہہ پر پہنچا۔ راجہ زخمی ہوا۔ سخت غضبناک ہوا قیامت برپا ہوئی۔ باقی بیگخان افغان مع پچاس سوار سبقت کا رفیق رہا۔ رفاقت کا حق پورا ادا کیا۔ سبقت نے مع رفقا خوب مقابلہ کیا۔ آخر ضرب تیر سے زمین پر گرا۔ اسیر ودستگیر ہوا۔ راجہ گردہر نے اُسکو قتل کیا۔ حکیم چند ندرت نے اوسکی تاریخ ایک سال کے تفاوت سے کہی ؎ ہادی سکہراج زما سبقت کرد؀ اور منشی لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے مصرع تاریخ کو درست کیا۔ برابر عدد برآمد ہوتے ہین ؎ کرد سکہراج زما سبقت

اُسکا کلیات ضخیم تہا تخمیناً دس ہزار ابیات تہین۔ اسی معرکہ مین تلف ہوگیا۔

تذکرہ خوش گو سے چند ابیات نقل کی جاتی ہین

من اشعارہ از جنگ نامہ

کتابی ست رنگین سواد چمن	کہ دارد ز نام خدا سرسخن
چہ معنی کہ در نسخہ ام صرف نیست	برنگینی حرف شنجرف نیست
کجا شاعری معنی اندیشۂ	بتلمیذ ئے حق خرد پیشۂ
خرد پیشہ ام حرف حق میزنم	نقابے ز تحقیق شق میزنم

بیان کرم امیر الامرا

در اقلیم و آفاق افتاد شور	کہ خورشید بر ظلمت آورده زور
سپاہ از شمار کواکب فزون	چو مریخ تیغ آب داده بخون
چہ گویم کہ حیرت شبیخون زده ست	بصحرا فلک خیمہ بیرون زده ست

مخالف رُمے چشم عبرت کشاد ‌ ‌ کہ ہشتی درِ عدو دیوار قلعہ فتاد
تو گفتی کہ معراج حق رونمود ‌ ‌ در آسمان بر پیمبر گشود

چونکہ اُس کے نوکر کا نام اسد اللہ تھا۔ بحر مین نہین آسکتا تھا۔ مگر بسکتہ اس حسن ادا سے ادا کیا۔ ؎

بنامش کہ شمشیر حق از آلہی است ‌ ‌ ادب سکتہ معذور اسد اللہی ست
چو نوبت بعالم علیخان رسید ‌ ‌ ظفر آفرین آفرین خوان رسید
ببالائے فیل آن جوان غیور ‌ ‌ نمایان چو رمز تجلی ز طور

از غزلیات

بده تکلیف می آن دلبر گیسو مسلسل را ‌ ‌ کہ ہیم درد سر شد بر جبین چین خوشو صندل را
بیاموز از کتاب دل کجا حرفے بود ظالم ‌ ‌ لطیفے خوانده بودی این گلستان باب اول را
بفقر آبادگان ہرگز نسازد ننگ رسوائی ‌ ‌ بگو با تاج تا پوشد ہمان عیب سر گل را

ولہ
کلفت انجامیم ویرانی چہ و تعمیر چیست ‌ ‌ گر زمستی گر نباشد خاک دامنگیر چیست
عمر تے آخر ز طفلی جز گناہت کار نیست ‌ ‌ خون مادر خورده اے غافل ز خوی شیر چیست

ولہ
چہ خون در دل قمری نکرده ظالم ‌ ‌ بباغ رفتی و شمشاد و سرو قد بر خاست

ولہ
ہر کہ نظارہ بران مصحف خسارہ کند ‌ ‌ یاد گیرد سبق بوسہ و تکرار کند

ولہ
او بفکر من است و من فارغ ‌ ‌ بندگی ہم خدائے می دارد

ولہ
چو نقش پا بسر کوی انتظار کسے ‌ ‌ نشستہ ام کہ شوم خاک رہگذار کسے
مرا چو رشتہ رگ جان بخویش می پیچد ‌ ‌ خدا نکرده کہ افتد گره بکار کسے
شد از خطوط شعاع این سخن بمن روشن ‌ ‌ کہ ہست در دل خورشید خار خار کسے

ز رنگ باختن یار سخت حیرانم | برنگ آئینه شد نگرد و چار کسے
خدنگ او بدلم ناشسته بشیرن رفت | سهی قدان ننشینند در کنار کسے
به بزم وصل بتان به که شمع سان سبقت | کنیم نقد دل و جان خود نثار کسے
بسکه محو سعی بیجا حاصل بود اندیشه ام | در دو بدن شد برنگ موج قطع ریشه ام
چون تصویر از بساط وهم چیدم بزم بیرنگی | فشاندم دامن هستی بقدر گردش رنگی
خموشی ساز آرام است تا کے هرزه نالیها | شنیده ام بقدر از پرده گوش گرانگی
هدایت یکطرف ترسم که صحبت ها اثر دارد | بود شیخ عصا در دست من سبقت کهن لنگی
اے از نگه گرم تو بیناے داغ | دید تو ز کوری لت داد سراغ
تو چشم ز خس پوشی و خس هم بیجا | بیلے ست که شد سرمه کش چشم چراغ

سجّاد - میر سجّاد علیخان بہادر حیدرآبادی

سجّاد تخلص - میر سجّاد علیخان بہادر نام - آپ مشاہیر امراء حیدرآباد سے تھے۔ شاہ یار الملک سے آپکی قرابت قریبہ ہے - آپ بیگن پلی کے جاگیرداروں میں سے ہیں آپنے فارسی میں عمدہ لیاقت و استعداد حاصل کی تھی انشا پردازی و سخن طرازی میں بے مثل تھے شعر خوب کہتے تھے - کلام صاف و شستہ ہوتا تھا - مہاراجہ بہادر چندو لعل نے آپکو بندگانعالی سے سو روپیہ ماہوار مقرر کرایا - خانی و بہادری کا خطاب دلوایا - آپ خوش طبع و خوش فکر تھے - صاحب ہمت و سخاوت تھے - مہمان نواز و آشنا پرور تھے - آخر آپ سنہ ۱۲۴۰ ہجری میں بہشت بریں کو روانہ ہوئے - آپ میر عباس علیخان بہادر متخلص کافی کے بھائی حقیقی تھے۔

من اشعاره الهندی

دعوے کرے جو خال لب لبا سے مشک
تا حشر منفعل رہے اپنی خطا سے مشک

آوے اگر اوسکے کوچہ گیسوے باغ مین
ٹپکے بجائے دانہ شبنم قبا سے مشک

ہے جو مریض خال و خط یار اے مسیح
بہتر ہے اوسکے حق مین تمہاری دوا سے مشک

ولہ

فقط سرو چمن شکل سنان ہے مجکو
اژدہا بن ترے ہر نہر روان ہے مجکو

گر نہوئے تو بہار عین خزان ہے مجکو
نکہت تختہ گل موج دخان ہے مجکو

ساکن کوچہ جانان کو چمن سے کیا کام
باب جنت دہن شیر زبان ہے مجکو

ناصحا مغز خراشی تو عبث کرتا ہے
پند سننے کی ترے تاب کہان ہے مجکو

سوز۔ میان عالم خان

سوز تخلص۔ میان عالم خان نام۔ واقع مین آپکی نسب کا سلسلہ شیر شاہ سے منتہی ہوتا ہے۔ لیکن مصلحتاً آپ اس نسبت سے انکار کرتے تہے۔ اور خود کو سوز ہی مشہور کیا۔ عالمگیری زمانہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ چند مدت کے بعد تارک الدنیا ہو گئے۔ بلدۂ اورنگ آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ مدت العمر عبادت الٰہی مین ہمہ تن مصروف رہے۔ گوشہ نشینی کی بدولت درجہ کمال کو پہنچے۔ امرا و سلاطین کی صحبت مین قبولیت کا مرتبہ پایا۔ بہادری دلیری مین مشہور تہے۔ تلاش معاش سے دست بردار ہو کے کسی امیر یا فقیر کے پاس نہین جاتے تہے۔ جب تک زندہ رہے آب و تاب و عزت و آبرو کے ساتہہ رہے۔ چونکہ طبیعت مین شعر و شاعری کا شوق جولانی کرتا تہا۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تہے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

اورنگ آباد دکن مین بادشاہی لشکر کے ہمرکاب آئے۔ محمد اعظم شاہ کی سرکار مین کتب خانہ
وجواہرخانہ وخوشبو خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔ آپکے والد ماجد بھی اعظم شاہ کے بعد
نوکری چھوڑکر فقیر ہوگئے۔ نواب مغفرت مآب کے زمانہ مین ہفصدی منصب پر سرفراز تھے
آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابھی آپ آغوش مادر مین تھے کہ والد بزرگوار نے
رحلت کی۔ آپکا نشو ونما جد بزرگوار کے سایہ محبت مین ہوا۔ اور آپنے بقدر ضرورت
تربیت وتعلیم بھی پائی۔ پھر جد بزرگوار بھی بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم تنہائی
مین بے افسوس وحسرت کے سوائے کوئی یار وغمگسار نہ تھا۔ خانہ داری وخاندان پروری کا
بار آپکے سر پر پڑا۔ بامر مجبوری سر پر لیا جسقدر آفتین اور مصیبتین پیش آئین سہتے رہے
زمانہ کی گردشون کو جھیلتے رہے۔ مگر باوجود ان مصائب وتکالیف آپکو علم کی تحصیل کا شوق
تھا۔ دلمین ولولہ وجوش تھا۔ ہونہار تھے۔ جب گھر کے انتظام سے فرصت ملتی تب
علما کی مجلس مین جاتے جہانتک ہو سکتا استفادہ حاصل کرتے۔ اسیطرح ایک زمانہ تک
ملازمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ تحصیل کتب سے فارغ ہوکر علما کے سلسلہ مین داخل ہوے
سرکاری منصب پاتے تھے گذر اوقات کے لئے کافی ماہوار پاتے تھے۔ زیادہ کی ہوس نہین
کی۔ قناعت گزین ہوئے۔ ماحصل یہ شاکر وصابر رہے۔ موزون الطبع تھے جولانئ
طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین پیش قدمی کی اسمین ایسی چستی وچالاکی
سے قدم ڈالے کہ متقدمین سے کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ اور شاعری کو ایسی زینت
دی کہ ہر ایک مجلس مین آپکی شاعری جلوہ افروز تھی۔ اور آپکے کلام کے چرچے گھر گھر
ہونے لگے۔ نقادان سخن غور وفکر سے پڑھنے لگے۔ سبنے آپکو کھرا پایا۔ آپکی لیاقت
واستعداد کو مان لیا۔ موجودہ شعرا مین ایسی شہرت پائی کہ استادی کے درجہ کو

اخلاق و عادات

پہنچے۔ اکثر طلبہ آپکی شاگردی کے سلسلہ مین آئے اور درجہ کمال کو پائے۔
آپ شاعر خوش گو خوش مزاج ظریف الطبع سلیم الوضع تھے۔ صاحب خلق خندان جبین
و شگفتہ رو تھے۔ صلح کل صاحب توکل مستغنی از چیز نا بکل تھے۔ درویش دوست
غریب آشنا حق شناس حق نما تھے۔ آپکو قادریہ طریقہ مین بیعت و اجازت حاصل تھی
پیری مریدی کا طریقہ جاری تہا۔ آپ بافیض تھے۔ خلائق آپکی فیض نعمت سے فیضیاب
ہوتی تھی۔ ایک جہان آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتی تھی۔ آپکی خانقاہ کیا امیر و فقیر کیا
شاہ و وزیر سب کا مرجع تھی۔ حصول آرب و مقاصد کا مجمع تھے۔ آپ صوفی باصفا تھے
راضی برضا تھے۔ جامع کرامات و حاوی خرق عادات تھے۔ عاشق رسول اللہ صلعم
شائق فنا فی اللہ تھے۔ اہل بیت و اہل اللہ کے مداح تھے۔ خدا کی راہ مین جان نثار اور
اُسکی محبت و عشق مین زار و نزار تھے۔ آپکی ہمدردی و رفاہ عام کا عام مین نام تہا۔
خلائق کی حاجت روائی آپکا کام تہا۔ اکثر شہر کے عمائد و امرا آپ کے مرید و معتقد تھے
جو کچھ آپکی نظر مین آتا تہا سب فقرا و غربا پر تقسیم ہو جاتا تہا۔ شہر مین آپکی خانقاہ
اور شاہ مسافر کا تکیہ مسافرون کی فرودگاہ تھی۔ دونون مقام مین مسافرون کو گھر سے
زیادہ آرام ملتا تہا۔ آپ مہمان نواز و غریب پرور تھے۔ مہمان کی دلداری و غمخواری
کرتے تھے۔ جو مسافر طالب دنیا ہوتا اُسکی سعی سفارش کر کے ملازم کراتے تھے۔ جو طالب
خدا ہوتا تہا اُسکو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ سفارش کرتے
تھے۔ اور یہی آپکی عادت مستمرہ تھی۔ ایک دن ایک امیر سے کسی مسافر غریب کی سفارش
کی امیر نے اس لحاظ سے کہ آپ آیندہ کسی کی سفارش نکرین اور فرمایا کہ حضرت اسوقت
جسقدر سفارش کرنا ہو کیجئے۔ اور اقرار کیجئے کہ آیندہ کسیکے بارہ مین نہین کہون گا

اقرار مع الشرط ہونا چاہیئے۔ آپنے قبول کیا۔ اور یہ شرط ٹھہری کہ آیندہ جب سفارش کرون تو مجھکو شہر بدر کر دینا۔ امیر بھی راضی ہوا۔ دس پانچ جو مسافر تہے اُن کی سفارش کی۔ وہ سب آپکی بدولت نوکر ہو گئے۔ پھر چند روز تک خاموش رہے۔ اسی عرصہ مین چند بزرگ آپکی خدمت مین آئے اور گذارش کی کہ حضرت ہمارے لئے کچھ تدبیر کیجئے۔ خدا و رسول کے لئے سفارش کیجئے ہم غریبونکا کام آپکی عنایت سے حاصل ہوگا۔ آپنے فرمایا اچھا چلو۔ سب کو ساتھ لئے اپنا بستر و بدنا بھی باندہ لئے۔ امیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ مین اپنے اقرار پر قائم ہون مجھے اُس سے انکار نہین۔ ان غریبون کا نام تختہ مین رکھ لیجئے اور فقیر کو رخصت کیجئے۔ فقیر سفر کے لئے مستعد و تیار ہے۔ بستر و بدنا دکھا دیا۔ امیر قدمون پر گر پڑا۔ اول سے زیادہ معتقد ہوا۔ اور فرمایا۔ آپ یہین رہئے۔ آج سے آپکو اجازت عام ہے ہر کس و ناکس کی سفارش کرتے رہئے۔ واہ رے امیر واہ رے فقیر دونون آفرین کے لائق ہین۔ اکثر عوام الناس ایسے موقع و محل پر کہتے ہین کہ اوگلا زمانہ متبرک تھا۔ اور اہل زمانہ بھی بزرگ تہے۔ عوام کا یہہ قول غلط خیال ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے مگر نیکی و بدی سے بلحاظ اہل زمانہ موصوف ہوتا ہے۔ زمانہ ٹھیک و درست ہے۔ اہل زمانہ بھی اچھے ہین ہان اتنا فرق ہے اُسوقت کے لوگ نہایت عمدہ و درست تہے۔ اکثر کیا علمائے و کیا مشائخ نیک طینت ہوتے تہے۔ اب بھی کمتر مردنیکو خوشخو ہین۔ آجکل امرا ہین بہ نسبت فقرا ملائکہ خصائل زیادہ نکلین گے۔ ہم اس موقع پر جو ایک واقعہ ہمارے وزیر بدیہہ امیر بن الامیر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مدار المہام سرکار عالی کے پاس گذرا۔ وہ یہہ ہے کہ تہوڑے دن گذرے کہ حیدرآباد مین مشہور ہوا کہ وزارت بدلنے ہی کوئی دوسرا وزیر مقرر ہونیوالا ہے اس ہوہومی خبر سے عام کے دلون مین تردد واقع ہوا۔ شہر کے کسی امیر نے ایک عرضداشت

بچوں کی منصب کے لئے نواب صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اور نواب صاحب سے کہا کہ
آپ جلد منظور کیجئے۔ نواب صاحب نے درخواست رکھ لی۔ پھر صاحب درخواست نے
عرض کی۔ آپ نے کہا اچھا پھر عرض کی نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کیجئے میں کرونگا
آخر بمصداق صاحب الغرض مجنون پھر عرض کیا جلدی نکروں تو کیا کروں نہیں معلوم
کل کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ نہ رہیں۔ نواب صاحب خاموش ہوئے۔ اس پھر کو کچھ جواب نہیں دیا
جو کچھ کام تھا پورا کردیا۔ دیکھئے نواب صاحب کا کیا حلم و کیا رحم ہے کہ کچھ نہیں کہا اور
اُس غریب کا کام کردیا۔ فی زمانا بھی ہمارے شہر میں اسی طرح کے بہت سے امرائے قدیم
موجود ہیں جنکا خمیر ہمدردی غربا و فقرا ہے فقیر مولف نے ہر ایک کے حالات و عادات محبوب انجمن
تذکرہ امرا و روسائے دکن میں لکھے ہیں۔ ابھی یہہ تذکرہ طبع نہیں ہوا ہے "تذکرہ نادرکے بعد
طبع ہوگا۔ چمنستان شعرا میں مرقوم ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۱۱۹۶ ہجری میں واقع ہوی
اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ اور آپ نے ایک قصہ سرو شمشاد
کے بیان میں لکھا۔ اسکے اشعار چند ہزار تھے۔ اب وہ قصہ نادر الوجود ہے۔ پھر از سر نو
کیا ارادہ سو سمجھ میں اُسکو تیار فرمایا۔ ہم اُسمیں سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرینگے
آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے آپ نے ایک سرو شمشاد کا قصہ لکھا۔ مثنوی کی
طرز پر تھا۔ کئی ہزار اسکے اشعار تھے۔ ایکوقت سوء اتفاق سے قصہ مفقود ہوگیا۔
آپ کو اُسکے تلف ہونیکا بہت رنج ہوا۔ پھر آپ نے سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں از سر نو قصہ کو تصنیف
فرمایا۔ آپکا کلام نہایت رنگین ہے۔ ابہام و تکلف سے پاک صاف ہے استعارہ و کنایہ سے
مملو ہے۔ الفاظ شستہ با معانی برجستہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔ اسیطرح آپکا دیوان بھی مضامین شیرین و معانی رنگین کا

چشمہ ہے۔ غزلہائے نمکین و کبتہائے دلنشین و مخمسات و مستزاد و رباعیات و قطعات و قصائد لائق تحسین و آفرین کا کشکول ہے۔ آپکے اکثر قصائد خدا و رسول صلعم اہل اللہ کے فضائل و مدایح مین ہین۔ چمنستان شعرا مین شفیق اورنگ آبادی لکہتے ہین کہ دکن مین اکثر اہل دکن آپکے معتقدین تہے۔ آپ اورنگ آباد و حیدرآباد و بیدر و ارکاٹ و سورت و کوکن و برار مین دورہ فرماتے تہے۔ اور فقیر سے محبت دلی رکہتے ہین۔ فیما بین مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ باہم جاری ہے۔ فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری اورنگ آباد مین رونق افزا ہین۔ مین اکثر اوقات آپکی خدمت مین آمد و رفت کرتا ہون۔ اور آپ بہی کبہی کبہی میرے غریبخانہ پر تشریف لاتے ہین۔ انتہی کلامہ

آپ پاکیزہ رو و پاکیزہ دل تہے۔ روشن ضمیر و دستگیر تہے۔ اعانت و ہمدردی مین قصور نہین فرماتے تہے۔ آپکی عنایت بادشاہ و فقیر پر مساوی تہی۔ ہندو و مسلمان سے موافق تہے۔ صلح کل کا طریقہ مرغوب تہا۔ ہر ایک کو خوش رکہنا مطلوب تہا۔ دلجوئی و دلداری آپکا کام تہا۔ دکن کے ہر کوچہ و بازار مین آپکا نام مشہور و معروف ہے۔

گزارش فقیر مولف

مین ناظرین کی خدمت مین نہایت افسوس کے ساتہہ گزارش کرتا ہون کہ آپکا دیوان و قصہ سرو شمشاد میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تہا۔ میرا کتبخانہ ۱۳۲۶ھ ہجری مین موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ صاحب ترجمہ کا دیوان و قصہ سرو شمشاد بہی کتبخانہ کے ساتہہ آب و تلف ہو گئے۔ چونکہ مین نے آپکی سوانح عمری کے خاتمہ پر آپکے اشعار انتخابی نہین لکہے تہے۔ اسوقت اشعار کی بابت

بہت کچھ پریشان ہو کے کتبخانہ آصفیہ کتبخانہ مختاریہ مین دیوان و قصہ کو تلاش کیا۔ نہین پایا۔ بامرلاچاری اشعار کے لکھنے سے معذور رہا۔ لیکن دیوان و قصہ کی تلاش مین ہمہ تن مصروف ہون۔ اگر ملجائینگے تو اسمین سے آپکے نتائج طبع کو ضمیمہ مین لکھدونگا۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

سالک۔ مرزا قربانعلی بیگ

سالک تخلص۔ مرزا قربان علی بیگ نام۔ آپ نواب مرزا عالم بیگ کے خلف الصدق ہین۔ آپ مولداً حیدرآبادی مسکناً دہلوی تہے۔ لیکن آپکی تربیت و تعلیم دلی مین ہوئی۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہونیکے بعد مہاراجہ الور کی ریاست مین خدمت وکالت پر مقرر تہے۔ چند مدت کے بعد الور سے قطع تعلق کرکے حیدرآباد دکن مین آئے صیغہ تعلیمات مین سررشتہ داری کی خدمت پر متعین ہوئے۔

آپکو اولاً تلمذ مومن خان دہلوی کی خدمت مین تہا۔ ثانیاً مرزا غالب کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ ابتدا مین بمناسبت نام قربان تخلص کرتے تہے۔ آخر مرزا کی شاگردی مین سالک تخلص اختیار کیا۔ ذکی الطبع و سخن سنج و سخن فہم تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین شعر و شاعری کے فنون سے ماہر۔ و محاورات فارسی ہندی سے واقف۔ فلسفی مشرب۔ ہمدردی بہتری قوم کے خواہان ہوتے تہے۔ مخزن الفوائد نام کا ایک رسالہ حیدرآباد مین شایع کیا۔ اسمین اکثر مضامین مفید ہوتے تہے۔

اصل مین رسالہ کے موجد و سرپرست مخدومی جناب مولوی سید حسین صاحب المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق تہے۔ اور ہمارے سالک صاحب جمع

اس کے طبع و ترتیب کا اہتمام کرتے تھے۔ رسالہ مین اکثر مضامین مفیدہ مطبوع ہوتے تھے۔ اگر وہ رسالہ ابتک جاری رہتا تو ایک عمدہ ذخیرہ تاریخی ہو جاتا افسوس ہماری مصلحین قوم نے اسکے بقا کا لحاظ نہین کیا حیدرآباد مین ہر ایک چیز کے ایجاد کرنے وقت نہایت جوش کے ساتھہ اہتمام ہوتا ہے لیکن آخر چند ہی روز مین اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فقیر مولف کو بجز اسبات کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی ہے۔ موجدین کی غرض ایجاد سے نمائش ہوتی ہے۔ اگر واقع مین نمائش ہے تو اسکا وجود و عدم مساوی ہے ہان موجد کی کیقدر نمائش و شہرت تو ہو جاتی ہے واقعی ہمدردی و جوانمردی یہ ہے جس کام کی ابتدا کرین اُسکو خوبی کے ساتھہ درجہ کمال کو پہنچائین۔ تا کہ قوم کے خاص و عام اس سے مستفید ہو جائین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت دلچسپی و خوبی سے خالی نہین ہے۔ آپکی رحلت ۱۲۹۱ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی عمر تخمیناً ساٹھہ پینسٹھہ برس کی تھی۔ با وجود ضعیفی مزاج مین چستی و چالاکی تھی۔ جس کام کا ارادہ فرماتے تھے اُسکو پورا کرتے تھے۔ خوش اخلاق و بامروت ہر ایک سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کے ساتھہ ملتے تھے۔ خاص حیدرآباد مین آپکے اکثر تلامذہ موجود ہین۔ آپکا ایک فرزند محمد مرزا متخلص بہ عابد وظیفہ خوار سرکار عالی نظام موجود ہے۔

من اشعارہ الہندی

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین
رہے آشنائی فقط نام کی

خدا کو کر کے چلا تا ہون نگاہبان اپنا
گویا ہمارے واسطے کچھہ بھی بنا تھا
وہ نام آشنائی زبان رہگیا

میرا ہوا آشیانہ اور آدھا جلا ہوا — وله — بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

مین نکلتا تری محفل سے اکیلا اے کاش — وله — غم یہ ہے ساتھ میرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق مین مجکو برا کہے — وله — تکتا ہون منہ کو اور یہ کہتا ہون ہان درست

مایوس و ناامید ہین کیا مدعا سے ہم — وله — کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اے پھر تجھہ سے ہی کہتے تو سہل تھین — وہ خواہشین کہ کہتے ہین اُس بیوفا سے ہم

فرط نشاط وصل سے ہے ڈر کہ مر نجائین — ذکر غم فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم

تیرے کوچہ کی مجھپر راہ ہے تنگ — وله — کہ آتا ہے نگاہ پاسبان مین

طالب وصل پہ کہتے ہو یہ تکرار نہین — وله — خوش ہو ان دو نفیون مین اثبات ہی انکار نہین

شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے — وله — تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین — وله — تیر بہکے تو کماندار کی تقصیر نہین

اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو — قتل کو آتے ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو — وله — اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھکو — وله — ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجھکو

اسکو دیکھو کہ وہ ہے مجھسے سوا گر دشمن — آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجھکو

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے — خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین ٹلی پھر — آگیا کچھ لیا دیا آگے

ہون مین وہ صید کہ رویا کرے صیاد مجھے — ہون مین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلاد مجھے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہے

سرمد۔ حکیم سعید۔ المعروف بہ صوفی سرمد

سرمد تخلص۔ حکیم سعید نام۔ آپ اصل مین قبائل ارامنہ سے تھے تحصیل علوم سے فارغ ہونیکے بعد پیشہ تجارت مین مصروف ہوئے۔ تجارت کی وجہ عراق عرب و عجم مین اکثر اوقات سیاحت فرماتے تھے۔ چند مدت کاشان مین سکونت پذیر رہے۔ آپ کی طبیعت تصوف و تعرف کیطرف مائل تھی۔ آپ سیاحت مین بزرگان بلاد و امصار سے ملتے تھے۔ ہر ایک بزرگ کی خدمت سے مستفید ہوتے تھے۔ بزرگان صاحبدل کی توجہ سے آپکے دل مین عشق و محبت کی آگ مشتعل ہوئی۔ پھر آپ کاشان سے برآمد ہوئے۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر تتہ سندہ مین پہنچے۔ وہان ایک ہندو بچے پر جسکا نام ابھی چند تھا فریفتہ ہوئے۔ چنانچہ خود صوفی کہتا ہے ؎

نمیدانم درین چرخ کہن دیر	خدائے من ابھی چندست یا غیر

اسی لڑکے کے عشق مین تمام مال و اسباب کو مساکین پر تقسیم کردیا۔ جو کچھ پلہ تھا کل لٹادیا۔ بقدر ضرورت بھی کوئی چیز باقی نہین رکھی۔ یہانتک کہ جامہ پارچہ ستر عورت و بدن کیلئے بھی نہین رکھا برہنگی اختیار کی۔ آپکا لڑکے پر فریفتہ ہونا صادقانہ تھا لڑکے کے والدین نے آپ کی پارسائی و پاک طینتی دیکھکے چند روز آپ کو اپنے گھر مہمان رکھا آپ محبوب کے در پر پڑے رہتے تھے۔ ہر وقت محبوب کے دیدار و درشن مین محو رہتے تھے آپنے لڑکے کو توریت و زبور پڑہائی۔ لڑکے کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے طرف کھینچ لیا۔ لڑکا آپسے ایسا مانوس ہوگیا کہ تمام خویش و اقارب سے برخاستہ ہوکے آپکے ساتھہ ہی خاک نشین ہوگیا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ آپ مع ہندو بچہ تتہ سندہ سے

حیدرآباد دکن مین آئے۔ چند مدت قیام پذیر رہے۔ پھر یہان سے دار الخلافہ دہلی مین پہنچے۔ شاہزادہ دارا شکوہ جو فقرا کے طرف زیادہ مائل تھا آپ کو مصاحبت مین رکھا۔ اور اعلیحضرت قران ثانی کے خدمت مین صوفی کی تعریف و مدح کرتا تھا۔ اعلیحضرت قران ثانی نے ایکروز عنایت خان آشنا کو صوفی کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ خان مذکور حال دریافت کرکے آیا۔ عرض کیا۔ اور یہہ بیت پڑھی ؎

بر سرمد برہنہ کرامت تہمت است
کشفے کہ ظاہر است درو کشف عورت است

پس اسی اثنا مین زمانہ مین انقلاب پیدا ہوا۔ دارا شکوہ اسیر و قتل ہو گیا۔ اور سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر اورنگ نشین ہوا۔ صفحۂ عالم سے اکبری و جہانگیری رسوم محو ہوئے مراد بخشی و دارا شکوہی بدعتین مٹ گئین عالم گیر کے خوف و رعب سے تمام اہل بدعت و زندمشرب توبہ و اصلاح کے طرف متوجہ ہوئے۔ اکثر دیوانے و برہنہ تن ہشیار و صاحب لباس ہوگئے۔ شرع و دین کا بازار گرم ہوا۔ لہو لعب کا چراغ بجھ گیا۔ حسب الحکم بادشاہ سنہ ششم عالمگیری مین قاضی عبد القوی صدر نے صوفی سرمد کو لباس کی تاکید کی۔ صوفی نے قبول نہین کیا۔ ہرچند کہ کہا گیا۔ راضی نہین ہوا۔ قاضی نے سوال کیا کہ آپ برہنہ کیون رہتے ہین۔ جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ اور یہہ رباعی پڑھی ؎

خوش بالائے کرد چنین پست مرا
چشمے بدو جام برد از دست مرا
او در بغل منست و من در طلبش
دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

قاضی مذکور صوفی کے جواب سے نہایت غضبناک ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا کہ وہ واجب القتل ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ صوفی کو دربار مین حاضر کرین۔ تمام علما اس سے بحث کرین۔ اگر واجب القتل ثابت ہو جائے تو قتل کرین۔ حسب الحکم صوفی دربار مین

حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ داراشکوہ بادشاہ ہوگا آپکا قول غلط ہوا۔ صوفی نے کہا غلط نہین ہے وہ بادشاہ ہوگا۔ صوفی کا جواب مجذوبانہ تھا۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ کلمہ لا الہ پر زیادہ نہ کہنا کیا وجہ ہے۔ صوفی نے فرمایا۔ کہ مین ابھی نفی مین مستغرق ہون۔ نفی کے بعد اثبات ہے۔ پھر ستر عورت و توبہ کی بابت کہا گیا قبول نہین کیا۔ اور یہہ بیت پڑہی ؎

عمریست کہ آن جلوۂ منصور کہن شد	من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

آخر ملا عبد القوی نے باتفاق علما و اہل شرعی کے ساتھہ قتل کا فتوی تیار کیا۔ بادشاہ نے سرمد کے قتل کا حکم دیا۔ صوفی کو قتل گاہ مین لائے۔ اسوقت زبان سے یہہ بیت پڑہتا تھا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ با ما یار بود	قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جب جلاد آیا تلوار کھینچ کے صوفی کے طرف متوجہ ہوا۔ صوفی جلاد کیطرف دیکھہ کے کہتا تھا تو جس صورت مین جلوہ نما ہوتا ہے مین تجکو پہچانتا ہون اور یہہ بیت پڑہی ؎

رسیدہ یار عریان تیغ اینم	بہر رنگے کہ آئی می شناسم

اور یہہ بیت بھی پڑہی ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

قتل کیلئے چاہتے تھے کہ دستور کے موافق اسکی آنکھین بند کرین۔ صوفی نے منع کیا۔ مردانہ سر تہ تیغ کیا۔ جلاد نے ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کیا۔ کہتے ہین کہ سر تن سے جدا ہوتے وقت تین مرتبہ لا الہ کہا۔ یہہ واقعہ ۱۰۷۰ ہجری مین واقع ہوا۔ دہلی کی جامع مسجد کے مقابل مدفون کیا گیا۔ بزار و بتبرک یہ مشہور ہے کہ صوفی کا سر جب تن سے جدا ہوا یہہ بیت

مقتول کے جسم بے سر نے اپنے انگشت دست کی قلم و خون کی سیاہی سے یہہ شعر دیوار پر لکھا۔ میرے نزدیک یہہ الحاقی معلوم ہوتا ہے۔ کسی معتبر تاریخ سے اس بات کا پتا نہین ملتا شاید خرق عادات سے ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ھوھذا

سر پر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد		این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

من رباعیات

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند		سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار		این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند
سرمد گلہ اختصار می باید کرد	ولہ	یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد		یا قطع نظر زیار می باید کرد
سرمد کہ ز جام عشق مستش کردند	ولہ	بالا بردند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری		مستش کردند و بت پرستش کردند
آنکو کہ سر حقیقتش باور شد	ولہ	خود پہن تر از سپہر پہناور شد
ملا گوید کہ بر شد احمد بفلک		سرمد گوید فلک باحمد در شد

بعض مورخین نے لکھا کہ یہی رباعی سرمد کے قتل کی باعث ہوئی۔ اس لئے کہ اس رباعی سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ رباعی

سرمد اگرش وفاست خود می آید		ور آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا در پئی او میگردی		بنشین اگر او خداست خود می آید

سنجر۔ مرزا سنجر

سنجر تخلص۔ مرزا سنجر نام ہے۔ آپ میر حیدر معمائی کاشانی کے فرزند ہین۔

شعر و شاعری مین چست و چالاک تہا مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا موجد تہا۔ مدت تک اکبری دربار مین پدر و پسر ملازم رہے۔ ہمیشہ بادشاہ و شاہزادون کی مدح مین قصائد منظوم کرتے تہے۔ خوب انعام و اکرام پاتے تہے۔ آخر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین آیا۔ اسوقت شکستہ حال و پراگندہ بال تہا۔ عادل شاہ نے اسکے شکستہ حال کو لطف و کرم کے مومیائی سے درست فرمایا۔ ایک زمانہ تک خوش و خرم رہا اشعار مین اکثر زمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ بس چند مدت کے بعد شاہ عباس ماضی کا فرمان مع خلعت فاخرہ اس کے نام سے صادر ہوا۔ لیکن فرمان کے وصول ہونے سے قبل یہان اسکی اجل کا فرمان پہنچ گیا۔ فوراً عالم بالا روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

شہر حسن است بہر جانب بازار مرا — تو نخواہی دگرے ہست خریدار مرا

وله
نہ تاب و بدن و نی طاقت شکیبائی است — تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی است

وله
محققان کہ ز دریای علم در جوشند — چو کوہ تا نکنی شان سوال خاموش اند

وله
آتش خرمن منی شبنم کشت دیگران — دوزخ من چرا شدی ای بہشت دیگران

وله
تو خود ناخواندہ ای شوق امشبم بر و بنہ بزم او — نمیدانم کہ خواہد خواست فردا عذر غیرت را

وله
ای غم ہجر بنشین ازین جای تو نیست در دلم — پا بگذار ازین سرا پا بنما قبالہ را

وله
ما عجز نشینیم و حریفان زبون طلب — ای خون بگردن طبع غیور ما

وله
شرم باد از اہل مجلس سنجر بیقدر را — تا بکی ناخواندہ آید جنیدی رخصت دہد

وله
برگ سبزی ہم نیاورد ہے بیطالعی — از گلستانی کہ ہر کس گل بدامن می کند

وله
جمعی کہ از تقریب او گفتگو کنند — ترسم خجل شوند اگر رو برو کنند

ما ہم ز آرزوی شہادت رسیدہ ایم — خوبان صواب نیست کہ فکر دیت کنند

وله

ناخواندہ گرچہ آمدہ ام زود میروم — طبع ترا ز بادہ مکدر نمی کنم

وله

الماس بدل انباشتم و منت کشم از خود — من لذت این زخم بسوزن نہ پسندم

وله

اگر از دامن محمل کشیدم دست بیتابی — بپائے ناقہ افتادم مگر در ساربان گشتم

وله

امشب اے ہمسایہ او مہمان من از خود رفتہ ام — گر کسے حوال من پرسد بگو در خانہ نیست

وله

مہر آمد بتماشائے تو با تیغ و تبرنج — گو بیا گر ہوس است بریدن دارد

وله

مرا کہ سینہ زمین نمک فروشان است — دماغ سوزی مرہم بداغ من غلط است

وله

نیست وا رہ آزادی این مرغ اسیر — ورنہ صد مرتبہ گرداند بگرد سر خویش

وله

این زمان بے نسبتم سنجر وگرنہ پیش ازین — دست من بر زلف گستاخ تر از شانہ بود

وله

میگذارد دگر نگاہ کرم در کارش کنم — سخت محجوب است ہیچو ہم کہ میخوارش کنم

وله

وقت است کہ چون صبح ببالین من آئی — شمع سحرم بیدو نفس بیش ندارم

وله

ناخن زدہ ست بوئے گلے بر مشام ما — ہان اے طبیب نیست علاج زکام ما

وله

یکشب چراغ خلوت ما می توان شدن — تاکے چو صبح خندہ توان زد بشام ما

داغم نمک خشک شد و زخم بالماس — آگہ کن ازین تجربہ مرہم طلبان را

حاجت روا انگشت مرا حاصل دو کون — صرف چراغ مسجد و شمع مزار شد

سالک - سید غلام حسن القادری الرضائی

سالک تخلص - سید غلام حسن نام آپ سید شہاب الدین بن سید محمد اسحٰق قادری کے خلف رشید ہیں - آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید عبدالرزاق فرزند دوم حضرت سید

محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جدا مجد بغداد سے ہندمین تشریف لائے۔ اولاً ملک دکن کیطرف متوجہ ہوئے۔ قلعہ جنیرمین جو دکن کے مشہور قلعجات سے ہے سکونت پذیر ہوئے۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپکے اجداد اسلاف سے ایک بزرگ بطریق سیر و سیاحت بغداد سے ہندوستان مین آئے۔ صوبہ پنجاب مین پہنچ کے پرگنہ بہرہ مین سکونت پذیر ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے جہانگیری زمانہ تک سرفراز فرماتے رہے۔ اہل ہند جوق جوق حسن عقیدت سے دائرہ بیعت مین داخل ہوتے تہے۔ سالک صاحب ترجمہ کے جد امجد سید محمد اسحق قادری یتیم تہے۔ اور اپنے جد محمد یعقوب کی خدمت مین تربیت و تعلیم پاتے تہے۔ جد بزرگوار ہی یتیم کے مربی و سرپرست تہے۔ حسن اتفاق سے سید محمد یعقوب نے سیاحت عرب کا عزم بالجزم کیا۔ سید محمد اسحق بہی دادا کے ہمراہ بغداد شریف وغیرہ مقامات متبرکات مین گئے حج و زیارت روضۂ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ سے مشرف ہوئے۔ شاہجہانی زمانہ تک عرب مین رہے وہان علم حدیث و فقہ و تفسیر سے فارغ التحصیل ہوئے پہر آپ عرب سے سنہ ۱۳ جلوس شاہجہانی مین ملک دکن مین وارد ہوئے۔ آپنے قلعہ جنیر مین سکونت اختیار کی۔ اشاعت اسلام و ہدایت دین مین مصروف ہوئے۔ مدۃ العمر اسی کام مین مشغول رہے۔ اکثر ہنود بت پرست آپکی ہدایت سے خدا پرست ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین اس ارفنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ سالک صاحب ترجمہ کے والد حضرت شہاب الدین بہی عالم شباب مین عارضۂ وبا سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ سالک والد کی رحلت کیوقت طفل شیرخوارہ تہے۔ جنیر مین نشو و نما پائے۔ سن تمیز کو پہنچے اسوقت آپکو تحصیل علوم کا شوق دل مین متمکن ہوا۔ وطن سے برآمد ہوکے دار العلوم گجرات مین آئے

وہان علمائے معاصرین کی خدمت مین تہوڑے زمانہ مین کتب درسیہ متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے ۔ بموجب استعداد فطری وذکاوت جبلی لائق وفائق ہوئے ۔ اور حضرت شاہ علی رضا صاحب گجراتی کے مرید و خلیفہ ہوئے ۔ اور احمد آباد گجرات سے مع عیال و متعلقین شہر اورنگ آباد دکن مین آئے ۔ اور خاص و عام کو فیض ہدایت سے مستفیض فرماتے تہے ۔ اہل شہر امرا و خوانین آپکے ساتہہ حسن اعتقاد رکہتے تہے ۔ آپکی خانقاہ غربا و فقرا کی فرودگاہ ۔ اور امرا و وزرا کی سجدہ گاہ تہی ۔ امیر الامرا حسین علیخان ۔ و عضد الدولہ بہادر قسورہ جنگ و نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ وغیرہم آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تہے ۔ آپ فصیح اللسان و بلیغ البیان تہے ذہین و فطین تہے ۔ حکیم و واعظ تہے ۔ وعظ و نصیحت مین فرد کامل تہے ۔ سامعین معتقدین آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہو جاتے تہے ۔ اور مسائل و امر و نواہی سے واقف ۔ آپ قوی الحافظہ تہے ۔ قرآن شریف کو چہہ مہینہ کی مدت مین حفظ کر لیا ۔ جس کے حفظ کی تاریخ یہہ ہے (حفظ حسن) ١١٠٦ھ ہر سال ستائیسوین تاریخ رمضان کو شبینہ قرآن ختم فرماتے تہے آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے ۔ آپکا دیوان مرتب شدہ ہے ۔ اور آپنے ایک مثنوی مثل مثنوی مولوی روم لکہی ہے عربی و فارسی دونون زبان مین کامل مہارت رکہتے تہے اخلاق و عادات مین فرشتہ ۔ و انسان برگزیدہ تہے ۔ علم تصوف و تعرف مین فرد کامل تہے ۔ فطرۃً آپکی طبیعت موزون تہی ۔ اس لئے اقتضائے طبیعت کبہی کبہی پیرایہ ظہور سے جلوہ نما ہو جاتا ہے ۔ جو کچہہ نتیجہ طبع مبارک ہوتا ہے برجستہ و شگفتہ ہوتا ہے ۔ پژمردہ کو تازہ و مردہ کو زندہ کر دیتا ہے ۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سالک کی ولادت سنہ ١١٠١ ہجری مین ہوئی ۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے ۔ اور آپکو بیعت حضرت شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

گجرات احمدآباد سے اورنگ آباد مین آیا - اور یہان متوطن ہوا - آخر دوم تاریخ جمادی الاولی روز جمعہ قبل مغرب ۱۲۷۶ ہجری مین فوت ہوا - بروز شنبہ قریب مسجد و خانقاہ انکی جو آپکی تعمیر کی ہوئی ہے دفن ہوئے - چنانچہ مولف تذکورنے مرحوم کی تاریخ کہی ہو ہذہ

سیدی حضرت غلام حسن
در شہود الہ مستغرق

بست رخت سفر ازین عالم
داد بزم بہشت را رونق

وقت تحریر خط بحر دو کلان
بر سر نامہ می نوشت سر حق

زین سبب سال او شفیق نوشت
عاشق حق بحق شدہ ملحق

من اشعارہ الفارسی

نثار بیرا ازدماغم شب کہ سیراب بود
باد بان کشتی می چادر مہتاب بود

گردش چشم تو از بس بیقرارم کردہ است
پنبہ بالین خوابم چشم سیماب بود

نمی دانم کدامین ماہ رو آمد در آغوشم
کہ چون ہالہ سراپا حلقہ می گردد برو دوشم

کمان ابروئے رنگین ادائے تا نہ برآید
تمنا جوش چون قوس قزح یک عالم آغوشم

بسکہ دریاد قدش موزون مثالی کردہ ام
مصرع ہر سرو گلشن شعر خالے کردہ ام

ہیش ازین بود صفا و تازگی برق حسن
شب بہ پشت پاش نقش قالی کردہ ام

مست و سرشار رود بالا نشہ جام لبت
بودہ ام از بوسہ کربلی اعتدالی کردہ ام

اے بیا آرام جان جائے ترا مانند خواب
باد جود مردم ندیدہ خالی کردہ ام

خوردہ ام سالک فریب وعدہ ورفتا بود صل
پختہ کار عشق بود دم خورسالی کردہ ام

اے لالہ زار از گل داغ تو سینہا
رنگین پر از بہار ز وصفت سفینہا

یکرنگی تو ناشدہ برق دوئی گداز — نگرفتہ رنگ عکس رشخص آبگینہ‌ہا

سپہری نظام شاہ بحری

تذکرہ مجمع الفصحا مین لکہا - نظام شاہ نام - سپہری تخلص - منہ

خالت خلیل و چہرہ گلستان آتش است — خطت سیاہیے کہ بدامان آتش است
پیش رخ تو دیدہ سپہرے بہم نزد — آتش پرست بین کہ حیران آتش است

باب الشین معجمہ

شوریدہ شیخ سلطان الدین برہانپوری

شوریدہ تخلص - شیخ سلطان الدین نام - برہانپوری المولد ہے - صاحب لیاقت و ذی استعداد تہا - خوش نویسی مین استاد و خط نستعلیق نہایت ہی خوش لکہتا تہا - شعرگوئی و شعرفہمی مین مشہور تہا - ۱۱۷۵ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد مین آیا - چند مدت رہکر پہر وطن مالوفہ کو واپس گیا - لچھمی نرائن وغیرہ شعرا کا معاصر تہا اولاً سلطان تخلص کرتا تہا پہر شہیر قرار دیا تہا آخر لچھمی نرائن اورنگ آبادی کے کہنے سے شوریدہ اختیار کیا - ۱۱۹۵ہجری کے قریب مین فوت ہوا -

تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکی مزاج مین ہمدردی قوم مرکوز تہی - اکثر کتب احادیث و صحائف لکہہ کے مساجد و خوانق مین وقف کرکے رکہتے تہے - اور علما و طلبا کی خدمت کو فرض سمجہتے تہے - مہمان نوازی مین مشہور تہے - نقل ہے کہ ایکروز آپکے گہر ایک مہمان آیا - آپنے اُسکی مہمان داری کا اہتمام کیا - مہمان ایک رات نماز مغرب کے بعد بغیر اطلاع کسی دوست کے ملنے کو گیا - دوست نے خاطر داری و مدارات کی

تمام رات دوست کے گہر پر بسر کیا۔ حضرت شوریدہ صاحب ترجمہ حسب عادت عشا کے
بعد دستر خوان بچہا کے کہانے کے خوان چنے ہوئے مہمان کے انتظار مین بیٹھے۔ اور
گہر کے تمام متعلقین بہی حضرت کے ساتہہ تہے۔ اکثر بہوکے پیاسے سو گئے۔ تمام رات
گذر گئی۔ صبح مہمان آیا۔ آپنے کشادہ روئی سے فرمایا۔ آپ شب کہان تہے ہم تمام
آپکے انتظار مین دستر خوان بچہائے ہوئے رہے مہمان آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
حضرت مسکرائے۔ اور مہمان کی تالیف قلوب کرکے فرمایا پروا نہین۔ بزرگان سلف
کی تہذیب مساعدت آفرین ہزار آفرین کے لائق ہے۔ ہمکو سلف کے اخلاق وعادات سے
سبق لینا چاہئے۔ فی زمانا اس قسم کے خلاق و عادات عنقا صفت ہین۔ خدا تعالے
ہمکو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کی پیروی کرین

من اشعارہ الہندی

یکرنگ مین کئی رنگ بتاتا ہے رنگیلا
تجہ زلف کے دیکہے ستی سنبل کو گیا بہول
رنگین ادا سے جب تو گیا باغ مین سجن
چشم دریا سے کیون نہووے طوفانی

ہر طرح من کی طرح دکہاتا ہے رنگیلا
بن خود ہی بہجو دہوا بس انکو گیا بہول
ہر نقش پا زمین پہ بنتے گل کے دستے تہے
اشک باران ہنوز جاری ہے

شورش۔ مرزا محمد منعم ندرباری

شورش تخلص۔ مرزا محمد منعم نام۔ آپ بدخشانی الاصل ہین۔ مرزا محمد اکبر
طپش کے برادر زادہ ہین۔ حضرت شاہ یسین صاحب ندرباری قادری کے مرید و متبنی
تہے۔ زندگی مجردانہ بسر کرتے رہے دنیا و مافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتے تہے مزاج مین

عجز و انکساری تہی۔ علم موسیقی مین خوب ماہر تہے۔ اس فن مین متقدمین سلف سے بڑہ گئے تہے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر شعر گوئی پر فریفتہ عم بزرگوار طپش سے مشق کرتے تہے۔ چند ہی روز مین اُستاد سے ایسے بڑہ گئے کہ آخر طپش اپنا کلام شورش کو دکھلاتے تہے۔ آپ ست کردار و وضعدار تہے۔ سن شعور سے تا بمرگ لباس سرمئی زیب بدن فرماتے رہے۔ کبہی دوسرے قسم کے لباس کی خواہش نہین کی۔ آپکا کلام نادرالوجود ہے اُسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ جو کچہہ کہتے تہے۔ اُن سب اشعار کو چراغ کی نذر کردیتے تہے۔ طپش نے جو چند اشعار مخفی رکہہ لئے تہے وہی ہے۔ باقی کا پتا نہین ملا۔ اکثر تذکرون مین وہی چند شعر دائر و سائر ہین۔ ہم بہی کرون سے نقل کرتے ہین آخر آپ ۱۲۰۷ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکہی

۵ شاعر خوب مرزا منعم	سمت جنت کے جب گیا دو قدم
دل نے تاریخ کو کہا مجہ سے	مر گیا آہ شورش ہمدم ۱۲۰۷

من اشعاره الہندی

ہمارے پاس یہہ آیا نہ آیا	بہروسہ کیا ہے جی آیا نہ آیا
جب ستی بہرا ہے بر مین جامہ اُجلا و سبز	تب سے پایا گلشنو نہین سرو نے ایجاد سبز

شرافت۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی

شرافت تخلص۔ سید شریف الدینخان نام۔ آپ کے جد سادات موسویہ نیشاپور سے ہین۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ ہند مین آئے۔ قصبۂ کنتور ملک اودہ مین متوطن ہوئے۔ قاضی محمود کنتوری خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار آپکے

اجداد مین تھے۔ آپ شش آب ودانہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ عالم فاضل وادیب کامل تھے۔ شہر کی خدمت احتساب پر مقرر ہوئے۔ اور حضرت شاہ نظام الدین بگرامی جو دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ اور اس شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ نہایت خوشی و خرمی سے رہنے لگے۔ سرکاری خدمت احتساب کا انتظام عمدہ طرح سے مدت تک کرتے رہے۔ شہر کے مشائخ وامرا آپ سے نہایت ہی رضامند و شکر گزار تھے۔ آپ شریف النفس و کریم الطبع تھے۔ حسن اتفاق مین بےمثل۔ مروت و سخاوت مین بےبدل تھے۔ فقرا دوست وغربا پرور تھے۔ شعر فہمی وانشا پردازی مین یگانہ۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ ایک کتاب غوث الصمدانی محبوب سبحانی کے مناقب مین لکھی۔ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین زندہ تھے۔ قریب سنہ ۱۱۲۰ ہجری بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مین روتا ہی رہا غم نے کیا جاری رواج اپنا
بگولے کو نہین ہے سربلندی خاک بن کر
ہوگئی آنے سے تیری لکے میخانہ مین ہوم
وصل مین بھی نہین ہے ہرگز چین بیتابی کو تکین
ایک تیرے جلوہ حسن آراستی

رہے مد نظر کسکو آخر کام کاج اپنا
سر پر سلطنت کیا چاہیے ہم خاکسارون کو
چشم مین جچتی ہے جیسی کیف کے آئینہ میں ہوم
عشق سے ڈالا ہے دیکھو شمع پروانہ مین ہوم
شور کعبہ مین پڑا ہے اور بتخانہ مین ہوم

شہید۔ ملا باقر

شہید تخلص۔ ملا باقر نام۔ بقول مولف گل رعنا آپ طہرانی الاصل قوم ترک سنی تھے

وبقول مولف گل عجائب اصفہانی الاصل آپکے جد بزرگوار طہران یا اصفہان سے ہند مین وارد ہوکر احمد آباد گجرات مین متوطن ہوئے۔ شہید کی ولادت احمد آباد مین ہوی۔ عالم شباب مین ضروری لیاقت واستعداد حاصل کرنیکے بعد نوکری اختیار کی چند مدت تک سلسلہ ملازمت مین رہا آخر نوکری ترک کرکے شہر اورنگ آباد مین آیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اورنگ آباد سے روانہ ہوا۔ اسی سفر مین بندر ٹھٹہ سندہ مین شیخ محمد علی حزین سے ملا شعر گوئی مین شیخ سے تلمذ حاصل کیا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت وحج سے فارغ ہوکر اورنگ آباد مین واپس آیا بدستور خانہ نشین رہا۔ گھر سے کبھی باہر نہین آتا تھا۔

صاحب مردم دیدہ لکھتے ہین فی الواقع مینے اسکو فقیر پایا۔ ہر چند کہ شیخ محمد علی حزین سے طرز روشنی اختیار کیا تھا۔ لیکن شیخ سے کچھہ نسبت نہین رکھتا ہے۔ بزرگ ساختہ نظر آیا۔ عند الملاقات بہت سے اشعار سنائے۔ اور اکثر ایام مین مین اُن کی خدمت مین صرف ایک ساعت بیٹھکر رخصت ہوا۔ انتہی کلامہ۔

لچھمی نرائن گلزار رعنا مین لکھتے ہین کہ شہید سخن مین شیخ علی حزین کا شاگرد تھا۔ اور طریقہ سلوک شیخ سے اخذ کیا۔ چنانچہ ایک غزل مین کہتا ہے ؎

در سخن حزین سوختہ   آب رنگ معنی تصویر ماست

خط نسخ خوب لکھتا تھا۔ اورنگ آباد مین خانہ نشین تھا کبھی گھر سے نہین نکلتا تھا۔ آزاد بلگرامی سے محبت رکھتا تھا۔ آزاد شاہ محمود کے تکیہ مین رہتے تھے۔ اُسوقت شہید نے ایک رقعہ لکھا۔ سر رقعہ یہہ بیت تھی ؎

اے صبا بہر خدا کن گوش فریاد مرا   یعنی از من بندگی گو سرو آزاد مرا

بعد ازان زمانہ دراز گذرا کہ اتفاق ملاقات ہوا ۔ پھر یہ بیت آزاد کی خدمت مین بھیجی

میان اہل سخن سدّ آمد و رفت ست ۔ مگر سخن برود بہر باز دید سخن

پھر جناب آزاد شہید کے پاس گئے اور ملے اور باہم خوش ہوئے ۔ اور مین بھی ایکوقت شہید کی ملازمت سے مشرف ہوا انتہی کلامہ

شہید سخنور صاحبدل درویش کامل تہا ۔ تارک الدنیا ۔ طالب فقر و فنا تہا ۔ خوش گفتار و خوش کردار تہا ۔ آخر ۱۱ تاریخ رجب ۱۲۶۸ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوا ۔ اپنے مکان کے صحن مین دفن کیا گیا ۔ جناب آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت کہی

کرد رحلت مقیم گوشۂ فقر ۔۔ تیز در فن شاعری ماہر

گفت تاریخ فوت او آزاد ۔۔ گشت نابود مولوی باقر

شہید مغفور صاحب دیوان ہے ۔ دیوان ضخیم ہے ۔ تحریر انکی گل رعنا مین لکھتے ہین کہ آپکے اکثر اشعار اصلاح طلب تھے ۔ جناب آزاد نے درست کئے ۔ لیکن فقیر مولف نے طوالت کی وجہ سے اشعار اصلاح شدہ و اصلاح طلب کو قلم انداز کیا ۔ اگرچہ مولف گل رعنا نے تمثیلاً چند اشعار اصلاح طلب و اصلاح شدہ بھی نقل کئے ۔ انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الفارسی

الہی استقامت در شہادت دہ دل ما را ۔۔ ہمیشہ سرخرو از خون ما کن قاتل ما را

ولہ

جز صبا نیست درین گلشن ایجاد شہید ۔۔ کہ بیاید نفسے بہر ہوا خواہی ما

ولہ

مرا صحبت مدام آن نرگس بیمار می بخشد ۔۔ چو مژگان بر نگردانم زمین استغنا خود را

نمکین او گر دم نمی بیند بعجز من ۔۔ مگر گرچہ می بندم بپایش چون حنا خود را

ندارم بہتر از تسبیح دست آویز محشر ۔۔ بصد رہ میرسانم تا شہید کربلا خود را

ای ماه تابان یک شبی مهمان کن مرا ... چون هاله گردم گرد تو برخویش قربان کن مرا
گوید شهید تو ببین با ناله و آه حزین ... گر از شهیدان نیستم خاک شهیدان کن مرا
جان محبوس بتن بسکه تنگ است اینجا ... نمی توان گفت که در قید فرنگ است اینجا

وله
از تو تا دور کرده اند مرا ... زنده در گور کرده اند مرا
با دل سرد گرم می سوزم ... شمع کافور کرده اند مرا
من کجا شوکت سلیمان کو ... کمتر از مور کرده اند مرا

وله
جدا از آتش لعل تو شد کباب شراب ... بیا که چشم براه است از حباب شراب
خم سپهر تهی نیست از می حسرت ... هنوز می چکد از چشم آفتاب شراب

وله
فهمید راه رو که ره یار نازک است ... آهسته پا گذار سر دار نازک است
دارم دلی که خود بخود آزرده می شود ... مانند طبع یار چه بسیار نازک است
پژمرده می شود ز نسیم سخن شهید ... از گل زیاده لعل لب یار نازک است

وله
کار دنیا همه ناساخته می باید رفت ... همچو اشک از نظر انداخته می باید رفت
حسرتی بدتر ازین بار چه خواهد بودن ... که ره کوی تو نشناخته می باید رفت

وله
مستی و بخت مرا کلک قضا توام ریخت ... بلب یار رسیدیم سیاهی باقیست
نه اشک بر رخ و نی آه در جگر باقیست ... شده است زاد سفر آخر و سفر باقیست

وله
بیهوده دست بر سر خود عمرها زدم ... کاری ز سر نیامد و دستم ز کار ماند

وله
در خیالش رفته ام از خود خبردارش کنید ... بخت من عمریست تا خوابیده بیدارش کنید

وله
از شکست دل صدا بیرون نیاید جز خدا ... تا بود ممکن ز خود هرگز دلی را نشکنند

وله
حاصل زندگانیم نیست بجز انفعال ... همچو حباب میروم کیسه تهی و چشم تر

مرا لیاقت این کو که با تو چهره شوم — وله — همین بروی تو گر رو دهد نگاهی بس

زداغ من دل بلبل اگر بسوخت بجاست — وله — برنگ گل زده ام آتشی بخانهٔ خویش

غافل مشو چو شمع ز سوز دلت شهید — وله — در خنده هم ملاحظه کن گریه های خویش

در جهان هرگز ندیدم هیچکس کمتر ز خویش — هر که را من وا رسیدم یافتم بهتر ز خویش

زلف و خود را ز من تا میتواند می کشد — چون پریشانی که می بیند پریشان تر ز خویش

ز خود بیخود شو و مستانه میرقص — وله — بگرد شمع چون پروانه میرقص

روشن سواد مردمک دیده می کند — وله — هر لحظه مصحف رخ تو از غبار خط

پی نیاز تو جان دگر بکف دارم — وله — سرم چو شمع گر از تن جدا کنند چه باک

جان من غم مخور از بی سر و سامانی دل — وله — زیادگار سر زلف پریشانی دل

بره عشق تو در هر قدم می ماند — پر تنگ آمدم از دست گرانجانی دل

در بحر زندگی چه سبک راه میروم — وله — از خویش چون حباب بیک آه میروم

چون حباب اغبارم پایمال کیستم — وله — من ندارم حرمتی خون حلال کیستم

جا بچشم خویش میداد ندا این مردم مرا — وله — همچو نرگس همنفس خود گر سیم و زر میداشتم

از گدا کار گدا صورت نمیگیرد شهید — وله — هر چه خواهی یافتن از شاه خواهی یافتن

ز فرق تا بقدم از ادا نئی خالی — وله — خمیر مایهٔ ناز است سرو قامت تو

از بسکه داشت شوق در سر آئینه — وله — چون جان کشید عکس ترا در بر آئینه

از وضع شیخ و برهمن از بس ملول شد — بر رخ کشید قشقهٔ خاکستر آئینه

قربان آن دمم که ز ابرو کمان کنی — وله — مژگان خدنگ سازی و دل را نشان کنی

من اشعاره الهندی

بہار درد کو اس غنچۂ دلمین تو مخفی رکھہ	نکہ پہر گل خرابی چہرہ راز نہان میرا
شہیداور اق ہستی جمع کر جو بہ پان تو	یہ زنگین بہیس سے شاہد کہ لعل یار کو پہنچی
تو قانون عمل یار مت توڑ	کمر طاعت سے خم جنگ ہو جا
شہید اس نفس کافر کیش کو مار	حقیقت کا مظفر جنگ ہو جا

شریف ۔ مرزا شریف کاشانی

شریف تخلص ۔ مرزا شریف نام ۔ کاشانی الاصل ہے ۔ اوائل شباب بین علوم وفنون بین کمال حاصل کر کے فقیری اختیار کی ۔ اور سیاحت کا ارادہ کیا وطن سے نکل کر چند مدت ہرات و سیستان بین رہا ۔ عبد اللہ خان اوزبک نے سنہ ہجری مین ہرات کا محاصرہ کیا ۔ اُسوقت ہرات سے فرار کر کے ہند مین آیا ۔ گولکنڈہ حیدر آباد دکن بین پہنچا ۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی خدمت مین تا عمر رہا ۔ قطب شاہ نے شریف کے لئے منصب عمدہ مقرر کر دیا تہا ۔ مدت تک خوشحال فارغ بال رہا آخر سنہ ۱۰۳۲ ہجری مین فوت ہوا ۔ گولکنڈہ مین مدفون ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

چون نے زبسکہ سینۂ تنگ از فغان پرست	گرتا بروز حشر بنالم ہمان پرست
حاشا کہ شریف دررہ عشق	تا سر نہ نہد ز پا نہ نشیند
خزان مباش کہ برگ و بر چمن ریزی	بہار باش کہ شاخ گلے ببار آری

بعقل کعبہ نوردم بعشق دیر نشین
چراغ ہر دو زیکقطرہ خون من سوزد

ششدر - عباس حسین خان حیدرآبادی

ششدر تخلص - نواب عباس حسین خان نام - آپ نواب میر عاشق حسین خان مرحوم کے فرزند ہین - آپ حیدرآباد دکن کے مشاہیر امرا سے ہین - نواب مختار الملک مرحوم کے قرابتدارون مین سے ہین - آپ فارسی مین لائق ہین اور عربی مین بھی صرف و نحو سے واقف ہین - شعر گوئی مین کامل استاد - اور اس فن مین آپکے اکثر شاگرد ہین آپ کی ذات چشمۂ فیض ہے - آپ مولوی حافظ میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ ہجری کے شاگرد رشید ہین - اور حافظ مشتاق شاگرد میر درد سے بھی استفادہ کیا ہے آپ صاحب دیوان ہین - خوش مزاج و شگفتہ طبع ہین - ہمدرد قوم و مہمان نواز و دوست پرور ہین - فی الحال آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی - بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ الہندی

طوفان اٹھا ہے خنجر قاتل کی آب کا
چشمہ ابل پڑے نہ کہین آفتاب کا

اغیار بوسۂ شیرین نہ پائین گے
یہ انگبین تو رزق نہوگا ذباب کا

وله

اللہ ری وحشتین تری مجنون کی سی
جو آبلہ ہے آنکھ ہے جنگلی غزال کی

کیا کر سکے گا اس گل رعنا سے ہمسری
ہے گل کی پاس ایک قبا سرخ شال کی

وله

رقم کرتا ہون مین اوصاف گیسوئے دوتا تیرے
قلم جنگل مین بچاتا ہے مار دوزبان ہو کر

ہما کو جب ہوس ہوتی ہے اسکے دست بوسی کی
لپٹ جاتا ہے قوس بازو سے زاغ کمان ہو کر

وله

جامۂ گل پر نہ اتنا بھولنا اے عندلیب
ملگجی اتری ہوئی تن سے قبائے یار ہے

لب پہ لب ہنستا ہے ششدر زخم خنجر مدام
منہ لگانا منع ہے جسکو وہ بیمار ہے

شیفتہ۔ محمد کاظم حسین کنتوری

شیفتہ تخلص۔ محمد کاظم حسین نام۔ آپ مولوی خادم حسین مرحوم کنتوری کے فرزند ہین۔ صاحب علم وفضل ہین۔ شعر وسخن کے شیفتہ اور مضامین رنگین کے فریفتہ ہین آپکو ناسخ مرحوم کے خاندان سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام صاف وشستہ ہے۔ مضامین کی بندش اور الفاظ کی نشست سے شستگی وپختگی نمایان ہے۔ آپکی ہر ایک شعر سے نزاکت ولطافت عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا ایک دیوان جو غزلیات عاشقانہ و رباعیات صوفیانہ پر شامل ہے۔ اور دوسرا دیوان قصائد نعتیہ مین ہے۔ سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تھے۔ مدت تک مقیم رہے۔ اب معلوم نہین کہ فی الحال کہان ہین۔ یا یہین سرکار عالی نظام مین کسی خدمت پر مامور ہین۔ جہان ہو اللہ تعالی انکو خوش وخرم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

دیوانہ ترا صبح سے ٹکراتا ہے آج — ٹوٹین گے نئی سیکڑون دیوارین ودر آج

ابرو سے کرین قتل وہ ہم آنکھ لڑائین — تلوار پڑی لیبہ یہہ ہے مد نظر آج

حسن رخ دلدار پہ یون محو ہوی ہے — پھرتی نظر آتی نہین آنکھون مین نظر آج

ولہ

خوشبوے جان فزا جو تمہارے بدن مین ہے — یہہ بو بھلا کہان سمن ونسترن مین ہے

پھولون نہین سماتے ہین غنچے سرور سے — آمد بہار کی جو دوبارہ چمن مین ہے

ہے رنگ رخ حشر کا فرقت کی رات مین — غربت کی شام صبح دیار وطن مین ہے

اے شیفتہ نماز ہے وجب کسوف کی — رخسار زلف مین ہے کہ سورج گہن مین ہے

شوق۔ غلام محمد حیدرآبادی

شوق تخلص۔ غلام محمد نام۔ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے آبا و اجداد کا اصلی وطن ملک یمن تہا۔ یمن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور سرکار عالی کی پایہ تخت مین ملازم ہوئے۔ خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ آپ بہی خاندانی اعزاز کے لحاظ سے مدارالمہام سرکار عالی کی عدالت مین ملازم ہین۔ لائق و ہوشیار ہین تخمیناً پینتالیس برس کی عمر ہوگی۔ شعر و شاعری کے شیفتہ مضامین رنگین و تازہ کے فریفتہ ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے ہین فارسی مین مولوی عبدالعلی والہ اور اردو مین محمد سلطان عاقل دہلوی المتوفی سنہ ۱۳۳۰ ہجری کے شاگرد ہین۔ خوش مزاج و پسندیدہ سیرت ہین۔ میانہ قد و گندمی رنگ و چیچک رو ہین۔ اللہ تعالی خوش و خرم رکہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئینہ بند قصر تو جلوۂ عکس جابجا — من ہمہ تن بحیرتم خانہ چنان مکین چنین
نام تو اے نگار من کندہ شدہ بلوح دل — آفرین بر نوشت من نقش چنان نگین چنین
گفتہ گم شدہ است دل باز زدل نشکایتے — شوق چہ آفت است این ہم چنان یقین چنین

من اشعارہ الہندی

بدر کامل تو ہوا عارض تابان نہ ہوا — ماہ نو گھٹکے ہوا ابروے جانان نہ ہوا
لاکہون فتنے اٹھے ہنگامہ ہوا صور پہ نکا — عرصۂ حشر مگر کوچۂ جانان نہ ہوا
جلوہ افروز کوئی مہر یہان سے ہوتا — صبح کی طرح مرا چاک گریبان نہ ہوا

قامت یار سے کیا سرو چمن کو نسبت	سامنے اُسکے وہ اک گام خراماں نہوا

شکیب ۔ نواب مرزا دہلوی

شکیب تخلص ۔ نواب مرزا نام ۔ آپ دلی کے باشندہ ہین ۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین آئے ہین قانون دانی مین ہوشیار و لائق ہین ۔ خوش طبع و شگفتہ جبین ہین ۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہے ۔ طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد ہے ۔ شعرگوئی مین اوّلاً منشی محمد کاظم کنتوری کے شاگرد ہوئے ۔ ثانیاً حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین مشق کرتے رہے ۔ اور کبھی کبھی محمد کاظم حسین شیفتہ سے بھی اصلاح لی ہے ۔ کلام دلچسپ مرغوب ہوتا ہے ۔

من اشعارہ الہندی

یوسف کی چاہ چھوٹی ممکن نہین تھا یہ	زنجیر عشق کی تھی زلیخا کی پاؤن مین
لو خون آرزو بھی کیا ہے رقیب نے	مہندی لگا کے اُس گل رعنا کے پاؤن مین
کافی اُسکو سایۂ گیسو ہے آپکا	زنجیر ڈالیے گا نہ شیدا کے پاؤن مین
آتے ہی اُسکے دور ہوا کیون مرض مرا	پنہان نہ تھی شفا جو مسیحا کے پاؤن مین
کیون اپنے پاؤن توڑکے بیٹھے ہوا ہے شکیب	خار الم چبھے ہین تمنا کے پاؤن مین

شعلہ ۔ محمد عبد الوہاب خان مدراسی

شعلہ تخلص ۔ محمد عبد الوہاب خان نام ۔ نواب نعمت الملک رئیس مدراسی کے فرزند ۔ اور نواب عظیم جاہ رئیس ارکاٹ کے نواسہ ہین سن شعور کے بعد آپنے

مدراس کے علما سے کتب درسیہ پڑہین - لائق و مستعد ہوئے - شعر و شاعری مین شریف مدراس کے شاگرد خوش فکر خوش طبع ہین - آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - الفاظ سلیس با محاورہ ہوتے ہین -

من اشعاره الهندی

پردیسے یہہ پیدا ہے کہ میخانہ ہے اُسکا
ہر آنکہہ سے ظاہر ہے کہ پیمانہ ہے اُسکا

آبادی مین لگتا نہین رہنا ہمارا دل
شاید کہ بیابان جنون خانہ ہے اُسکا

اللہ رے اُس شمع شب افروز کی گرمی
شعلہ کی طرح دیکھئے پروانہ ہے اُسکا

پہر کیا ہے مجھے ہجر مین رونیکے سوا کام
زیبا ہے پس مرگ کفن آب روان کا

آنکہین جو کہلی نہین تو بس مرگ بہی اُسنے
چہرے سے کفن میرے اُٹہا کر وہ دیکہا کا

سینہ کے چمن مین ہین گل داغ شگفتہ
یہان دخل نہین کچہہ خلش خار خزان کا

شادان - راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر

شادان تخلص - چندو لعل نام - راجہ راجایان - و مہاراجہ بہادر خطاب ہے خود مہاراجہ اپنی کتاب عشرت کدہ آفاق مین لکھتے ہین کہ میرے آبا و اجداد قوماً کہتری مہرہ دار الخلافہ لاہور مین متوطن تھے - شاہان متقدمین کے عہد مین خدمات مناسب پر مامور رہے - اکبر بادشاہ ہند کے عہد تک ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ وطن سے برآمد نہین ہوا - جب راجہ ٹوڈرمل کتہری تن دن اکبر کے ملازمون مین نوکر ہوئے - درجہ وزارت کو پہنچے - پس راجہ مذکور نے وزارت کے زمانہ مین اپنے برادران قوم کو بلایا - ہر ایک کو حسب لیاقت مناسب خدمت پر مقرر کرایا - چونکہ میرے بزرگون ورائے موصوف کے

درمیان علاوہ قومی تعلق قرابت سببی کا سلسلہ قائم تھا۔ بناءً علیہ راجہ صاحب نے میرے بزرگان سلف کو اپنے پاس بلایا۔ اور خدمات لائقہ پر مقرر فرمایا۔ تمام بزرگان سلف نسلاً بعد نسلٍ دہلی میں محمد شاہی زمانہ تک آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب حضرت نواب فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر عازم دکن ہوئے۔ اسوقت میرے جد اعلیٰ مول چند نے ایک معروضہ پیش کیا۔ اور اسمین حضور کے ہمرکاب ہونیکی درخواست کی۔ نواب مغفرت مآب نے درخواست منظور کی۔ پس میرے جد اعلیٰ حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے انتہی کلامہ مولف فقیر کو ہمراہی کی درخواست کی اصل کیفیت بجز نقل مہاراجہ تھا تا چہ کسی تاریخ آصفیہ سے معلوم نہین ہوئی۔ عجب نہین کہ یہ روایت مہاراجہ بہادر کو سینہ بسینہ پہنچی ہوگی حضور نے دکن مین کامیابی و فیروزی کے بعد آپکے جد اعلیٰ کو حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ تا بہ زندگی تعلقداری کروڑگیری پر مامور رہے۔ جد اعلیٰ کے فوت ہوتے ہی مہاراجہ کے دادا لچھمی رام بن مول چند کو تعلقہ کروڑگیری موروثی پر مقرر فرمایا پھر مہاراجہ کے جد نواب ناصر جنگ شہید کے ہمراہ سفر و حضر مین رہے۔ اور امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد مین بھی بدستور موروثی خدمت کروڑگیری پر آگئے۔ آپکے جد بزرگوار اپنے والد مرحوم کی طرح خدمت مفوضہ کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ ادا کرتے رہے۔ آخر آصف جاہ ثانی کے عہد مین بسبب ناواقفت دیوان نوکری ترک کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ چند مدت بیکاری گوشہ نشینی مین بسر کئے۔ جب رکن الدولہ بہادر دیوانی کی خدمت پر معین ہوئے۔ تب راجہ صاحب کے جد بزرگوار کو بذریعہ شمشیر جنگ بہادر خدمت موروثی پر بحال و برقرار فرمایا۔ پھر آپکے جد بزرگوار چند ہی ایام کے بعد فوت ہوئے۔ مرحوم کے باقیات الصالحات پانچ فرزند مندرجہ ذیل تھے۔

—

اسمائے فرزندان لچھمی رام مرحوم

راجہ نانک رام ۔ رائے نرائن داس ۔ رائے رگہناتہہ داس ۔ رائے بہوانی داس رائے موہن لعل ۔ یہہ تمام لڑکے صاحب استعداد تہے ۔ ہر ایک منشی بے نظیر تہا حساب وکتاب مین فرد فرید ۔ اولاً سرکار عالی کی عنایت وبندہ پروری سے نانک رام جو تمام بہائیون مین بزرگ لائق تہا ۔ تعلقہ موروثی مذکورہ سے سرفراز ہوا ۔ اٹہارہ برس تک تعلقہ کا کام نہایت دیانت وامانت کے ساتہہ ادا کرتا رہا ۔ عیش پسند وعشرت دوست تہا رات دن عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا تہا ۔ فیاض وفراخ دست تہا ۔ فقرا پرست تہا فقرائے اہل اسلام واہل اصنام کی خدمت حسن اعتقاد سے بجالاتا تہا ۔ براہمہ وگوسائیون وجوگیون کی زیادہ خدمت کرتا تہا ۔ ہنود کے متبرک مقامات یعنی جگناتہہ وبالاجی وبنارس ۔ وبندرابن ۔ وپراگ وگیا ۔ وغیرہا مین لنگر خانے وسدابرت قائم کرتے تہے ۔ لنگر خانون وغیرہ کے صرف کیلئے اٹہارہ لاکہہ روپیہ ساہوکارون کے نزدیک جمع رکہہ دیا تہا ۔ جو نفع رقم سے حاصل ہوتا تہا خرچ کئے جاتا تہا ۔

صوفی مشرب علم دوست تہا علما وفقرا کی صحبت مین اکثر رہتا تہا ۔ تذکرۃ الاولیا ونفحات الانس سنتا تہا ۔ اور پڑہتا تہا ۔

مہاراجہ صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی ۔ اعزہ واقارب نے بہت خوشی منائی ۔ تربیت وتعلیم دکن کی آب وہوا مین ہوئی ۔ کسی مورخ نے صراحتاً یہہ نہین لکہا کہ آپکا مسقط الراس ومولد ومنشا کس خاص مقام مین ہوا مگر بزرگان سالخوردہ کی زبانی سینہ بسینہ منقول ہے کہ آپکا مسقط الراس دارالسرور برہانپور ہے ۔ اور آپکی نشونما بہی بلدہ مذکور مین ہوئی آپکی والدہ ماجدہ مدت تک برہانپور مین تہے ۔ پہر نانک رام کے تعلقداری

کروڑگیری کے زمانہ مین بلدہ حیدرآباد مین آئے ۔ چند سال کے بعد ۱۱۸۹ھ ہجری مین
فوت ہوئے ۔ تمّ النقل۔

مہاراجہ بہادر عشرت کدہ آفاق مین لکھتے ہین جب میرے والد ماجد نے دنیائے فانی سے
عالم بقا رحلت کی اُسوقت میری عمر دہ سالہ تھی ۔ ہماری تربیت و تعلیم کے سرپرست عم
بزرگ نانک رام ہوئے ۔ اور ہمارے حال پر نہایت محبت و الفت رکھتے تھے ۔ پدرانہ ہمارے ناز
اُٹھاتے تھے ۔ ہم کو ایسے آرام و عیش سے رکھا کہ ہم باپ کو بھول گئے ۔ ہم چچا ہی کو باپ سمجھتے
تھے ۔ انتہی کلامہ ۔ آپ کی طبیعت فطرۃً چست و چالاک تھی ۔ ابتدا ہی سے ہونہار
معلوم ہوتے تھے ۔ عم بزرگ کی تربیت و تعلیم سے عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے
تحریر و تقریر و حساب و کتاب مین لائق مانے گئے ۔ اور آپ فارسی مین منشی بےمثل تھے ۔ نثر
و نظم کے لکھنے مین قوت مستحضرہ رکھتے تھے ۔ عم بزرگ کی توجہ سے ملکی انتظامات کی مشق
خوب حاصل کی تھی ۔ آپکو انتظام امور کا عمدہ سلیقہ و بہتر ملکہ ہو گیا تھا ۔ چچا کی زندگی مین
کروڑگیری کے محکمہ مین کسیقدر کار آموزی کرتے تھے ۔ یا کوئی صیغہ مین مختارانہ کام
فرماتے جب آپکے عم بزرگ کے فوت ہونیکے بعد اُن کے لخت جگر لکپت رائے ۔ بجائے پدر
کروڑگیری کی خدمت موروثی پر مامور ہوئے ۔ دو برس کروڑگیری کا کام انجام دیکے فوت ہوئے
تب نواب عضد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد کی سفارش سے مہاراجہ بہادر
صاحب کو خدمت موروثی کروڑگیری پر مقرر ہوئے ۔ آپ کار مفوضہ کو ایک زمانہ
دراز تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ بسنہ ۱۲۱۲ ہجری مین ارسطو جاہ کی توجہ و سفارش سے
راجہ بہادر خطاب سے مخاطب ہوئے ۔ اور ممالک مفوضہ کڑپہ و سدہوت و قلعہ گنجی کوٹہ
کے انتظام کے لئے مع جمعیت سواران و تجمل و شان امیرانہ بھیجے گئے ۔ اور خدمت کروڑگیری بھی

آپ ہی کے نام پر رہی۔ نیابتاً آپکے برادر حقیقی راجہ گوبند بخش کروڑگیری کا کام انجام دینے لگے۔ آپنے ممالک مفتوحہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ اکثر باغیان سرکش کو خوب سزائے واجب دیکے دائرۂ اطاعت مین لاکے حلقہ بگوش بنایا۔ اور ملک کو سرکشون کے ہنگامہ فساد سے پاک و صاف کیا۔ رعایا کو ہلاکی کے دلدل سے کنارۂ عافیت پہ پہنچایا۔ اُسی زمانہ مین قحط سالی کے آثار نمایان تھے۔ غلہ کی قلت تھی آپنے فراہمی غلہ مین بے انتہا کوشش و جانکاہی کی بحد غلہ جمع کردیا۔ آپ کی اس کوشش و عرق ریزی سے حضور لامع النور بہت خوش ہوئے۔ ہر وقت مجدداً نوازش و تلطف شاہانہ سے سرفراز و ممتاز فرمانے لگے۔ بعد ازین ۱۷ تاریخ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین حضرت مغفرت مآب آصفجاہ ثانی بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضور سکندرجاہ نظام الملک آصفجاہ ثالث تخت نشین ہوئے۔ اور اسطوجاہ مدارالمہام۔ ایک سال نہین گذرا کہ تاریخ ۲۸ ماہ محرم سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ راجہ اندر بہادر جو مدارالمہام کے پیشدست تھے انتظام کرنے لگے۔ مگر اس بار گران کے متحمل نہین ہوسکتے تھے۔ گورنر جنرل بہادر کی سفارش سے سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین میر عالم بہادر خلعت مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ حسب سفارش صاحب عالیشان سدھم صاحب رزیڈنٹ بہادر خدمت پیشکاری پر مامور ہوئے۔ اور میر عالم کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین منیر الملک بہادر داماد میر عالم عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ منیر الملک بہادر اگرچہ دیوان تھے لیکن ملکی و مالی مہمات کے مختار کل مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ تھے۔ سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین سکندرجاہ بہادر کے عہد مبارک مین آپکو مہاراجہ بہادر خطاب ملا۔ اور سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین ہفت ہزاری منصب و ہفت ہزار سوار و پیادہ و نوبت۔ و گھڑیال و جواہر گران بہا

وجاگیر سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اور سنہ ۱۲۴۵ ہجری مین ناصرالدولہ بہادر کے عہد مین
راجایان راجہ مہاراجہ راجہ چندو لعل بہادر خطاب سے سربلند ہوئے۔ حضرت غفران منزل
ناصرالدولہ بہادر آپکے حال پر بہت ہی نظر مرحمت مبذول فرماتے تھے۔ اکثر تقریبات
مین خود راجہ صاحب کے مکان پر رونق افزا ہوتے تھے۔ راجہ صاحب کو اس ریاست مین
ایسا اقتدار و اختیار حاصل تھا کہ مقدمات مالی و ملکی و فوجداری خود ہی فیصلہ
کر دیتے تھے۔ کوتوالی و عدالت کی پروا نہین فرماتے تھے۔ جسکو چاہتے تھے صاحب جاہ
وحشمت و ذی نقارہ و نوبت و جاگیردار کر دیتے تھے۔ حیدرآباد مین قوم عرب و افاغنہ
مہدویہ و سکہان نانک شاہیہ کا عروج آپ ہی کی توجہ و عنایت سے تھا۔
آپ سخی المزاج تھے۔ روز ازل مین قضا و قدر نے آپکا خمیر جود و کرم کے مادہ سے بنایا تھا
آپنے لاکھون روپیہ بلکہ کرڑون روپیہ فقرا و علما و مشائخ و براہمہ و صاحبان علم
و ہنر وغیرہم پر تقسیم کر دیا۔ آپکا معمول تھا علاوہ بذل و کرم روزانہ فقرا و مساکین کو نقد
دو ڈہائی ہزار روپیہ۔ اور چند پلے غلہ بہی تقسیم فرماتے تھے۔ اور خاص ہر دوشنبہ کو خود
تین ہزار روپیہ تقسیم فرماتے تھے۔ واقع مین یہہ سخاوت و بخشش ہماری سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ ہی کی تہی۔ اسلئے کہ اگر حضور مہاراجہ کو ایسا اقتدار و اختیار نہ دیتے تو اس
بذل و جود کا وجود عالم شہود مین جلوہ افروز نہ ہوتا۔ مہاراجہ کیا کرتے محدود آمدنی
مین حد سے باہر قدم نہین رکھہ سکتے۔ اور غفران منزل لاکھون روپیہ کے جواہر وقتاً
فوقتاً عنایت فرماتے تھے۔ مہاراجہ جواہر بے بہا و آمدنی جاگیرات و نذرانہ و پیشکشہا
کو بہی فقرا و مساکین کے حوالہ کر دیتے تھے۔ ذخیرہ و گنجینہ نہین فرماتے تھے۔ سخاوت و کرم
کی بدولت آپنے ایسی نیکنامی و شہرت پائی کہ تمام دنیا مین مشہور ہو گئے۔ اور آپکی شہرت

سخاوت و قدردانی علم و ہنر نے برامکہ و اکاسرہ کے نام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ جو کوئی مسافر نابلد و غریب نا آشنا شہر مین وارد ہوتا تہا۔ تو آپ کے چشمہ فیض سے سیراب و معدن جود سے کامیاب ہو کے جاتا تہا۔ آپ علم و ہنر کے نقاد تہے۔ ہر ایک کے کمال کو عقل کے ترازو مین تول کے امتحان کی کسوٹی پر خوب پرکہتے تہے۔ اور ہر ایک کے کمال کی داد دیتے تہے۔ حسب لیاقت انعام و صلہ یا ماہوار وظیفہ سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپ کے دربار مین پہنچا گیا تہا؟ گویا اقبال کے درجہ پر عروج کرتا تہا۔ جو دربار مین باریاب ہوا فوراً کامیاب ہوا۔ کبہی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ باریاب شدہ محروم یا ہو۔ اسیطرح ہمارے ظل اللہ حضور افضل الدولہ مرحوم کی باریابی ہی قطعی کامیابی تہی۔ مرحوم نے مقرر کر دیا تہا۔ جو باریاب ہوا اور اس سے تکلم کیا جائے تو اس باریافتہ کو ہزار روپیہ صلہ دیا جائے۔ تا بہ زندگی یہی طریقہ جاری رہا۔ باقی ظل اللہ مرحوم کے پورے حالات فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین مفصل لکہے ہین ابہی یہہ حصہ طبع نہین ہوا ہے۔ زیر تجویز طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط زندگی زمانہ قریب مین جلوہ نما ہوگا۔

نقل بابت کرم وجود مہاراجہ

فقیر مولف نے پیران سن رسیدہ و سالخوردہ کی زبانی سنا کہ ایکوقت راجہ صاحب کے ملازم خادم نے یہہ مصرع پڑہا ع ترا دیدہ و حاتم راشنیدہ ۔ فوراً خادم کو ایک لاکہہ روپیہ عنایت کیا۔ بعض نے روایت کی کہ لاکہہ سے کم دیا تہا۔ ثانی قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ ایکروز مہاراجہ عالم خوشی و سرور مین فرمارہے تہے۔ کہ مجہے دنیا مین ایک آرزو باقی رہگئی۔ اگر وہ بر آتی تو مین خدا کا شکر بجا لاتا۔ مقربین نے

دریافت کیا وہ آرزو کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہ یہہ ہے کہ مین چاہتا تہا کوئی سائل مجہہ سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا تو مین اُسکو دیتا۔ اور دلی آرزو پر کامیاب ہوتا

آپ کی شعروشاعری

آپ علم دوست تہے۔ اور شعروشاعری کے میدان مین سبقت کر رہے تہے۔ شعرا وعلما کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکے عہد مین ایران وہندوستان کے اکثر شعرا آپکے دربار مین مجتمع تہے۔ تمام شعرا ماہوار ووظیفہ معقول پاتے تہے۔ شعرا کی ماہوارین معتد بہ ہوتی تہین کسی کی ہزار۔ کسی کی پانسو دوسو وسو ہوتی تہی۔ یعنے ہزار سے زائد وسو سے کم نہین ہوتی۔ آپکے دربار مین تین سو شعرا سے زائد تہے۔ آپ مشاعرہ نصف شب کے بعد فرماتے تہے۔ آپ شعرفہم وسخن سنج کامل تہے۔ آپکا کلام نہایت سنجیدہ ومضامین شگفتہ ومعانی پسندیدہ کا ذخیرہ ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات تہی آپ صاحب دیوان ہین آپکے تین دیوان ایک فارسی اور دواردو ہین۔ اردودیوان مطبوع ہوچکے ہین۔ آپ کو ہرایک علم وفن سے دلچسپی تہی۔ آپ علما کی مجالست مین علم وفضل کا ذکر فرماتے تہے۔ اور علما سے متفرق مسائل تحقیق کرتے تہے۔ اور صوفیان کرام سے وحدت وطریقت کے مسائل مین بحث وتکرار فرماتے تہے کبہی ولیاءعظام کے خرق عادت وکرامت کی بابت سوال فرماتے تہے۔ شعرا سے قافیہ وردیف اور شعر کی خوبی ولطف ومحاورہ واستعارہ کا تذکرہ۔ اور شعرائے متقدمین کے حالات کا چرچا ہوتا تہا۔ اور سماع کے وقت راگ ونغمہ ورود وزمزمہ کا دور چلتا تہا۔

مورخین سے بزرگان سلف وخلف کے حالات وواقعات سنتے تہے۔ اسلاف کے نمایان کامون سے سبق لیتے تہے۔ اور اُن کے ظلم وستم کے مضامین سے عبرت کرتے تہے۔ اور

منجمین سے ستارون کی گردش اور اُن کے آثار نحس و سعد کی بابت گفتگو فرماتے تھے
جس فن کا ماہر ہوتا تھا اُس سے اُسی فن کے متعلقات مین بحث و تلاش کرتے تھے
اسی بحث و تکرار اور باہمی اقرار و انکار مین دو ڈہائی ساعت گذر جاتی تھین۔ آخر جلسہ
برخاست کر کے دولتخانہ مین رونق افزا ہوتے تھے۔ اور بستر خواب پر لیٹ جاتے تھے
اور صبح اول ہی وقت بیدار ہو کے بدستور قدیم ورد و ظائف سے فارغ ہو کے امور مذکورہ
کے انتظام مین مشغول ہوتے تھے۔

آپ کے فرزند بالا پر شادی کا ذکر

۱۲۴۷ سنہ ہجری مین آپ نے اپنے لخت جگر کی شادی کی تیاری کی۔ شادی کی تیاری مین
زر و جواہر۔ دینار و درم بیشمار خرچ کئے۔ شادی مین قسم قسم کے تکلف ہوئے۔ امرا و وزرائے
ریاست و خاص و عام مملکت کو جوڑے و تورے تقسیم کئے گئے۔ تمام شہر آرائش و زیبائش
سے رشک ارم ہو گیا تھا۔ روشنی و آتش بازی کا وہ رنگ تھا کہ تمام شہر کے کوچہ و بازار
نمونہ گلزار ہو رہے تھے۔

تشریف آوری حضور ناصر الدولہ بہادر بمکان مہاراجہ بہادر بہ تقریب شادی

آپ کے فرزند کی شادی مین اعلیحضرت مع محلات مجلس نشاط مین رونق افزا ہوئے
محلات مین کمخواب و اطلس کا فرش بچھایا گیا تھا۔ جب حضور دولتخانہ مین تشریف لائے
مہاراجہ نے چند کشتیان جواہر و اشرفی سے بھری ہوئین اور متعدد کمخواب و اطلس کے
طاقے نذر گزرانے۔ حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔ مجلس نشاط مین پر بزرگ
نشست رہی۔ لولیان حوروش پریزادان دلکش کا رقص و سرود و نوائے نغمہ و رود کو دیکھا

وخوشنما۔ پھر خوان نعمت برآئے۔ اقسام اقسام کے کہانے وطرح طرح کے حلوے ومٹھائی ترتیب وحسن اسلوب سے چنے ہوئے تھے۔ نوش وتناول فرماکے مبارکبادی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چند جواہر وخلعتہائے زرین مرحمت کئے۔ مہاراجہ بہادر نیازمندانہ آداب وتسلیم بجالائے۔ پھر حضور مع الخیر دولتخانہ شاہی پر مراجعت کرکے آئے۔ مہاراجہ نے تشریف آوری کی خوشی مین بیشمار دینار ودرم غربا وفقرا کو دئے۔ اور مہاراجہ نے امرا وعمرا کو بھی جوڑے دئے۔ اور شعرا کو صلات وانعامات وتحائف نوادر عطا کئے۔ شعرا نے قصائد تہنیت مین پیش کئے۔ طوالت کیوجہ سے قلمانداز کیا

آپ کے زمانہ کے عمارتین

آپنے متعدد مکانات خوشنما بنوائے۔ محلسرا۔ چینی خانہ۔ آئینہ خانہ۔ تصویر خانہ وبہجت محل وغیرہ مکانات قابل دید ہین۔ اگرچہ مکانات پر فی زماننا اُس عہد کا عالم شباب نہین ہے لیکن اب بھی خوبی وخوشنمائی سے خالی نہین ہے۔ فی زماننا کی عمارات سے بہتر معلوم ہوتی ہین۔ سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین منیر الملک کے بعد اُن کے فرزند سراج الملک دیوان ہوئے۔ پھر سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کوئی ایسی بات واقع ہوئی کہ مہاراجہ بہادر خدمت مفوضہ سے مستعفی ہوئے۔ آپکا استعفا حضور مین پیش کیا گیا۔ نواب ناصر الدولہ بہادر نے استعفا منظور فرمایا اور آپ کے لئے بیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور راجہ رام بخش بن راجہ گوبند بخش ۱۱ شعبان سنہ ۱۲۶۰ ہجری روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفراز ہوئے آخر مہاراجہ بہادر نے ۷ تاریخ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۱ ہجری روز سہ شنبہ بعمر ۸۲ سالہ بقول بعض ۸۶ سالہ اس دار فانی سے بعالم بقا روانہ ہوئے۔ مہاراجہ بہادر پیشکاری عہدہ کو کم وبیش پچاس برس تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ دکن کی پیشکاری بمنزلہ

دیوانی تہی۔ آپ کو تالیف کا شوق تہا۔ آپ کی تالیف سے ایک کتاب مسمی عشرت کدہ آفاق ہے آپنے کتاب مین اپنے خاندان و ملازمت کا حال لکہا ہے۔ اور چند حکایتین مختلف المضامین بطور پند و نصائح لکہے ہین۔ اور ہر ایک حکایت کے آخر ایک شعر لکہے ہین جس سے حکایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب مطبوع ہو چکی ہے۔

فقیر مولف نے آپکے حالات کتاب مذکور و دیگر تذکرون و تواریخ سے لکہے ہین۔

آپکے دربار مین مشاہیر شعرا مندرجۂ ذیل تہے

شیخ حفیظ دہلوی۔ مولوی ابوتراب مولوی محمد حسین۔ و مولوی غلام حسین۔ و ملا محمد فائض و حاجی محمد علی ساغر و میرزا محمد طاہر شہری۔ و حسین علیخان ایما۔ و حافظ تاج الدین مشتاق۔ و ذوالفقار علیخان صفا و میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان ہمت و میرزا عابد بیگ خان ظہور۔ و غلام ضامن اکرم۔ و میر مفتون و غیرہم تہے۔ گلزار معاصرین مین راجہ بالاپرشاد مخاطب بہ دہراج بن مہاراجہ نے اکثر شعرائے مشاہیر کا تذکرہ لکہا ہے۔ چونکہ فقیر مولف ہر ایک شاعر کا حال کلام اس تذکرہ مین گزارش کرتا ہے لہذا یہان اسما پر اکتفا کیا۔

مہاراجہ بہادر کی تقسیم اوقات مرتبہ ۱۲۳۴ ہجری

قریب چار بجے خواب راحت سے بیدار ہوکے عبادت الہی تا طلوع آفتاب

عبادت سے فارغ ہونیکے بعد فقرا کو طعام و دام تقسیم فرماتے تہے۔

خیرات سے فارغ ہوکے دربار مین حاضر ہوتے تہے۔

دربار سے مراجعت کرکے ملکی انتظام مین مشغول ہوتے تہے اسیوقت امرا و سپاہ کا سلام و مجرا بہی ہوتا تہا۔

قیلولہ ایک گھنٹہ فرماتے تھے	قیلولہ سے فارغ ہوکے نماز مغرب تک حاجتمندان خاص و عام کی حاجت روائی فرماتے تھے ۔
شام کیوقت ورد و وظائف پڑھ کے نصف شب تک سرکاری امور مین مصروف رہتے تھے ۔	نصف شب سے آخر شب تک مشاعرہ و مذاکرہ علوم و فنون و حل عقد مسائل مشکلہ ۔ و سماع و سرود

آخر شب سے صبح کاذب تک آرام فرماتے تھے ۔

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد جو ۱۲۲۴ھ سے ۱۲۳۳ھ تک شہر مین تھے

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اپنے سکونت کے زمانہ (سنہ ۱۲۲۴ھ سے سنہ ۱۲۳۳ ہجری تک) مین مہاراجہ کی لائف لکھی ہے ۔ فقیر اس سے مختصراً گزارش کرتا ہے **هو هذه**

صاحب بہادر لکھتے ہین کہ مہاراجہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ تھے ۔ ذہین و فہیم تھے نہایت ہی مستعد و تجربہ کار و ہوشیار تھے ۔ سرکاری کام مین چست و چالاک تھے ۔ محنتی و جفاکش تھے ۔ ہر ایک کام کو بذات خود انجام دیتے تھے ۔ صبح سے بارہ بجے رات تک مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف رہتے تھے ۔ بارہ بجے رات کو مہمات سے فارغ ہوکے شعرا و علما کے ساتھ مشاعرہ و مذاکرہ فرماتے تھے ۔ شعرا اشعار شیرین و علما مضامین رنگین سناتے تھے آپ رغبت سے سنتے تھے ہر ایک کی داد دیتے تھے ۔ اسی گفتگو مین دو ڈھائی بج جاتے تھے پھر آپ جلسہ برخاست کرکے خوابگاہ مین آرام فرماتے تھے ۔ آپ سرکارین یعنے سرکار عالی نظام و سرکار انگلشیہ کے خیرخواہ تھے ۔ اور سچے وفادار آپ نے ملکی انتظامات مین اپنے عمر کا بڑا حصہ یعنے تیس برس صرف کئے ۔ آپ ہی کے زمانہ مین اہم مہمات کا تصفیہ ہوا مثلاً آپ ہی کے

عہدمین مرہٹے پامال ہوئے۔ اور برار رگہوجی بہونسلہ سے لیا گیا۔ نپڈ ہارونکا فتنہ دور کیا گیا
آپ ہمیشہ اسبات کی کوشش کرتے رہے کہ سرکار انگریزی و سرکار عالی نظام مین باہم
اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم و مستحکم رہے اور حکام انگریزی و اہل دکن نے آپکو لائق تحسین
مانا انتہی کلامہ۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے۔ مہاراجہ کی
ذات جامع الصفات تہی اعظم الصفات یہہ تہی کہ سخی المزاج و فراخ دست تہے
آپکی داد و دہش سے فقرا مالامال تہے۔ اسی صفت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر کو مقبولیت
عامتہ حاصل ہوئی۔ بعض حکما نے اس صفت مین مبالغتًا کہا ہے۔ کہ یہہ صفت انسان
کے لئے ستار العیوب غفار الذنوب ہے۔ اب مین آپکے دیوان فارسی و ہندی سے
اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ آپکے دونون دیوان مطبوع ہو چکے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

ز چون بیداد گرے داد بود پیشۂ ما — کہ پئی دفع ستم کار کند تیشۂ ما
بسکہ در ناز و نعم جان و دلم پرورد ست — تاب ہر رنگ ندارد کہ برد شیشۂ ما
ماکہ در ذکر تو باشیم ہمین میخواہیم — غیر یاد تو نبود در اندیشۂ ما
قول سعدی است کہ در بیشہ گمان خالی — نبری شیر بود خفتہ درین بیشۂ ما
شکر شادان بسجہ عنوان بقلم نظم کند — دائم از لطف تو مملو است رگ و ریشۂ ما

وله

درکوے تو یکدم گذر فتد مارا — بزیر پاے گزارم حصول دنیارا
تمام دولت دنیا نثار روے سازم — اگر بدام من آرد غزال رعنارا
شبے ز لطف ہم آغوشم از شود دلبر — شب برات نمایم تمام صحرارا
ز عشق ولولہ دارم بپاے می پویم — کہ کے بدست آرم وصال لیلی را

ز لطف دولت جاوید عمر شادان — کجا خیال که نامه برم مسیحا را

ولہ

قاصد مپرس تا کجا می فرستمت — در کوی یار بهر غلامی فرستمت
ابریست و سبزه زار درین موسم بهار — ای یار گلعذار قبا می فرستمت
من شرح راز عشق چگونه بیان کنم — ای پیک خوشخرام پیامی فرستمت
دست تو نازک است و دلم جوش میزند — بهر نگار دست حنا می فرستمت

ولہ

چو بهر دل ربودن راه خود سوی وطن گیرد — مشام عالمی از زلف و بوی ختن گیرد
بزلف تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن — رقیبم را هوس باشد که خود راه من گیرد
ز لطف بی نهایت آنقدر مسرور شادانم — هوس از فرحت من خاطر شادان من گیرد

ولہ

آنانکه راه دوست بما آشنا کنند — صد لطف و صد کرامت و احسان بما کنند
در راه دوست جان و دل خود فدا کنند — آنها ز فخر خاک ره شان توتیا کنند
سیر چمن نمودم و چون غنچه گل شدم — هر برگ بهر دست تو رنگ حنا کنند
شادان مدام شاد بود در ثنای او — امیدوار اینکه مرادم عطا کنند

ولہ

در چمن دست حریفانه که سنبل زد و برد — هوش مینا ز ظریفان دو سه قلقل زد و برد
این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر — پیرهن چاک بدست دگر گل زد و برد

ولہ

دلبرم دارم ز بهر صنوبر — ز انرو جانم گداز دارد
دارم هردم خط غلامی — دانی که دگر ایاز دارد

ولہ

چنین اگر بیاید به بهار خواهی آمد — قدمی اگر گزارد بشمار خواهی آمد
نه قرار با تو باشد نه شکیب بی تو یکدم — اگر از کشش نیائی بچکار خواهی آمد

ولہ

قطره دریاست ولی در افتاده است — هیچو گرداب تمنای وی دریا می گردد

موسم بہار است مرا میل بہا — دل درین وقت خیال می و مینا می کرد
فضل تو رہبر شود یا کہ بہر سو نہم — شکر بجا آورم گوہر دل را نثارہ
وے کہ شادان بتو از غیب بشارت آمد — فی الحقیقت کرمش بود کہ یما می کرد

وله

دستم کہ ز سر بگردن یار — در چشم رقیب می خلد خار
پروانہ کہ گرد شمع گردد — جانم شدہ مبتلائے دلدار

وله

دانی چہ گویم من ترا بجانِ جانان در بغل — باشی مدام اندر برم چون پاسبانان در بغل
قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو — شاہد بر آن دارم عیان صد گونہ احسان در بغل

وله

بیا در محفل ای جانان کہ در پایت سر اندازیم — اگر آئی پی جلوہ براہت گوہر اندازیم
مکان لامکانی را بجز دل جا کجا آرم — ندا از غیب می آید کہ اینجا لنگر اندازیم

وله

آن ماہ شد میسر و سبزہ بہار ہم — ساقی پیالہ آر و می غمگسار ہم
دل را قرار نیست چو سیماب روز و شب — یارب پیالہ دہ من و گلعذار ہم

وله

سر من زیر پایت اوفتادہ — دلم زیر ظل رایت ایستادہ
زبان را کے بود یارائے وصفت — مگو شادان زیادہ بر زیادہ

وله

من نخواہم کہ تو با یاد من از یاد روی — بر دلم جور روا داری و آزاد روی
ولولہ شوق تو از جادہ برون می آرد — نگہے دار تو ایجاد تو ایجاد روی

من اشعارہ الہندی

بندہ ہوں دل و جان سے میں اپنے صنم کا — سایہ ہے مرے سر پہ تو اسکے ہی قدم کا
خورشید میں ہے نور تری مہر و عطا سے — یہ وجہ ہے ہر ذرہ جو خورشید سے چمکا
شادان ہوں اسی واسطے میں صبح سے تا شام — بندے کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا
صانع نے خطِ لب جو زمرد سا کیا سبز
صوفی کو عطا جس نے کیا مذہب صافی
چہرہ اسکا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ نور کا
نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
صبح کو جو کچھ وہ کہتا تھا سراسر لاف تھا
ہر کسی کو کسطرح معلوم ہو کہوٹا کھرا
حسن قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اسکی
نہین دیکھا ہے کہین اور نہ سنا ہے ہمنے
آفرین اسکو محبت کی بنا جس سے ہوئی
یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
آتا ہے کس دل سے بت نازنین مرا
اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے
مثال ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا
اگر غواص ساحل پر ہے تو ہاتھ کیا آئے
سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہی مرتبہ جس سے
کہتے ہین کرے ہے ذکر دل سے
ہوتا ہے سرور سو طرح کا
شادان تو سنا یار کو اک مطلع رنگین

وله
بلبل نے قدم پھر نہ گلستان سے نکالا
کیا رنگ نیا لعل بدخشان سے نکالا
نخوت کو اسی نے سر زندان سے نکالا

وله
مین تو ہون عاشق اسی معشوق رشک حور کا
کچھ تو اے موسی کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

وله
کیون نہ آیا رات کو گر دل مین ہم سے صاف تھا
جس نے پرکھا نقرہ خالص کو وہ صراف تھا

وله
ہے گلستان مین بھلا سرو خرامان ایسا
کیون نہ حیران رہین دیکھ کے جانان ایسا

وله
کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا
صوفیون مین وہ اسی واسطے محبوب ہوا

وله
کرتا ہے مہر و ماہ کو خجل مہ جبین مرا
مین ڈھونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

وله
زمین و آسمان سے روشنی اک بار ہو پیدا
ہزارون کھائے غوطے جب نایاب ہوا پیدا

وله
مزہ جو کچھ تھا اے شادان وہ مین نے در سخن پایا

وله
ہر برگ درخت پر ہلے جب
طے ہوتے ہین سارے مرحلے جب
گر آج کرے تجھسے وہ گفتار محبت

ہے کام یہان عاشق صادق کا وگرنہ — اُٹھتا ہے کسی سے یہہ بہلا بار محبت

وله

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث — ایمان ملا اُسکو یہ قرآن کی باعث

ایمان دیا جان بہی دی کیون نہون ممنون — انسان ہوے ہم ترے احسان کے باعث

وله

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے — اُسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج

یہان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان — پڑا ہے رشتۂ محبت کا جون گہر مین آج

وله

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج — یہ خوشی ہے ملے وہ ہم سے آج

کر رہا ہے جو بات ہم سے آج — دل ہے خوش اُسکے اس کرم سے آج

باغبان خود لٹا رہا ہے دیکھہ — بھرے جھولی کو تو ثمر سے آج

وله

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجہا ہے — خار کی طرح سے دامن دلدار نہ کھینچ

ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے — رنج تو کھینچ مگر منت اغیار نہ کھینچ

وله

جگا دیتی ہے یکسر غافلون کو — بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح

نہ دل سے ہو تو صرف مناجات — دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

وله

کہا ہے مرشد کامل نے گوش دل مین مرے — تو ڈھونڈتا ہے کہان اس نگر مین وہ شوخ

بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے — نہ ڈھونڈ اُسکو کہ تیرے ہی بر مین ہے وہ شوخ

وله

اے مرے بادشاہ اسکندر — تیری دولت سدا رہے آباد

کیون نہ مداح ہو ترا دل سے — کہ بدولت تری ہے شادان شاد

اُس نے بہیجا ہے مجکو اب کاغذ — لطف سے لیجے بے طلب کاغذ

دلکو جب تک نہ کچھہ علاقہ ہو — کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ

وله

یا الٰہی یہ دعا شادان کی ہے شام و سحر — شاہ اسکندر رہے آباد تا دور قمر

بات میں لادی کو وہ اعلیٰ بنا دیتے ہیں اب
ہے شہنشاہ دکن کی بات میں ایسا اثر

وله

بہہ گنہگار سنا نام ترا ہے غفار
حشر میں فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستار

وله

نحن اقرب ہے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی
دلمیں تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکھا دلدار

تو ہر اک شے میں ہے اور پھر ہے منزہ سب سے
کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

وله

منتظر ہوں نہیں آیا ہے مرا یار ہنوز
کیوں نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکھ میں چھایا ہے اثر ہی
تو جو ہوتا ہی نہیں خواب سے ہشیار ہنوز

وله

جسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہارے پاس
تمہارے پاس جو ہے ہے وہی ہمارے پاس

ترے بغیر گزرتی نہیں ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

وله

نکروں کیوں میں بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

وہ جو پنہاں ہے سب کی آنکھوں سے
کب ملے ہے کریں ہزار تلاش

وله

کیا کر ذکر ہے وقت سحر خاص
مگر تجھپر پڑے اسکی نظر خاص

وله

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت زدوں سے کام رکھے جہان میں
رکھے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

وله

کیونکر رہے نہ اسکو ہر انسان کی احتیاط
رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط

لازم ہے اسکو ہووے جو دنیا میں ہوشمند
رکھے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

وله

کیوں نہوں سنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ
ایک میں ہی نہیں محظوظ ہے عالم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہے کچھ اور نہیں
ہم سے محظوظ ہو تو تجھسے ہیں ہم محظوظ

وله

دلکو سمجھ رہا ہوں میں دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہیں
جائے ہے رائگان جو ہے بیکار کی متاع

وله

دیکھتے ہین گرچہ ہے خوشتر اجی روئے چراغ ‏ مغز کرتی ہے پریشان یار من بوئے چراغ

خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہے دل ‏ جسطرح جائے پتنگا دوڑ کر سوئے چراغ

وله

شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف ‏ جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف

شادان وہان بھی کیا ہے حسینونکی انجمن ‏ جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کیطرف

وله

اُس سے اے باد صبا کہیو سلام عاشق ‏ طول دے دیکے بیان کیجو پیام عاشق

وله

سبکدوش آپکو رکھتا ہے بہتیرا دنیا مین ‏ نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہنچا بار گردن تک

وله

کس طرح سے فدا نہو یہ دل ‏ دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل

کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا ‏ ہو ہدایت اگر ملے کامل

وله

ہو کل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن ‏ کیا ہو نیکو ہے ہوویگا کیا کچھہ نہین معلوم

نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھہ سے ‏ کیا ہوویگا انجام مرا کچھہ نہین معلوم

شادان طلب یار کچھہ آسان نہین ہے ‏ ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھہ نہین معلوم

وله

نہین معلوم مجکو مین کدہر ہون ‏ تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون

تو ہی غفار ہے مجرم ہون تیرا ‏ خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون

اجی بچہ بغلمین اور ڈھنڈورا ‏ تجھے مین ڈھونڈتا ادہر اُدہر ہون

وله

خداوندا ترا فضل و کرم مجھپہ کما ہی ہو ‏ مرے دلکا جو مطلب ہے بخوبی یا الٰہی ہو

خدا نے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صادق کو ‏ اثر رکھتی ہے اکثر جو دعائے صبح صادق ہو

دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الٰہی مین ‏ کہ زیبندہ مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

وله

کیون نہ دنرات کرے خلق کی مہمانداری ‏ سب مین مہمان ہین اُسکے وہ ہے صاحب خانہ

پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھہ ‏ جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

جدہر دیکھو اُدہر جلوہ ترا ہے
نہین خالی ہر اک شے مین بھرا ہے
موحد ہے تو یکتائی سے مت ٹل
نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے
بُرائی مین نہ رکھہ ہرگز قدم تو
بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے
ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے
ترا ملنا ہمارا مدعا ہے
سکندر شاہ تم دنیا مین دائم
رہو قائم ہماری یہ دعا ہے
ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

شاد - راجہ کشن پرشاد

شاد تخلص - راجہ کشن پرشاد نام - راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر جی - سی - آئی - ای - یمین السلطنتہ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی خطاب ہے آپ راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند اور راجہ نرندر بہادر کے نواسہ ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر حیدر آباد دکن ہے آپکی تربیت و نشو و نما یہان کی ہی آب و ہوا مین ہوئی - چونکہ راجہ نرہندر بہادر لاولد تھے - آپ ہی گویا اُن کے فرزند تھے - جد بزرگوار نے آپکی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کر دیا - آپنے نانا کی حسن توجہ سے فارسی عربی علمائے ادیب سے پڑہی - دونون زبان مین لائق ہوئے - مدرسہ عالیہ مین انگریزی زبان کی تکمیل کی - علاوہ این مرہٹی و تلنگی مین بھی لیاقت حاصل کی - خوشنویسی مین بھی ماہر ہوئے - جب آپنے عالم شباب مین قدم رکھا اُسوقت آپکے دل مین شعرگوئی و سخن سنجی کا ولولہ پیدا ہوا - طبیعت مین موزونی و جولانی مرکوز تھی شعلہ جوالہ کیطرح عروج کرنے لگی - زور طبیعت و جولانی خداداد سے کلام موزون

کرنے لگے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے ۔ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - ابتدا مین رائے بچو لعل
تمکین سے اصلاح لیتے رہے - کلام مین روز بروز شستگی و پختگی نظر آنے لگی - تھوڑی ہی
مدت مین درجہ کمال کو پہنچ گئے - آپ شاعری مین متعدد اساتذۂ مشاہیر سے مشورہ
فرماتے رہے آخر آپنے اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کی خدمت مین شاگردی کا شرف
اور شاعری مین تکمیل کی سند حاصل کرکے سخن سنجی کے انتہائے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے
آپکا کلام صوفیانہ توحید و وحدت الوجود کے بیان مین ہوتا ہے آپکے ہر ایک شعر کے مضمون سے
صوفیان کرام و مشائخ عظام وجد و حال مین رقص کرتے ہین اور عالم خودی سے بیخود
ہوتے ہین - اور اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھتے ہین - آپ صحیح فی المشرب صلح کل مذہب ہین
اہل اللہ و اہل کمال کے طالب درویشی و خدا طلبی کے راغب ہین - آپکے نزدیک
اہل اسلام و اہل اصنام دونون آنکھون کی طرح مساوی ہین - ہر امر مین مساوات کا لحاظ
فرماتے ہین - خوش اخلاقی مین مجسّم اخلاق ہین - خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک
ادنی و اعلی آپ سے براہ راست ملسکتا ہے - ہفتہ مین ایکروز آپکا دربار بارگاہ عام
ہے کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہے - آپ نہایت اخلاق سے ملتے ہین - حاضرین دربار
کی تالیف قلوب فرماتے ہین - جو دردمند ہو اسکو دوا سے جو محتاج ہو اُسکو دینار و درم
سے سرفراز فرماتے ہین - حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے - بعض شعرا
و مولفین آپکے پاس گئے - اور آپسے درخواست کی کہ سرکار آپ ہمارے دیوان یا رسالہ
کی تاریخ کہدیجئے یا تقریظ لکھدیجئے - آپ سائل کی درخواست منظور کرکے تاریخ و تقریظ
لکھدیتے ہین - عذر و بہانہ نہین فرماتے - اس امر سے آپکی نیک نیتی و ہمدردی ثابت
ہوتی ہے اس لئے کہ آپنے تاریخ و تقریظ لکھنے مین دریغ نہین کیا - آپ اس خیال سے

تقریظ و تاریخ لکھدیتے ہین کہ میری تقریظ سے مولف کی تالیف خلائق کی نظر مین معتبر ہوگی۔ بیچارہ غریب کو فائدہ ہوگا۔ آپ علما دوست و فقرا پرست ہین۔ دونون فریق کے بزرگون کو مرشد مانتے ہین آپ انگریزی و فارسی عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر ہین۔ اہل زبان کے ساتھہ بے تکلف مکالمہ مکاتبہ کرتے ہین۔ فقیر مولف نے آپکی فارسی نظم دیکھی ہے۔ نہایت ہی درست و بامحاورہ و رنگین بامزہ ہوتی ہے۔ عربی مین بھی لکھہ پڑھ سکتے ہین۔ اردو بھی آپکی اہل زبان کیطرح صاف و شستہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپ کے دونون دیوان ایک فارسی دوسرا اردو مطبوع ہو چکے ہین۔ فی الحال دواوین فارسی و اردو کے علاوہ آپکا ایک دیوان مسمی بہ خمکدۂ رحمت مطبوع ہو چکا ہے۔ یہہ دیوان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت مین ہے۔ مین نے اسکو شروع سے آخر تک دیکھا۔ آپکا کلام نعتیہ کے دیکھنے اور سننے سے دلمین جوش جمال محمدی صلعم و ولولۂ عشق جلال احمدی موجزن ہوتا ہے۔ اور آتش آرزوئے زیارت مدینہ آتشکدۂ دلمین مشتعل ہوتی ہے۔ بیساختہ دل بھی چاہتا ہے کہ سفر مدینہ کا احرام باندھنا۔ اور ناقۂ شوق پر کجاوہ رکھہ کے سفر کرنا یہہ جوش خروش ثابت کرتا ہے کہ آپکا کلام صدق دل سے ہے۔ اور اثر رسانی بھی صداقت قلبی کا موید ہے۔ ضرور ہے کہ مہاراجہ صاحب دل ہین۔ اور رموز باطنی کے عالم عامل ہین بنا برین ایسی حالت مین مہاراجہ کو موحد کامل سے ملقب کرتا ہون اور مہاراجہ کا شعر تائید مین لکھتا ہون ؎

کافر کہو شاد کو ہے عارف و صوفی   شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ

میرے نزدیک اگر عارف و صوفی کے مقام مین عارف کامل کہین تو بیجا نہوگا۔

آپ کے ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہوتے ہین اور ہر ایک فقرہ و لفظ سے کنوز وحدانیت و معرفت عیان۔ آپکا کلام کیا ہے۔ دریائے معرفت ہے۔ یا بحر مواج حقیقت ہے۔ آپنے مسائل تصوف و نکات تعرف کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ یا عالم اکبر کو عالم اصغر مین نمود کیا ہے۔ عالم تصوف کا خاکہ صفحۂ کاغذ پر ایسا کھینچا کہ جام جم کی طرح مسائل و نکات کا نقشہ دکھا دیا۔ ہر ایک طالب مبتدی و منتہی آسانی سے مسائل مشکلہ کو سمجھہ لیتا ہے۔ ہمارے مہاراجہ کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ موحد کامل ہین۔ اور نہ صرف صلح کل کے سالک۔ فقرائے کملا کے پیر و حکمائے فلاسفہ کے قدم بقدم ہین۔ پیر کامل کے جویا۔ کلام حق کے گویا رہتے ہین۔ جہان پاتے ہین بمصداق خذ ما صفا اخذ فرماتے ہین۔ آپ قال کو دیکھتے ہین۔ من قال سے اغماض کرتے ہین۔ آپکے علم و فضل کا دائرہ نہایت وسیع ہے دائرہ علم مین علوم و فنون کا ذخیرہ بیشمار ہے آپ کو متعدد علوم خاص علم تصوف و تاریخ و شعر و شاعری سے دلچسپی ہے۔ باوجود کثرت مہمات اہل علوم سے مجالست فرماتے ہین۔ آپکی مجلس مین اکثر علوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ہر ایک صاحب علم و فن سے اُس کے مذاق کے موافق مکالمہ فرماتے ہین۔ مثلاً طبیب سے اسباب و مرض و شاعر سے قافیہ و ردیف و عیوب شعریہ و محاورات فارسیہ مین اور صوفی باصفا سے تصوف و تعرف مین گفتگو کرتے ہین۔ فقرائے کملا خواہ اہل سلام سے ہون خواہ اہل اصنام سے ہون ہر ایک فریق کے ساتھہ اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن سلوک و خدمت مین دریغ نہین کرتے۔ بعض کوتاہ بین متعصب آپ پر نکتہ چینی کرتے ہین میرے نزدیک آپکی نسبت نکتہ چینی کرنا فضول ہے۔ بیفائدہ تعصباً ماہ تابان پر

خاک ڈالنا ہے۔ فقیر مولف جو کچہہ لکہتا ہے مشاہدہ ہے نہ خیالی فسانہ ہے۔ اولاً مشاہدہ
سے کام لیتا ہے ثانیاً قرائن حالات سے معانی کیطرف سبقت کرتا ہون جو کچہہ
خیال ناقص مین صورت متخیلہ کو ظاہری صور متشکلہ سے مقابل کرکے میزان عقل مین
خوب تولتا ہون جب دونون مین مطابقت پاتا ہون تب زبان قلم سے بیان کر دیتا ہون
اسیطرح مین نے مہاراجہ کے حالات ظاہری کو آنکہون سے دیکہے اور کانون سے
سنے۔ اور انکی باطنی کیفیات کو کلام بلاغت التیام سے اخذ کیا۔ اور دیدۂ دل
وگوش باطن سے خوب پکہا ہنا۔ مجہے یقیناً ثابت ہوا کہ مہاراجہ صوفی مشرب
وصلح کل مذہب ہین۔ اکثر کوتاہ بین میری تحریر کو تملق و خوشامد پر محمول کرین گے
اور مجکو نشانہ ملامت بنائین گے۔ یہہ نہین کرینگے کہ فقیر کی تحریر کے مطابق مہاراج
کے کلام اور ان کے عادات کو منصفانہ دیکہین اگر عقل وشعور سے کام لین تو مجہپر
کبہی عتراض نہین کرینگے۔ اور نہ مجکو حقارت سے دیکہین گے۔ مین سچ کہتا ہون
مین تملق و خوشامد سے کوسون دور رہتا ہون۔ گوشہ گمنامی مین بیٹہہ کے دکن کے
بزرگان سلف کو زندہ کرتا رہتا ہون۔ بزرگان کرام وامرائے باخیر کے حالات دیکہہ کے
تازہ دل ہوتا ہون اور ان کے باقیات صالحات کو اسبات کی ترغیب دیتا ہون
کہ بزرگان متقدمین کی پیروی کرین اور ان کے اخلاق و عادات کو اختیار کرین
اگرچہ فقیر مولف نے آپکا تفصیلی حال بابتہ انتظام ملک جلد چہارم محبوب انجمن تذکرہ
امرا و وزرائے دکن مین شرح و بسط کے ساتہہ لکہا ہے۔ لیکن یہان بہی انتظام ملک
کی بابت قدرے از کثیر گزارش کرتا ہون۔ **عو دھذہ**
آپ حسن تدبیر ورائے صائب سے موصوف ہین۔ ملکی انتظام مین ہوشیار و تجربہ کار ہین

چست و چالاک و کارگزار ہین ۱۲۹۱ سنہ ہجری مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور ۱۳۰۱ سنہ ہجری مین موروثی خدمت پیشکاری پر مشاہرہ چھہ ہزار روپیہ سکہ محبوب شاہی ممتاز ہوئے ۔ اور وزارت فوج کی خدمت سے بہی معزز ہوئے ۔ اور ۱۳۱۱ سنہ ہجری مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک جابان راجہ و مہاراجہ بہادر ۔ ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار ۔ و چھہ عدد جواہر سے سربلند ہوئے ۔ اور آپکو جاگیرات مین دیوانی و فوجداری کا کامل اختیار ملا ۔ اور نانا کے تمام جاگیرات پر وراثتہً قابض و متصرف ہوئے ۔ نواب سر وقار الامرا مرحوم مدار المہام کے رخصت کے وقت منصرمانہ آپنے وزارت کا کام عمدہ طرح انجام فرمایا تہا ۔ چونکہ آپ کی ذات بابرکات مین مالک کی اطاعت و تابعداری فطرۃً متمکن ہے کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین کہا آپ کی تابعداری و اطاعت اعلحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے دل مبارک پر موثر مثل نقش کالحجر ہوئی ۔ جب ۱۳۱۹ سنہ ہجری مین وقار الامرا بہادر مرحوم نے رخصت لی اعلحضرت نے آپکو دس تاریخ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین بموجب حکم مندرجہ ذیل منصرم مدار المہام فرمایا ۔ پہر آپ نے ۱۳۲۰ سنہ ہجری مین حسب الحکم اعلحضرت مستقل وزیر ہوئے ۔ آپ منصرمی کے زمانہ مین وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے ملک کی سرسبزی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین ۔ آپنے بموجب حکم اعلحضرت تابعداری و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کیا ۔ آپ کو مالک کی اطاعت و رعایا کی رعایت کی برکت سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی ۔ اور آپکے حسن انتظام کی شہرت عالمگیر ہو رہی ہے ۔ اللہم زد فزد

نقل احکام سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

چونکہ نواب وقار الامرا بہادر نے چھہ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے
اور خدمت مدار المہامی سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے ۔ لہذا بذریعہ ہذا وہ بعطائے
رخصت ششماہہ بلا تنخواہ سبکدوش کئے گئے ۔ انکی جگہ پر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
بالفعل بماہوار موجودہ امتحاناً تا حکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہین
چنانچہ مہاراجہ بہادر پندرہ مہینہ تک خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ عمدہ طرح سے
انجام دیتے رہے اور اس منصرمی حالت مین حضرت اقدس و اعلی کی فرمانبرداری و اطاعت مین
ذرہ برابر فرق نہین کیا ۔ اور دادگستری و رعایا پروری مین مستعد و سرگرم رہے ۔ وقتاً
فوقتاً رعایا کی بہتری و ملک کی آبادی مین دلسوزی و عرق ریزی فرماتے رہے
آپ کی عرق ریزی و دلسوزی درجۂ مقبولیت کو پہنچی یعنے آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری
مین حسب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ عہدۂ وزارت
پر مستقل ہو گئے ۔ چنانچہ اب تک مدار المہامی کی خدمت پر مقرر ہین ۔ مہمات مدار المہامی
کو نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے ہین ۔ اعلیحضرت قدر قدرت
اسی فرمان استقلال مین فرماتے ہین ۔ ؟ مجھے کامل اطمینان ہو گیا ہے کہ آیندہ بھی
ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کرکے اپنے کو میری خوشنودی کا مورد
بناتے رہین گے لہذا مین آپ کو میری ریاست کے عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ
طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کے ساتھہ امید کرتا ہون کہ آپ
اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھہ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے
کامون مین مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہین گے انتہی خلاصہ احکامات
اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی ۔

پہر اعلیحضرت نے آپکو بروز عید الضحی سنہ ۱۳۲ ہجری مین یمین السلطنتہ خطاب سرفراز فرمایا آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتہہ خادمانہ نیازمندی و وفاداری حاصل ہے آپ ہمیشہ دیانت و امانت کیساتہہ خدمت مدار المہامی کا کام ادا کرنا اور ملک و رعایا کی آبادی و بہبودی کا خیال رکہنا مد نظر رکہتے ہین۔ علم دوست و ہنر پرور اور غریب پرست و داد گر ہین۔ اخلاق و سیر مین برامکہ سے کم نہین ہین۔ آبا و اجداد کے طریقہ پر قدم بقدم چلتے ہین۔ آپ مین اکثر صفات مہاراجہ چندو لعل بہادر کے پائے جاتے ہین۔ آپکو دیکہنے سے مہاراجہ مرحوم یاد آہی جاتے ہین۔ کیون نہون اسی درخت کے پودے ہین اور اُسی چراغ کی روشنی ہین۔ شاعری مین اگرچہ مہاراجہ مرحوم کے قائم مقام ہین لیکن آپکے پاس شعرائے مشاہیر کا مجمع نہین ہے۔ مہاراجہ کے دربار مین اکثر شعرائے نامور مصاحبین کے زمرہ مین داخل تھے۔ مہاراجہ بہادر متوفی کی زرپاشی بیحد و بیشمار تہی فی زماننا اس زر ریزی کا عشر عشیر بہی نہین ہے۔ جو کچھہ ہے غنیمت ہے۔ اب مین یہان آپکے بوارق طبع و نتائج فکر بطور نمونہ گزارش کرتا ہون

من اشعارہ الہندی

عرش عظیم پر کہ تہ آسمان نہ تہا
یارب ترے حبیب کا جلوہ کہان نہ تہا

معراج مین حضور ہو جبکہ باریاب
بس آپ تہے اکیلے کوئی اور وان نہ تہا

احمد کے در پہ اس لئے مین جبہہ سا رہا
سجدے کے لائق اور کوئی آستان نہ تہا

معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تہے
خلوت تہی کوئی اور وہان میہمان نہ تہا

حضرت کے دم قدم سے یہ رونق بڑہی ہے سب
اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تہا

ولہ

سازگار اپنا زمانا ہو گیا ۔۔۔ ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا
دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا ۔۔۔ اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا۔
بت پرستی اب کہان باقی رہی ۔۔۔ اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا
کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی ۔۔۔ رنگ شاد اب عاشقانہ ہو گیا

ولہ

جنکو کہتے ہین محمد وہ ہین اپنے سلطان ۔۔۔ جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہے کشور اپنا
کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی ۔۔۔ کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا
نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا ۔۔۔ اوج پر بخت ہے یاور ہے مقدر اپنا

ولہ

آپ ہی کے نام مین شمس الضحی بدر الدجی ۔۔۔ آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر یا مصطفے
کچھہ تو بیچارہ جدائی کو تسلی چاہیے ۔۔۔ خواب ہی مین لیجیے آکر خبر یا مصطفے
یا نبی صل علی صل علی صل علی ۔۔۔ ورد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفے
شاد ہے اک عمر سے امیدوار پائبوس ۔۔۔ حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفے

ولہ

مین دور ہون مدینے سے فریاد یا نصیب ۔۔۔ اتنک حضور مین نہوئی یاد یا نصیب
تو اور مدینے جانے رہے طالع بلند ۔۔۔ مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

ولہ

میرے والی مرے مولا مرے سلطان عرب ۔۔۔ میرے محبوب خدا پیارے نبی جان عرب
لاکھون مبعوث پیمبر ہوے اس عالم مین ۔۔۔ کون حضرت سا ہوا شان عجم جان عرب
بلغا مان گئے سارے بلاغت کو تری ۔۔۔ اور قائل ہین فصاحت کے فصیحان عرب
ہندی رومی تکی مدنی سب اے شاد ۔۔۔ جان و دل سے ہین مطیع شہ ذیشان عرب
سوئے طیبہ مجھے بلوائین آپ ۔۔۔ یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ
ارنی کہنے کی طاقت نہ رہی ۔۔۔ اب تو خادم کو نہ ترسائین آپ

وله

کیا کرے لیکے جو ہو عاشق حضرت جنت
واعظا تیرے لئے ہے یہ غنیمت جنت

کیا کرین لیکے مکان گر نہ ملے ہمکو مکین
کہ نہین طالب ہوا لی کو یہ دولت جنت

جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت اے دل
اسی طاعت کے عوض ہو گی عنایت جنت

بیٹھکر شاد کرو گوشے مین اللہ اللہ
بل ہی جائیگی تمہین روز قیامت جنت

وله

یا نبی بھیجین ہمین پھر زیارت الغیاث
مہر اوج معرفت ماہ رسالت الغیاث

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیون کیواسطے
الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث

ق

کہتے ہین اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبی
تجھپہ تہمت دہرتے ہین اہل شریعت الغیاث

میرا مسلک اور ہے اور اُنکا مذہب اور ہے
کیا یہہ جانین گے بھلا رمز طریقت الغیاث

وله

کیا تم سے کہون راز کہ کیا تہا شب معراج
تہا عرش پہ وحدت کا تماشا شب معراج

کہتے ہین احد کسکو کسے کہتے ہین احمد
عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج

خود ذات ہی تہی احمد و محمود و محمد
آئینہ عرفان مین جو دیکھا شب معراج

اک قرب نوافل ہے دگر قرب فرائض
یہ دونون کے دونون ہوے یکجا شب معراج

ارواح کا اجماع تہا افلاک پہ اُس شب
وحدت مین تہا کثرت کا تماشا شب معراج

عاشق مجھے احمد کا نہین کہتے مسلمان
دے آکے گواہی تو خدارا شب معراج

وله

بطحی کو جانیکے لئے ہے تیری کیا صلاح
اے بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
واعظ سے جاکے کیا مین بھلا پوچھتا صلاح

سوئے مدینہ کھینچ رہا ہے یہ جذب شوق
اے دل بتا تو کوئی بھی پھر خدا صلاح

پیر مغان سے چلکے کرو شاد مشورہ
مجکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

وله

اللہ کا دربار ہے دربار محمد
اعلی سے بھی اعلی ہے یہ سرکار محمد

ہین پھول اسی باغ کے سب کافر و مومن / یہ گلشن ایجاد ہے گلزار محمد
جو بندے ہین خاص وہی جانتے ہین کچھ یہ / ہر کوئی نہین جانتا اسرار محمد

ولہ

رضائے خدا ہے رضائے محمد / ثنائے خدا ہے ثنائے محمد
کھلا عقدہ قرب نوافل کا دل پر / صدائے خدا ہے صدائے محمد
وجود ایک ثابت ہوا جب تو پھر کیا / لقائے خدا ہے لقائے محمد

ولہ

یا محمد ہے غم الفت لذیذ / تیرے سودائی کو ہے وحشت لذیذ
دیکھنے والے جو ہین صورت تری / انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ
چاہنے والون کو تیرے یا حبیب / ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

ولہ

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمن سے دور / بلبل پہ ہے ستم کہ رہے وہ چمن سے دور
عاشق ہے شمع روئے محمد کا دل مرا / پروانہ ہو کے حیف رہے انجمن سے دور
جب مین نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہون / ہو جاؤنگا بھلا مین کب اپنے سخن سے دور
پہونچون گا جب مدینے تو مصرع پڑہونگا یہ / نزدیک ہون وطن سے مگر ہون دکن سے دور

ولہ

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز / مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز
تجھے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز / مرے دلکو ہے درد الفت پہ ناز

ولہ

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کے پاس / رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کے پاس
کہتا ہے بار بار یہی مجھ سے شوق دید / اٹھو چلو مدینے کو اب مصطفے کے پاس
عقدہ نہین کھلا شب معراج کا ہمین / فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس

ولہ

دلدادہ ہون مین مجھکو ہے دلدار کی تلاش / مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش
پایا ہے جسکو مین نے اسے جانتا ہون شاد / تھی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

مرے نالے مین ہو یارب اثر خاص | کہ رکھین شاہ دین مجھپر نظر خاص
جہان پہونچے وہین بستر جمایا | فقیرون کا نہین ہے کوئی گھر خاص
خیال طیبہ مین خود رفتہ ہونا | یہ ہے عشاق احمد کا سفر خاص
نہ کیون ہون ذکر مین مصروف طائر | کہ سب وقتون مین ہے وقت سحر خاص

ولہ

دلکو ہے روئے پیمبر سے غرض | آئینے کو ہے سکندر سے غرض
دولت عشق نبی درکار ہے | مال سے کیا کام کیا زر سے غرض
دل کو اپنے یاد حضرت سے ہے کام | لب کو اپنے ذکر سرور سے غرض

ولہ

ہجر مین رکھتا ہے دل روضہ نہان سے ارتباط | آنکھہ رونے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
گلشن طیبہ سے میری روح یون مانوس ہے | جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیان سے ارتباط
یاد احمد کیون نہ آئے میرے دلمین بار بار | جو مکین ہے اسکو لازم ہے مکان سے ارتباط

ولہ

پند تیری سنون مین کیا واعظ | ہے محبت مری غذا واعظ
ذکر حور و قصور تا بکجا | وصف محبوب کچھہ سنا واعظ
ہے جو مطلوب منزل مقصود | لے مدینہ کا راستا واعظ
کیا کرے لیکے تیری جنت کو | در محبوب کا گدا واعظ
قصد طوف مزار اقدس ہے | اسمین ہے رائے تیری کیا واعظ

ولہ

شوق پابوس یہ کہتا ہے کہ چل یثرب کو | کیا کرون بس نہین چلتا کہ ہی قسمت مانع
آپ نے سکو بلایا نہ کیا یاد مجھے | ہو گی اسمین کوئی اللہ کی حکمت مانع
بیچلے تھے مرے اعمال سونا ر مجھے | ہو گئی ذوق کے اللہ کی رحمت مانع
نعت کے باغ لگاتا مین ہزارون استاد | مجکو ہوتی نہ اگر تنگی فرصت مانع

وله

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ — مین سمجھا ہے چراغِ مدعا داغ
خیالِ روئے احمد کا ہے یہ فیض — چمک کر مہرِ انور بنگیا داغ
یہ بو دینے لگا عشق نبی کی — رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ
جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد — ملا اسے شاد دلکو اک نیا داغ

وله

ہے آپکی جو گرمیٔ بازار ہر طرف — یوسف سے پھرتے ہین خریدار ہر طرف
کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے بار بار — پیشِ نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف
قیدی تو بیشمار ہین زنجیر ایک ہے — زلفِ رسول کے ہین گرفتار ہر طرف
دیوانہ وار پھرتے ہین عشاق رات دن — پھر تلاشِ احمد مختار ہر طرف

وله

کبھی تپان ہے کبھی اشکبار ہے عاشق — تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق
صبا یہ اُس شہ خوبی سے عرض کر دینا — نگاہ لطف کا امیدوار ہے عاشق
خدا کرے کہ ہو میری طلب مدینے سے — اسی خیال مین لیل و نہار ہے عاشق
وہ شہسوارِ عرب ہین وہ تاجدارِ عجم — خدنگ ناز کا جنکے شکار ہے عاشق

وله

رنج و غم درد و الم دلپہ اُٹھائین کبتک — ہجر مین آپکے ہم شور مچائین کبتک
دیکھیے وہ مجھے شکل انہی دکھائین کبتک — میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کبتک
اے فلک روکنہ تو کوچۂ احمد سے ہمین — طالب یار ہین جنت مین نجائین کبتک

وله

دینا جو روزِ اک مجھے پروردگار دل — کرتا خوشی سے مین شہ دین پر نثار دل
اے شہسوارِ عرصۂ طیبہ ترے سوا — کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل
پروا نہین اگر نہین کوئی شریکِ حال — مین غمگسار دل ہون مرا غمگسار دل
ملتی مجھے جو دولتِ دیدار جو ابین — ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

فرقت کے صدمے سہنے مین کبتک اٹھائین ہم — جی مین ٹھنی ہے یہ کہ مدینے کو جائین ہم

اپنی نظر مین جو ہے نعین ہے شان ہے — کسطرح اپنے اُسکو ظاہر مین لائین ہم

کحل البصر ہے خاک مدینے کی اے صبا — لا دے ذرا کہ آنکھون مین اُسکو لگائین ہم

ہو بخت سازگار تو پھر دیکھیے گا لطف — چلکر مدینے حال سب اپنا سنائین ہم

وله

یا محمد کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہین — حاضری اپنی اُنہین ورد سنا دیتے ہین

ہو کے محتاج جو آتا ہے حضور مین کوئی — دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین

دستگیری وہ کیا کرتے ہین مجھ بیکس کی — میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین

بخشواتے ہین گنہگار کو اللہ سے وہ — شان یون اپنی کریمی کی دکھا دیتے ہین

وله

جسکو ہم سب شہ مکی مدنی کہتے ہین — اہل جنت اُسے پھر یمنی کہتے ہین

اُسکے دھوکے مین نہ آنا نہ لگانا دل کو — اہل دانش اسے دنیائے دنی کہتے ہین

شاد کو طنز سے کہتے ہین مسلمان کافر — اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتے ہین

وله

ہمسرون مین کوئی ایسا آفتاب نہین — حضور احمد مختار کا جواب نہین

نبی کے عشق مین جسنے کہ موت پائی ہو — لحد مین اُسکے لئے عیش ہے عذاب نہین

وله

ہاتھ آ جائے جو محشر مین تمہارا دامن — مجھ گنہگار کو ہو جائے سہارا دامن

پھر دیا دامن امید کو میرے اے شاد — روبرو آپ کے جسوقت پسارا دامن

وله

پیش جب پھر شفاعت کرین احمد مجھکو — میرا اللہ کریگا نہ کبھی رد مجھکو

مشغلہ نعت نبی کا ہے مجھے شکر خدا — بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد مجھکو

ثروت و جاہ و مراتب کی کسے خواہش ہے — یہی کافی ہے کہ ہے الفت احمد مجھکو

خادم غوث بھی ہون اور غلام خواجہ — میرے مولا نے دیا رتبہ بجد مجھکو

تری ذات ایک ہے یا خدا تری شان جلّ جلالہ
تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی

اس دل مین ہے مدت سے تمنائے مدینہ
زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک
پتھر پڑین اس دل پہ وہ پتھر سے ہے بدتر
کسطرح سے سرسبز نہو مزرع امید

اپنی خودی کو کھو کے اسے پایا آپ مین
صل علیٰ نہ کیون کہین احمد کے نام پر

احمد کے سوا عشق کسی کا نکرینگے

دیتا ہے مزہ عشق محمد مین تڑپنا
مومن نہین کہتے نہ کہین لوگ ہمین شاد

مدینہ بھی خداوندا عجب پر نور بستی ہے
ترے رتبہ مین کسکو دخل ہے کیا کوئی دم مارے

تاج لولاک ہے شایان رسول عربی
انبیا جتنے ہین آپ ان کے بھی شافع ہونگے
باغ احمد کے ہین دو پھول حسین اور حسن

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے
خداوند عالم ہے جسطرح واحد
فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھکو

وله
نہین تجھسا کوئی دوسرا تری شان جلّ جلالہ
ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جلّ جلالہ

وله
یارب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ
ہمکو بھی حسرت ہے کہ ملجائے مدینہ
جس دل مین نہو شوق و تمنائے مدینہ
دیکھون جو کبھی گنبد خضرائے مدینہ

وله
یہ سیر کی ہے آ کے عدم سے وجود کی
پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

وله
ہم عاشق صادق ہین تو ایسا نکرینگے
اس درد کا زنہار مداوا نہ کرینگے
کافر بھی کہے کوئی تو پروا نکرینگے

وله
جہان ہر وقت و ہر دم تری رحمت برستی ہے
جو محبوب خدا کا رتبہ پائے کسکی ہستی ہے

وله
پر تو شان خدا شان رسول عربی
سب کے سب بانینگے احسان رسول عربی
یہی دو ہین گل و ریحان رسول عربی

ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے
حبیب خدا بھی تو یکتا ہوا ہے
یہ عزت ملی ہے یہ رتبہ ہوا ہے

شہید ۔ مولوی غلام امام

شہید تخلص ۔ غلام امام نام ۔ آپ شاہ غلام محمد مرحوم کے فرزند ہین آپکے والد ماجد مشاہیر مشائخ سے تھے ۔ آپکا وطن اصلی قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو ہے ۔ آپ سن شعور کے ابتدا مین کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے ۔ کتب متداولہ درسیہ مولوی حیدر علیصاحب فیض آبادی مولف منتہی الکلام کی خدمت مین تحصیل کین ۔ اور زبان فارسی مین بھی استعداد کامل پیدا کی ۔ شعرگوئی مین ابتداءً مرزا قتیل و مصحفی و شیخ غلام مینا ساحر سے اصلاح لیتے رہے آغا سید اسمعیل مازندرانی سے فن شاعری مین تعلیم کامل پائی ۔ آپکی طبیعت برق درخشان تھی آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی کے ہم طرح و ہمسر تھے ۔ ہر مشاعرہ مین سخنوران معاصر سے میدان سبقت مین بڑہجاتے تھے ۔ آپ مداح حضرت سالتماب و حاجی بیت اللہ و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ اکثر آپکے قصائد و غزلیات نعت و حمد مین مشہور و معروف ہین ۔ اور رسائل میلاد شریف بھی متداول ہین آپکے قصائد نعتیہ مضامین شیرین و معانی رنگین مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین ہر ایک شعر سے خوبی و خوش اسلوبی مترشح ہوتی ہے اور ہر ایک لفظ و فقرہ سے تازگی و شادابی واضح علاوہ این آپکا کلام نہایت درد آمیز و رقت انگیز ہوتا ہے کہ عاشقان جمال محمدی اسکے سننے سے وجد و حال مین نیم بسمل کیطرح پھڑکتے ہین اور ماہی بے آب کی مثل تڑپتے ہین ۔ کلام پر تاثیر شیفتگان محمدی کے قلوب پر موثر ہوتا ہے ہر ایک عالم بیخودی مین بے تابانہ وا محمدا وا محمدا چلاتا ہے ۔ مجلس میلاد مین آپکے قصائد خوانی سے وہ اثر ہوتا ہے کہ سامعین دل سے بیدل و خودی سے بیخود ہوجاتے ہین ۔ آپ الہ آباد مین عہدہ پیشکاری صدر نظامت پر

مامور تھے۔ تقریباً بیس بائیس سال تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے ادا کرتے رہے
حکام وقت آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آپ
حالت ملازمت مین بھی اکثر مجلس میلاد منعقد فرماتے تھے۔ اور مجلس مین عمدہ عمدہ
کھانے اور اقسام کے حلوے مہیا کرتے تھے۔ بزرگان کرام و فقرا و غربا و احبا کو مدعو فرماتے
تھے۔ اور مجلس مین خود قصائد نعتیہ کو نہایت خوش اندازی سے پڑھتے تھے۔ آپکے
پڑھنے سے مجلس مین حیرت کا عالم قائم ہو جاتا تھا۔

نواب محی الدولہ بہادر جو شیدائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکے
رسائل میلاد و کلام نعتیہ کو دیکھکر آپکے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ ایک ہزار روپیہ زر راہ
بھیجکے شہر حیدرآباد دکن مین بلائے۔ آپ حسب طلب نواب صاحب نوکری ترک کرکے
شہر مین آئے۔ معزز و مکرم ہوئے۔ سرکار عالی نظام سے چارسو تیس روپیہ ماہانہ بلاشرط
خدمت مقرر ہوا۔ شہر مین نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب آپ
دکن سے حرمین شریفین گئے۔ اسوقت راجہ گردھاری پرشاد باقی نے زاد و راحلہ اپنے
جیب خاص سے عطا فرمایا۔ اور نواب سالار جنگ مرحوم نے بھی پانسو روپیہ اعانت
کی آپ حرمین مین پہنچ گئے۔ وہان مجالس میلاد متعدد مراتب مکہ و مدینہ مین منعقد
فرمائے۔ لکھنؤ و آگرہ و مرادآباد و رامپور و الہ آباد و حیدرآباد وغیرہ مین آپ کے مریدین
تقریباً ہزار سے زیادہ تھے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم و نواب کلب علیخان والی رامپور
و سعید عالم خان رئیس سورت آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر سنہ ہجری
مین بہشت بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے رسائل و دیوان
نعتیہ متداول و معروف ہین۔ مین نہین رسائل و دیوان سے چند اشعار تبرکاً ہدیہ

ناظرین کرتا ہون ھو ھذہ

بخشد شکر بکام معانی بیان ما — گویا زبان تو بود اندر دهان ما
بسکه از نقش دوئی گشته تهی سینهٔ ما — عکس ما نیز نگنجید در آئینهٔ ما
چون بوئے گل بدوش کسے نیست بار ما — بر دامن صبا نه نشیند غبار ما

وله
نباشد از نزاکت تاب احسان طبع عالی را — حباب از آب دریا پر نسازد جام خالی را
در آغوش تصور میکشیم ساقی ترا هردم — فروزان می کنم زین شمع فانوس خیالی را

وله
بغیرت عاشقی ببین رشک نگر خدائی را — سایه نیافریده اند آن قد دلربائی را
خسته دلان تو هر طرف منتظر ند بصف ضعف — رخصت یک نظاره ده نرگس سرمه سائی را

وله
آن شوخ ستمگار بما هست و بما نیست — چون عکس که ز آئینه جدا هست و جدا نیست
گر زنده کند گاه کشد خسته دلان را — طرز نگهش حکم قضا هست و قضا نیست

وله
دل را بیک کرشمهٔ دلکش گرفت و رفت — سرگرم عشوه آمد و آتش گرفت و رفت
شمیم زلف تو در آستین صبا وزید — تبسم دهنت غنچه در قبا وزید
چو نافه بود نهان بوئے زلف تو بدلم — نسیم صبح نمیدانم از کجا وزید
حنا بران کف پابستهٔ بخون جگر — شهید دست تو مضمون پیش پا وزید

وله
مرا بگوشهٔ ابرو سلام کرد و نکرد — وزان دو چشم سخنگو کلام کرد و نکرد
مرا بگوشهٔ چشمی ز ناز دید و ندید — به نیم جرعه سیه مست جام کرد و نکرد

وله
بر درش دیدم دل خود را بسوئے من ندید — بسکه مصروفش بشغل بوسه چیدن یافتم
وقت پیری شد لقائے آن بت سرکش نصیب — چون کمان پابوسی نیز از خمیدن یافتم
جان وقف سر راه کسے کردم رفتم — همپائے بانگ جرسے کردم رفتم

میرفت سحر قافلۂ بوئے بہاران — من نیز چو شبنم ہوسے کردم و رفتم

گلبانگ زدم بر قدم جان چو سپندے — خوش ہمرہے ہم نفسے کردم و رفتم

صد شکر کہ صید ملک الموت نگشتم — جان را ہدف تیر کسے کردم و رفتم

ہر جا کہ ازان لعل شکر خا سخنے رفت — پرواز ببال مگسے کردم و رفتم

شہید - میر احمد علیخان دہلوی

شہید تخلص - میر احمد علیخان نام - آپ سید جعفر علیخان بہادر کے فرزند دلبند ہین - آپ کے والد یا جد کے جد بزرگوار سید نوازش علیخان کا حسبی سلسلہ نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات سے منتہی ہوتا ہے محمد شاہی امرا مین تھے - جاگیر و انعام سے سربلند - میر احمد علیخان کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - اور دہلی کی سرزمین مین تربیت و تعلیم پائی - علوم عربیہ مین فراغت حاصل کر کے فن شاعری و انشا پردازی کیطرف متوجہ ہوئے - چند ہی مدت مین کامل ہو گئے - آپکو حضرت شاہ نصیر دہلوی مغفور سے تلمذ تھا - علاوہ علوم عربیہ و شاعری و رمل و عملیات مین بھی مہارت کاملہ رکھتے تھے - فارسی مین ناظم و ناثر تھے - آپکی نثر منشیانہ فاضلانہ و نظم شاعرانہ شیرین و رنگین ہوتی تھی - نقادان سخن کو آپکے کلام بلاغت انجام سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا - اور آپ فارسی و اردو زبان مین بھی کلام موزون فرماتے تھے - آپکے اشعار نہایت ہی سنجیدہ و برجستہ ہوتے ہین ہر ایک کا مضمون نازک خیالی و شیرین مقالی سے مملو ہوتا ہے کوئی شعر نزاکت و لطافت سے خالی نہین - آپکے جملات و فقرات گویا شکر پارے ہین

ناظرین و سامعین کو دیکھنے و سننے سے حلاوت تازہ و لذت بے اندازہ ہمدست ہوتی ہے آپ وطن میں امثال و اقران میں لائق و فائق مانے جاتے تھے۔ آپ بکشش آب و خورش ہند سے حیدرآباد دکن میں آئے اسوقت نواب سکندرجاہ بہادر کا آخر عہد تھا - بارگاہ سکندرجاہی میں باریابی کے اہل مناسب کے سلسلہ میں منصب مناسب پر مقرر ہوگئے غفران منزل نواب ناصرالدولہ بہادر کی خدمت میں متعین ہوئے۔ جب سنہ ۱۲۴۴ ہجری میں سکندرجاہ بہادر بہشت بریں روانہ ہوئے۔ اور نواب ناصرالدولہ بہادر مسند نشین ہوئے تو نواب ناصرالدولہ بہادر نے آپکو خلعت خطاب میرالشعرا و اضافہ منصب سے سرفرازیا آپ تا زندگی عہدہ منصبداری پر معزز و مکرم رہے آخر آپنے سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں اس دار فنا سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ آپ خوش اخلاق و بزرگان سلف کی طرح وضعداری و خاکساری کے پابند تھے۔

من اشعاره الفارسی

ساقیا معجزہ حضرت موسی داری — ساغر بادہ بکف چون ید بیضا داری

ایدل اندیشہٴ آن زلف چلیپا داری — در سر خویش ندانم کہ چہ سودا داری

ایدل از داغ چو طاوس تماشا داری — نہ سر باغ نہ اندیشہٴ صحرا داری

نعل و میخ است زکفش تو ہلال و انجم — آسمان وگری زیر کف پا داری

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا و آنے — چشم بد دور کہ در خود ہمہ یکجا داری

دل من شاد کہ چون تو گل رعنا دارم — وقت تو خوش کہ چو من بلبل شیدا داری

تا زلب حرف زنی مردہ صد سالہ زید — کن مرا زندہ کہ اعجاز مسیحا داری

بسراغ کمرش نیست نشانت اے دل — گوشہ گیری بجہان شہرت عنقا داری۔

لب اظہار تو چون غنچہ نہ از ہم وا شد
ای دل غمزدہ آخر چہ تمنا داری

نظر آنجا کہ فتد با دگر دو در چشم
ہمچو آئینہ چہ دلچسپ سراپا داری

کم ز فردائے قیامت نبود وعدۂ ایت
کہ بفردا متعلق پس فردا داری

دل صد پارہ ام البتہ گلوگیر تو شد
نہ حمایل بگلو از گل حمرا داری

بخیہ کردی دل مجروح مرا از مژگان
ہنرت بہ کہ بکف سوزن عیسا داری

روئے نور روشن و آویزۂ دُر در گوشت
جلوۂ حسن مہ و عقد ثریا داری

اے شہید از مئے عشق است ترا مدہوشی
نہ غم دین و نہ اندیشۂ دنیا داری

من اشعارہ الہندی

ماہ نک گل خورشید رو کے خط جو پیدا ہو گیا
دن رُخ کے ظلمات کا موجود رستا ہو گیا

کیا کمال انسان مین تہا عشق کی تاثیر سے
سجدہ گاہ عرشیان مٹی کا پتلا ہو گیا

ولہ

گدا کو سایۂ بال ہما سے کیا مطلب
درخت خشک کو نشو و نما سے کیا مطلب

مریض عشق کو دار الشفا سے کیا مطلب
ہمارے درد کو عیسیٰ دوا سے کیا مطلب

ولہ

وصل ہے زلف و رخ یار مین اب
ربط ہے کافر و دیندار مین اب

ولہ

جو دیر لگتی ہے صاحب تمہارے آنے مین
تو باقی کچہہ نہین رہتا ہے جان جانے مین

تو کس لئے مرے درپے ہوا ہے ای صیاد
حصول کیا تجہے اک مشت پر کے پانے مین

ولہ

پان کہا کر ہونٹہہ دکہلانے لگے
ہین شہید اور رنگ تم لانے لگے

نہ فکر زر کی نہ پروائے مال و جاہ رہی
فقط نظارۂ یوسف لقا کی چاہ رہی

سیاہ بختی مجنون خوش آئی لیلی کو
بنا کے آپ بہی اک خیمۂ سیاہ رہی

شہید فکر کرو ورنہ آگے مشکل ہے
جو ایسا عشق رہا اور ایسی چاہ رہی

شہیر حکیم محمد عبد اللہ خان صاحب

شہیر تخلص- محمد عبد اللہ خان صاحب نام- آپ حکیم اللہ خان کے خلف الصدق ہین- آپ کے بزرگ خوانین بھکر سے ہین ملازمت کی وجہ سے ناگور مین آئے- اور وہان سکونت پذیر ہوئے- آپکے والد یا جد کی ولادت ناگور مین واقع ہوئی تھی اسوجہ سے ناگوری کہلاتے ہین- ناگور سے برار مین آئے- اور برار مین متوطن ہوئے- اور اسی ملک مین قضاۃ کے خاندان کی لڑکی سے شادی کرلی- آپکی ولادت برار مین واقع ہوئی اور نشو نما بھی اسی ملک کی آب وہوا مین ہوئی- عالم شباب کے قریب آپنے مولانا مولوی عبد اللہ صاحب بیل مراونی کی خدمت مین تعلیم پائی- کتب درسیہ متعارفہ کچھہ اُن سے اور دیگر استادون سے پڑہین صاحب فضل وکمال ہوئے انشا پردازی مین بے نظیر نظم ونثر مین آفتاب منیر ہوئے- طبیعت مین جولانی اور دماغ مین نازکخیالی خداداد تھی- دل مین بینائی ودانائی کا دریا موجزن اور دماغ مین ذکاوت وفطانت برق افگن تھی- زور طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا اقران وامثال سے کئی قدم آگے بڑہ گئے- اور سبقت مین بازی لیگئے- جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سے شستگی وپختگی نمایان نازکخیالی وشگفتہ بیانی عیان ہے- آپ دونون زبان یعنی فارسی واردو مین کہتے تھے ہر ایک زبان مین کلام بامحاورہ ہوتا تھا- آپکا ہر ایک شعر لطافت ونزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے- فصاحت وبلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکے کلام رنگین واشعار نمکین کے مطالعہ سے اہل مذاق کو لطف ومزہ آتا ہے فصاحت وبلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکی کلام رنگین واشعار نمکین کے مطالعہ

اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے۔ آپ علم طب مین مہارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی تشخیص نہایت درست تھی۔ مریض کی بیماری مین خوب غور و فکر کرتے تھے اور تمام حالات جزئیات سے واقف ہوکے سونچ سمجھکر نسخہ تجویز کرتے تھے۔ ادویہ اوزان مزاج کے موافق لکھتے تھے۔ آپکا نسخہ سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا تھا۔ جو بیمار آپکی ہدایت کے موافق ادویہ کو استعمال کرتا دنون مین شفا پاتا تھا۔ آپ اور اطبا کیطرح بغیر سونچے سمجھے نسخہ نہین لکھتے۔ نہ کسیکو دوا دیتے۔ بیمار کے مزاج کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ آپکے پاس اکثر مریض ایسے آئے ہین جنکو ڈاکٹرون اور اطبانے نا امیدی کا جواب دیا۔ آپنے نبض و قارورہ ملاحظہ کرکے نسخہ دیا۔ عنایت آلہی سے تیسرے دن ہی صحت کے آثار معلوم ہونے لگے۔ چند روز کے معالجہ مین صحت کامل پاجاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ آپکے ہاتھ مین شفا ہے۔ یہہ قبولیت عامہ خدا داد تھی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپ ملکی انتظام مین عقل کل تھے۔ جب تک سرکاری ملازمت کے صیغہ مین تھے اپنی خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے کبھی آپکے کام پر حرف گیرون کو حرف گیری کا موقع نہین ملا۔ ہمیشہ پاک صاف رہے کسی سے کوئی تعلق نہین فرمایا۔ پیشتر نواب میر عالم علیخان بہادر جاگیردار جاموؤ کی خدمتمین ملازم تھے اور انکی خدمت مین مدت تک رہے۔ آپ سنی اور جاگیردار صاحب امامیہ تھے۔ معاملہ ضدین تھا۔ مگر آپکی لیاقت و قابلیت اس درجہ کی تھی کہ نوابصاحب آپکو عزیزون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ نواب کی رحلت کے بعد چند مدت انگریزی عہد مین برار مین عدالت منصفی مین ہیڈ منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ عدالت برخاست ہونیکے بعد انگریزی ملازمت مین داخل ہوئے۔ چند مدت تک داروغگی کی خدمت پر مامور رہے

پہرداروغگی سے علیحدہ ہوکر نواب کے داماد میر مہدی علیخان کی خدمت مین بسر کرتے رہے
تمام نواب کی جاگیرات آپکی اختیار مین تہین۔ سفید وسیاہ کے آپ مالک تہے مہدی علیخان
مرحوم کے بعد اُنکی اولاد کے نزدیک بہی رہے۔ اُن کے فرزندون نے آپکی کچہہ قدر نہین
کی اور نہ آپکے کام کی داد دی۔ آپ استعفا دیکر الگ ہوئے۔ نواب مختار الملک اول
کا زمانہ تہا آپنے نواب سے منصب کی درخواست کی۔ نوابصاحب نے قدردانی سے
۶۰ روپیے ماہوار مقرر کردئے۔ آپکی گذراوقات کا مدار اُسی تنخواہ پر تہا۔

اوائل مین آپکے خیالات فلاسفانہ تہے۔ صوفیانہ طریق کے جویا تہے۔ صلح کل کے پیرو تہے
کیا ہندو کیا مسلمان سب سے ایک ہی طریق سلوک فرماتے تہے۔ آپ سے سب خوش تہے
آپکا کوئی شاکی نہین تہا۔ آپ بزرگان دین وصوفیان یقین کے معتقد ہی۔ اطیعو اللہ
واطیعو الرسول کے مہتدی۔ آپ متشرع متدین متقی وپرہیزگار تہے۔ پاکیزہ دین و پاکیزہ
دل صوم صلوۃ کے پابند۔ قال اللہ وقال الرسول کے کاربند۔ رات دن عبادت الٰہی مین
مصروف تلاوۃ قرآن و وظائف واذکار مین مشغول رہتے تہے:

خوش مزاج۔ وخوش خلق ہر ایک سے نہایت کسر نفسی سے ملتے تہے۔ نیک سیرت و پاکیزہ
صورت تہے۔ حلیم الطبع وسلیم الوضع استقلالی ووضع داری مین بے بدل زمانہ بدلجائے
مگر وہ اپنی وضع سے نہین بدلین گے۔ ہزار آفتین و گردشین سر پر آجائین وہ استقلال سے
ذرا نہین ہٹین گے۔ آپ متوکل و قانع تہے۔ کسی سے خواہان نہین ہوے۔ کیا امیر کیا فقیر
آپکو کسی سے پروا نہین تہی۔ عزلت گزین تہے۔ گہر سے باہر نہین جاتے تہے۔ فقیر مولف
کے اُستاد ہین اوائل مین کتب فارسیہ اور ابتدائی عربیہ آپ سے پڑہین اور مجکو آپ ہی کی فیض
صحبت کی برکت سے طالب علمی کا شوق ہوا۔ اولاً آپ ہی کی ترغیب سے بمبئی گیا اور

اور تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوا ایک مدت مین تکمیل کتب سے مشرف ہوا۔ مین آپکی توجہ وعنایت کا مشکور ہون۔ آپ حیدر آباد دکن محلہ مستعد پورہ مین سکونت پذیر تھے

آپکی رحلت کی کیفیت

آپکا خاتمہ بخیر ہوا۔ اُن کے اعمال و افعال اسبات پر دلالت کرتے مین کہ وہ بہشت برین مین داخل ہوئے ہون گے۔ آپکو تین روز تک سکرات کی شدت رہی۔ تیسرے دن اعزہ و اقارب آپکے گرد جمع تھے۔ آپنے حاضرین سے پوچھا اسوقت کیا وقت ہے۔ حاضرین نے جوابدیا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ سنتے ہی اُٹھہ کھڑے ہوئے قریب تہا کہ زمین پر گرین حاضرین نے آپکو تہاما۔ اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے مین۔ فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنا چاہتا ہون بعد ازان آپ فرش پر بیٹھہ گئے۔ تکیہ پر تیمم کیا بسمت قبلہ متوجہ ہوکے تکبیر تحریمہ شروع کی سورۂ فاتحہ وضم سورہ سے فارغ ہوکے رکوع کرکے سجدہ مین سر زمین پر رکھا۔ فوراً حالت سجدہ مین آپکی روح نے جسم عنصری سے عالم بقا کو پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاضرین نے آہ وزاری کی اور مرحوم کی رحلت پر افسوس و حسرت ظاہر کیا بعد ازان تجہیز و تکفین کرکے آپکو کمر کی گنبد کے قریب ڈھول پٹہ مین دفن کیا۔ یہہ واقعہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجری مین واقع ہوا۔

آپ کی عمر تقریباً اسی سال سے متجاوز تہی۔ آپکی باقیات الصالحات سے تین دختر نیک اختر مین تینون کی شادیان آپکی زندگی مین ہوگئی تہین۔ سرکار عالی نظام کے امتیازی منصبدارون کے صیغہ مین ملازم تہے۔ ساٹھہ روپئے وظیفہ پاتے تہے۔ مرحوم کی بیوی صاحبہ کوشش کر رہے ہے کہ مرحوم کی تنخواہ اون کے نام پر منتقل ہوے اب تک فیصلہ نہین ہوا ہے دیکہیے کیا ہوتا ہے خدا اُنکو کامیاب کرے۔ آپکا ذاتی مکان مستعد پورہ مین ہے۔

آپ کے جسقدر اشعار میرے پاس تہے۔ وہ تمام موسی ندی کی طغیانی مین تلف و برباد ہوگئے۔ اسوجہ سے صرف حال پر اکتفا کیا گیا اگر ملجاُینگے تو آیندہ ضمیمہ مین لکہونگا۔

شفیق۔ لچہمی نرائن اورنگ آبادی

شفیق تخلص۔ قوم کہتری کپور سے ہے۔ اورنگ آبادی المولد آپکے جد بزرگوار ہمراہ افواج عالمگیری لشکر کے ہمراہ لاہور سے دکن مین آئے۔ اور اورنگ آباد مین متوطن ہوئے۔ نوکر پیشہ تہے۔ زندگی بصیغہ نوکری بسر کرتے تہے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ اُنکا متوسط فرزند رائے منسا رام تہا۔ جب منسا رام دس برس کا ہوا جد مذکور فوت ہوا انہیں مذکور لالہ جسونت رائے ہم قوم کے سایۂ عنایت مین رہا لالہ کی سرپرستی مین تعلیم و تربیت پائی۔ نواب آصف جاہ غفران پناہ کے زمانہ مین چہہ صوبجات دکن کا پیشکار رہا۔ چالیس برس تک خدمت مفوضہ پر مامور رہا۔ امانت و دیانت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جناب آزاد نے نواب صمصام الدولہ بہادر مرحوم سے سفارش کرکے منصب سے سرفراز کرایا۔ اور دکن کے بخشی الممالک کی پیشکاری پر بہی مامور۔ منسا رام دونون خدمتون کو عمدہ طرح سے ادا کرتا تہا۔ محنتی و جفاکش تہا۔ مالک کی تابعداری مین سرمو فرق نہین کرتا تہا۔ دربار آصفی نام کا ایک سالہ مختصر لکہا ہے۔ اسمین مغفرت مآب آصفجاہ اول کی تعریف اور اُن کے عہد کے قوانین لکہے۔ رسالہ مذکور مطبوع ہوچکا ہے۔ اور ایک دکن کا گوشوارہ بہی لکہا ہے۔ بیس دوم صفر ۱۱۵۸ہجری مین شفیق صاحب ترجمہ کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابتدا اُنہیں سے حضرت میر غلام علی آزاد کے خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ آزاد کی توجہ سے صاحب استعداد ہوا۔ سفید و سیاہ سے واقف نواب

صمصام الدولہ کے زمانہ مین منصب خطاب و ولی چندسے سرفراز ہوا ۔ اور آزاد بلگرامی شفیق کے حال پر نظر شفقت و محبت رکہتے تہے ۔ چنانچہ خود شفیق حضرت آزاد کی شان مین لکہتا ہے ؎

لامکان است مقام آزاد	فوق عرش است خرام آزاد
سبحہ گردان زکواکب ہرشب	فلک رہبر است بنام آزاد
خرمن ہستی اعدا سوزد	برق رخشان حسام آزاد
درگلستان جہان ہرگل وخار	مورد رحمت عالم آزاد
جدا و ساقی کوثر باشد	آب خضر است بجام آزاد
گل شود گوش ہمہ تن بچمن	کہ برد باد پیام آزاد
پیش آئینہ ضمیر آن طوطی	میکند وصف کلام آزاد
اے خداوند جہان بادمدام	ساغر عیش بکام آزاد
صاحب ہر دو جہانست شفیق	ہرکہ گردید غلام آزاد

ابتدا مین شفیق کم کم کلام موزون کرنے لگا ۔ اور کلام مین تخلص صاحب کرتا تہا ۔ جب آزاد اس تخلص سے واقف ہوئے تو اُسکو سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شفیق تخلص عطا فرمایا اور آپنے فرمایا کہ میر محمد مسیح صاحب تخلص فارسی مین ایک شاعر گذرا ہے ۔ چونکہ شفیق ہندی و فارسی دونون زبان مین کہتا ہے ۔ زبان ریختہ مین تخلص صاحب بحال رکہا ۔ اور فارسی مین شفیق ۔ تاریخ مرحمت تخلص ؎

حضرت فیض بخش آزاد	کردند مرا تخلص انعام
گفتم تاریخ این عنایت	امداد شفیق شد مرا نام

شفیق صاحب ترجمہ آزاد کے ارشد تلامذہ سے ہے۔ شاعری و سخن سنجی و تاریخ نویسی و تالیف مین فرد کامل تہا۔ اُسکے نتائج طبع نہایت صاف و شستہ و شفاف و برجستہ ہوتے ہین پُرگو ہے آپکا دیوان فارسی وارد و ضخیم ہین۔ ابہی تک مطبوع نہین ہوئے ہین کُل امرمرہون باوقاتہاکے انتظار مین گوشہ گمنامی مین پڑے ہین۔ فقیر نے اکثر تذکرون مین اُن کے اشعار چیدہ چیدہ دیکہے ہین۔ انہین منتخبہ سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آپ کی تالیفات سے۔ ماثر آصفی۔ و ماثر حیدری۔ و تذکرہ گل رعنا۔ و تذکرہ شام غریبان و بساط الغنائم۔ و مرآت الہند۔ و تخلستان۔ و تذکرہ گرو بابانانک۔ و چمنستان شعرا وغیرہا مین۔ تذکرہ نویسی مین میر غلام علی آزاد کے قدم بقدم چلتا ہے۔ جو کچھہ لکہتا ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ لکہتا ہے۔ جس شخص یا جس چیز کی حالت اگر لکہتا ہے تو پورا پورا اسکا مالہ و ماعلیہ صاف صاف بیان کردیتا ہے۔ شفیق کو یہہ لیاقت آزاد کی توجہ و عنایت کی بدولت حاصل ہوئی تہی۔ دکن مین اگرچہ آزاد کے اکثر تلامذہ صاحب تالیف مین لیکن شفیق ارشد تلامذہ سے ہے۔

من اشعارہ الفارسی

مصرع ابروے او بسم اللہ عنوان ما
بسکہ از گفتار ما ریزند یاران رنگہا
بردل ما التفاتی ہست چشم یار را
چشم او برما نگاہے گر ندارد عیب نیست
گر خود آرائی ہوس داری شنو عرض شفیق
تعالی اللہ چہ دولت شد میسر ناگہان امشب

ولہ

مصحف رخسارہ او دین ما ایمان ما
گرد صورت گران شد صفحۂ دیوان ما
التفاتی بسیار با مینا بود میخوار را
می شود پرہیز لازم مردم بیمار را
اندکے تحریف باید چہرۂ گلنار را
کہ آمد بر سر بالین من آن جان جان امشب

ہم آغوش شد بجانان طالع بیدار نازم
مگر در خواب نوشین ہست چشم آسمان امشب

غنچہ ہا نشگفت و طفل گلعذارم برگشت
صد گریبان پارہ شد دامن شہسوارم برگشت

گر نمی آید برابر حال خود در فصل گل
گشت آب فتنہ ام در جو نگارم برگشت

ہر کسے را میرسد نوبت بدور آسیا
برمراد خاطر من روزگارم برگشت

چو شیشہا بدل از چشم سیہ مست تو رفت
شیشہ تحفہ افسوس کہ از دست تو رفت

شکست توبہ مارا بہار شد باعث
ہزار بار نوائے ہزار شد باعث

خدا گواہ کہ می را لب نیالودم
برائے مستی من چشم یار شد باعث

شعلہ - میر کاظم علیخان دہلوی

شعلہ تخلص - میر کاظم علیخان نام - آپ میر احمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند رشید ہین - آپکے بزرگان سلف شرفا و امرا کے زمرہ سے تھے - چنانچہ مولف فقیر نے خاندانی شرافت حسبی و نسبی کا ذکر شہید کے ترجمہ مین پورا بیان کردیا ہے - اب یہان اعادہ کی ضرورت نہین - صاحب ترجمہ کا ذاتی حال لکھتا ہون - آپکی ولادت ۸ تاریخ شہر رجب سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین واقع ہوئی - مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی نشو و نما بہی یہان کی آب و ہوا مین ہوئی - مدرسہ دار العلوم مین پانچ چہہ سال تک تعلیم پائی - کتب درسیہ متداولہ فارسی عربی سے فراغت حاصل کی - امتحان دیگر مدرسہ سے لیاقت نامہ و سند کامل ہمدست کی - علاوہ فارسی عربی بقدر ضرورت انگریزی بہی پڑہ لی - آپکی طبیعت فطرتاً شعلہ جوالہ کی طرح ترقی کے اوج پر عروج کررہی تہی - تحریر و تقریر کے دریا مین موجزن ہورہی تہی - ایسی حالت مین موروثی شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی - ذاتی استعداد

ولیاقت خداداد سے کلام موزون کرنے لگے ۔ اور والد ماجد سے اصلاح لینے لگے ۔ والد کی اصلاح سے روز بروز کلام کی خوبی بڑھنے لگی ۔ چند ہی ایام کی مشق و اصلاح مین کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوگیا ۔ پس آپ شعرا کے مشاعرے مین جانے لگے ۔ معاصرین کے ہمطرح و ہمسنگ ہوئے ۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے مملو ہوتا ہے ۔ اور صنایع و بدایع لفظی و معنوی مین ڈوبا ہوا ۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے ماہر و کامل تھے ۔ کلام سے اہل زبان کی شان دکھلائی دیتی ہے ۔ آپ باوجود ملازمت سرکاری طلبہ کو درس و تدریس سے بہی مستفید فرماتے تہے ۔ اکثر طلبہ و نوآموز شعرا آپکی خدمت مین استفادہ کرتے تہے ۔ آپ اساتذہ جہابذہ مین شمار کئے جاتے تہے ۔ آپ عدالتی امور مین بہی نہایت ہی لائق و فائق تہے ۔ متعدد محکمون مین حکام بالادست کی زیردستی مین کام کرتے رہے ۔ حکام نے وقتاً فوقتاً آپکے انتظام و خوبی کام کی بابت خوشی کا اظہار کیا ہے ۔ مولوی نصر اللہ خان خورجوی ناظم عدالت فوجداری نے اپنے مولفہ تاریخ دکن مین آپکی کارگزاری و تجربہ کاری و ہوشیاری کی بہت تعریف لکھی ہے ۔ مدۃ العمر آپ سرکاری خدمات کو امانت و دیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے ۔ نیک محضر و خداترس تہے ۔ وضعداری و ملنساری کے پابند تہے ۔ طلبہ کے ساتہہ ہمدردی سبقاً و طبقاً فرماتے تہے ۔ فقیر مولف کو آپ سے شناسائی تہی ۔ بعض محافل مین کبھی کبھی باہم ملاقات ہو جاتی تہی ۔ آخر آپنے بتاریخ ۲۰ ماہ جمادی الآخری سنہ ۱۳۳۸ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ آپکے باقیات صالحات سے دو خلف الصدق مین ایک حکیم سید نوازش علی صاحب متخلص بہ لمعہ دوسرے حکیم سید نادر علی صاحب

المتخلص بہ رعد ہیں۔ ماشاء اللہ دونوں ہی بمصداق الولد سر لابیہ لائق و فائق ناظم و ناثر ہیں اللّٰہم سلمہما اللہ بالخیر والعافیہ۔ اب میں شعلہ صاحب کے چند اشعار فارسی و ہندی بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں۔

من اشعارہ الفارسی

در گلشن عشق است چو بلبل وطن ما — خرم چو بہشت است بہار چمن ما
خون در دل یاقوت بود از لب لعلش — زانست کہ رنگین شدہ شیرین سخن ما
بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بکشا — بزن مستانہ ساغر را و مہر شیشہ ہا بکشا
نہان تا کے بماند شمع اندر پردہ فانوس — نقاب از چہرہ ات اے شعلہ رو بہر خدا بکشا
آنکہ بخشید بتو حسن خود آرائی را — او عطا کرد بمن صبر و شکیبائی را
اسم حق ورد کن ای دل کہ ہمہ ذکر کنند — صبحگاہان بنگر طائر صحرائی را
سید ہاشمی و منبع جود و کرمی — نبی مکی و امّی و شفیع الامی
نظر لطف شہا بر من مسکین فرمائے — کہ منم ذرہ بیتاب تو مہر کرمی
حبذا شان براقت کہ زنہ چرخ گذشت — مرحبا شاہسوار عربی و عجمی
سائلے از حرم پاک تو محروم نگشت — بارک اللہ چہ کریمی و چہ عالی ہممی
زان سبب آمدہ در شان تو لولاک لما — کہ تو بر جملہ رسل اکرمی و محترمی
ہست از پرتو انوار تو عالم روشن — آفتاب رسالت معنی لوح و قلمی
حبذا شان رفیعت کہ رسیدی تا عرش — شب معراج ز اعجاز زیادہ تو کمی
سرورا درد دلے دارم و بس رنجورم — داروئے درد عطا کن کہ تو باب حکمی
کن عطا خدمت جاروبی آن روضہ پاک — یا حبیب الصمدی انت ولی النعمی

گر وصل بہی ہو جاتا اکبار تو کیا ہوتا
دامن کش قاتل گر خون شہید ہوتا

وہ شوق شہادت ہے سو بار اگر مرتا
دامن مجہے قاتل کا دامان قضا ہوتا

کیون رشتہ محبت کا توڑا ہی عبث ظالم
یون قتل پر آمادہ ظالم بہوا ہوتا

پائی نہ شہادت جب دعوی ہے دیت کا کب
قاتل ہی کے جانب کو لاشہ بہی پہر ہوتا

اے ابر کرم گر تو رحمت سے برس جاتا
یون قتل کیا ہوتا کچہہ تسمہ لگا ہوتا

گر قلقل مینا کو مجھکو نہ سنایا تہا
گر خون بہا ہوتا تب خون بہا ہوتا

اس شکل بدلنے پر عشق کے آجاتی
یہہ مشت غبار اپنا ہرگز نہ اُڑا ہوتا

سننے کہ سننے وہ کہتا تہا ہمین لازم
تربت پہ مری ظالم اک پہول توڑا ہوتا

اُس شعلہ بہبوکہ کی شکوہ جو کہلین رنگین
تصویر مین بہی رخ سے گر رنگ اُڑا ہوتا

آتے کہ نہ آتے وہ شکوہ تو کیا ہوتا
سوزہ کو دخان کی دم الشعلہ کیا ہوتا

شہیدی - مرزا شہید قمی

شہیدی تخلص - مرزا شہید نام - آپکا وطن اصلی شہر قم ہے - جامع علوم و فنون تہا - فن شاعری مین استاد کامل - میدان سخن سنجی مین اقران و امثال پر سبقت کرتا تہا - اپنے مقابلہ مین کسی شاعر کو ہم سنگ و ہم پلہ نہین سمجہتا تہا - اپنی شاعری و شگفتگی سے کلام پر نازان رہتا تہا - سلطان یعقوب والی تبریز کا مقرب مصاحب تہا - سلطان اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتا تہا - بادشاہ کی قدردانی سے ملک الشعرا خطاب سے مخاطب تہا - معاصرین اُسکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کو دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے - لیکن بادشاہ کی عنایت و توجہ کے سبب اُسکو کچہہ ضرر

نہین پہنچا سکتے تہے۔ ہمیشہ قابو جو رہتے تہے۔ بادشاہ کے فوت ہوتے ہی حاسدین کے وجہ سے وہان قیام دشوار ہوگیا بامرلاچاری ہند کا سفر اختیار کیا۔ تبریز سے اولاً گجرات مین آیا۔ چندروز وہان قیام کرکے اسمعیل عادلشاہ کے عہد مین شہر بیجاپور مین پہنچا عادلشاہ نے اسکی نہایت خاطر و مدارات کی اور مقربین کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ تا بہ زندگی بیجاپور مین عیش و آرام کے ساتہہ بسر کرتا رہا۔ تقریباً صد سالہ عمر ہوکے فوت ہوا۔ فرشتہ و گل عرائب کے مولف تمنا کے قول سے ۹۳۶ سنہ ہجری مین فوت ہوئے بیجاپور کی زمین مین مدفون ہوا۔ محمد عارف بقائی نے لکہا کہ اسکی وفات ۹۳۵ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور ملا قاطعی نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ اسکا مدفن سرگنج گجرات ہے۔ فقیر مولف کے نزدیک فرشتہ و گل عرائب کا قول و سنہ وفات و مدفن کی بابت صحیح ہے۔ اس لیے کہ دونون مولف دکنی الاصل تہے۔ انکا لکہنا گویا مشاہدہ ہے اور بقائی و قاطعی کا مدار سماعت پر ہے۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔ شہیدی صاحب دیوان تہا۔ اسکا دیوان ضخیم ہے کئے ہزار ابیات پر شامل ہے فقیر مولف کے مطالعہ مین گذرا ہے۔ کلام پختہ و برجستہ ہے۔ نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے۔ ابن صاحب ترجمہ کے دیوان سے چند اشعار گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بطوف میکدہ ہا روز بے نوائی ما
سفال چرخ بود کاسہ گدائی ما

چو تاج بر سر ما کو سبوئے بادہ بہین
کسے کہ طعنہ زند بر برہنہ پائی ما

فتاد و سر خم زد دست بادہ فروش
شکست شیشۂ تقوی و پارسائی ما

بیک قدح کہ کشیدیم صبح مخموری
ہم ز درون و برون شست صفائی ما

بآب تلخ چو ما آشنا مباد کسے — که رو بفقر فنا دارد آشنائی ما
نهفته بزم غم ما ز چشم تیره دلان — توان مشاهده کردن بروشنائی ما
شهیدی ز نظر فردوسش دور مرو — که او ز قید خودی مید بد رهائی ما

وله

ز اشک لاله گون تا چند در خون افکنم خود را — نمیدانم که چون زین ورطه بیرون کنم خود را
خیال چشم جادویش چنانم ساخت دیوانه — که خواهم از سر کوئے بهامون افکنم خود را
اگر بر تربت مجنون مرا روزی گذار افتد — درم پیراهن و بر خاک مجنون افکنم خود را

وله

خوش آن سوار کزو شد بلند پستی ما — بتازیانه افشاند گرد هستی ما
ز دست چرخ رهایم به ساغر خورشید — بود بدولت عشق این دراز دستی ما
تهی نگشت دمے کاسه سر از می عشق — ز سر چگونه رود مستی الستی ما
چنان ز شوق تو سرمست و بیخبر حالم — که محتسب بغلط می فتد ز مستی ما
یکے مشاهده کن اے شهیدی آن رب را — بشوئے صفحه انکار بت پرستی ما

وله

ز هیچ سر لایق نباشد بند فتراک ترا — چون کسے آلوده سازد دامن پاک ترا
باغبانا غم مخور روز خشک سال آزاد باش — می پرستان پرورند از چشم تر تاک را
یار اگر یابد شهیدی بر سر خاکت قدم — گو منه شمع و چراغے مجلس خاک را

وله

بیا اے عشق و آتش زن دل افسرده ما را — بنور خویش روشن کن چراغ مرده ما را
ملولیم از کدورتهاے مخموری بیا ساقی — بجامی تازه گردان چهره پژمرده ما را

وله

رفتم نگشت باغ ازان نازنین جدا — افتاد گل بخنده جدا یاسمین جدا
بے لعل یار تیره شد چشم روشنم — مانند خاتمی که بود از نگین جدا
تیغ فراق بند ز بندم جدا کند — از یار خود مباد کسے اینچنین جدا

پامال رخش کن سرم از خاک برملا
می ترسم ای سوار که گردی ز زین جدا

منشین جدا ز یار شهیدی چو عاشقی
صد پاره شو به تیغ وی انگه نشین جدا

وله

داغ بتان چو لاله بود در سرشت ما
مابت پرست و روسیهی خو سرشت ما

ترسم که زیب تربت ارباب دین کنند
خشت منقشی که فتد از کنشت ما

تخم نشاط از دل ما سبز کی شود
زینسان که پایمال غمت گشت کشت ما

عالم گرفت شور شهیدی و کو نمکین
چون نیست بی غم نمکینان سرشت ما

وله

رسیدم اینک آن جاییکه روزی دیده ام او را
درین منزل بسی برگرد سر گردیده ام او را

مرا باور نشود هر دم بهاری گرچه گویندم
که اکنون رفت ازین ره هر کجا پرسیده ام او را

وله

بر لب آمد جان من رحمی ای من بیمار را
خون چکان رخساره بنما تشنهٔ دیدار را

صورتی چون روی تو در کارگاه حسن نیست
ای پری چندانکه می بینیم روی کار را

وله

از تو من دور و دل از تیغ غمت چاک آنجا
بی تو من خون خورم اینجا دل غمناک آنجا

جای پاکان بود آن کوی ازان می دارم
چشم پاکی و دل چاک و نظر پاک آنجا

وله

ما که گاه روز یاری نرسد یاری ما
خلق محشر همه حیران سیه کاری ما

گرچه از جرم گناهیم گرانبار آنجا
کوه بر باد رود چیست گرانباری ما

نا امید از کرم دوست شهیدی نشوی
بشکفاند گل امید جگر خواری ما

وله

عکس رخش در جام می دیدم کشیدم جام را
خوردم بروی دوست می ازمی گرفتم کام را

صد عیب اگر می را بود بس باشدش این یک هنر
کو می دهد رنگ رخ رخساره گلفام را

وله

هر چند بتوانی چو گل پوشی رخ گلرنگ را
مکشا بروی هر کسی آن چشم شوخ و شنگ را

از غمزه میزنی و ز خنده لب را میکنی
در یکزمان کس چون کند هم صلح را هم جنگ را

دامن پاکت زرهی گشتست نمناک از کجا | درگریبان تو افتادست این چاک از کجا
خاک بر سر کرده هر جا داد خواهی بنگرم | میرم از غیرت که بر سر کرده این خاک از کجا

وله

در چمن آن دست نازک سوی شاخ گل مبر | ترسم آزاری رساند که ز گل چیدن ترا
ریختی خون شهیدی چند مردم میکشی | عاقبت خواهد ز خونی پای لغزیدن ترا

وله

عزت عشق چون بود خواری او خوش ست هم | برده سلطنت نگر بندگی ایاز را
ناز ترا بجان خرند لیک بری بر همه کس چه افگنی | سر بسر سند شاه من بر همه صید باز را

وله

نهادم سر براه عشق و کردم قطع منزلها | ز سر بگذشتم آسان ساختم بر خویش مشکلها
سزد گر خوشه خوشه شعله آتش برون آید | بخاک کوی خوبان بس که شد دانه دلها

وله

چشمت به تیر غمزه دل و جان من نواخت | خوش باد وقت مردم مسکین نواز را
خوشخویی شو که بیشتر از خوی نیک بود | چندین قبول خاطر محمود ایاز را
برمن که سجده صنمی میکنم مخند | آگه نه حقیقت عشق مجاز را
درباخت هر چه داشت شهیدی براه عشق | سرها به درد و داغ تو بس پاکباز را

وله

بشام عید کنم ساغر شراب طلب | طلب کنند همه مه من آفتاب طلب
هلال عید کنم سکنج نامه که بان | کنند گنج می از عالم خراب طلب

وله

کمتر از پروانه نتوان بود در جان باختن | گر هوای آتشین رخساره خود پاک سوخت
فارغست از دوزخ و گرمای روز رستخیز | بهر ماهی هر که در غمخانه افلاک سوخت
صحرا خوش ست و باغ خوش ست و چمن خوش است | جامی به یاد رخ خورده ام و وقت من خوش است
بس ناخوشی که عاشق بیچاره خوش کند | دشنام ناخوش ست ولی از دهن خوش است

وله

ز خواب ناز چو آن سر نازنین برخاست | علم شهید بلا فتنه از زمین برخاست

ز بزم لاله رخان چند غرق خون خیزم | نشست هر که باین قوم همچنین برخاست

وله

پی برده ام که منزل جانان من کجاست | آرامگاه سرو خرامان من کجاست

ناخوانده در درون همه جا همچو آفتاب | خودرای و سرکش است نگارین من کجاست

وله

جواب طعنهٔ نااهل چیست خاموشی | فرمان بیهوده کردن دراز کاری نیست

میان خلق شهیدی چه میکنی خانه | ترا مقام به از گوشهٔ مزاری نیست

وله

ای محتسب مکن بمن درد خوار بحث | غوغا میار بر سر ما و گذر از بحث

پروای بخت دینی و عقبی نباشدم | آنجا که حیرت است نباید بکار بحث

وله

گر بوسه خواستم ز تو شیرین دهن مرنج | معذور دار عاشق و مستم ز من مرنج

رنجه ز بار پیرهن ای تازه گل مشو | پوشند ز غیر چون تن نازت به پیرهن مرنج

وله

کلید میکده را یافتم بوقت صباح | برآمد از دل من بیخبر که یا فتاح

قدم نهادم و میخانه را گشادم در | درآمدند پی من هزار اهل صلاح

وله

من دوزخی ز سوز جگر تو بهشتی | مشکل بهم بروی تو مالم زیاده رخ

از خون دیده روی شهیدی منقش است | یاد و رها نده از رخت ای ترک ساده رخ

وله

خرم کسی که در چمن لاله میرود | می دیگری گرفت ز دنباله میرود

از مدرسه بمیکده بگذشت که میروم | در کار می وظیفه یکساله میرود

وله

مغان که میگذرد سوی ما نمی بیند | کشیده سرمه بگو از حیا نمی بیند

بسر خودی بیگانگان نظر دارد | سیاه روی یک آشنا نمی بیند

وله

ندارم کس که پیش یار حال زار من گوید | غم تنهائی و درد دل افگار من گوید

بتلخی جان شیرین میکنم شیرین زبانی کو | که بی رنجاندن خاطر شیرین کار من گوید

وله

میروی ای شاه خوبان جانب شهر وزیر
میکنی خوارزم را بی جرم زندان بر فقیر
نیست بازیگوی سر در عشق بازی باختن
کار سربازان میدان بلا آسان مگیر

وله

ز غم گداخت تنم جان ز غم نرسته هنوز
خدنگ آه کشم بی جهت جسته هنوز
بر آستان تو عمرم بنامرادی رفت
درِ مراد بروی منست بسته هنوز

وله

خوش آن زمان که مرا همنشین تو باشی و بس
رقیب فتنه بکار همین تو باشی و بس
چنانکه هست بر افلاک آفتاب یکی
بر اوج حسن بروی زمین تو باشی و بس

وله

سجاده ریا که بود بار اهل هوش
دلال معصیت نیم انداختم ز دوش
پیمانه که ماند شب از وجه خرقه ام
بهر خمار صبح سپردم بمی فروش

وله

ببال مرغ ببستم نامه سر دادم سوی یارش
گران بارست می ترسم که بگشاید بمنقارش
میسر گر شود بوسم کف پای گل اندامی
بمالم دیده ترسم ز مژه در پا رود خارش

وله

کی از سفال سگانت بما دهند آبی
عوام را نبود بهره ز فیض خواص
غزل سرائی خاصم قبول خاصانست
خوش ست نظم شهیدی که هست خالص الخاص

وله

خوش آنکه من بسفال سگ تو ریزم خون
بمن شراب ستی برون ز خانه عوض
برفت مرغ دلم باز پس نمی آید
درین خرابه ازو مانده آشیانه عوض

وله

تا نیفتد ره ز عشقش در زبان این و آن
حرفی از من سر نزد چون حلقهٔ ناخورده قط
شد شهیدی سربلند از دولت نظم بلند
پست کی گردد اگر گوید کسی نظم وسط

وله

سفر گزیدم و کردم بهر که بود وداع
شدم مقید طوق رکاب شاه شجاع
هوای خدمت وگر نه دارم از سر شوق
چو گرد باد چرا راه میروم بسماع

وله

جور دربانش بلا و طعنه دشمن بلا
میرسد بر من بلا بی اختیار از هر طرف

بی بلا هرگز نیم گر از بلای نیکوان — در کشم دامن رساند روز از هر طرف

وله

گفتی که بهتر است ترا مرگ یا فراق — کارم اگر بمرگ کشد به که با فراق

شد روشنم که داغ جدائی چه بوده است — تا جان من بسوخت جدا دل جدا فراق

وله

عاشق روئی نشدم هیچو زر دم ساغر سنگ — چهرهٔ زرد از عشق نیکوتر که از می لاله رنگ

این غزل مطرب بهر مجلس که سرمستانه خواند — شد شهیدی سرخ روئی دل بسینه آید بچنگ

وله

عجب دارم ز استغنای این ترک — که می آید چنین هیچ است در دل

زغیرت خون آن ساغر خورم من — که عکس آن رخش پیداست در دل

وله

بی تو هر شب چون دل از چشم خونبار آورم — گه بزانو سر نهم گه رو بدیوار آورم

گر بگویم درد خود با کوه بی آن سنگدل — کوه را از درد دل با خود ز شب تار آورم

وله

چو ابر من بهوای تو از جهان رفتم — گلی نچیدم و گریان ز گلستان رفتم

منم شهیدی و با شمع علم بروز جزا — ز چشم خلق چه نقصان اگر نهان رفتم

وله

آزردهٔ ز طعنهٔ مردم برای من — خو بی تو بلای تو هم شد چه جای من

دامن بکش ز صحبت بیگانگان عشق — تا آشنا کجا تو کجا آشنای من

وله

وحشی غزال من بکسی آشنا مشو — ترسم که صید کس شوی از من جدا مشو

مگسل ز ما بغیر مشو رام شرم دار — یکبارگی با اهل وفا بی وفا مشو

آراسته ز خانه ببازار در میا — بالا بلند من همه کس را بلا مشو

تا چند بر شهیدی مسکین جفا کنی — یکره ترحمی همه جور و جفا مشو

وله

غرق عرق شده رخ چون آفتاب تو — طوفان حسن تو همه عالم خراب تو

پاکان کشند بادهٔ حسنت بجام جم — آلوده را خبر نبود از شراب تو

پرسی ز من که بیدل و شیدا چرا شدی — اغیار جا غمزند چه گویم جواب تو

گر در دل تو عشق شهیدی اثر نکرد — وقت نظاره چیست همه اضطراب تو

وله

تنی داریم در بار شکسته — دلی در زیر دیوار شکسته

ز بار دل شهیدی او فتاده — رسن بگسسته و داری شکسته

وله

تا کی باشم بداغ انتظاری سوخته — مانده چون خاکستری بر رهگذار سوخته

اهل ناموس از کجا و بهره عشق از کجا — عشق هر جا خرمن بی اعتباری سوخته

وله

مرا بغیر دیار حبیب ماوا نه — غریب جائی و آنجا غریب را خانه

براه کعبه وصلت نقطع یک منزل — ز پا فتادم و منزل هنوز پیدا نه

وله

منم رسوای شهری گشته دست از آبرو شسته — همی ز خرقه رنگ توبه و تقوی فرو شسته

گرفته کشتی و مستغرق دریا گسسته — بپای خم فتاده دست از جام و سبو شسته

وله

نگوئی از غرور حسن با من یک سخن روزی — بر در بار گر فتادم بپرس احوال من روزی

چه افتد در غریبی نامرادی از دیار من — نگو شناسم و را چون نو دم در وطن روزی

بکام دل همه جا باده بی حجاب خوری — چه وقت تست که با هر کسی شراب خوری

خمار شرب مبادا که درد سر دهدت — ازین شراب که در عالم شباب خوری

گذر به یاری من آمده خبر میداشتی — جانب افتاده گاهی گذر میداشتی

خوش آن ساعت که میرم بر بالین من باشی — زبانم رفته از کار و تو با من در سخن باشی

نگیری پای تابوت مرا خود در پنجانی — که من باشم گران از درد تو نازک بدن باشی

مرا در بزم خود ره دادی و بازم بدر کردی — بهر یک جام می صد کاسه خونم در جگر کردی

براهم هر قدم صد خار غم ای گل خوش نشاندی — چرا از ره مرا بردی و با خود همسفر کردی

من رباعیاته

ای با تو درست عهد و پیمان دلم
داغ طلب وصل تو در جان دلم
آسوده چگونه باد دامن بچشم
آلوده بلای چشم دامان دلم

رباعی

عشاق دل از دو کون آزاده کنند
تا آینهٔ رخ ز کینه ساده کنند
آلوده و مستم از آن صحر و میم
در ساغر آلوده کجا باده کنند

رباعی

هست و جو کرد سنگ پاره زمن
یک زر کانی به ملک سکندر
دست سوی آزار بر دو گرفت
چیزی از سنگ پاره محکم تر

رباعی

مردی چه بود خاک راه افتادن
پا بر سر دنیای خود نهادن
ملک دو جهان بجنبه نگرفتن
خود را دادن آنچه باید دادن

من مراثیه

صافی دلان که جام محبت کشیده اند
زهر فنا چشیده و تلخی ندیده اند
چیدند ز باغ میوه که پیشتر است باغبان
وا مانده از خامی و آسان رسیده اند
بما بجای ما همه تا بنگریم شان
پنهان ز دیده باشد چون نور دیده اند
دشوار نیست مردن ارباب انقطاع
آسان ز جان برند که در تن بریده اند
گشته بباغ صورت و بیرون شده ز باغ
برگ هوس ز هیچ نهالی نچیده اند
جا ساخته ز راه تصرف بهر دلی
خود گفته اند از دل و خود شنیده اند
بر اوج عرش بال زند مرغ روح شان
تن مانده بر زمین خورین آرمیده اند

دریای علم حضرت جامی جهان عشق
تن را گذاشت رفت سوی آشیان عشق

شایان ۔ محمد اسلم خان

شایان تخلص ۔ محمد اسلم خان نام ۔ آپ علی محمد خان ناطق کے فرزند ہین آپ کی ولادت بلدۂ محمد پور عرف ارکاٹ مین ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے زمانہ مین کتب درسیۂ فارسیہ اپنے والد ماجد و محمد رضا سے تمام کین ۔ فارغ التحصیل ہو کے مدراس مین وارد ہوئے ۔ مولوی سید شاہ عبدالقادر مہربان فخری و مولوی محمد باقر آگاہ کی خدمت مین کتب عربیہ ابتدا سے انتہا تک ختم کین عربی مین بھی کامل ہوئے ۔ نواب امیرالامرا بہادر کے میرمنشی ہوئے ۔ فارسی مین عبارت چست و درست با محاورہ مثل اہل زبان لکھتے تھے ۔ تحریر مین ظہوری و طغرا کا طرز اختیار فرماتے تھے ۔ آپکا ہر ایک فقرہ برجستہ و شائستہ اور ہر ایک جملہ شگفتہ و بائستہ ہوتا تھا ۔ امیرالامرا آپکی عبارت شیرین کو دیکھکے بہت محظوظ ہوتے تھے ۔ اور آپکی لیاقت کی تعریف فرماتے تھے آپ نوابصاحب کی زندگی تک میرمنشی گری کی خدمت پر مامور رہے ۔ نواب کی رحلت کے بعد مختلف خدمات مثلاً باغات کی داروغگی اور دارالضرب کی امینی و جاگیرات نیاز حرمین شریفین کی تحصیلداری پر مامور ہوتے رہے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے ۔ حکام بالادست آپکے کام سے بہت خوش ہوتے تھے ۔ آپ حکام کی تابعداری سے سرمو فرق نہین کرتے تھے آپ موزون الطبع تھے ۔ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے ۔ جو کچھہ موزون فرماتے تھے خوب و مرغوب ہوتا تھا ۔ صاحب التالیف و التصنیف بھی تھے ۔ متعدد رسائل لکھے ہین ۔ مسائل التعلیم شرح منہج التقویم و شرح فارسی منہاج و مثنوی گداز دل

وثنوی ظفرنامہ و وقایع حیدری و عین المصادر و گلدستہ مناقب و غیرہا - اور آپکا دیوان غزلیات و قصائد پر شامل ہے - آخر آپ سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین واصل حق ہوئے - انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ

آفتابیست کہ از شام قیامت پیداست		یعنی آن عارض تابان بخم گیسوہا
نوبہار گلشن عشق تو تا افروخت شمع	ولہ	سوخت یکجا بلبل و یکسو پر پروانہا
خط موج ست انگشت تحیر بر لب ساغر	ولہ	ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
چشم او از بسکہ داد مستی می دادہ است		جام صحو بیخودی و سجدہ مینا کردہ است
خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے		فتنہ دام پری سایہ مژگان کسے
اشک دریا دل شایان سر طوفان دارد		نگشاد چشم ترش منت داماں کسے

شائق - غلام محی الدین

شائق تخلص - غلام محی الدین نام - شائق علیخان خطاب ہے - آپ شاہ احمد ابوتراب قادری کے فرزند ہین - آپکے نسب کا سلسلہ تین واسطہ سے جناب مولوی محمد حسین شہید المعروف بامام صاحب بدرس سے منتہی ہوتا ہے - آپکے خاندان مین اکثر بزرگان روشن ضمیر گذرے ہین - آپکا اصلی وطن بیدر ہے - آپکے جد و پدر کا مولد قصبہ اُدگیر ہے آپکا بھی مسقط الراس قصبہ مذکور ہے - آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوئی ایام طفلگی مین والد ماجد کے ہمراہ کالستری مین آئے اور وہان سکونت اختیار کرکے مدراس مین پہنچے - علمائے عصر کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ ختم کرکے فضیلت کی سند

حاصل کی۔ اور کتب فارسیہ مولوی محمد باقر آگاہ و مولوی سید خیر الدین فائق سے
ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین مرزا علی بخت اظفری و سید شاہ حسین حقیقت سے
مشق کرتے تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا ہے۔ معاصرین پر بڑہ گئے۔ اور آپ
انشا پردازی مین ظہوری و طغرا کے ہم سنگ تھے بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے۔ ایکدو ساعت
مین قصائد موزون کر دیتے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم نواب والا جاہ تیرہ روز مین (۳۷)
غزل نعت مین موزون کر دئے۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔ آپکے کلام کی داد
دی بیحد تعریف و تحسین کی۔ آپکو اپنے ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت تھی
طریقت مین ثابت قدم و راسخ دم تھے سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بتقریب شادی اودگیر گئے
شادی سے فارغ ہوکے مدراس مین واپس آئے۔ اسوقت نواب کا آخر عہد تھا تا بزندگی
نواب کے ملازمین مین رہے۔ انعام و خطاب مذکورہ سے سرفراز ہوئے۔ حسب الحکم نواب
مدرسہ فارسی سرکاری مین ملازم ہوئے۔ شعر و شاعری مین مستغرق رہتے تھے
آپکی تصنیف سے ایک دیوان مسمی مرج البحرین و روضۃ القدسیان و مثنوی رشک بہشت
وغیرہ ہین۔ فارسی و اردو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔ کلام درست و صاف
ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک۔ آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین واقع ہوئی۔
آپکے بھائی واقف نے رحلت کی تاریخ کہی **ھو ھذہ**

بیدل عصر حضرت شائق — قدس اللہ السرہ السامی
کام دل جست چون بقرب الہ — کہ جہانست جائے ناکامی
ہاتفم سال رحلتش فرمود
رفتہ ہیہات ہمدم جامی
۱۲۴۹

من کلامه

بوسۂ قند لب یار بسیر مہتاب — سید بہ ذوق دگر چون شکر و شیر مرا

ولہ

صفاے جوہر ذاتم ز چشم تر شود پیدا — برین دعوی دلیل روشن از گہر شود پیدا

ولہ

عشق عاشق در دل معشوق آخر جا کند — گل گریبان چاک گردد از ولاے عندلیب

ولہ

طالعم برگشتہ از سوداے زلف ابترست — سطرہاے راست آید چون کجی در مسطر است

ولہ

تمنا بگرفت ملک عدم ہم خدیو عشق — ہر نو نہال می نگرم خاک بر سر است

ولہ

مگر ز خاک نشان سواری جو ید — وگرنہ چیست مین کندن فرس بدو دست

ولہ

ز سودا چون ببازار شد ل پر داغ خود بردم — بگفتا کس نمیگیرد متاع داغ دارا اینجا

در حجاب زلف کن نظارہ روے یار را — صبح امید از سواد این شب یلدا طلب

نمیدانم کدامی شعلہ در سینہ جا دارد — کہ می جوشد شرر از چشم گریانی کہ من دارم

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ آپکا حسبی تعلق حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے صرف نسبی سلسلہ لکہا۔ اور حسبی سلسلہ سے سکوت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شوقی۔ مولوی غلام غوث

شوقی تخلص غلام غوث نام۔ وطناً گوپاموئی۔ آپکا حسبی سلسلہ قاضی مبارک شارح سلم العلوم سے منتہی ہوتا ہے۔ کتب متداولہ فارسیہ عربیہ مین مہارت کامل رکہتا تہا ادیب فاضل تہا۔ انشاپردازی سخن سازی مین خوشنود کا شاگرد تہا۔ ہندوستان سے سیاحت کرتا ہوا مدراس مین وارد ہوا۔ ضلع کنشور مین افتا کی خدمت پر مقرر ہوا۔

مدت تک اُنکی خدمت کو عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ خوش اخلاق و ذی مروت تھا سخن سنج و سخن پرداز تھا۔ رسائی طبیعت سے کلام پسندیدہ موزون کرتا تھا۔ شعرائے عصر آپکے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ انصافانہ داد دیتے تھے۔ قدرت اللہ خان صاحب نتائج الافکار کے دوستون سے تھا۔ خاموش صوفی نے آپکی رحلت کے بعد ایک مرثیہ آپکے رنج مین لکھا ہے تذکرہ مین مذکور ہے۔ آخر عمر مین آپکو عارضہ لاحق ہوا۔ مرض روز بڑہتا گیا ہرچند کہ معالجہ کرتے تھے۔ لیکن مفید نہین ہوتا تھا۔ معالجے کے لئے حیدرآباد دکن روانہ ہوئے۔ حیدرآباد کے قریب پہنچکے سنہ ۱۲۳۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکو تجہیز و تکفین کر کے شہر مین لائے ہہبود علی شاہ عرف بودے شاہ کے تکیہ مین دفن کئے۔ **ہوھذہ**

سر در بر من آر کہ نازمی بازین ہست
گو یم سخن بوسہ کہ رازے بازین ہست
کارم آخر شدہ از درد و تنگستی آگہ
شیشہ اشکست و بگوشِ تو صدائے نرسید

شفیع میر محمد شفیع

شفیع تخلص۔ میر محمد شفیع نام۔ آپ میر عسکری باقری استرآبادی کے فرزند مین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد سلف سے میر حسن باقری استرآباد سے سلطان عبداللہ قطب شاہ والی تلنگانہ کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوئے۔ قطب شاہ نے بلحاظ سیادت و نجابت تعظیم و تکریم کی۔ اول ہی ملاقات مین انعام و جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور جاگیر مرہی گنٹہ علاقہ حیدرآباد مین بطور التمغا مرحمت کیا۔ مولف مذکور لکھتا ہے کہ اب تک جاگیران کی اولاد پر جاری ہے

انتہی کلامہ۔ شفیع صاحب ترجمہ کے والد ابتدا مین تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ اور انکا مستقر تجارت مچھلی بندر تھا۔ چند مدت کے بعد ضلع نیلور کے محکمہ مین منشی گری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ شفیع کی ولادت ۱۲۳۹ھ ہجری مین ضلع مذکور مین واقع ہوئی سن شعور کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب متداولہ فارسی عربی ختم کین۔ اور شعرو شاعری مین آپ کو تلمذ میر محمد حسن غریب تخلص سے ہے۔ جب آپ مدراس مین آئے میرزا عبدالباقی وفا کے بھی شاگرد ہوئے۔ مدت تک وفا کی خدمت مین تحقیق محاورات و اصطلاحات فارسی و اصلاح سخن مین مصروف رہے۔ پھر چند روز سیر و سیاحت مین گزارے آخر والد ماجد کے انتقال کے بعد دیوانی محکمہ مین خدمت سررشتہ داری پر مقرر ہو تا بزندگی خدمت مفوضہ پر مامور رہے۔ آپکا سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔ آپ علاوہ زبان فارسی عربی تلنگی و ہندی مین بھی مہارت کامل رکھتے تھے شعرگوئی و سخن سنجی مین مستعد تھے۔ آپکا کلام فصیح و بلیغ ہوتا ہے۔ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ سوائے دیوان فارسی کوئی رسالہ یا نسخہ مولفات سے نہین دیکھا گیا۔ نہ کسی صاحب تذکرہ نے لکھا شاید گوشہ گمنامی مین ہون گے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ

خال بر عین صنم بس بہار انداز ست	الیضا	الف کرد ست نگر حسن الف قامت را
تا نباید خال رخش سر بلندم	،،	اعانت را ختر نباشد نباشد
مردمک ست تہی شدہ زر و لعل شرنگ	،،	لعل خندان بدے گوہر دندان بدے
نرگس و غنچہ و گل چشم و دہان و رخ نست	،،	حاش شد روم جانب بستان کسے
ساقی ز فیض جام جہانی شدہ مست ست	،،	ما نیز آمدیم خبر دار اندکے

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبد الجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف و شیوع	یادگارے ہمچو محبوب زمن تذکرۂ گفتم از روئے دکن ۱۳۲۹ ہجری
مولوی صوفی ملکاپوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک نعمانی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم و فن جامع اشعار تحقیق سخن خوب دو تحسیت محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے تمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان اٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس
فارسی عربی مدرسہ اعزہ